تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ
ذِكْرِ الصَّالِحِينَ

تذکرۂ آبادانیہ

شبلی وقت جنید دوراں عاشقِ الٰہی قطب ربانی
حضرت صوفی شاہ آبادانی سیالکوٹی ثم دہلوی
اور اس سلسلہ عالیہ کے دیگر مشائخ کے حالات

تصنیف

شیخ طریقت مولانا محمد انور علی فریدی سہیل

سجادہ نشین

خانقاہ قادریہ آبادانیہ فریدیہ

نگران بدایوں شریف (یوپی)

۳۴۵
تذکرہ صوفیاء

ناشر

صاحبزادہ محمد صہیب فریدی

Www.MadaariMedia.Com



MADAARI MEDIA

The Silsila e Aaliya Madaariya Social Platform

سلسلۂ مداریہ کے بزرگوں کی سیرت و سوانح
سلسلۂ عالیہ مداریہ سے متعلق کتابیں
سلسلۂ مداریہ کے علماء کے مضامین تحریرات
سلسلۂ مداریہ کے شعراء اکرام کے کلام

حاصل کرنے کے لئے اس ویب سائیٹ پر جایئے

www.MadaariMedia.com

@MadaariMedia

@MadaariMedia

@MadaariMedia

@MadaariMedia

Authority : Ghulam Farid Haidari Madaari

تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ
ذِكْرِ الصَّالِحِين


حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ


حضرت سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تذکرۂ آبادانیہ

شبلی وقت جنید دوراں عاشقِ الٰہی قطب ربانی
حضرت صوفی شاہ آبادانی سیالکوٹی ثم دہلوی
اور اس سلسلہ عالیہ کے دیگر مشائخ کے حالات

تصنیف

شیخ طریقت مولانا محمد انور علی فریدی سہیل

سجادہ نشین

خانقاہ قادریہ آبادانیہ فریدیہ

محلہ کنگران بدایوں شریف (یوپی)


حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ


حضرت سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ناشر

صاحبزادہ محمد صہیب فریدی

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

مصنف : محمد انور علی فریدی سہیل

بار : اوّل

تعداد : 500

ناشر : صاحبزادہ محمد صہیب فریدی
خانقاہ قادریہ آبادانیہ فریدیہ
محلہ کمنگران بدایوں شریف، یوپی 243601

خوش نویس : اسحاق احمد خاں رام پوری

طابع : فوٹو آفسیٹ پرنٹرس، بلی ماران، دہلی

ہدیہ : =/200

ملنے کے پتے : (۱) مولوی عبدالجبار فریدی
خانقاہ قادریہ آبادانیہ فریدیہ
محلہ کمنگران، بدایوں، یوپی 243601

(۲) نیاز ندیم فریدی
خانقاہ قادریہ آبادانیہ فریدیہ
ڈاک خانہ حسیناوا یا لکھنیا، ضلع بیگوسرائے بہار 851211

(۳) محمد انور علی فریدی سہیل
161/3 ریلوے کالونی تھامسن روڈ
نزد منٹو برج، دہلی 110002

45468
29/8/2000

قطب ربانی عاشق الٰہی حضرت صوفی شاہ آبادانی دہلوی

کے بارے میں

محب النبی حضرت مولانا محمد فخر الدین چشتی قدس سرہٗ نے فرمایا،
اے دوستو، اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ اس نے اس زمانہ میں
ایسا صاحب اثر زور توجہہ اور قوت جذبہ والا شخص فقرار کی
جماعت میں پیدا کیا ہے یہ شکر کا مقام ہے۔

اگر گیتی سراسر باد گیرد
چراغ مقبلاں ہرگز نمیرد

اگر ساری دنیا آندھیوں کی لپیٹ میں آجائے تو بھی اللہ کے مقبول
بندوں کا چراغ نہیں بجھ سکتا۔

(نور القلوب)

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ
فَلَنُحْیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً ۚ وَلَنَجْزِیَنَّھُمْ اَجْرَھُمْ بِاَحْسَنِ
مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ○ (سورۃ النحل پارہ ۱۴ آیت ۹۷)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمِ

ترجمہ: جو کوئی اچھا کام کرے مردوں سے ہو یا عورتوں سے اور وہ ایمان والا ہو تو اس کو ہم دنیا میں زندگی دیں گے ایک اچھی زندگی اور البتہ (آخرت میں) بدلا دیں گے ہم ان کو ثواب ان کا بہتر اس چیز کے کہ تھے عمل کرتے۔

حیوۃ طیبہ سے یہ مراد نہیں کہ اس کو فقر یا مرض کبھی لاحق نہ ہو بلکہ مطلب یہ ہے کہ اطاعت کی برکت سے اس کے قلب میں ایسا نور ہوگا جس سے وہ ہر حال میں شاکر و صابر اور تسلیم و رضا سے رہے گا اور اصل جمعیت کی یہی رضا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اہل اطاعت کو ان کے وصال کے بعد زندہ کر دیا ہے اور اہل معاصی کو ان کی زندگی میں مردہ۔

(حضرت شیخ شفیق بلخی رحمتہ اللہ علیہ)

قصیدۃ الامام زین العابدین رضی اللہ عنہ

اِن نِلتِ یا رِیحَ الصَّبا یَوماً اِلیٰ اَرضِ الحَرَم
جو پہونچے تو کسی دن اے صبا زین حرم میں

بَلِّغ سَلامِی رَوضَۃً فِیھَا النَّبِیُّ المُحتَرَم
پہونچا سلام میرا اس روضے پر جس میں نبی باحرمت ہیں

مَن وَجھُہٗ شَمسُ الضُّحیٰ مَن خَدُّہٗ بَدرُ الدُّجیٰ
وہ نبی کہ چہرہ ان کا آفتاب چاشت کا اور رخسار ان کے چاند اندھیرے کے

مَن ذَاتُہٗ نُورُ الھُدیٰ مَن کَفُّہٗ بَحرُ الھِمَم
وہ کہ ذات ان کی نور ہدایت ہے اور تھیلی ان کی دریا ہمتوں کا

قُرآنُہٗ بُرھَانُنَا نَسخٌ لِاَدیَانٍ مَضَت
قرآن ان کا ہماری دلیل ہے نسخ کرنے والا پہلے دینوں کا

اِذ جَاءَنَا اَحکَامُہٗ کُلُّ الصُّحُف صَارَ العَدَم
جب آئے ہمارے پاس اس کے حکم سب صحیفے معدوم ہو گئے

اَکبَادُنَا مَجرُوحَۃٌ مِن سَیفِ ھَجرِ المُصطَفیٰ
جگر ہمارے زخمی ہیں تلوار جدائی مصطفےٰ سے

طُوبیٰ لِاَھلِ بَلدَۃٍ فِیھَا النَّبِیُّ المُحتَشَم
کیا خوشی ہے اس شہر والوں کو جس میں وہ نبی باحشمت ہیں

یٰلَیتَنِی کُنتُ کَمَن یَتبَعُ نَبِیًّا عَالِمًا
اے کاش ہوتا میں مثل اس کے کہ اتباع کرتا ہے نبی عالم کی

یَومًا وَّلَیلًا دَائِمًا وَارزُق کَذَا لِی بِالکَرَم
دن رات اور ہمیشہ نصیب کر مجھے یہ دولت اپنے کرم سے

لِی حَسرَتَا اِسمَع کَذَا لِم لَم اَصِف المُصطَفیٰ
مجھے حسرت ہے سنے تو یہ کہ کیوں نہ تعریف کی میں نے مصطفےٰ کی

فِی کُلِّ حِینٍ قَد مَضیٰ فِی الحَالِ مَا نَحصُلھُم
ہر وقت میں کہ گذرا اور حال میں کہ حاصل ہے ساتھ ہم کے

لَستُ بِرَاجٍ مُفرَدًا بَل اَقرُبَائِی کُلَّھُم
نہیں ہوں میں امیدوار رکھنے والا اکیلا بلکہ میرے سب اقربا

فِی القَبرِ اِشفَع یَا شَفِیعُ بِالصَّادِ وَالنُّونِ القَلَم
قبر میں شفاعت کر اے شفیع بحرمت صاد اور نون و قلم کے

یَا مُصطَفیٰ یَا مُجتَبیٰ اِرحَم عَلیٰ عِصیَانِنَا
اے مصطفےٰ اے مجتبےٰ رحم کر ہمارے گناہوں پر

مَجبُورَۃٌ اَعمَالُنَا طَمعًا وَّذَنبًا وَالظُّلَم
ہمارے اعمال لالچ اور گناہ اور تاریکیوں سے بندھے ہوئے ہیں

یَا رَحمَۃً لِّلعَالَمِین اَنتَ شَفِیعُ المُذنِبِین
اے رحمۃ للعالمین آپ شفاعت کرنے والے گنہگاروں کے ہیں

اَکرِم لَنَا یَومَ الحَزِین فَضلًا وَّجُودًا وَالکَرَم
کرم کیجیے ہم پر غم کے دن میں از روئے فضل اور بخشش اور کرم کے

یَا رَحمَۃً لِّلعَالَمِین اَدرِک لِزَینِ العَابِدِین
اور رحمۃ للعالمین دستگیری کیجیے زین العابدینؓ کی

مَحبُوسُ اَیدِی الظَّالِمِین فِی المَوکَبِ وَالمُزدَحَم
مقید ہے ظالموں کے ہاتھ میں درمیان لشکر سواروں اور پیادوں کے

قطعہ تاریخ

از الحاج مولوی مظہر علی فریدی نصرت بدایونی کراچی

انور علی سہیل فریدیؒ اہل حق — مسند نشینِ شیخ طریقت ہیں بے گماں
سہ خیل آبادانیہ مسلک کے حال میں — لکھی ہے اک کتاب بڑی منفعت رساں
مجھ کو لکھا کہ آپ بھی اس کارِ خیر میں — ہو کر شریک حسن عقیدت کریں عیاں
منشائے حکم تھا کہ رقم ایسی نظم ہو — جس میں کتاب ہذا کی تاریخ ہو نہاں
مجھ خاکپائے شیخ میں اتنی سکت نہ تھی — تعمیل حکم کے لئے کرتا چنیں چناں
تاریخ کی تلاش میں میں محو ہوا کہ یوں — آواز آئی غیب سے کانوں میں ناگہاں

نصرت ہر ایک شخص سے کہہ دو یہ برملا
اذکار خود شناساں میں تاریخ ہے نہاں

۱۹۹۴ء

انتساب

والد ماجد مرشدی و مولائی سرحلقہ علماء ربانیین مقتدائے
عارفین، محدث کبیر فقیہہ العصر، قطب وقت ہم شکل حضرت بابا
فرید حضرت مفتی شاہ محمد ابراہیم فریدی نور اللہ مرقدہٗ
کے نام

امیدوار کرم
محمد انور علی فریدی سہیل غفرلہٗ

اظہار تشکر

حدیث شریف مَنْ لَمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہِ
جو شخص لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔

میں ان تمام حضرات کا شکر گزار ہوں جنھوں نے
اس کتاب کی تالیف اور اشاعت میں دامے درمے قدمے
سخنے تعاون فرمایا۔ جَزَاھُمُ اللّٰہُ فِی الدَّارَین

فہرست

عنوانات	صفحہ
قصیدہ حضرت امام زین العابدین	۵
پیش لفظ از خواجہ حسن ثانی نظامی	۱۵
مقدمہ از پروفیسر ظہیر احمد صدیقی	۱۷
تعارف از پروفیسر عبداللہ دوی بخش قادری	۲۱
مقدمہ از مصنف	۲۴
نذرانۂ عقیدت	۲۸
حضرت خواجہ سید آدم بنوری	۲۹
〃 بابا پیر محمد خاں لودی	۳۵
〃 شاہ محمد خاں لودی	۳۶
〃 شاہ محمد قریشی	۳۷
〃 شیخ محمد جیا سندھی	۳۸
〃 مولانا میر محمد زکریا دہلوی	۴۰
〃 مولانا میر عیسیٰ و برادران	۴۶
〃 شیخ محمد امین کشمیری	۴۶
〃 میاں زماں شاہ قلندر	۴۷
قطب ربانی حضرت صوفی شاہ آبادانی دہلوی	۴۸
پیدائش	۴۸
دہلی میں آمد اور بیعت	۵۱
مسند سجادگی	۵۱
حضرت مولانا فخر الدین چشتی اور حضرت شاہ	

عنوانات	صفحہ
غلام سادات چشتی کی صحبت	۵۳
حضرت محبوب الٰہی سے نسبت اویسی	۵۴
آپ کے خلاف محضر اور حضرت مولانا فخر پاک کا آپ کی ولایت کا اظہار کرنا۔	۵۶
عشق الٰہی میں بلند مقام	۵۸
آپ کی نظر کیمیا اثر	۵۹
آپ کا علم ظاہر و باطن	۶۲
آپ کے افعال ظاہری	۶۳
حاشیہ وقوف قلبی	۶۷
شریعت کی پابندی	۶۸
کسب معاش کاغذگری	۶۹
اراکین سلطنت، کا کاغذگروں کو پریشان کرنا حضرت کی ناراضگی و تنبیہ	۷۲
آپ کی ناراضگی سے شاہ عالم ثانی بادشاہ ہند کی معزولی	۷۳
آپ کی دعا سے شاہ عالم ثانی کی دوبارہ تخت نشینی	۷۵
شاہ عالم ثانی کی ارادت مندی	۷۶
آپ کا استغراق	۷۷

حضرت غوث اعظم سے نسبت اویسی	۷۸
پیر و مرشد کا عرس اور سیاہ نیلگوں رومال کی برکت	۷۹
درگاہ حضرت محبوب الٰہی میں محفل سماع میں سپاہیوں پر توجہہ	۸۰
حاجی صاحب برادر خورد حضرت شاہ مہابر بخش پر توجہہ	۸۱
آپ کا مولی فروش کی آواز پر وجد	۸۲
مبتدی کی آہ و فغاں اور منتہی کی خاموشی	۸۳
نواب صاحب کا عشق مجازی سے عشق حقیقی پر پہنچنا۔	۸۴
نواب صاحب کا وحدۃ الوجود میں تردد	۸۶
نواب صاحب کو قبر کے حالات سے آگاہ کرانا۔	۸۷
نواب صاحب کا حج کا ارادہ اور حضرت کی توجہہ	۸۹
حضرت کی توجہہ سے نواب صاحب کو سرکار دو عالم کی زیارت	۹۰
آپ کی دعا سے دریائے جمنا کا دوبارہ جاری ہونا۔	۹۱
نیلگوں رومال	۹۲
آپ کا توشہ	۹۴
توشہ کی مقبولیت اور نیاز نہ کرانے پر نقصان	۹۵
توشہ کے اجزاء	۹۶
توشہ کی نیاز کا طریقہ	۹۶
حضرت کے معمولات	۹۶
حضرت کا سماع کو دوست رکھنا	۹۸
آپ کا وحدت الوجود میں مقولہ	۱۰۰
حضرت کی کرامات	۱۰۱
وصال	۱۰۷
تواریخ۔ وصال	۱۰۹
نقشہ مزار مبارک	۱۱۳
تذکروں میں تذکرہ	۱۱۴
واقعات دار الحکومت	۱۱۴
رہنمائے مقامات مقدس دار الحکومت	۱۱۵
مزارات اولیائے دہلی	۱۱۵
یادگار دہلی	۱۱۶
تحفہ سعید	۱۱۷
آپ کے خلفاء	۱۱۷
حضرت میاں غلام رسول	۱۱۸
حضرت مولانا نواب سید امجد علی خاں رضوی	۱۱۹
خلفاء نواب صاحب	۱۲۸
حضرت مرزا میڈو بیگ الہ آبادی	۱۲۸
〃 حافظ جان محمد	۱۲۸
〃 دوست محمد	۱۲۸
〃 میاں امام بخش لکھنوی	۱۲۹

حضرت شاہ خیرات علی	۱۲۹	اجازت و خلافت	۱۴۵
〃 سید شاہ گوجری قادری	۱۲۹	بجنور اور امروہہ کا سفر	۱۴۶
〃 شیخ رحم علی گورکھپوری	۱۳۰	حضرت سید احمد رائے بریلوی کی عقیدت	۱۴۷
〃 میاں کلو	۱۳۰	اسلام نگر میں آمد	۱۴۸
〃 سید شاہ امیر علی	۱۳۱	سہارنپور کا سفر	۱۴۹
آپ کے خلفاء	۱۳۱	کرامت	۱۵۱
شیخ محمد قاسم مورانوی	۱۳۱	وصال	۱۵۳
شیخ احمد علی مورانوی	۱۳۱	آپ کے خلفاء	۱۵۴
سید محمد سعادت علی دہلوی	۱۳۲	شیخ رمضان علی امروہوی	۱۵۵
سید محمد عباس رضوی دہلوی	۱۳۲	مولانا عبدالرحمن جلال آبادی	۱۵۶
سید عبدالعزیز شاہ	۱۳۲	شاہ عبدالکریم اسلام نگری	۱۵۷
صوفی اللہ یار خاں رومی	۱۳۳	حضرت قاضی عنایت حسین چریاکوٹی	۱۵۸
حاجی مہکو بیگ دہلوی	۱۳۵	خلفاء قاضی صاحب	۱۵۹
شہزادہ مرزا حاجی صاحب	۱۳۸	شاہ محمد عنایت کریم و دیگر خلفاء	۱۵۹
شیخ کلو دہلوی	۱۳۹	حضرت رحیم شاہ	۱۶۰
کالے خاں بھٹ گانوی	۱۴۰	مجازان حضرت امام الزاہدین	۱۶۰
شیخ امین الزماں آسیونی	۱۴۱	حضرت شاہ رحم علی قادری	۱۶۰
حضرت شیخ اللہ دیا گجراتی	۱۴۱	مجازان شاہ رحم علی قادری	۱۶۲
〃 شیخ انور دہلوی	۱۴۲	میاں عبدالغنی	۱۶۲
میاں فتح محمد و میاں معزالدین	۱۴۲	سید احمد حسین بریلوی	۱۶۲
حضرت شاہ شرف الدین دہلوی	۱۴۲	شیخ عبداللطیف، مولانا نوازش علی	۱۶۲
حضرت حافظ شاہ احسان علی فریدی	۱۴۳	رحم خاں نبوری، شیخ نبی بخش، شیخ پیر محمد	۱۶۲
آپ کی دہلی میں آمد اور بیعت	۱۴۳	و شیخ فتح محمد	۱۶۳

صوفی رحیم اللہ شاہ امروہوی	۱۶۳
شیخ جسیم اللہ لکھمنوی	۱۶۳
قاضی غلام حسین اسلام نگری	۱۶۴
حافظ محمد مصطفےٰ کاندھلوی	۱۶۴
سید شاہ عبداللہ قادری شہید	۱۶۵
آپ کی مشہور غزل	۱۶۵
حضرت سید شاہ عبدالعلیم لوہاروی	۱۶۷
اجازت و خلافت	۱۷۲
سیاحی	۱۷۳
حج مبارک کا عزم	۱۷۵
مولوی گلزار علی شاہ کشنوی کا کشف	۱۷۵
آپ کے اوقات شبانہ روز	۱۷۷
خرق عادت	۱۷۸
وصال	۱۸۰
آپ کے خلفاء	۱۸۲
مولانا سید شاہ عبداللہ	۱۸۲
حضرت مولانا نصراللہ خاں خویشگی	۱۸۳
خلفاء مولانا صاحب	۱۸۵
مولانا عبدالملک خاں خویشگی	۱۸۵
حافظ محمد ابراہیم خویشگی	۱۸۶
مولانا خورشید علی	۱۸۶
حاجی نوازش علی	۱۸۷
بابو وارث علی	۱۸۷
حافظ عثمان خاں خویشگی	۱۸۷
دیوان امید علی خاں	۱۸۸
دیوان شاہ محمد حسین	۱۸۸
آپ کے خلفاء	۱۸۸
مولانا شاہ فریدالدین احمد غازی پوری	۱۸۹
آپ کے خلفاء	۱۹۰
پیر جی عبدالحکیم آبادانی و دیگر خلفاء	۱۹۰
میاں جی عبدالعزیز جھنجھانوی	۱۹۱
حاشیہ حضرت میاں جی نور محمد جھنجھانوی	۱۹۱
آپ کا حضرت شاہ احسان علی فریدی سے مرید ہونا اور تعلیم سلوک	۱۹۲
حضرت قدوۃ العرفاء کے خلیفہ سوم	
حضرت شاہ عبداللہ	۱۹۵
قاضی بہاءالدین احمد	۱۹۵
مولانا سید علی کاکوروی و دیگر خلفاء	۱۹۵
چراغ ربانی مولانا محمد کامل ولیدپوری	۱۹۷
چراغ ربانی کا علامہ شبلی نعمانی اور ان کے بھائی جنید کا نام رکھنا علامہ شبلی کو نعمانی کا خطاب	۲۰۰
اسماء خلفاء چراغ ربانی	۲۰۱
حضرت حاجی دیدار علی خاں غازی پوری	۲۰۳
آپ کے خلفاء	
مولانا شاہ محی الدین	۲۰۹
مولانا جان محمد	۲۰۹

مولانا محمود خاں	۲۰۹	ڈاکٹر سید عبدالعظیم باروی	۲۳۷
قاضی سید محمد علی بنارسی	۲۱۰	ملک مولانا شاہ گلزار علی	۲۳۹
شاہ منصب حسین	۲۱۰	ملک مولوی محمد رافق	۲۴۱
سلطان المشائخ حافظ شاہ فرید الدین		شاہ محمد سعید	۲۴۱
آروی ۔	۲۱۱	شاہ کبیر بخش	۲۴۲
آپ کا وصال تاریخ وصال	۲۱۵	مولانا عبدالحق آروی	۲۴۲
اشتیاقیہ اشعار مولانا مبارک حسین		حکیم سید جلال الدین جرھوی	۲۴۲
درھبنگوی	۲۱۷	حاجی تیغ علی شاہ	۲۴۳
مولانا شاہ مصلح الدین آروی	۲۱۸	شاہ مخدوم بخش	۲۴۴
آپ کے خلفاء	۲۲۲	شاہ خدا بخش	۲۴۴
مولانا شاہ معین الدین آروی	۲۲۲	شاہ فتح علی آروی	۲۴۴
شاہ رفیق الدین	۲۲۵	شاہ فضیلت حسین درھبنگوی	۲۴۴
شاہ محامد علی خاں	۲۲۶	شاہ جمال الدین جلو	۲۴۵
شاہ ارشاد علی خاں	۲۲۷	قاضی عبدالسبحان	۲۴۵
شاہ عبدالوہاب	۲۲۷	شاہ محمد اسحاق	۲۴۵
خلفاء حضرت سلطان المشائخ	۲۲۸	حافظ عبدالغفور	۲۴۵
شاہ آبادانی	۲۲۸	حکیم شاہ تیغ علی آروی	۲۴۵
شاہ محمد عبدالکریم	۲۲۸	حافظ محمد عارف عرف زاہد علی	۲۴۶
شاہ عبدالصمد آروی	۲۲۸	شاہ محمد وزیر علی	۲۴۶
مولانا تصدق حسین آروی	۲۳۰	مولانا اصغر حسین	۲۴۶
شاہ سمیع احمد مونگیری	۲۳۱	شاہ نورالحسن	۲۴۶
داروغہ حب علی خاں جیبی	۲۳۲	شاہ عبدالکریم	۲۴۶
مولانا شاہ محمد مبارک حسین درھبنگوی	۲۳۳	مولوی فضل حق وکیل مونگیری	۲۴۶

شاہ نثار احمد قادری	۲۴۸
مولوی شاہ جعفر علی فریدی قطب سہرسا	۲۵۲
خلفاء حضرت قطب سہرسا	۲۷۰
شیخ منظور الحسن قادری	۲۷۱
صوفی عبدالرحیم بدیاوی	۲۷۱
شیخ محمد طیب	۲۷۲
〃 وجاہت حسین	۲۷۲
〃 عبدالجبار معینی	۲۷۳
مولانا سید احمد فریدی ادیب	۲۷۴
حضرت مفتی شاہ محمد ابراہیم فریدی	۲۷۶
خلفاء حضرت مفتی صاحب	۲۸۴
مولانا محمد دانش علی فریدی	۲۸۵
صوفی سید عبدالسلام قادری	۲۸۶
حاجی محمد رضا خریدی	۲۸۸
محمد انور علی فریدی سہیل	۲۸۹
صوفی نذیر احمد	۲۹۱
مولانا عین الدین احمد فریدی	۲۹۲
قاضی ممنون الحسن	۲۹۳
مولوی محمد مظہر علی فریدی	۲۹۳
مولوی محمد محسن فریدی	۲۹۴
چند مریدان خاص	
مولوی کلیم الدین قادری	۲۹۵
جناب ظہور شاہ	۲۹۵
مولانا غلام حسین قادری	۲۹۶
مولانا محمود الحسن قادری	۲۹۰
صوفی افسر حسین خاں	۲۹۷
اولادِ حضرت مفتی صاحب	۲۹۸
تعلیمات آبادانیہ	۳۰۱
لطائف	۳۰۱
اذکار	۳۰۳
پاس انفاس	۳۰۳
نفی اثبات چہار ضربی	۳۰۴
نفی اثبات سہ ضربی	۳۰۴
حل مشکلات	۳۰۵
اسم ذات	۳۰۵
دورہ قادری	۳۰۶
ہدایات	۳۰۶
قبض وبسط	۳۰۷
حال ومقام	۳۰۷
شجرات طریقت، سلاسل سبعہ	۳۰۸
شجرہ قادریہ تین طرق	۳۰۸
شجرہ نقشبندیہ چار طرق	۳۱۴
شجرہ چشتیہ صابریہ ونظامیہ	۳۱۹
شجرہ سہروردیہ	۳۲۲
سلسلہ کبرویہ	۳۲۵
〃 مداریہ	۳۲۷
〃 قلندریہ	۳۲۸
درود تنجینا	۳۳۰
دعائے فریدیہ	۳۳۲
اختتام	۳۳۳

پیش لفظ

از

حضرت خواجہ حسن ثانی نظامی مدظلہ سجادہ نشین
درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء نئی دہلی ۱۳

حضرت مولانا محمد انور علی فریدی سہیل مدظلہ العالی معاشی شغل ایک سائنٹسٹ کا رکھتے ہیں کہ ریلوے اسپتال کی لیبورٹی سے وابستہ ہیں لیکن اللہ کی مخلوق کی اس جسمانی خدمت کے ساتھ بزرگوں نے انھیں روحانی اور دینی خدمت کے لئے بھی مامور کر رکھا ہے۔ ان کا سلسلہ نسب ایک طرف شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنجشکر جیسے عظیم المرتبت چشتی بزرگ سے ملتا ہے تو دوسری طرف سلسلہ عالیہ قادریہ کے ایک معتبر شیخ حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم فریدی سمستی پوری ثم البدایونی علیہ الرحمہ ان کے والد ماجد اور پیر و مرشد ہیں حضرت مفتی صاحب اگرچہ جامع السلاسل بزرگ تھے اور ان کی نسبی نسبت چشتی تھی لیکن زیر نظر کتاب کے جستہ جستہ مطالعہ سے معلوم ہوا کہ ان کی نسبت غالب قادریہ آبادانیہ تھی۔ موصوف نے اپنے مریدوں اور اولاد میں سے حضرت محمد انور علی فریدی سہیل کو جانشینی کے لئے سمجھ کر ہی چنا تھا کہ ان کے یہ فرزند رشید ملازمت کے سلسلہ میں دہلی تشریف لائے یہاں کی ہر روحانی محفل کی رونق بن گئے اور اپنی وضع داری اصول پسندی اور بزرگانہ رکھ رکھاؤ کی وجہ سے سب کے لئے محترم ٹھہرے تصنیف و تالیف ان کا مشغلہ کبھی نہیں رہا تھا لیکن اس طرف بھی انھوں نے توجہ فرمائی اور اپنے سلسلے کے ایک معروف بزرگ حضرت صوفی شاہ آبادانیؒ ان کے شیوخ اور مسترشدین کا زیر نظر تذکرہ مرتب فرمادیا۔ ان بزرگوں کے حالات جن کتابوں میں ملتے تھے

وہ اب ناپید ہوتی جارہی ہیں، بعض شیوخ کی درگاہیں اور مزارات تک انقلابات زمانہ کی بھینٹ چڑھ چکے ہیں۔ حضرت سہیل میاں نے ان کو از سر نو دریافت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر عطا فرمائے اور عمر دراز کرے کہ پیرزادگان عالی وقار میں ان کا سا ذوق شوق رکھنے والے نوجوان کم ہی رہ گئے ہیں۔

اس کتاب میں بزرگوں کی سوانح کے ساتھ ان کے اعمال اشغال اور دیگر تعلیمات کو بھی درج کیا گیا ہے جس سے اس کی افادیت بڑھ گئی ہے۔ انشاءاللہ اس کا خاطر خواہ اثر ہوگا۔

مخلص دعاگو

(خواجہ) حسن ثانی نظامی

حجرۂ قدیم درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء

نئی دہلی ۱۳

مقدمہ

از

پروفیسر ڈاکٹر ظہیر احمد صدیقی
صدر شعبہ اردو دہلی یونیورسٹی دہلی

تصوف کی تعریف حضرات صوفیہ نے مختلف انداز میں کی ہے ایک صوفی کا خیال ہے کہ انسان غیر اللہ کو دیکھنا چھوڑے اس کا مقصود صرف اللہ کی ذات ہو اور دوسرے واسطوں سے اپنے آپ کو غیر متعلق کرلے۔ اس کا یقین ہو کہ دنیا میں جو بھی نفع یا نقصان ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے ؎

خبر اس کی نہیں ان خام کاران محبت کو
اسی کو دکھ بھی دیتے ہیں جسے اپنا سمجھتے ہیں

تصوف میں ظاہر اور باطن میں دوئی نہیں ہوتی۔ اس کی بنیادی خصوصیات میں یہ ہے کہ صوفی دنیا کو ترک تو نہیں کرتا مگر اس کو زندگی کا حاصل بھی خیال نہیں کرتا۔ کسی نے تصوف کی تعبیر حسن خلق سے کی ہے۔ دنیاوی معاملات میں بظاہر صوفی اور غیر صوفی میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ رہنا سہنا کھانا پینا نشست و برخاست سب یکساں ہوتے ہیں۔ فرق ہے ارادہ اور نیت کا۔ صوفی خیال کرتا ہے کہ اس کا ہر عمل خدا کی مرضی سے وابستہ ہے اور غیر صوفی اس کو اپنی محنت اور ریاضت کا ثمرہ خیال کرتا ہے۔ کسی صوفی سے دریافت کیا کہ کیسی گزرتی ہے اس نے جواب دیا کہ کائنات میرے حکم پر چلتی ہے۔ سوال کرنے والے کو حیرت ہوئی اور سوال کیا کہ ایسا کیوں کر ہوتا ہے انھوں نے جواب دیا کہ جو خدا کی مرضی ہوتی ہے مجھے محسوس ہوتا ہے کہ یہ بھی میرے دل میں ہے۔

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اس نے کہا
میں نے یہ جانا گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

مراد یہ ہے کہ صوفی ظاہر کی بجائے باطن اور مجاز کی بجائے حقیقت پر زور دیتا ہے۔ اس کا عقیدہ ہے کہ حقیقی وجود صرف اللہ کا ہے۔ کائنات محض عدم کے اٹھنے ہیں، یہاں یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ توحید پر زور کسی مذہب میں اس قدر نہیں ہے جس قدر اسلام میں اور اس کی تبلیغ کسی نے نہیں کی جس قدر صوفیائے کرام نے کی ہے۔ یہاں شاید پروفیسر ضیا احمد بدایونی کا یہ اقتباس ہماری تائید میں کافی ہو۔

"یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ اسلام سے بڑھ کر توحید پر زور کسی مذہب نے نہیں دیا اور اسلامی جماعتوں میں حضرات صوفیہ سے زیادہ توحید کا اہتمام کسی نے نہیں کیا۔ انسان کلمہ توحید کے اقرار کے بعد دنیا کی ہر طاقت سے جو قدرتی اختیارات سے ٹکر لیتی ہے انحراف کا اعلان کرتا ہے۔"

اس تفصیل کا مقصد یہ ہے کہ تمام عقائد توحید کے گرد گھومتے ہیں۔ یہاں اس غلط فہمی کی طرف توجہ دلادوں کہ حقیقی تصوف نے ترک دنیا کی کبھی تعلیم نہیں دی۔ صرف دنیا میں رہ کر دنیا کی آلودگیوں سے پاک رہنے کی تعلیم دی ہے۔ مولانا نیاز فتح پوری نے تصوف کے سلسلہ میں دلچسپ بات لکھی ہے۔

"تصوف ہمیشہ میری پریشان خیالی کی جائے پناہ رہا ہے لیکن اس کا علمی یا فلسفیانہ پہلو نہیں جس میں لطافت قلب یا حقیقت و معرفت وغیرہ کی اصطلاحوں سے بحث کی جاتی ہے بلکہ اس کا اخلاقی پہلو اس کا والہانہ مشرب اس کا نعرہ ہمہ اوست۔ زندگی میں اس کی تفسیر کریں تو نتیجہ وہی انسانیت نکلتا ہے۔"

دوسرے الفاظ میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ تصوف ایک اصول زندگی کا نام ہے۔ اس کو فلسفیانہ رنگ بعد کو دیا گیا۔ ان بزرگان دین کی تعلیم کا اثر تھا کہ دنیا کو سلامتی کا راستہ نظر آیا۔

اگر گیتی سراسر باد گیرد　　چراغ مقبلاں ہرگز نمیرد

اسی اسلامی تعلیمات کی کہانیاں "تذکرہ آبادانیہ" میں ہیں جن کو محترم مولانا محمد انور علی فریدی سہیل نے مرتب کر کے بزرگان دین کی تعلیم کو گھر گھر پہونچانے کی کوشش کی ہے۔ اس تذکرہ کا مطالعہ کئی پہلوؤں سے کیا جاسکتا ہے۔ صوفیائے کرام کی نجی زندگی۔ ان کی سماجی زندگی اور اہل معاملہ کے ساتھ ان کا رویہ۔ عوام اور حکومت کے سربراہوں کے ساتھ ان کا طرز عمل۔ یہ

حقیقت ہے کہ جس طرح فاضل مصنف نے ان بزرگان دین کی زندگی کے مختلف گوشوں کی نشان دہی کی ہے اس نے زندگی کے لئے کچھ نئے راستے فراہم کر دیئے ہیں۔ ایک بزرگ[1] کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اپنے والد کے انتقال کے بعد اپنی تمام دولت تقسیم کر دی۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ اگر دولت کا رکھنا ناجائز ہے تو آپ کے والد کیوں رکھتے تھے اور اگر جائز ہے تو آپ کیوں نہیں رکھتے۔ حضرت نے جواب دیا کہ دولت کی مثال ایک سانپ کی سی ہے۔ میرے والد کو اس کا منتر آتا تھا اس لئے ان کو خطرہ نہیں تھا مجھے اس کا منتر نہیں آتا اس لئے میرے لئے بہتر یہی ہے کہ اس سے دور رہوں۔

شیخ رکن الدین کہا کرتے تھے کہ صوفی کے لئے تین چیزیں ضروری ہیں اول دولت جو غربا اور ضرورت مندوں میں تقسیم کر دی جائے۔ دوسرے علم جو ملک اور ملت کے کام آئے۔ تیسرے روحانیت جس کے ذریعہ لوگوں کو خدا شناسی کی تعلیم دی جا سکے۔ دوسرے الفاظ میں دولت بُری چیز نہیں ہے اس کا استعمال اس کو اچھا یا بُرا بنا دیتا ہے۔

اسلام کی تعلیم ہے کہ اس کے اعمال اس کی ضمانت ہیں نسبتوں کا تعلق ضمنی ہے۔ فاضل مصنف نے اس کی واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے کہ رسول اللہ نے اپنی بیٹی سے فرمایا کہ اس پر تکبّر نہ کرنا کہ تم رسُول خدا کی بیٹی ہو بلکہ عمل کرو اور کسی لمحہ خدا کی یاد سے غافل نہ ہونا۔ اسی تعلیم کا اثر تھا کہ میاں غلام رسول کو ہدایت کی کہ "اس ظاہری خرقہ و کلاہ پر تکیہ نہ کرنا کوئی بھی قدم سنت نبوی کے خلاف نہ اُٹھے"۔ یہی حال سماع میں وجد کا ہے۔ محترم فریدی صاحب نے حاجی دیدار علی خاں صاحب کے ذکر میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حالت وجد میں خدائی کا دعویٰ کر بیٹھے۔ جب وہ کیفیت دور ہوئی تو علم ہوا تو توبہ کی اور پھر کبھی سماع کی محفل میں شریک نہیں ہوئے۔ صوفی کی تعریف یہی ہے کہ وہ اس بات کا خیال رکھے کہ عبد اور معبود میں کیا فرق ہے۔

محترم فریدی صاحب نے جہاں بزرگان دین کی کرامتوں کا ذکر کیا ہے وہاں ان کے اخلاق اور حسن سلوک کا بھی ذکر بڑے والہانہ انداز میں پیش کیا ہے۔ ان بزرگوں کی تبلیغ ان کی عملی زندگی تھی۔ موضوع کی پیچیدگی کے باوجود فاضل مصنف نے ان کو عام فہم بنانے کی کوشش کی ہے۔ درمیان میں ان علمائے باطن کی زندگی کے اہم واقعات کو دلچسپ انداز میں پیش کر کے

---

[1] یہ واقعہ حضرت شیخ صدر الدین عارف بن حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کا ہے۔ مصنف

موضوع کو اہم بنا دیا ہے۔ صوفیائے کرام کی زندگی کے اہم واقعات اور خاندانی رشتوں کے ذکر نے موضوع کی اہمیت کو اور بڑھا دیا ہے۔

محترم فریدی صاحب کے اس کام کی اہمیت کئی اعتبار سے ہے ایک اہمیت یہ ہے کہ تاریخ کے بھولے ہوئے سبق کو یاد دلاتا ہے۔ اپنی شاندار تاریخ کا اظہار ایک قومی اور ملی خدمت ہے بزرگان دین کے واقعات بدگمانیوں کو دور کرتے ہیں جو سیاست کے مفاد پرستوں نے پیدا کر دی ہیں مجھے یقین ہے کہ یہ تصنیف ان بدگمانیوں کو دور کرے گی۔ اپنی شاندار تاریخی علمی اور مذہبی تاریخ کے احساس سے اپنے اندر خود اعتمادی پیدا ہوگی۔ کبھی کبھی میں سوچتا ہوں کہ کرامتوں کے اظہار کی نوبت بعد کی منزل ہے۔ صالح عمل کے اظہار سے ہم غیر ملک کے آدمی کو بھی متاثر کر سکتے ہیں۔ ایک صوفی سے کسی مہمان نے کہا کہ "میں آپ کی خانقاہ میں یہ دیکھنے آیا تھا کہ کیا کوئی کرامت بھی نظر آتی ہے یا نہیں صوفی نے سوال کیا کہ اس خانقاہ میں کوئی کام شرع کے خلاف بھی دیکھا اس نے اعتراف کیا کہ کوئی کام خلاف شرع نہیں دیکھا۔ حضرت نے فرمایا "جا یہی بابا کی کرامت ہے"۔

مجھے امید ہے کہ محترم محمد انور علی فریدی صاحب کی اس کاوش کو احترام کی نظر سے دیکھا جائے گا۔ مجھے یہ بھی یقین ہے کہ یہ تذکرہ آئندہ کام کرنے والوں کے لئے رہنما ثابت ہوگا۔ مجھے امید ہے کہ بہت سی گم شدہ کڑیاں اس تذکرہ سے دریافت ہو جائیں گی۔

(پروفیسر) ظہیر احمد صدیقی

صدر شعبہ اردو دہلی یونیورسٹی

۱۔ یہ واقعہ مشہور نقش بندی بزرگ حضرت مولانا فضل رحمن گنج مراد آبادی مرید و خلیفہ حضرت شاہ محمد آفاق دہلوی کا ہے جو مریدین میں مولانا بابا کے نام سے مشہور ہیں۔ مصنف

تعارف

محترم جناب پروفیسر عبداللہ ولی بخش قادری

ٹیچرس کالج جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی

حضرت صوفی شاہ آبادانی سیالکوٹی ثم دہلوی سے خانوادہ آبادانی منسوب ہے تذکرہ آبادانیہ کا آغاز حضرت شاہ آبادانی کے بزرگان طریقت کے ذکر سے ہوتا ہے جو کہ مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی تک پہونچتا ہے۔ اس کے بعد صراحت کے ساتھ حضرت شاہ آبادانی کی حیات والاصفات بیان کی گئی ہے۔ ان کی پیدائش سیالکوٹ میں ہوئی (۱۱۵۱ھ) اور وفات دہلی میں (۱۲۲۰ھ ہجری)۔ وہ نوعمری میں اپنے والد کے ہمراہ دہلی آئے اور جامع مسجد کے نزدیک محلہ کاغذگراں (موجودہ لاجپت رائے مارکیٹ) میں رہائش اختیار کی اور اپنے شیخ کی پیروی میں کاغذگری کا پیشہ خود بھی اختیار فرمایا۔ آپ کا مزار پنج چکیوں کے سامنے میدان میں مغرب کی جانب شہر کے شمالی کونے پر موجودہ احاطہ لڑکیوں کا پرزین ٹیشن اسکول) ۱۹۵۵ء تک محفوظ تھا۔ اس کے بعد گردوگرد ش زمانہ نے آنکھوں سے اوجھل کر دیا۔ آپ کے مریدین کی تعداد کثیر تھی جو کہ دربھنگہ مظفرپور جیسے دور دراز مقامات تک پھیلتی چلی گئی۔ آخری دور کے بزرگوں میں حضرت مولوی شاہ جعفر علی فریدی کا اسم گرامی ایک نمایاں حیثیت کا حامل ہے۔ ان کی ولادت گورکھپور میں ہوئی (۱۸۴۳ء) لیکن ان کا مستقر سمستی پور رہا جہاں کاروباری زندگی کے ساتھ ساتھ رشد وہدایت زندگی کا نصب العین قرار پایا۔ انھوں نے ۱۹۵۸ء میں وصال فرمایا اور موضع سربیلہ ضلع سہرسا (بہار) میں مدفون ہوئے۔ ان کے خلیفہ نامزد ہونے کی سعادت تیسرے

صاحبزادے مولانا مفتی محمد ابراہیم فریدی سمستی پوری ثم بدایونی کے حصے میں آئی۔

مفتی صاحب کی ولادت ۱۹۰۸ء میں ہوئی اور مولد سمستی پور ہے۔ وہ علم وعرفان کی جستجو میں مدینۃ الاولیا بدایوں آئے اور چند سال یہاں اور بریلی میں اکتساب علم میں گزارنے کے بعد بدایوں کے مدرسہ عالیہ قادریہ میں بحیثیت استاد وابستہ ہوئے لیکن دو تین سال کے بعد ہی ۱۹۴۰ء میں مدرسہ شمس العلوم بدایوں کے صدر مدرس اور شیخ الحدیث نیز مفتی بدایوں بھی مقرر ہوئے۔ انھوں نے بدایوں کو ہی اپنا وطن ثانی قرار دیا اور ۱۹۸۷ء میں یہیں واصل حق ہوئے۔ وہ اپنی رہائش گاہ واقع محلہ کمنگران کے قریب ہی احاطہ درگاہ حضرت مٹکی پیر میں مدفون ہیں جو دراصل چالیس شہدا کا مرقد ہے یہ مجاہدین حضرت سید سالار مسعود غازی کے ہمراہ ہندوستان تشریف لائے تھے اور ۴۲۱ھ میں یہاں مرتبہ شہادت پایا۔ یہ سب ایک کوئیں کے اندر دفن ہیں اور اسمائے گرامی نامعلوم ہونے کی بنا پر حضرت مٹکی پیر کہلاتے ہیں کیونکہ مزار کے سرہانے پتھر کی مٹکی ہے جسے عقیدتمند اپنی مراد پوری ہونے پر شربت سے بھرتے ہیں۔ سجادگی کے فرائض اس تذکرہ آبادانیہ کے مصنف اور مفتی صاحب کے فرزند ارجمند وخلیفہ محمد انور علی فریدی سہیل انجام دیتے ہیں۔

میں کم سنی سے ہی مفتی صاحب کی شفقت کا سزاوار رہا ہوں۔ میرے والد سے وہ ربط خاطر رکھتے تھے اور ان کی وفات کے بعد نیز دہلی میں میری رہائش اختیار کرنے کے بعد بھی مفتی صاحب کی نظر التفات بدستور مجھ پر رہی۔ بدایوں میں ہمارا مکان محلہ سوتھا میں واقع ہے جس سے متصل محلہ کمنگران ہے۔ ہمارے لئے مفتی صاحب کی حیثیت ایک بزرگ خاندان کی سی تھی۔ ان کی ذات والا میں ایک عالم باعمل کی جیتی جاگتی تصویر دکھائی دیتی تھی اور قناعت وریاضت ان کے نمایاں اوصاف نظر آتے تھے۔ ان کے اندر انسانی ہمدردی کا درجہ بدرجہ اتم پایا جاتا تھا۔ ہر کس وناکس کی دلداری وغم خواری کے لئے ہر دم آمادہ رہتے تھے اور صدق وصفا سے مرصع زندگی کے مالک تھے۔

تذکرہ آبادانیہ کی اشاعت سے بہت سے بزرگان پاک طینت کے احوال وافکار سے مستفید ہونے کے مواقع فراہم ہوں گے۔ یہ حقیقت ہے کہ ایسی برگزیدہ ہستیوں کی حیات پاک، شمع ہدایت بن کر سامنے آتی ہے کہ زندگی کی راہیں ہموار ہو جائیں۔ میاں سہیل نے حضرت صوفی شاہ آبادانی، اپنے جد معظم اور والد ماجد کے حالات کو بالخصوص تفصیل سے بیان کیا ہے۔ مزید برآں

جس طور پر پورے سلسلہ آبادانی کی شیرازہ بندی کی ہے، اس سے ان کی عرق ریزی اور دیدہ ریزی کی بھرپور نمائندگی ہوتی ہے۔ انھوں نے تذکرے کے ختم پر تعلیمات آبادانیہ سماع اصفیا جیسے چند اہم متعلقہ موضوعات پر بھی قابل توجہ اور پُرمغز نظریات و معتقدات سے فیضیاب کیا ہے۔ میاں سہیل ایک صالح نوجوان کی حیثیت رکھتے ہیں اور مجھے برادر خورد کی طرح عزیز ہیں محکمہ ریل کی معمولی سی ملازمت ان کا وسیلۂ اکل حلال ہے اور اس کے باوصف دینی پختگی و وابستگی قابل ستائش ہے۔ تزکیہ نفس کے موجب تذکرہ آبادانیہ جیسی کتاب پیش کرنے کے لئے میاں سہیل مستحق صد مبارکباد ہیں۔ امید وابستہ ہوتی ہے کہ آئندہ زندگی میں وہ اپنے اسلاف کے سچے پیرو اور دین متین کے پکے خادم ثابت ہوں گے۔ خدائے کریم و رحیم ان کے علم و فضل اور عمر میں برکت عطا فرمائے۔

۴۔ فروری ۱۹۹۵ء

عبداللہ ولی بخش قادری

۴۴۔اے، اوکھلہ۔ نئی دہلی 110025

مقدمہ

سُبحانَكَ یا مَن خَلَقَ الشَّمسَ ضَبیحا　　سُبحانَكَ یا مَن جَعَلَ اللَّیلَ لِباسا
لَانَحسَبُ اَوصافَكَ سِرّاً وَظُهورا　　ما نَحصُرُ الآءَكَ وَ هَماوِیّا سا
مُحَمَّدٌ بَشَرٌ لَاکَالبَشَرِ　　بَل هُوَ یَاقُوتٌ بَینَ الحَجَرِ
مِن نُورِهٖ کُلُّ ذِی اَنوارٍ مُقتَبَسٍ　　فِی عِلمِهٖ عِلمُ کُلِّ النَّاسِ مُنغَمِسٍ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَاَصحَابِہٖ وَاَزوَاجِہٖ بِقَدرِ حُسنِہٖ وَجَمَالِہٖ
وَسَلَّمَ اِلٰی بَقَاءِ الاَرضِ وَالسَّمَاءِ

بازایں اوراق را شیرازہ کن　　باز آئین عقیدت تازہ کن

امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس اللہ سرہ کے سلاسل عالیہ حضرت کے صاحبزادگان اور خلفار سے ہند اور بیرون ہند میں جاری ہیں۔ صاحبزادگان میں عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم اور خازن رحمت حضرت خواجہ محمد سعید قدس سرہما ہیں، خلفار میں خلیفۃ الربانی حضرت خواجہ سید آدم بنوری قدس سرہ کی ذات گرامی خاص اہمیت رکھتی ہے۔ حضرت خواجہ سید آدم بنوری رحمتہ اللہ علیہ کا سلسلہ خانوادہ بنوریہ کہلاتا ہے۔ اس خانوادہ کی ایک شاخ جو حضرت سید عبداللہ دہلوی چلی اس شاخ کی ایک ٹہنی کے برگ و بار دہلی کے محدثین کرام عارف باللہ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم محدث فاروقی پھلتی ثم دہلوی عالم ربانی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث قرآن مجید کا اردو زبان میں بامحاورہ وسلیس ترجمہ کرنے والے پہلے مترجم حضرت شاہ عبدالقادر محدث حضرت شاہ رفیع الدین محدث اور حضرت شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی مہاجر مکہ علیہم الرحمہ ہیں۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا سلسلہ حضرت مولانا شاہ محمد فصیح الدین غازیپوری مولانا شاہ کرامت

علی جونپوری اور حضرت سید احمد رائے بریلوی نور اللہ مرقدہم تک پہونچا ہے۔

حضرت خواجہ سید آدم بنوری قدس سرہ کے ایک خلیفہ حضرت سید احمد کرسوی ہیں جن سے تکیہ کاظمیہ کاکوری ضلع لکھنؤ میں سلسلہ بنوریہ آیا ہے اور حضرت سید شاہ کاظم علی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ ومجاز ہوئے۔ حضرت سید شاہ علیم اللہ حسینی رائے بریلوی سے بھی سلسلہ بنوریہ کا اجرا ہوا۔ کوئٹہ بلوچستان افغانستان میں بھی حضرت خواجہ سید آدم بنوری قدس سرہٗ کے متعدد خلفاء مثل حضرت حاجی محمد اسماعیل غوری اور حضرت نور محمد پشاوری و دیگر خلفاء سے سلسلہ جاری ہے۔ حضرت شاہ سلطان احمد نقشبندی مدفون لکھنیا ضلع بیگوسرائے بہار بھی حضرت خواجہ سید آدم بنوری قدس سرہ کے مرید و خلیفہ ہیں، جن سے حضرت پیر مجیب اللہ قادری چشتی بانی خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف پٹنہ بہار نے روحانی استفادہ کیا اور کلاہ بدلی کی رسم مکمل فرمائی اور اجازت و خلافت پائی حضرت سید آدم بنوری قدس سرہٗ کے ایک خلیفہ حضرت بابا پیر محمد خاں لودی نور اللہ مضجعہ ہیں جن کا مزار علاقہ سوات (استہانہ) میں حضرت اخوندجی علیہ الرحمہ کے مزار کے قریب ہے جن کے شجرے ثم عاشق الٰہی قطب ربانی حضرت صوفی شاہ آبادانی صدیقی سیالکوٹی ثم دہلوی ہیں جن سے خانوادہ آبادانیہ منسوب ہے۔ اس خانوادہ کے وابستگان سیاہ نیلگوں رومال جس کو چندری کہتے ہیں کاندھے پر رکھتے ہیں۔ عموماً اس سلسلہ عالیہ کے مشائخ "خانوادہ قادریہ" میں بیعت لیتے ہیں۔ اور اسی سلسلہ سے زیادہ وابستہ ہیں یہ سلسلہ حضرت غوث اعظم پیران پیر دستگیر کے فیوض و برکات سے زیادہ مستفیض ہے کبھی کبھی مسترشدین کو خانوادہ نقشبندیہ چشتیہ سہروردیہ میں داخل کرتے ہیں تعلیمات سلوک میں ذکر جہری بطریق قادریہ اور ذکر خفی بطریق نقشبندیہ مع نشان لطائف ستہ ہے ذکر سلطان الاذکار کی تعلیم آخیر میں دی جاتی ہے۔ وابستگان سلسلہ کو طہارت اتباع شرع خلوص نیت فروتنی کسر نفسی اور حلقہ ذکر کی پابندی کا پورا لحاظ رکھنا پڑتا ہے۔

سلسلہ آبادانیہ میں خانوادہ قادریہ کے شجرے تین طرق سے آئے ہیں۔ پہلا طریقہ حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام سے دوسرا طریقہ سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام اور تیسرا طریقہ حضرت خواجہ حسن بصری قدس سرہٗ سے۔ ان تینوں طریقوں میں حضرت غوث اعظم کے بعد آپ کے صاحبزادہ تاج الاصفیاء حضرت سید عبد الرزاق قادری مفتی عراق کا اسم گرامی آتا ہے۔ ہندوستان

کی بیشتر قادری خانقاہوں اور درگاہوں میں حضرت تاج الاصفیاء کا فیض جاری ہے اور آپ ہی کے واسطہ کا شجرہ پڑھا جاتا ہے۔ حضرت شاہ محمد نوشاہ قادری علیہ الرحمہ اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ مدفون عقب شمسی تالاب مہرولی دہلی کا شجرہ حضرت سید عبدالوہاب قادری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ عبداللہ علی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ و حضرت شاہ بہاءالدین قادری رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ طریقت حضرت سید عبدالعزیز[1] قادری علیہ الرحمہ کے واسطہ سے حضرت غوثِ اعظم سے ملتا ہے۔

حضرت شاہ محمد نوشاہ قادری کا مزار ساہین پال ضلع گجرات پنجاب میں حضرت شاہ عبداللہ علی بغدادیؒ کا مزار رامپور یوپی میں اور حضرت شاہ بہاءالدین قادری کا مزار چونڈیرہ ضلع بلند شہر یوپی میں ہے۔ حضرت مخدوم سید جلال الدین جہانیاں جہاں گشت کا سلسلہ حضرت علی حداد قدس سرہ کے واسطہ سے حضرت غوث اعظم سے ملتا ہے۔ حضرت مخدوم جہانیان جہاں گشت کا مزار اوچ ضلع ملتان پنجاب میں ہے۔ سلسلہ آبادانیہ میں سلسلہ نقشبندیہ چار طرق اور سلسلہ چشتیہ و سہروردیہ ایک طریقہ سے آیا ہے۔

—— عاشق الٰہی حضرت صوفی شاہ آبادانی قدس سرہ سے پہلے کے اکابر سلسلہ کا عمل سماع کی بابت "نہ ایں کار می کنم نہ انکار می کنم" کے مقولہ پر تھا۔ حضرت عاشق الٰہی قدس سرہ کو سلطان المشائخ حضرت خواجہ سید نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی قدس سرہ سے بلاواسطہ فیض اویسی حاصل تھا۔ آپ حضرت مولانا فخرالدین چشتی محب النبی[2] قدس سرہ کے ہمراہ حضرت کے عرس معروف بہ سترہویں شریف میں برابر تشریف لے جاتے تھے۔ ایک بار طبیعت کی ناسازی اور تکان کی وجہ سے سماع نہ سنتے اور محفل سماع سے اُٹھ کر آنے کو حضرت محبوب الٰہی نے ناپسندیدہ نگاہ سے دیکھا اور فرمایا میاں آبادانی تم ہماری مجلس میں شریک نہ ہوئے اور اُٹھ کر چلے آئے یہ فقرہ کہہ کر حضرت عاشق الٰہی قدس سرہ کو محفل سماع میں لے گئے اور سماع میں مشغول کیا حالت وجد میں دونوں بزرگ ایک دوسرے سے بغل گیر ہوئے۔ حضرت عاشق الٰہی قدس سرہ کے نورانی قلب سے اللہ اللہ کی آواز بالجہر نکلنے لگی جس کو اہلِ مجلس نے مثل نقارہ کی آواز کے سنا۔

حضرت محبوب الٰہی قدس سرہ کے روحانی فیوض و تصرف کے بعد حضرت عاشق الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے گاہ بگاہ سماع سنا۔ آپ کے بعد سلسلہ کے متوسلین نے بھی سماع سنا مگر ان تمام شرطوں کی پابندی

---

[1] آپ حضور غوث پاک کی نسل سے ہیں سلسلہ نسب حضرت سید عبدالعزیز قادری کے واسطہ سے حضور غوث اعظم سے ملتا ہے۔ حضرت سید عبدالعزیز قادری حضور غوث اعظم کے چھوٹے صاحبزادے ہیں۔ [2] محب النبی کا لقب بارگاہ حضرت خواجہ غریب نواز سے عطا ہوا تھا۔

کے ساتھ جو حضرت محبوب الٰہی قدس سرہ سے منقول ہیں۔

حضرت عاشق الٰہی اور آپ کے پیر و مرشد حضرت مولانا میر محمد ذکریا رحمۃ اللہ علیہ کا مزار بائیس خواجگان کی چوکھٹ مدینۃ الاولیاء دہلی میں ہے۔ جب یہ فقیر بدایوں شریف سے دہلی آیا حضرت عاشق الٰہی قدس سرہ کے مزار کے بارے میں اہل دہلی سے دریافت کیا۔ اہل دہلی نے لاعلمی کا اظہار کیا اکثر لوگوں نے کہا کہ ہم ان بزرگ کے نام سے بھی واقف نہیں ہیں۔ فقیر کو افسوس ہوا اور ارادہ کیا کہ حضرت کے حالات پر ایک کتاب تحریر کرنی چاہیے جس سے لوگوں کو آپ کے حالات و کمالات سے واقفیت ہو۔ ابتداء میں صرف حضرت کے حالات ہی نور القلوب[1] اور دیگر کتب کا مطالعہ کر کے قلم بند کئے پھر خیال کیا کہ اگر اس سلسلہ عالیہ کے دیگر بزرگوں کے حالات بھی اس میں شامل ہو جائیں تو بہتر ہوگا۔ اس سلسلہ میں آبادانیہ سلسلہ کی خانقاہوں سے رابطہ قائم کیا تاکہ وہ اپنے بزرگوں کے حالات تحریر کریں مگر افسوس کہ وابستگان خانقاہ نے جواب کی زحمت گوارہ نہ کی سوائے دو خانقاہوں کے جس قدر حالات بزرگان سلسلہ فقیر کو دستیاب ہوئے تحریر کر دیئے۔ کتاب کے آخیر میں حصول برکت کے لئے درود تنجینا اور غیاث الہند شیخ الاسلام والمسلمین حضرت بابا شیخ فرید الدین مسعود گنج شکرؒ سے منقول دعا تحریر کی ہے قارئین حضرات تحریر میں اگر کہیں سہو محسوس کریں عنداللہ معاف فرمائیں۔

اَلانسانُ مُرکّب مِنَ الخطاءِ والنِسیان اور غلطی سے آگاہ کریں تاکہ اگلے ایڈیشن میں اسے درست کیا جا سکے کتاب میں عام بول چال کی زبان کا استعمال کیا گیا ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ قبول فرمائے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

پچھلوں کی یاد دل میں جو تازہ کیا کرو اوراق اہل دین کو کبھی پڑھ لیا کرو

خاکپائے عارفان
فقیر محمد انور علی فریدی سہیل غفرلہ
حشرہ اللہ تعالیٰ مع الابرار والمتقین (آمین)

اتوار ۱۱ ماہ غوث ربیع الثانی ۱۴۱۵ھ
۱۸ ستمبر ۱۹۹۴ء
مقیم حال دہلی۔

---

[1] تصنیف مولانا نواب سید امجد علی خاں رضوی لکھنوی متوفی ۱۲۴۲ھ سال تصنیف ۱۲۲۶ھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ محمد چار یار حاجی خواجہ قطب فرید
شاہ عالم پناہ ملک بقا بندۂ خاص حق فرید الدین

نذرانۂ عقیدت ہدیۂ خلوص

بہ بارگاہ

شیخ شیوخ العالم غیاث الہند حضرت بابا
شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ عنہ

ع

شاہا چہ عجب گر بنوازند گدارا

قطب الاقطاب

حضرت خواجہ سید آدم بنوری

آپ امام ربانی محدث رحمانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی کے خلیفہ اعظم ہیں۔ آپ صحیح النسب[1] سید ہیں آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کے واسطے سے سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ کے والد کا نام سید اسماعیل تھا۔

آپ کے آباؤ اجداد روم سے ترک سکونت کر کے ہندوستان آئے اور سرہند کے قریب قصبہ بنور میں سکونت اختیار کی۔ حضرت سید آدم بنوری اسی قصبہ میں پیدا ہوئے اسی نسبت سے آپ کو بنوری کہتے ہیں۔

مولانا بدرالدین سرہندی نے حضرات القدس میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ آدم بنوری نے فرمایا کہ میرے والد ایک شب حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے آنحضرتؐ نے سینہ مبارک پر ہاتھ پھیر کر کوئی چیز والد ماجد کو عنایت فرمائی اور فرمایا کھالو انھوں نے کھالی بعد ازاں میری والدہ حاملہ ہوئیں اور میں پیدا ہوا۔ اب مجھ کو بتایا گیا کہ وہ عطیہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میرا وجود تھا۔

ابتداء میں آپ نے فوج میں ملازمت کی اور شاہی لشکر سے منسلک رہے۔ کچھ عرصہ بعد ایک واقعہ سے متاثر ہو کر شاہی ملازمت ترک کر دی اور فقراء کی صحبت میں رہ کر فیوض و برکات حاصل کرنے لگے۔ ایک دن ایک گوشہ نشین فقیر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس سے اپنی حالت بیان کی۔ اس نے کہا آپ کا حصہ حضرت مجدد الف ثانی کے یہاں ہے آپ ان کی خدمت میں جائیے۔ اولیائے امت میں اس وقت وہ سب سے بزرگ ہیں ان کی صحبت سے آپ کو کشاکش باطنی حاصل ہوگی اور انہیں کی توجہ سے نعمتیں حاصل ہوں گی۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں حاضر ہوئے

---

[1] تذکرۃ الاصفیا میں لکھا ہے کہ آپ صحیح النسب سید ہیں لیکن افغان کہے جاتے ہیں۔

ابتدائے سفر میں حضرت مجدد صاحب کے خلیفہ حضرت حاجی خضر خاں سے ملاقات ہوئی کچھ دن ان کی صحبت میں رہ کر فیوض و برکات حاصل کئے۔ آپ کی استعداد بہت اعلیٰ تھی اس لئے آپ کو تسلی نہیں ہوئی حاجی خضر خاں نے آپ کو حضرت مجدد صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔ ان دنوں حضرت مجدد صاحب اجمیر شریف میں مقیم تھے حضرت مجدد صاحب نے آپ کو حلقہ ارادت میں داخل کیا۔ اور خاص توجہ فرمائی حضرات القدس میں لکھا ہے کہ آپ نے کچھ بلند حالات حاجی خضر خاں کو سنائے۔ حاجی خضر خاں نے فرمایا مجھے اس سے زیادہ حاصل نہیں ہے آپ حضرت مجدد صاحب کی خدمت میں جائیے۔ حضرت مجدد صاحب سے آپ نے اپنی کیفیات بیان کیں۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ ابتدائی حالات ہیں ابھی کمال حاصل نہیں ہوا ہے یہ سن کر آپ نے خیال کیا کہ حضرت نے میرا ذوق شوق بڑھانے کے لئے یہ فرمایا ہے ورنہ اس سے زیادہ کمال اور کیا ہو سکتا ہے۔ تھوڑے عرصہ بعد معلوم ہوا کہ گذشتہ احوال موجودہ حالات کی نسبت میں ابتدا بھی نہیں تھے۔

شیخ آدم بنوری نکات الاسرار میں فرماتے ہیں کہ "شیخ کی توجہ ہمارے ہزار سالہ سلوک سے بدرجہا بہتر اور افضل ہے اس توجہ نے ہی ہمیں اعلیٰ مقام پر پہونچایا۔ حضرت مجدد قدس سرہ نے فرمایا کہ تجھ پر اللہ تعالیٰ کا شکر واجب ہے کہ تو ان کمالات کو پہونچا۔ آج کل شاذ و نادر ہی کوئی اس مقام پر پہونچتا ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ جو کچھ حاصل ہوا ہے وہ حضرت شیخ کی توجہ سے حاصل ہوا ہے۔ اجمیر شریف میں حضرت نے مجھے حقیقت محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بشارت دی اجمیر شریف ہی میں حقیقت قرآن مجید کی خوشخبری دی۔ سرہند شریف میں خلافت سے مشرف فرمایا بعد ازاں حضرت کا وصال ہو گیا اور حضرت ہم مہجوروں کے سینے پر داغ مفارقت دے گئے۔ آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ میں حضرت کے مزار پر انوار پر دو سال تک رہا بعد ازاں آں جناب نے ظاہر ہو کر رخصت فرمایا جو میرا مقصد تھا اور ہو گیا جس قسم کا باطنی افادہ بحالت زندگی حضرت سے ہوا کرتا تھا ویسا ہی آپ کے مزار سے ہوا۔ تذکرہ آدمیہ میں ہے کہ حضرت مجدد صاحب نے آپ پر تین سو سات ۳۰۷ مرتبہ توجہ فرمائی۔

ایک بار حضرت مجدد صاحب نے آپ کو بہت سے تحائف دے کر اپنے صاحبزادگان کی خدمت میں بھیجا اور اپنے مرید دیار خاں کے تئو سوار آپ کے ہمراہ کر دیئے۔ جب آپ سرہند واپس آئے تو آپ کی صحبت کا ان سواروں پر اس قدر اثر ہوا کہ وہ سب آپ کے مرید ہو گئے اور

دیار خاں سے آپ کی بہت تعریف کی۔ دیار خاں بھی آپ کا معتقد ہوگیا۔ آپ کا زیادہ تر قیام دیار خاں کے لشکر میں رہتا۔ جو پٹھان باہر سے آتا اور دیار خاں کے لشکر میں قیام کرتا وہ آپ کا معتقد ہو کر مرید ہو جاتا اس طرح آپ کی مقبولیت بڑھ گئی۔

آپ اُمّی تھے۔ ایک دن عالم واقعہ میں دیکھا کہ ہاتف غیب نے ندا دی کہ اے شیخ آدم قرآن مجید کیوں نہیں پڑھا عرض کیا "اے خدا تو قادر مطلق ہے اب بھی تعلیم فرما سکتا ہے اسی وقت ایک نورانی ہاتھ ظاہر ہوا اور آپ کے سینہ مبارک کو مس کیا اسی وقت آپ کو قرآن شریف حفظ ہو گیا اور علوم ظاہری بھی حاصل ہو گئے۔ تذکرہ قاریان ہند میں کرنل مرزا نسیم بیگ نے تحریر کیا ہے کہ آپ بہت ہی خوش الحان قاری سبع تھے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے انفاس العارفین میں تحریر کیا ہے کہ سید علم اللہ (یکے از خلفاء شیخ آدم بنوری) کو تعلیم کے دوران تصوف کا شوق ہوا وہ اکثر اوقات شیخ آدم بنوری کی خدمت میں حاضر رہتے جس سے سبق کا ناغہ بھی ہوتا ایک دن ان کے استاد ان پر ناراض ہوئے اور کہا کہ علم سے بے بہرہ عامی فقیروں سے تمہیں کیا فائدہ حاصل ہوگا۔ یہ سن کر سید علم اللہ کی حالت بدل گئی انھوں نے کہا کہ آپ جیسے لوگ اگر ان کی صحبت میں جائیں تو اپنے آپ کو گونگے اور جاہل محسوس کریں گے۔ استاد کو یہ سن کر غصہ آیا اور علم کلام کا ایک مشکل مسئلہ شیخ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے تاکہ شیخ کا امتحان لیں۔ شیخ خندہ پیشانی سے پیش آئے اور فرمایا کہ یہ مسئلہ خالص علمی ہے اور فقیر عامی ہے ہاں تم عالم ہو میں کیا جانوں یہ تو آپ ہی سے حل کرانا چاہیے۔ اس طرح شیخ اپنے عامی ہونے کا عذر کرتے رہے انھیں یقین ہو گیا کہ شیخ کو علم لدنی حاصل نہیں ہے۔ یہ خیال آتے ہی شیخ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور بلند آواز سے فرمایا کہ یہ ایسا مسئلہ ہے کہ اگر مشرق و مغرب کے علماء جمع ہو کر اس مسئلہ کو حل کریں تو نہیں کر سکتے ہاں البتہ ہم ضرور حل کریں گے پھر ایک جامع تقریر فرمائی جس سے ان کے تمام اشکال دور ہو گئے تقریر میں کچھ ایسے معارف بھی بیان کئے جو ان کی سمجھ سے بالاتر تھے۔ دوسرے دن وہ علم تفسیر کا ایک مشکل مسئلہ لے کر شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ شیخ کو عاجز کریں۔ شیخ نے ایسی پر تاثیر تقریر فرمائی جس سے تمام اشکال دور ہو گئے۔ آخر کار انھوں نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور شیخ کی خدمت میں خاکسارانہ حاضر ہوئے۔ شیخ نے فرمایا عالم دین ہو اور تہبند ٹخنوں کے نیچے کیوں لٹک رہا ہے۔ اس کے بعد حجام کو بلا کر سر منڈوایا تہبند اوپر کرایا

اور مرید کیا۔ شیخ بدرالدین سرہندی نے حضرات القدس میں تحریر فرمایا کہ شیخ آدم بنوری بڑے متبع سنت، اور شریعت وطریقت کے بڑے ہی صاحب استقامت بزرگ ہوئے ہیں آپ کی توجہ سے ہزاروں اشخاص کمالات ولایت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کی خانقاہ سے ہزار طلباء کو دونوں وقت طعام ملا کرتا تھا۔ حاجی محمد امین بدخشی مبادی الحضرات میں لکھتے ہیں کہ آپ کے پانچ لاکھ مرید ہوئے جن میں سو بزرگ کامل اور مکمل ہوئے اور دوسروں کو کمالات ولایت سے شرف یاب کیا (تذکار مطیب) تذکرہ آدمیہ میں لکھا ہے کہ ۱۰۵۲ھ میں آپ نے لاہور کا سفر کیا آپ کے ہمراہ دس ہزار مشائخ واکابر تھے۔ بادشاہ کو خیال ہوا کہ کہیں یہ لوگ فساد برپا نہ کردیں اس لئے نواب سعداللہ خاں وزیر کو آپ کے پاس بھیجا۔ آپ نے وزیر کی طرف کچھ التفات نہ فرمایا۔ اس نے جو بات پوچھی اس کا بھی بے باکی سے جواب دیا، اس پر وہ ناراض ہوا اور بادشاہ کو آپ کے خلاف خفیہ تحریر بھیجی۔ بادشاہ نے آپ کو مدینہ منورہ جانے کا حکم دیا۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی انفاس العارفین میں لکھتے ہیں کہ جب شیخ کی شہرت عام ہوگئی تو آپ کی شہرت شہنشاہ ہند شاہجہاں کے کانوں تک پہونچی۔ شاہ جہاں نے اپنے وزیر نواب سعداللہ خاں اور ملا عبدالحکیم سیالکوٹی جو مشہور عالم دین تھے کو شیخ کے پاس بھیجا تاکہ حقیقت حال معلوم کریں۔ دونوں شیخ کی خدمت میں پہونچے شیخ اس وقت مراقبہ میں تھے کافی دیر دونوں دروازے پر بیٹھے رہے جب شیخ مراقبہ سے فارغ ہوئے تو دونوں شیخ کے حجرے میں داخل ہوئے شیخ نے ان کی تعظیم نہیں کی جس سے دونوں کا مزاج بگڑ گیا۔ سعداللہ خاں وزیر نے کہا کہ میں تو دنیادار ہوں مشائخ کے نزدیک تعظیم کے قابل نہیں ہوں مگر ملا عبدالحکیم تو عالم دین ہیں ان کی تعظیم تو ضروری ہے شیخ نے فرمایا کہ حدیث میں آیا ہے کہ اَلْعُلَمَاءُ اُمَنَاءُ الدِّیْنِ مَالَمْ یُخَالِطُوا الْمُلُوْکَ فَاِذَا خَالَطُوْھُمْ فَھُمُ اللُّصُوْصُ یعنی علماء دین کے محافظ ہیں جب تک بادشاہوں سے دور رہیں جب سلاطین کے درباروں تک جا پہونچیں تو وہ علماء نہیں چور ہیں۔ پھر ان دونوں نے آپ کے نسب کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے فرمایا سید ہوں مگر چونکہ ہماری مائیں افغان قبائل سے تعلق رکھتی ہیں اس لئے عوام کی زبان پر افغان مشہور ہوگئے۔ پھر پوچھا کیا آپ علم لدنی رکھتے ہیں؟ فرمایا ہاں اور اس نعمت پر اللہ کی حمد وثنا کرتا ہوں۔ یہ سن کر دونوں اُٹھ کھڑے ہوئے انھوں نے شاہ جہاں سے جاکر کہا کہ وہ ایک عامی اور متکبر فقیر ہے جو لمبے چوڑے

دعویٰ کرتا ہے۔ اصل میں افغان ہے مگر اپنے کو سید کہتا ہے باوجود اس کے پٹھان بے حد معتقد ہیں لہٰذا اسے چھیڑنے سے خوف ہے کہ کہیں فتنہ برپا نہ ہو جائے۔ یہ سن کر شاہ جہاں کا مزاج بدل گیا۔ قاصد کے ہاتھ شیخ کو کہلا بھیجا کہ آپ حج کو تشریف لے جائیں۔ شیخ انتہائی عجلت میں حج کے لئے روانہ ہو گئے۔ سورت کا حاکم آپ کا ارادت مند تھا شیخ نے کہلا تمہارے ذمہ یہ خدمت ہے کہ ہمیں جلدی جہاز میں سوار کرادو۔ جب آپ جہاز پر سوار ہو گئے تو بادشاہ کا فرمان پہونچا کہ اس فقیر کو جانے نہ دیا جائے کیونکہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ اس درویش کا باہر جانا میرے ملک کے لئے زوال کا باعث ہوگا سورت کے حاکم نے معذرت نامہ بھیجا کہ شاہی فرمان آنے سے قبل ہی حضرت شیخ جہاز پر سوار ہو گئے۔ آپ کے ہندوستان سے جانے کے بعد جلد ہی بادشاہ قید ہوا اور اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ تخت نشین ہوئے۔

حضرت شیخ آدم بنوری حج بیت اللہ شریف سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ روضہ اقدس پر حاضر ہوئے۔ حاضری کے وقت روضہ اقدس خود بخود کھل گیا۔ آپ نے عرض کیا۔ السلام علیکم یا جدی یعنی اے جدا علیٰ آپ پر سلام ہو۔ جواب آیا وعلیکم السلام یا ولدی یعنی اے میرے بیٹے تم پر بھی سلام ہو۔ اس کے بعد مزار اقدس سے دستِ مبارک ظاہر ہوئے شیخ نے بڑھ کر بصد تعظیم و تکریم مصافحہ کیا اور بوسہ لیا اس کا حاضرین نے بھی مشاہدہ کیا۔ روضۃ الاسلام میں ہے کہ ایک روز حلقہ اشراق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر ہوئے اور مصافحہ کا شرف بخشا اور فرمایا جس نے تم سے مصافحہ کیا اس نے مجھ سے مصافحہ کیا اور جس نے مجھ سے مصافحہ کیا وہ بخشا گیا۔ اس ارشاد پر آپ نے مریدین سے مصافحہ کیا۔ ایسے واقعات کئی بار مدینہ منورہ میں ظہور میں آئے۔ نکات الاسرار میں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ میں کسی پر تصرف نہیں کرتا اس لئے کہ میری عرض بارگاہ رب العزت میں مقبول ہو چکی ہے اور اس کی قبولیت کے آثار دربار رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہر ہو چکے ہیں وہ عرض یہ ہے کہ اے رب میرے سلسلہ میں اس کو داخل کرنا جو قضائے مبرم میں مغفور ہو اور جو ناقص ہوں ان کو بروز قیامت اولیائے مقربین و کاملین میں محشور فرما۔

آپ سلسلہ مجددیہ کے مشہور جامع بزرگ ہوئے ہیں آپ سے تینوں سلاسل قادریہ نقشبندیہ و چشتیہ کے فیوض جاری ہوئے۔ آپ نے تینوں سلاسل میں بیعت لی۔ حضرت مجدد قدس سرہ کے علاوہ حضرت بندگی شیخ محمد طاہر قادری لاہوری کی خدمت میں رہ کر بھی اکتساب فیض کیا۔

ے اگلے صفحہ پر

حضرت محمد شریف وابونصر جو شیخ آدم بنوری کے مریدین میں سے تھے فرماتے ہیں کہ آپ کی پیشانی مبارک پر اسم مبارک اللہ بخط نورانی لکھا ہوا تھا جس کا مدینہ منورہ میں عام شہرہ تھا۔ لوگوں نے اس کے بارے میں آپ سے دریافت کیا آپ متغیر ہوئے اور اس کو پوشیدہ رکھنے کے لئے فرمایا اور اپنی ہتھیلی کو پیشانی پر مل لیا جس سے یہ نور پوشیدہ ہوگیا۔

خزینۃ الاصفیا میں ہے کہ شیخ صالح نقشبندی نے کہا کہ میں سلسلہ مجددیہ بنوریہ میں مرید ہوا۔ میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ پہلے کے مشائخ بہت متبرک اور بزرگ تھے۔ افسوس کہ اس وقت پیدا نہ ہوا۔ اب اس سلسلہ میں داخل ہوا ہوں دیکھئے کیا حاصل ہوتا ہے۔ اسی رات خواب میں دیکھا کہ ہر سلسلہ کے مشائخ اپنے مریدین کی جماعت کے ساتھ آئے ہیں مجھ سے سب نے مصافحہ کیا اور فرمایا کہ تو بہت سعادت مند ہے کہ سلسلہ مجددیہ بنوریہ میں داخل ہوا ہے یہ آخری طریقہ متقدمین کے طریقوں میں سب سے بہتر ہے۔ میں بہت خوش ہوا اور خوش خوش شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا شیخ نے از خود فرمایا کہ اے صالح الحمد للہ کہ تیرے دل کو اطمینان حاصل ہوا۔

تذکرہ آدمیہ میں لکھا ہے کہ ایک بار قحط سالی کی وجہ سے گندم کمیاب تھا۔ اہل خانقاہ گندم کی کمی اور خرچ کی زیادتی سے پریشان ہوئے اور شیخ سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ غلہ دان کے اوپر کا منہ بند کر دیا جائے اور نیچے سے سوراخ کر کے جس قدر ضرورت ہو غلہ نکالا جائے، انشاء اللہ برکت ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا جب قحط ختم ہوا اور غلہ دان کو کھولا گیا تو اس میں ذرا سی بھی کمی نہیں آئی تھی، بلکہ جتنا غلہ بھرا تھا اسی قدر موجود تھا۔

حالات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ میں لکھا ہے کہ جب آپ نے مدینہ منورہ سے واپسی کا ارادہ کیا تو آنحضرت نے فرمایا یَا وَلَدِ اَنتَ جَارِی یعنی اے میرے فرزند میرے پڑوس میں رہو۔ اس حکم پر آپ نے

ے حضرت بندگی شیخ محمد طاہر قادری مشہور قادری بزرگ ہوئے ہیں۔ اپنے وقت کے نائب غوث اعظم تھے۔ خرقہ خلافت حضرت شیخ سکندر قادری سے حاصل کیا جو حضرت شیخ کمال کیتھلی کے ہمیرہ و خانشین و خلیفہ اور حضرت مجدد صاحب کے سلسلہ قادریہ کے شیخ ہیں کئی بار قَدَمِی هٰذِهٖ رَقَبَتِی عَلٰی کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ کا الہام ہوا مگر آپ نے کبھی اس کا اظہار نہیں فرمایا اور کہا کہ یہ مرتبہ پیران پیر دستگیر حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا ہے۔ آپ کو علوم دینیہ تفسیر حدیث اور فقہ میں کمال حاصل تھا۔ آپ لاہور کے شاہ ولایت بزرگ ہیں۔ مزار شریف لاہور میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

مدینہ منورہ میں مستقل قیام فرمایا۔ اسی مقدس سرزمین پر ۱۲ شوال کو آپ کا وصال ہوا جنت البقیع میں قبہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قریب دفن کیے گئے۔ روضۃ القیومیہ میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ جب بھی جنت البقیع میں زیارت کے لئے جاتے حضرت شیخ کے مزار پر دیر تک فاتحہ خوانی کرتے اور مراقب رہتے۔ وصال کے وقت آپ کی پیشانی پر ھٰذَا حَبِیبُ اللّٰہِ مَاتَ فِیْ حُبِّ اللّٰہِ ترجمہ یہ خدا کا حبیب ہے اور خدا کی یاد میں مرا ہے۔ بخط نورانی لکھا تھا۔

قطعہ تاریخ وصال از مولانا شیخ بدرالدین سرہندی

خلص الخاص بود سید آدم — چو در انگشتری باشد نگینہ
چو تاریخ وفاتش گفت ہاتف — کہ با اصحاب داخل در مدینہ

۱۰۵۳ھ

خلیفۃ الربانی قطب الاقطاب آپ کے القاب ہیں۔ آپ کے چار صاحبزادے شیخ محمد اولیاء شیخ محمد عیسیٰ، شیخ محمد محسن، شیخ غلام محمد اور دو صاحبزادیاں تھیں۔

آپ کے خلفاء کی تعداد کثیر ہے۔ حضرت بابا پیر محمد خاں لودی، شاہ سلطان احمد نقشبندی سید علم اللہ، حاجی اسماعیل غوری اور حضرت سید عبداللہ مشہور خلفاء ہیں۔

محدثین کرام دہلی حضرت شاہ عبدالرحیم، حضرت شاہ ولی اللہ، حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہم کا سلسلہ طریقت حضرت سید عبداللہ دہلوی سے ہے جو حضرت شیخ آدم بنوری کے خلیفہ ہیں۔

حضرت بابا پیر محمد خاں لودی

آپ کا نام پیر محمد خاں ہے مگر مشہور بابا پیر محمد کے نام سے ہوئے۔ آپ لودی افغان ہیں۔ بڑے عابد زاہد اور متبع سنت بزرگ تھے۔ آپ خلیفۃ الربانی حضرت خواجہ سید آدم بنوری کے مرید و خلیفہ ہیں۔ حضرت خواجہ سید آدم بنوریؒ کے پانچ لاکھ مریدوں میں سے جو سو بزرگ کامل اور مکمل

ہوئے اور دوسروں کو کمالات ولایت سے شرف یاب کیا ان میں آپ کا شمار ہوتا ہے علاقہ سندھ اور افغانستان میں آپ نے رشد و ہدایت کا کافی کام کیا اس علاقہ میں آپ کے مریدین کی تعداد کثیر تھی آپ تینوں سلاسل قادریہ نقشبندیہ چشتیہ میں بیعت کرتے تھے۔ علاقہ سوات کے قریب اخوند صاحب میں مزار شریف ہے۔ تلاش بسیار آپ کا سن وصال معلوم نہ ہو سکا۔ غالباً آپ کا وصال دسویں گیارہویں صدی ہجری کے درمیان عہد شاہ جہاں میں ہوا۔ واللہ اعلم

حضرت شاہ محمد خاں لودی

آپ کا نام محمد خاں شہرت شاہ محمد خاں لودی کے نام سے ہوئی۔ آپ افغان نسل سے تھے اور لودی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ علم ظاہر حاصل کرنے کے بعد جب علم باطن کا شوق ہوا تو حضرت بابا پیر محمد خان لودی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلسلہ قادریہ مجددیہ بنوریہ میں مرید ہوئے۔ تکمیل سلوک کے بعد خانوادہ قادریہ نقشبندیہ چشتیہ کی اجازت و خلافت سے سرفراز ہوئے چند سال حضرت شیخ سعدی[1] بخاری لاہوری مرید و خلیفہ حضرت خواجہ سید آدم بنوری کی خدمت میں رہے اور ان سے بھی سلسلہ نقشبندیہ کی اجازت و خلافت حاصل کی۔ حضرت شیخ سعدی بخاری لاہوری کو حضرت مولانا شیخ بقاؒ[2] نصر من الجن سے بھی خلافت حاصل ہے۔ حضرت شاہ محمد خاں لودی قدس سرہ

---

[1] آپ کا مزار مزنگ تکیہ علیم الدین لاہور میں ہے۔

[2] آپ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کے خلیفہ ہیں۔ برج قلعہ رہتاس گڈھ میں رہتے تھے۔ آپ کا نام شیخ بقا اور لقب نصر من الجن ہے نصر من الجن اس لئے پڑا کہ آپ کے شاگردوں میں ایک شاگرد جن کا لڑکا بھی تھا آپ کو اس کی خبر نہ تھی ایک دن کسی آسیب زدہ کے علاج کے لئے آپ نے فلفل سیاہ (کالی مرچ) اور قرنفل (لونگ) طلب کی اتفاقاً اس وقت وہی لڑکا حاضر تھا وہ اٹھا اور فوراً ایک درخت سبز فلفل اور قرنفل کا لے آیا آپ کو تعجب ہوا پوچھا کون ہے۔ اس نے کہا میں جن کا لڑکا ہوں، آپ نے اس سے عہد لیا کہ کوئی جن میرے مریدوں اور اولاد کو نہ ستائے اگر کسی پر آئے تو بھاگ جائے نہیں تو جلا یا جائے گا چنانچہ اس خاندان کے افراد و وابستگان جناتی اثرات سے محفوظ رہتے ہیں اگر آسیب

کا مزار بشوئیں علاقہ بونیر میں ہے۔ شروع میں آپ حالت جذب میں رہتے تھے بعد میں سلوک میں آئے۔ (تذکار مطیب آئینہ مبارک) صحیح سن وصال آپ کا معلوم نہ ہو سکا غالباً آپ کی وفات ۱۰۸۰ھ میں بعہد اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ ہوئی واللہ اعلم

حضرت شاہ محمد قریشی عباسی

آپ کا نام شاہ محمد قریشی عباسی نسب لاہور کے رہنے والے تھے۔ بڑے ہی صاحب زہد و تقویٰ، شب بیدار متواضع اور اہل نظر بزرگ ہوئے ہیں۔ قادری نسبت کا غلبہ تھا (تذکار مطیب) آپ کو خرقہ خلافت سلسلہ قادریہ نقشبندیہ چشتیہ کا اپنے پیر و مرشد حضرت شاہ محمد لودی سے حاصل ہوا تھا آپ اپنے وقت کے غوث تھے۔ ہزاروں کی تعداد میں آپ کے مریدین تھے ساری عمر طالبان حق کی تعلیم و تربیت میں مشغول رہے۔ صحیح سن وصال کا معلوم نہ ہو سکا آپ کا مزار شریف بیرون احاطہ مزار شیخ سعدی بخاری تکیہ علیم الدین مزنگ لٹن روڈ لاہور میں دو مکانوں کے درمیان چک میں واقع ہے۔ برادر طریقت حاجی محمد رضا فریدی مقیم کراچی کئی مرتبہ مزار شریف پر حاضر ہوئے ہیں۔

(پچھلے صفحہ سے آگے) آتا ہے تو جلا دیا جاتا ہے۔ جب یہ واقعہ مشہور ہوا تو آپ کا لقب نَصَرَ مِنَ الجن پڑ گیا۔ آپ مجذوب سالک تھے۔ آپ کا مزار شریف متصل برج قلعہ رہتاس گڈھ پنجاب میں ہے۔

غوث زماں حضرت شیخ محمد جیا سندھی

آپ کا نام شیخ محمد جیا ہے مگر شہرت شیخ محمد جیا سندھی کے نام سے ہوئی۔ آپ کا وطن سندھ تھا۔ آپ نے خرقہ خلافت شیخ المشائخ حضرت شاہ محمد قریشی عباسی لاہوری سے حاصل کیا۔ رسن تاب (رسی بانٹنا) آپ کا کسب معاش تھا اس لئے اہل پنجاب وملتان آپ کو شیخ محمد رسیوتہ کہتے تھے۔ اس آمدنی سے جو کچھ حاصل ہوتا تھا اس سے اہل وعیال کے مصارف پورا فرماتے اور غربا، مساکین کی مدد کرتے۔ مریدین کو کسب معاش اور لقمہ حلال حاصل کرنے کی بڑی تاکید فرماتے اور ہدایت فرماتے کہ لقمہ حلال حاصل کر کے عبادت حق میں مشغول ہونا چاہیے لقمہ حلال کے بغیر قرب حق نصیب نہیں ہوتا۔ کسب معاش مانع درویشی نہیں ہے۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ 'دست بکار دل بیار' ہونا چاہیے پھر یہ شعر پڑھتے ؎

از دروں شو آشنا و ز بیروں بیگانہ وش
ایں چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں

غیبی اشارہ پاکر آپ سندھ سے لاہور تشریف لائے اور طالبان راہ سلوک و گمراہان کی ہدایت میں مشغول ہو گئے۔ آپ نے رسن تابی کے پیشہ کو جاری رکھا۔ مریدین پر زیادہ عشقی نسبت سے توجہ فرماتے جس سے طالبان راہ سلوک کے منازل جلد طے ہو جاتے۔ آپ کو آقائے دو عالم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں خاص مقام حاصل تھا جس سے برابر اویسی فیوض و برکات آتے رہتے۔ ان فیوض و برکات سے مریدین بھی فیضیاب ہوتے۔ اپنے آپ کو ہمیشہ پوشیدہ رکھنے کی کوشش کرتے اور کرامت سے پرہیز کرتے اور "عشق و مشک را نتواں نہفتن" یعنی عشق اور مشک کی خوشبو چھپ نہیں سکتی کہ بموجب آپ سے بہت سی کرامات ظہور میں آئیں چند کرامتیں تحریر کی جاتی ہیں۔

ایک شخص پیدائشی نابینا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آنکھوں کی روشنی کے واسطے

عرض کیا۔ آپ نے اس پر توجہ فرمائی اور مراقبہ سے سر اُٹھا کر فرمایا تجھ کو نابینا کون کہتا ہے اپنی آنکھوں کی روشنی سے گھر جا۔ آپ کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس کو روشنی عطا فرمائی۔ آپ کی یہ کرامت بہت مشہور ہوئی اور اہلِ پنجاب آپ کو "شیخ جیا آنکھ دیا" کہنے لگے آپ کو اسی نام سے شہرت حاصل ہوئی مزار شریف سے اب بھی یہ فیض جاری ہے اور اکثر نابینا آپ کی دعا کی برکت سے بینا ہو جاتے ہیں۔

آپ کی توجہ سے سینکڑوں گمراہان نے راہ ہدایت پائی۔ نواب زکریا خان لاہوری کا ملازم بڑا شرابی و فاسق و فاجر تھا وہ آپ کی توجہ اور صحبت کے اثر سے متقی و پرہیزگار بن گیا اور اس کے چہرے سے بزرگی کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ آپ کی توجہ سے بہت سی مستورات کو بھی عرفان نصیب ہوا۔ آپ کی ایک مریدہ جو پاکباز اور عارفہ تھی اس نے آپ کے لئے کچھ کھانا تیار کیا اور خدمت میں لے کر حاضر ہوئی حضرت اس وقت آبادی سے دور کسی مقام پر عبادت میں مشغول تھے۔ کسی کو اس جگہ کی خبر نہ تھی۔ مریدہ خود بخود اس مقام کی طرف یہ کہتی ہوئی چلی گئی کہ ازیں طرف بوئے شیخ می آید یعنی اس طرف سے میرے شیخ کی خوشبو آرہی ہے۔

آپ کا قیام رہتاس گڈھ ضلع جہلم پنجاب میں رہتا تھا یہیں آپ کا وصال ہوا۔ قلعہ رہتاس گڈھ کے قریب نہر کے شمالی جانب جوئے سہن آپ کا مزار ہے۔ صحیح تاریخ وصال کا علم نہیں۔ آپ کے خلفاء مریدین کی تعداد کثیر تھی۔ آپ نے اپنا جانشین و نائب حضرت مولانا میر محمد زکریا قدس سرہ کو بنایا۔

قطب المشائخ حضرت مولانا میر محمد زکریا دہلوی

آپ کا نام محمد زکریا ہے والد کا نام مولانا میر محمد چاریؒ ہے۔ آپ کا وطن چار تھا اس لئے چاری کہلاتے تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب پیران پیر دستگیر حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی غوث اعظم محبوب سبحانی سے ملتا ہے۔ آپ کے والد ماجد مولانا میر محمد چاری سلطان اورنگ زیب عالمگیر کے خاص منصب دار تھے آپ کے والد کو عید کے دن شاہی محل میں شہید کر دیا گیا۔ آپ کم عمر تھے والد کے ملازمین آپ کو دہلی سے لاہور لے آئے۔ نواب عبدالصمد خاں نے فرزندوں کے مثل آپ کی پرورش کی اور تعلیم و تربیت فرمائی۔ علماء و فضلائے لاہور سے تکمیل علوم کے بعد آپ کو پدر بزرگوار کا منصب عطا ہوا۔ اور جو مراعات شاہی والد کو حاصل تھیں عطا ہوئیں۔ شان امیری کے ساتھ تقویٰ پرہیزگاری اور اتباع شرع سے وابستگی رہی، نگاہ شیخ کامل کی تلاش میں تھی کہ ملتان جانا ہوا۔ وہاں اپنے فراش زکریا خاں کو دیکھا کہ اتباع شریعت سے آراستہ ہے اور اس کے چہرے اور بشرے سے بزرگی کے آثار نمایاں ہیں۔ دیکھ کر تعجب ہوا کیونکہ یہ فراش خدمت گزاری کے ایام میں بڑا شرابی اور فاسق و فاجر تھا۔ اس سے اصلاح کا سبب پوچھا جواب دیا کہ یہ سب پیر و مرشد کی توجہ کی بدولت ہے۔ سنتے ہی دیدار کے مشتاق ہوئے فوراً حاضر خدمت ہو کر زیارت کا شرف حاصل کیا۔ دوسرے دن شان و شوکت حشم و خدم سے حاضر ہوئے حضرت نے ذرا بھی التفات نہ کیا۔ تیسرے دن خاکسارانہ حاضر ہوئے۔ حضرت نے نظر عنایت کی اور فرمایا "خاک شو تا گل بروید رنگ رنگ" اس کے بعد آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کیا۔ آپ نے پیر و مرشد سے کہا تَرْکُ الدُّنْیَا رَاسُ کُلِّ عِبَادَۃٍ چاہتا ہوں کہ سارے ساز و سامان جاہ و حشم کو ترک کر کے حضور کے پاس رہوں مسافروں کی خدمت اور آستانہ کی جارب کشی اختیار کروں۔

ہ نور القلوب میں حارمی لکھا ہے اور آپ کے وطن کا نام حارم تحریر کیا ہے۔ مصنف

حضرت نے فرمایا کہ دنیا بمعنی مشغول ہونا غیر حق کے ہے اسباب ظاہری مانع حق پرستی و خداشناسی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللهِ۔ یعنی ذکرِ الٰہی میں اللہ کے نیک بندوں کو تجارت اور خرید و فروخت مانع نہیں ہوتی۔ ذکرِ الٰہی میں دست بکار دل بیار ہونا چاہیے۔ جب تک نواب عبدالصمد خاں زندہ رہے آپ کاروبار ظاہری میں مشغول رہے۔ نواب صاحب کے انتقال کے بعد منصب صوبہ داری ترک کیا اور پیر روشن ضمیر کی اجازت سے تجارت شروع کی۔ آپ کو تجارت پسند تھی۔ کشمیر سے پشمینہ منگواتے اور لاہور کے اطراف میں فروخت کراتے۔ (تذکار مطیب)

ایک بار آپ کا مال تجارت کشمیر سے بذریعہ کشتی آرہا تھا۔ اثنائے سفر دریا میں طغیانی آئی اور کشتی منجدھار میں پھنس کر غرقِ آب ہوگئی۔ مریدین آہ و بکا کرتے ہوئے آپ کے پاس آئے اور حالات سے آگاہ کیا۔ آپ نے سر مراقبہ سے اُٹھایا اور الحمدللہ کہا اور فرمایا فکر نہ کرو طغیانی ختم ہونے کے بعد دیکھا جائے گا۔ کیا تعجب ہے کہ دریا ہمارے سامان کو بطور امانت کے رکھے۔ موسم سازگار ہونے پر آپ غوطہ خوروں کے ساتھ دریا کے کنارے گئے اور کہا کہ ہمارا مال حلال ہے نہ کہ حرام مال ہمارا خدا کے لئے ہے نہ کہ دریا کے لئے، اس کے بعد بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر غوطہ خوروں کو غوطہ زنی کا حکم دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد کشتی معہ ساز و سامان کے برآمد ہوئی اور سارا مال صحیح سلامت برآمد ہوا صرف دو چادر ایک اوپر اور ایک نیچے کی خراب ہوئی۔ آپ نے فرمایا جس مال کی زکوٰۃ نہیں نکلی تھی وہ خراب ہوگیا۔

آپ کے مرید میاں خدا بخش کو آپ کے سادات ہونے میں تردد تھا اسی شب خواب میں خاتون جنت حضرت بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی زیارت کی فرماتی ہیں کہ تجھ کو میرے عزیز محمد زکریا کے سادات ہونے میں شک ہے دیکھ پایہ اس کا میرے پایہ سے مشابہت رکھتا ہے۔ بیدار ہونے پر میاں خدا بخش نے توبہ اور یہ مخمس حضرت کی شان میں لکھ کر پیش کیا۔

سلطان بادشاہ شہنشاہ اولیا — صوفی و اہل باطن درویش سراپا
بر آسمان دین و یقیں شمس پر ضیا — مقبول بارگاہ خداوند کبریا
غوث زماں و قطب زمیں میر زکریا

(نور القلوب)

محمد امین ساکن کھرسار کشمیر حضرت پیران پیر دستگیر کی زیارت سے شرف یاب ہوئے۔ حضرت پیران پیر نے فرمایا کہ فلاں تاریخ کو ہمارا فرزند میر محمد زکریا جو کہ نیک عادت و خصلت کا ہے، اپنے تین فرزندوں میر عیسی، میر ایوب اور میر یحیٰی کے ساتھ کشمیر آئے گا، اس سے ملاقات کرو اور بیعت ہو کر خدمت کرو وہ میری اولاد سے ہے۔ حضرت ان تاریخوں میں کشمیر قطب عالم علی ثانی میر سید علی ہمدانی قدس سرہ کے مزار کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے محمد امین نے بیعت ہو کر خدمت کی سعادت حاصل کی اور بعد میں خرقہ خلافت بھی پایا۔

حضرت کے مریدین میں سے ایک مرید نے عالم مکاشفہ میں حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی زیارت کی دیکھا کہ حضور غوث اعظم زبان مبارک سے یہ رباعی فرما رہے ہیں۔

رباعی

میر زکریا کہ چوں خورشید عیاں شد — از پرتواش مشتری چرخ نہاں شد
چوں وصف کمال نمی تواں گفت — اختصار ہمیں کہ قطب بے گماں شد

(نور القلوب)

آپ جس مسجد میں نماز با جماعت پڑھتے تھے اسی مسجد میں طالبان راہ سلوک کی تعلیم و تربیت فرماتے تھے۔ ایک روز مریدین کسی وجہ سے حاضر نہ ہو سکے اور مسجد کا فرش چٹائی خالی رہا۔ آپ نے اس چٹائی پر نظر کی تو کبھی چٹائی اوپر چھت سے لگ جاتی اور کبھی زمین پر گر جاتی اس طرح چٹائی جنبش کرتی رہی۔

ایک شب عالم معاملہ میں امام طریقت حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رضی اللہ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ حضرت خواجہ نقشبند نے فرمایا کہ کسب حلال اختیار کرو اس کے بعد آپ کو ایک مہر لگا ہوا کاغذ عنایت فرمایا۔ کچھ دیر بعد جب آپ کو افاقہ ہوا تو آپ نے آنکھیں کھولیں تو سر مہر کاغذ ہاتھ میں پایا۔ اس میں تحریر تھا کہ کاغذ گری کا پیشہ اختیار کرو۔ آپ نے سیالکوٹ جا کر کاغذ گری کا اسباب مہیا کیا اور اس پیشہ کو بطیب خاطر پسند فرمایا۔ (نور القلوب)

حضرت صوفی شاہ آبادانی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک کتاب کا مطالعہ کیا جس میں آقائے دو عالم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن اخلاق افعال اور واقعات لکھے ہوئے تھے۔

دل میں خیال پیدا ہوا معلوم نہیں کون بزرگ اس وقت قدم بہ قدم آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جب میں حضرت (مولانا میر محمد زکریا) سے بیعت ہوا اور آپ کی صحبت اختیار کی تو آپ کو قدم بقدم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پایا۔

آپ قطب وقت وغوث زماں تھے آپ کے ایک مرید کی حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی دریافت کیا، اے حضر زمانہ آج کل قطب زماں کون ہے فرمایا آج کل قطب زماں تمہارے پیر ومرشد یعنی مولانا زکریا ہیں۔

حضرت اقدس مسجد میں مریدین کو تعلیم دیتے تھے اس کا نام کور باطنوں نے مسجد حبن رکھ دیا تھا۔ سبب یہ تھا کہ حضرت کی توجہ سے مریدین کو کیفیت ہوتی اس حالت میں اُن کی زبان سے شطیحات نکل جاتے کچھ مریدین غوغا بھی کرتے۔ سو سے زیادہ مریدین سیر لطائف کر چکے تھے چند ناواقف لوگوں کو اعتراض ہوا انھوں نے مشہور واعظ مولانا سعد اللہ لاہوری سے شکایت کی کہ مسجد میں غیر شرعی کام ہوتا ہے نصیحت کی جائے۔ مولانا موصوف نے چند آدمیوں کو بھیجا تاکہ وہ غیر شرعی کاموں سے لوگوں کو روکیں۔ جس وقت یہ لوگ پہونچے حضرت بعد نماز عصر مریدین پر توجہ فرمارہے تھے توجہ کے اثر سے مریدین غوغا کر رہے تھے اس قدر آہ ونالہ ہو رہا تھا کہ آسمان تک آواز جارہی تھی۔ مریدین کی حالت دیکھ کر وہ لوگ سکتہ میں آگئے اور حیرانی کے عالم میں اپنی جگہ کھڑے کے کھڑے رہ گئے۔ اتنی ہمت اور سکت نہ ہوئی کہ کچھ کہہ سکیں۔ جب حضرت مغرب کی نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ ہم شرع شریف کے خلاف کچھ نہیں کرتے ہم شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہیں۔ آپ کو مولوی صاحب نے جس کام کے لئے بھیجا ہے وہ کام کیجئے۔ حضرت کی زبان سے یہ الفاظ سن کر وہ لوگ غلطی پر نادم ہوئے اور اپنا سر حضرت کے قدموں میں رکھ دیا، اور مولانا صاحب سے جاکر سارا واقعہ بیان کیا۔ دوسرے دن مولانا صاحب سے جاکر سارا واقعہ بیان کیا۔ دوسرے دن مولانا صاحب خود تشریف لائے اور معافی کے خواستگار ہوئے اور آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے۔

ایک شب آپ نے عالم معاملہ میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں کہ شاہجہاں آباد (دہلی) جاؤ اور گمراہوں کو راہ راست پر لاؤ اور ان کی تعلیم تربیت کرو۔ آپ بحکم آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم دار العلم والفقر شاہ جہاں آباد اپنے صاحبزادے میر عیسیٰ کے ساتھ آئے اور بھوجلہ پہاڑی نزد چتلی قبر پر عارضی قیام کیا اور اپنے صاحبزادے میر عیسیٰ کو مسجد کے قریب مکان تلاش کرنے کے لئے بھیجا۔ آپ نے محلہ کاغذگراں نزد علاقہ جامع مسجد متصل مسجد ایک مکان کرایہ پر لیا اور اس میں بود و باش اختیار کی۔ آپ زیادہ تر وقت مسجد میں گزارتے اور تعلیم و تربیت میں مشغول رہتے۔ (نور القلوب۔ آئینہ مبارک)

حضرت کے مکان کے قریب ایک شخص پر آسیبی اثر تھا۔ بہت سے عامل و مشائخ نے دعا تعویز اور عملیات کئے مگر کچھ اثر نہ ہوا۔ اس شخص کا ایک عزیز حضرت کے پاس آیا اور تعویذ و عمل کرنے کے لئے عرض کیا جس سے آسیب دور ہو جائے۔ آپ نے فرمایا میں اللہ جل شانہٗ کے سوا کچھ نہیں جانتا اور نہ ہی میں کوئی عمل جانتا ہوں۔ اس عزیز نے عرض کیا کہ حضرت گھر تشریف لے چلیں حضرت کے قدم کی برکت سے آسیب دور ہو جائے گا اور شفا ہو گی۔ بہت اصرار کرنے پر آپ اس کے گھر تشریف لے گئے آسیب بولا "السلام علیکم یا میر زکریا۔" "وعلیکم السلام" آپ نے جواب دیا۔ آسیب بولا "عاملوں کا جو حال ہوا ہے اس سے آپ واقف نہیں"؟ آپ نے فرمایا ہاں مجھے معلوم ہے میں کوئی عمل و تسخیر کرنے نہیں آیا ہوں صرف ملاقات کے لئے آیا ہوں۔ آسیب نے کہا کیا آپ کو معلوم نہیں کہ خُلِقَ الاِنسَانُ ضَعِیفًا یعنی انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔ جب انسان کا وجود ضعیف ہے تو آپ کے یہاں آنے کا کیا مقصد؟" یہ بات آپ کو ناگوار گزری آپ کو غصہ آگیا آپ نے اس کے دفع کے لئے توجہ فرمائی اور مراقبہ سے سر اٹھا کر فرمایا "ہاں ٹھیک کہتے ہو خُلِقَ الاِنسَانُ ضَعِیفًا انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔ آسیب نے کہا کون کہتا ہے۔ آپ نے فرمایا تم ہی کہہ رہے ہو۔ حضرت یہی فرماتے کہ تم ہی کہتے ہو کہ خُلِقَ الاِنسَانُ ضَعِیفًا آسیب جلنا شروع ہوا، حضرت یہی دوہراتے رہے آپ کی توجہ سے تھوڑی ہی دیر میں آسیب جل گیا اور وہ شخص ٹھیک ہو گیا۔

آپ زیادہ اوقات مسجد میں گزارتے۔ موت سے قبل فرمایا، اے لوگو ہم نے تمام عمر مسجد کی ہمسائیگی میں گزاری ہے اگر ہماری قبر بھی مسجد کے قریب بنے تو بہتر ہے۔ پنجشنبہ اور جمعہ کے دن مرنا بہتر ہے اگر اللہ تعالیٰ بندوں کو بالایمان اٹھائے تو شنبہ اور دوشنبہ بھی برا نہیں۔ ان الفاظ سے مریدین میں غم طاری ہو گیا۔ آپ نے جمعہ کے دن عصر کے وقت اپنے مریدین کو بلا کر فرمایا کہ اب آخری سفر

قریب ہے تم سب کو خدا کے حوالے کرتا ہوں اور اپنا جانشین و نائب "صوفی آبادانی" کو بناتا ہوں "
میرے انتقال کے بعد صوفی آبادانی کو میرا قائم مقام سمجھا جائے جو کچھ مجھ کو پیر و مرشد اور دیگر بزرگوں کی خدمت
اور تعلیم سے حاصل ہوا وہ سب صوفی آبادانی کو بخشا۔ آپ نے صوفی آبادانی کو بلا کر کچھ پند و نصائح
کیں اور کلاہ و خرقہ و شجرہ اور دیگر تبرکات جو پیر و مرشد اور دیگر بزرگوں سے حاصل ہوئے تھے سب
عطا فرمائے اور فرمایا کہ اس وقت تک خدا کے فضل سے کوئی کام خلاف شریعت سرزد نہیں ہوا اور
نہ ہی کوئی قدم سنت نبوی کے خلاف اُٹھا۔ اب وقت آخر ہے تم سب کو خدا کے سپرد کرتا ہوں الحمدللہ
بطریق آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ ۹ ذیقعدہ ۱۱۸۸ھ جمعہ کا دن گزار کر رات میں انتقال
فرمایا۔ آپ کا مزار شریف حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کے مزار کے عقب میں احاطہ سنگین میں
بانی ہمدرد حکیم عبدالمجید دہلوی کے قبر کے پیچھے ہے۔ مزار شریف پر کتبہ لگا ہوا تھا جس پر آپ کا نام
اور اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ۔ کندہ تھا جس سے
آپ کی تاریخ وصال نکلتی ہے۔ تقسیم ہند کے بعد مہاجرین نے کتبہ توڑ دیا اور مزار شریف کو بھی نقصان
پہونچایا۔ اب دوبارہ مزار شریف پر فقیر کی ایماء سے والد حضرت نوراللہ مرقدہ کے خلیفہ حضرت
حاجی محمد رضا فریدی بدایونی مقیم کراچی نے کتبہ لگا دیا ہے۔

قطعہ تاریخ وصال از نور القلوب مؤلف مولانا سید امجد علی خاں رضوی۔

چوں سید زکریا است عرفان نشان — ز دیر جہاں شد بباغ جہاں
ز تاریخ سالش نمودم سوال — بفرمود ہاتف کہ رضوان مکاں

۱۱۸۸ھ

دیگر اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ۔

مشائخ کرام دہلی حضرت خلیفہ عبدالرحمان نقشبندی، شاہ عبدالحکیم نقشبندی، حضرت مرزا مظہر جان جاناں
حضرت شاہ غلام سادات چشتی، حضرت مولانا فخرالدین چشتی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین جیسے اکابر طریقت آپ کی تعظیم
کرتے تھے اور آپس میں دوستانہ مراسم رکھتے تھے حضرت مولانا صاحب ہفتہ میں ایک بار اور حضرت شاہ
غلام سادات قدس سرہ مہینہ میں ایک بار ملاقات کے لئے آپ کے یہاں تشریف لے جاتے (نور القلوب تذکار مطبوعہ)

حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے انتقال پر جن تین بزرگوں نے حضرت مولانا
شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی دستار بندی فرمائی اس میں آپ بھی تھے۔

آپ کے تین صاحبزادے مولانا میر عیسیٰ، میر یحییٰ و میر ایوب تھے جو متقی پرہیزگار اور علم ظاہر و باطن سے آراستہ و پیراستہ اور آپ کے خلیفہ تھے۔ مزارات اولیائے دہلی صفحہ ۱۰۹ پر مولوی محمد عالم شاہ دہلوی نے آپ کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے۔

مولانا شاہ میر محمد زکریا نقشبندی

آپ بڑے کامل صاحب کرامت اور حضرت غوث الاعظم قدس سرہ کی اولاد ہیں۔ آپ کے والد ماجد اورنگ زیب کے عہد میں دہلی آئے اور بڑے عہدے پر مامور ہوئے، جب وہ شہید ہو گئے تو آپ صغیر السن تھے لاہور چلے گئے وہیں پرورش پائی۔ سن شعور کو پہونچے تو مولانا شیخ محمد سندھی عرف شیخ جیا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت ہو کر سلوک طے کیا اور خرقہ خلافت پہنا۔ آپ کا سلسلہ طریقت سید آدم بنوری سے ملتا ہے۔ آپ نے ۹ ذیقعدہ ۱۱۸۸ھ میں بعہد شاہ عالم ثانی وفات پائی۔ آپ کا مزار احاطہ درگاہ خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے شمال و مغرب میں ایک احاطہ کے اندر ہے اس میں تین مزار بڑے ہیں جن میں سے بیچ کا بڑا مزار جو اونچا ہے آپ کا ہے۔ (مزارات اولیاء دہلی صفحہ ۱۰۹)

خلفاء آپ کے مریدین کی تعداد کثیر تھی خلفاء کی بھی اچھی خاصی تعداد ہو گی۔ لاہور میں قیام کے دوران سو سے زیادہ مریدین سیر لطائف کر کے سلوک طے کر چکے تھے اس سلسلہ عالیہ کے بزرگوں کا دستور رہے کہ سلوک طے ہونے کے بعد اجازت و خلافت سے نوازتے ہیں۔ مختلف کتب کے مطالعہ کے بعد خلفاء میں آپ کے صاحبزادگان کے علاوہ حضرت شیخ محمد امین میاں زماں شاہ قلندر اور حضرت صوفی شاہ آبادانی قدس سرہم کے نام ملتے ہیں۔

(۱) حضرت مولانا میر عیسیٰ، میر ایوب و میر یحییٰ

یہ تینوں حضرت کے صاحبزادے تھے۔ بقول حضرت کے تینوں صاحبزادے متقی پرہیزگار اور علم ظاہر و باطن سے آراستہ و پیراستہ تھے۔ خرقہ خلافت والد سے ہی حاصل کیا تھا آپ کے مزید حالات دستیاب نہ ہو سکے۔

(۲) شیخ محمد امین کشمیری

آپ کھرسار کشمیر کے رہنے والے تھے۔ حضور غوث اعظم سے بے پناہ عقیدت رکھتے تھے۔ اور آپ ہی کے حکم سے حضرت میر محمد زکریا قدس سرہ سے مرید ہوئے بہت تھوڑے عرصہ میں سلوک طے کیا اور اجازت و خلافت حاصل کی۔

حضرت میاں زماں شاہ قلندر

آپ کا نام محمد زماں اور والد کا نام محمد امان تھا۔ ملک اندلس یعنی اسپین کے رہنے والے تھے۔ آپ کی نشوونما مصر کے شہر اسکندریہ میں ہوئی اور یہیں علم حاصل کیا۔ علم حاصل کرنے کے بعد سیاحت کا شوق ہوا۔ سب سے پہلے حج مبارک کیا۔ اس کے بعد طائف بصرہ اور اصفہان کی سیر کرتے ہوئے کابل آئے کچھ دن یہاں قیام کر کے قصبہ مکھند ضلع راولپنڈی آئے۔ اور مولانا محمد علی چشتی نظامی سے ہندی زبان سیکھی یہاں سے ملتان آئے۔ اولیاء اللہ کے مزارات کی زیارت کرتے ہوئے ملتان سے لاہور آئے اور یہاں سے دہلی تشریف لائے۔ اسی سیاحت میں بزرگان دین کی توجہ ہوئی اور علم باطن کا شوق پیدا ہوا۔ دہلی میں قطب وقت حضرت مولانا میر محمد زکریا دہلوی سے مرید ہو کر سلوک کی تعلیم حاصل کی۔ سلوک طے کرنے کے بعد اجازت و خلافت حاصل کی۔ بحکم پیر و مرشد قصبہ سہسوان ضلع بدایوں آئے اور آبادی کے جانب شمال سرسوتی کے قریب مسکن گزیں ہوئے۔

بڑے خوبصورت و بارعب شخصیت کے مالک تھے۔ چہرہ مبارک بڑا وجیہہ تھا۔ متبحر عالم مجذوب صفت و صاحب خدمت بزرگ تھے۔ اکثر عالم جذب میں رہتے تھے کسی سے کچھ طلب نہ کرتے صرف سبزی ساگ کھاتے۔ صاحب زہد و تقوی عشق و محبت سے سرشار اور صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ آپ کا مشرب قلندرانہ تھا اسی نسبت سے قلندر کہلاتے ہیں۔ آپ کی بیعت قادری تھی اجازت و خلافت تینوں سلاسل قادریہ نقشبندیہ چشتیہ صابریہ (مجددیہ منوریہ) میں تھی۔ آپ کی صحبت سے ایران داس جوگی آپ کے دست حق پرست پر توبہ کر کے داخل اسلام ہوا۔

آپ کا وصال ۱۲۲۱ھ میں قصبہ سہسوان ضلع بدایوں یوپی میں ہوا۔ مزار شریف سہسوان منصفی کے تکیہ میں لال املی درخت کے نیچے پختہ واقع ہے۔ مردان خدا میں مولوی ضیاء علی اشرفی نے آپ کے حالات تحریر کئے ہیں۔

قطب ربانی عاشق الٰہی

حضرت صوفی شاہ آبادانی صدیقی دہلوی

پیدائش شبلی دوراں جنید وقت قطب ربانی عاشق الٰہی حضرت صوفی شاہ آبادانی صدیقی پنجاب (پاکستان) کے شہر سیالکوٹ میں ۱۱۵۱ھ میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام میاں شیخ نور جمال اور چچا کا نام کریم الدین تھا۔ آپ کا سلسلہ نسب خلیفہ اول رفیق فی الغار حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔

جس دن آپ کی پیدائش ہوئی اسی دن اولیاء اللہ میں سے ایک ولی صاحب کشف وکرامت شہر میں وارد ہوئے۔ اہل شہر اطاعت و فرمانبرداری جذبہ لئے ہوئے عقیدت و احترام سے ان خدمت میں حاضر ہو رہے تھے اور ان کی دعاؤں کی برکت سے دنیوی و دینوی مقاصد میں کامیابی حاصل کر رہے تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب مخلوق خدا نادر شاہ درانی کے ظلم وستم اور بربریت سے پناہ مانگ رہی تھی جس طرف بھی وہ جاتا ظلم وستم کرتا۔ جب وہ دہلی کی حکومت کو تخت وتاراج کرتا ہوا اپنے وطن ایران جا رہا تھا تو اس کے سپاہی راستے میں بھی ظلم وستم کا بازار گرم کرتے جا رہے تھے اور آباد شہروں کو برباد کرتے جا رہے تھے جس سے مخلوق پریشان تھی۔ جب اس کا لشکر سیالکوٹ سے گزرا تو یہ شہر جو دارالمسلمین و دارالامن تھا وہ بھی محفوظ نہ رہ سکا۔ اس کے لشکر نے اس شہر میں بھی قتل وغارت گری کی اور لوٹ مار کر برباد کر دیا۔ ایسے نازک و ناگفتہ دور میں مرد درویش کا اس اُجڑے دیار میں آنا لوگوں کے لئے راحت کا سامان بن گیا۔ یہ بزرگ مقبول بارگاہ الٰہ تھے اور ٹوٹے ہوئے دلوں کا سہارا تھے۔ قرب وجوار کی مخلوق ان کے پاس حاضر ہو کر دعاؤں کی طالب ہو رہی تھی۔ حضرت کی پیدائش کی خوشی میں حضرت کے گھر پر نقارہ بج رہا تھا جب نقارہ کی آواز بزرگ کے کان میں پہنچی تو انھوں نے اس کا سبب پوچھا لوگوں نے کہا میاں شیخ نور جمال کے یہاں لڑکا پیدا ہوا ہے۔ مرد درویش بہت خوش ہوئے اور فرمایا الحمدللہ کہ تم لوگوں کی پریشانی دور ہونے کا

وقت آگیا ہے۔ عنقریب ہی شہر کی ویرانیت دور ہوگی اور دوبارہ آبادکاری ہوگی۔ میاں شیخ نورجمال کے یہاں جو بچہ پیدا ہوا ہے وہ قطب وقت و شیخ وقت ہوگا بڑے مرتبہ والا اور صاحب سلسلہ ہوگا اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ تمہاری پریشانیوں کو دور فرمائے گا۔ میاں شیخ نورجمال کو یہ مژدہ سنادو اور کہو کہ اس بچہ کا نام "آبادانی" رکھیں کہ اس کی برکت سے آبادکاری ہوگی۔

مرد درویش کی مبارک زبان سے مسرت آمیز مژدہ سن کر اہل شہر خوش ہوئے اور خدا کا شکر ادا کیا۔ انھوں نے میاں شیخ نورجمال کو مسرت آمیز مژدہ سنایا۔ والد نے آپ کا نام "آبادانی" رکھا۔ لفظ آبادانی سے آپ کی مدت عمر بھی نکلتی ہے۔ آبادانی کے ۶۹ عدد ہوتے ہیں۔ آپ کی عمر شریف بھی ۶۹ برس کی ہوئی۔ مولانا نواب سید امجد علی خاں رضوی لکھنوی نے آپ کی متعدد تواریخ ولادت نکالیں۔

(۱) زفیض مولد شبلی دوراں — منور گشت چوں فضائے کیہاں
خرد از روئے القا گفت تاریخ — برآمد آفتاب از اوج عرفاں

۱۱۵۱ھ

(۲) چو حضرت شاہ صوفی آبادانی — از مولد خود ساخت جہاں نورانی
از بہر شمار سال تاریخ خرد — زد غوطہ بہ بحر فکرت و حیرانی
گفتا ز سر حال کہ بے ریب و ریا — ہم شبلی وقت و ہم جنید ثانی

۱۱۵۱ھ (نور القلوب)

آپ بزرگ خاندان کے فرد تھے۔ اہل شہر آپ کے خاندان والوں کو "میاں" کے لفظ سے پکارتے تھے۔ میاں کا لفظ پیر بزرگ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ آپ کے والد ماجد بھی بوجہ بزرگی اور خدا ترسی کے میاں شیخ نورجمال کہے جاتے تھے۔ اہل شہر آپ کو میاں آبادانی کے نام سے پکارنے لگے۔

چراغ ربانی حضرت مولانا محمد کامل ولیدپوری مثنوی منیر اعظم میں لکھتے ہیں کہ آپ کی برکت سے دہلی کو نادرشاہ درانی کے ظلم و ستم سے نجات ملی اور وہ دوبارہ آباد ہوا۔

ہماں صوفی صافی باکمال — بود موجد صوفیانہ رومال
آبادانیش نام ایجاد شد — کہ دہلی ز ویرانہ آباد شد

چوں ویراں شد از بدعت نادری — شد آباد از مولد قادری
بہ ملتان ہمی بود پیر ہدای — ہماں سید حضرت سید زکریا
بحکم خدا و بحکم نبی — بہ تعلیم نوشاہ امی ولی
ز ملتان براہ سفر تاختہ — بدہلی رسید و وطن ساختہ
پس از تربیت کرد تعلیم راہ — عطا کرد نور امانت بشاہ
بہ بخشید تاج و خلافت سریر — کہ شد ہفت اقلیم فرماں پذیر
بزد سکہ بر قلب ہندوستاں — کہ ہندوستاں گشت جنت نشاں

(مثنوی منیر اعظم صفحہ ۴۴۳، ۴۴۴)

ترجمہ :۔ وہی صوفی صافی (حضرت شاہ آبادانی) جو صوفیانہ رومال (نیلگوں رومال) کے ایجاد کرنے والے ہیں۔ ان کی برکت سے دہلی شہر ویرانہ سے آباد ہوا اس لئے ان کا نام "آبادانی" ہوا جب دہلی شہر نادر شاہ درّانی کے ظلم و ستم سے ویرانہ ہوا تو حضرت شاہ آبادانی قادری کی پیدائش کی برکت سے آباد ہوا۔ آپ کے پیر و مرشد ملتان میں رہتے تھے وہ خدا اور نبی کے حکم سے نوشاہ مادرزاد ولی (شاہ آبادانی) کی تعلیم کے واسطے دہلی تشریف لائے۔ تعلیم و تربیت کے بعد (پیر و مرشد نے) اجازت و خلافت کا تخت بخشا اور تاج پہنایا جس کی برکت سے ہفت اقلیم (ساتوں ملک) نے اطاعت قبول کی۔ انھوں نے ہندوستان کے دل (دہلی) پر سکہ جمایا۔ جس سے ہندوستان جنت نشاں بن گیا۔

آپ بچپن سے ہی نیک تھے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ سعید اور شقی ماں کے پیٹ سے ہی ہوتا ہے مَنْ سَعِدَ سَعِدَ فِی بَطْنِ اُمِّہٖ وَمَنْ شَقِیَ شَقِیَ فِی بَطْنِ اُمِّہٖ۔ آپ کی عادت شریف اور بچوں سے مختلف تھی بچپن سے ہی نماز روزہ کے پابند تھے۔ جب کوئی بزرگ شہر میں آتا اس کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ آپ کے دل میں جذبہ الٰہی بچپن سے ہی تھا اور کیوں نہ ہوتا کہ پیدائشی ولی تھے والدین بھی بزرگ تھے۔ اسی جذبہ کے تحت صاحب دل مرد درویش کی تلاش میں والد بزرگوار کے ہمراہ دہلی آئے۔ دہلی میں اس وقت ہر سلسلہ کے بزرگ اور صاحب نسبت درویش موجود تھے جن سے ایک عالم فیض حاصل کر رہا تھا۔

دہلی میں والد بزرگوار اور عم محترم شیخ کریم الدین کے ہمراہ محلہ کاغذ گراں[۵] نزد جامع مسجد شاہ جہاں آباد (دہلی) میں بود و باش اختیار کی۔ اسی محلہ میں جامع الحسنان والبرکات سید السادات حضرت مولانا میر محمد زکریا دہلوی رہا کرتے تھے۔ آپ حضرت مولانا صاحب کی خدمت میں برابر حاضر ہوتے۔ کچھ عرصہ بعد آپ اور آپ کے چچازاد بھائی گل محمد سلسلہ قادریہ مجددیہ منوریہ میں حضرت قبلہ سے بیعت ہو گئے۔

مسند سجادگی

حضرت مولانا میر محمد زکریا قدس سرہ آپ کو تمام مریدوں میں زیادہ عزیز رکھتے تھے اور نہایت لطف و کرم فرماتے اور مہربان رہتے۔ آپ بھی ہمہ وقت آپ کی محبت میں دیوانہ رہتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں:-

اللہ تبارک تعالیٰ کی سب سے بڑی میرے اوپر عنایت یہ ہے کہ اس نے مجھے اپنے شیخ یعنی سید السادات جامع الحسنات و برکات حضرت مولانا میر محمد زکریا لاہوری ثم دہلوی کی خدمت کی سعادت بخشی اور آنحضرت نے مجھے اپنی فرزندی میں قبول فرمایا۔ میں نے شروع جوانی میں ہی حضرت کے دست حق پرست پر توبہ کی اور سلسلہ میں داخل ہوا حضرت نے مجھ پر بے شمار اکرامات و عنایت فرمائیں مجھ پر خصوصی توجہ فرمائی اور میری تعلیم بطریق احسن فرمائی۔ (نور القلوب)

آپ فرماتے ہیں کہ ایک بار پیر و مرشد حج بیت اللہ کو تشریف لے جا رہے تھے۔ تمام رخت سفر اونٹ پر لاد دیا اور کمر میں ٹپکا باندھ لیا۔ آپ کو رخصت کرنے کے لئے تمام یاران طریقت و خویش و اقارب جمع ہوئے میں بھی حاضر خدمت تھا۔ حضرت کی مفارقت مجھ سے برداشت نہیں ہو رہی تھی اور میں زار و قطار رو رہا تھا۔ حضرت نے میری طرف دیکھ کر فرمایا "میاں آبادانی تم میری مفارقت پر گریہ و زاری کر رہے ہو۔ عرض کیا جی ہاں حضرت کی مفارقت برداشت نہیں ہو رہی ہے اور آپ کی جدائی کی آگ سے میرا جگر جل رہا ہے ایسا نہ ہو کہ میرا انتقال ہو جائے۔ حضرت میری بات سن کر مراقب ہوئے تھوڑی دیر بعد مراقبہ سے سر اٹھایا اور فرمایا کہ میری مفارقت سے تمہارا دل شکستہ ہو رہا ہے۔ میں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا "میاں آبادانی تمہاری دل شکستگی ہمیں منظور نہیں ہے۔ تمہیں راضی رکھنا ہی رضائے الٰہی ہے اور یہی ہمارا حج ہے تمہاری خوشنودی ہمارے لئے

---

[۵] یہ محلہ جامع مسجد اور لاجپت رائے مارکیٹ کے درمیان واقع تھا۔ یہاں کاغذ گر رہا کرتے تھے اسی نسبت سے اس محلہ کا نام کاغذ گراں پڑا۔ اب اس محلہ کا نام و نشان بھی نہیں ہے اور نہ ہی لوگ اس نام سے واقف ہیں۔

مقدم ہے۔ یہ فرما کر اپنا رخت سفر کھولا اور کمر سے پٹکا اتارا اور فرمایا کہ میرا کعبہ مقصود میاں آبادانی کا شکستہ دل ہے اور ان کی خوشنودی ہی میرا حج ہے۔

دل بدست آور کہ حج اکبر است　　از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

یہ کہہ کر آپ نے فرط محبت سے گلے لگا لیا اور بے شمار دولت و انعام عطا فرمایا اور نوازشات کیں جس کا بیان کرنا مشکل ہے حق تعالیٰ کی اس فقیر کے حق میں یہ کامل عنایت تھی۔

اے خدا قربان احسانت شوم　　ایں چہ احسان ہا است قربانت شوم

ترجمہ: اے خدا تیرے احسان کے قربان جاؤں یہ کیسے احسانات ہیں تجھ پر قربان جاؤں۔

پیر و مرشد کی توجہ سے آپ نے تھوڑے عرصہ میں مقامات طے کر لئے اور اجازت و خلافت حاصل کی جب شیخ طریقت کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے تمام یاران طریقت مریدین و معتقدین کو جمع کیا اور فرمایا کہ مجھ کو جو کچھ اپنے بزرگوں سے سینہ بہ سینہ ملا ہے اور راہ حق کی طلب میں جو کچھ میں نے اپنے بزرگوں سے حاصل کیا ہے وہ سب میں نے میاں "آبادانی" کو بخشا اور یہ امانت ان کے سپرد کی آج سے وہ میرے نائب و جانشین ہیں اگر کسی کو راہ طلب میں کوئی مشکل پیش آئے تو ان کی طرف رجوع کرے۔ یہ کہہ کر اپنا خرقہ خاص و کلاہ عنایت فرمایا۔ کچھ مریدین جو عرصہ سے حضرت کی خدمت میں تھے اور اس کرم کے امیدوار تھے یہ عنایات و نوازشات دیکھ کر رنجیدہ خاطر ہوئے۔ انھوں نے راہ طلب کے ذوق و شوق میں حضرت سے عرض کیا کہ ہم غلامان عرصہ سے اس نظر کرم اور عنایت کے امیدوار تھے حضرت نے یہ لطف و کرم ہم لوگوں پر نہ کیا۔ میاں آبادانی پر کیا اور یہ امانت ان کے سپرد کی اور ان کو اپنا نائب و جانشین بنایا۔ حضرت نے فرمایا ٹھیک کہتے ہو یہ امانت الٰہی ہے اس میں میرا کچھ اختیار نہیں جس کو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اپنی امانت سپرد کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے اپنے کام کے لئے منتخب کرتا ہے۔ اگر میرا اختیار ہوتا تو یہ امانت اپنے فرزندوں کے سپرد کرتا اور انہیں کو اپنا جانشین بناتا کیونکہ میرے فرزند علم ظاہر و باطن سے آراستہ و پیراستہ ہیں صالح اور متقی بھی ہیں مگر کیا کروں راضی بہ رضا ہوں خدا کا حکم میاں آبادانی کے لئے ہی ہے

لہ مشہور ہے کہ حضرت خواجہ سید نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی زری زربخش اپنے سب سے چہیتے مرید و خلیفہ طوطی ہند امیر الشعراء حضرت خواجہ ابوالحسن امیر خسرو دہلوی کو اپنا جانشین و نائب بنا چاہتے تھے اور انہیں دہلی

(باقی اگلے صفحے پر)

اسی لئے یہ امانت ان کے سپرد کی اس میں میرا کچھ دخل نہیں میر زکریا کا صرف واسطہ ہے۔ ع
من نیم واللہ یاراں من نیم یعنی میں نہیں ہوں واللہ یاروں میں نہیں ہوں۔ (نور القلوب)
دراصل یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہے ہدایت دے اور جس کو چاہے منتخب کرے اور اپنا فضل کرے۔ ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝ اَللّٰهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَن يُنِيبُ ۝

ایں سعادت بہ زور بازو نیست　　تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

سلطان العاشقین حضرت مولانا فخر الدین محب النبی اور سید السادات حضرت شاہ غلام سادات چشتی کی صحبت و کرم

سید السادات جامع الحسنات و برکات حضرت مولانا میر محمد زکریاؒ کے مشائخ عصر سے دوستانہ مراسم تھے مشائخ عصر آپ کا احترام کرتے تھے۔ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث حضرت مرزا مظہر جانجاناں شاہ غلام سادات چشتی و مولانا فخر پاک چشتی سے خصوصی تعلقات تھے۔ حضرت مولانا فخر پاک ہفتہ میں ایک بار اور شاہ صاحب مہینہ میں ایک بار آپ سے ملاقات کے واسطے گھر تشریف لے جاتے ایک بار کا واقعہ ہے کہ مولانا صاحب تشریف لائے اور مولانا میر محمد زکریا قدس سرہ سے کہا کہ آپ صوفی آبادانی کو ہمارے ساتھ محفل سماع میں جانے کی اجازت دیں۔ حضرت نے فرمایا محفل سرود و سماع مشائخ چشت کے نزدیک جائز ہے مگر خاندان نقشبندیہ نے اس کو جائز نہیں کہا ہے آپ کو اللہ تعالیٰ نے ہزاروں فرزند معنوی عطا فرمائے ہیں اور مجھے صرف ایک فرزند صوفی آبادانی عطا کیا ہے پھر میں کس طرح اپنے بزرگوں کے خلاف ان کو محفل سماع میں جانے کی اجازت دوں۔ مولانا صاحب نے دوبارہ عاجزی سے کہا کہ ہماری خاطر اجازت دے دی جائے۔ آپ چونکہ مولانا صاحب سے بہت محبت کرتے تھے اس لئے صوفی صاحب کو محفل سماع میں جانے کی اجازت دے دی۔ اس کے بعد سے صوفی صاحب مولانا صاحب کے ساتھ برابر محافل میں جاتے اور سماع سنتے مگر اپنے یہاں

(پچھلے صفحہ سے آگے) کی ولایت سپرد کرنا چاہتے تھے مگر حکم الٰہی حضرت شیخ نصیر الدین محمود روشن چراغ دہلی کے لئے ہوا چنانچہ آپ نے بحکم الٰہی یہ امانت یعنی دہلی کی ولایت ان کے سپرد کی اس وقت سے یہ مثل مشہور ہوئی "نظام چاہے امیر کو خدا چاہے نصیر کو"۔ مصنف

محفل میں سماع نہ کراتے کیونکہ اوپر کے بزرگوں نے سماع سننے سے پرہیز کیا ہے حضرت صوفی صاحب میں دونوں کامل ومکمل نسبتیں کام کر رہی تھیں اس طرح کہ اپنے یہاں محفل میں نہ سماع کراتے اور نہ ہی سنتے یہ تصرف پیر ومرشد کا تھا مگر جب حضرت مولانا صاحب وشاہ صاحب کے ہم راہ محفل میں جاتے تو سماع سنتے یہ تصرف ان دو بزرگوں کا تھا۔ اس طرح یہ دونوں بزرگ آپ کے پیر صحبت ہیں۔ یہیں سے اس سلسلہ میں سماع کی اجازت شروع ہوتی ہے۔ یہ دراصل سلطان الاولیاء حضرت خواجہ سید نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی زری زربخش کا فیض تھا۔ (مکتوبات عالیہ تذکار مطیب نور القلوب آئینہ مبارک)

حضرت محبوب الٰہی سے نسبت اویسی

قطب ربانی عاشق الٰہی حضرت صوفی شاہ آبادانی قدس سرہ کو سلطان المشائخ حضرت خواجہ سید نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی سے نسبت اویسی اور بیعت وسماع کی اجازت حاصل تھی جس کی تفصیل اس طرح ہے۔

آپ سلطان العاشقین حضرت مولانا فخر الدین چشتی قدس سرہ کے ہم راہ حضرت محبوب الٰہی قدس سرہ کے عرس شریف المعروف بہ سترھویں شریف میں تشریف لے جاتے تھے اور آپ کے ساتھ محفل میں سماع سنتے تھے۔ آپ کا قیام درگاہ شریف کی جامع مسجد خلجی کے جنوبی گوشہ میں رہتا تھا اور مولانا صاحب کا قیام شمالی گوشہ میں رہتا تھا۔ عرس میں آپ کے مریدین آپ کے ساتھ حاضر ہوتے۔

ایک بار کا واقعہ ہے کہ حسب معمول آپ مولانا صاحب کے ساتھ عرس میں تشریف لے گئے اور قل کی محفل میں سماع سننے میں مشغول ہوئے طبیعت کی ناسازی اور راستہ کی تکان کی وجہ سے زیادہ دیر محفل میں نہ بیٹھ سکے۔ آپ نے مریدین مثل نواب امجد علی صوفی اللہ یار خاں روی، حافظ غلام نبی صاحبان کو محفل میں چھوڑ دیا اور خود مسجد کے جنوبی گوشہ میں آکر آرام فرمانے لگے۔ محفل سماع گرم تھی اور حاضرین وجد وسرور میں تھے۔ یکایک محفل میں اسم مبارک 'اللہ ہو' کی آواز مثل صدائے بوق مسجد سے آنے لگی۔ آہستہ آہستہ یہ آواز تیز ہوگئی، باوجود سماع کے یہ آواز سنی جارہی تھی۔ اہل مجلس حیران تھے کہ یہ آواز کہاں سے آرہی ہے۔ نواب امجد علی وحافظ غلام نبی صاحبان اسی حیرانی کے عالم میں آواز کی تلاش میں نکلے۔ غور کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ آواز مسجد کی جانب سے آرہی ہے۔ جب مسجد میں پہونچے دیکھا کہ جنوبی گوشہ میں لنگی اوڑھے ہوئے حضرت آرام فرمارہے ہیں اور یاران طریقت

سر جھکائے ہوئے بے خود بیٹھے ہیں۔ اس آواز کا نواب صاحب اور حافظ مذکور کے دل پر ایسا اثر ہوا کہ قدم آگے بڑھانا مشکل ہو گیا غرض کہ گرتے پڑتے پہونچے دیکھا کہ اللہ ھُو کی آواز حضرت کے قلب مبارک سے آرہی ہے اس طرح کہ جب سانس باہر آتی ہے تو لنگی اُٹھتی ہے اور سانس اندر جاتی ہے تو لنگی قلب سے چپک جاتی ہے۔ اللہ ھُو کی آواز مثل شہنائی کے نکل رہی ہے اس آواز سے حاضرین بے خود ہیں اور ان پر کیفیت طاری ہے آنے والا بھی اس کیفیت سے بے خود متحیر ہو رہا ہے کہ ایک دوسرے کی خبر نہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تصویر کی طرح بے حس و حرکت ہیں۔ اتفاق سے میر محمد طیب المعروف بہ میاں مرزائی خلف الصدق قدوۃ العارفین زبدۃ الواصلین حضرت شاہ عبدالحکیم قدس سرہ آئے ان پر بھی کیفیت طاری ہو گئی اور وہ وجد کرتے ہوئے حضرت کے اوپر گر گئے جس سے حضرت کی آنکھ کھل گئی اور آپ بیدار ہو گئے اور دیر تک خاموش بیٹھے رہے بہت دیر بعد آپ کو افاقہ ہوا۔ آہستہ آہستہ یاران طریقت کی بے خودی بھی دور ہو گئی، تمام یاران طریقت وضو اور دیگر ضروریات کے لئے منتشر ہو گئے۔

جب تمام لوگ چلے گئے تب نواب صاحب حضرت کے پیر دبانے میں مشغول ہوئے اور ہمت کر کے آہستہ سے عرض کیا کہ آج عجیب قسم کی آواز آپ کے قلب مبارک سے جاری ہوئی کہ اس فقیر نے کبھی نہیں سنی اس آواز کے سننے سے اپنے پرائے سب بے خود و بے خبر ہو گئے اور ایسے مقام پر پہونچے کہ جس کا حصول بے انتہا ریاضت و مجاہدے سے بھی ممکن نہیں سینکڑوں اشخاص اس فیض سے فیض یاب ہوئے اس کا سبب کیا تھا۔ مکرر عرض کرنے پر فرمایا "جب راستہ کی تکان اور طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے محفل سماع سے اُٹھ کر آرام کرنے کی نیت سے مسجد کے جنوبی گوشہ میں آکر لیٹا تو دیکھتا ہوں کہ عرس کی محفل میں سماع ہو رہا ہے اور قوال غزل پڑھ رہے کہ اچانک سلطان المشائخ حضرت خواجہ سید نظام الدین اولیاء قدس سرہ تشریف لائے اور اپنے ہاتھ سے کہ آپکا ہاتھ کہ یَدُ اللّٰہِ فَوقَ اَیدِیھِم کی تفسیر ہے میرا ہاتھ پکڑ کر مجلس میں لے گئے اور فرمایا 'میاں آبادانی' تم آج ہماری محفل میں سماع نہیں سن رہے ہو، اس کے بعد مجھے سماع سنانے میں مشغول کیا اور حالت وجد میں میرا ہاتھ پکڑ کر محفل میں رقص کرنے لگے آپنے اپنے فیض سے مجھے فیض یاب کیا اور میرے دل کو منور کیا۔ آپ کے جمال جہاں آرا کو دیکھ کر مجھ پر کیفیت طاری ہوئی میں نے پاس ادب میں دم نہیں مارا اور نہ ہی

آہ کھینچی۔ ہر چند چاہا کہ برداشت کروں مگر برداشت نہ کر سکا اور مغلوب الحال اور اپنے سے بے خبر ہو گیا اسی عالم میں میرا قلب جاری ہوا اور اس سے اللہ ہو کی آواز نکلنے لگی ہر چند آواز ضبط کرنے کی کوشش کی مگر ایسا نہ ہو سکا بلکہ آواز تیز ہوتی گئی پس جو آواز اہل محفل نے سنی وہ ہمارے قلب کی تھی اس کا ذکر کسی سے نہ کرنا۔ حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے دوستوں کو پیروی آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے باہر نہیں رکھا ہے بلکہ قدم بہ قدم آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم رکھا ہے۔ روایت ہے کہ بعض اوقات آپ کا قلب مبارک عین نماز میں ایسا جاری ہوتا تھا کہ دور سے اس کی آواز سنائی دیتی تھی حضرت سلطان المشائخ کا آپ کو محفل سماع میں لے جا کر سماع میں مشغول کرنا سماع کی اجازت ظاہر کرتا ہے۔ اپنے ہاتھ سے آپ کا ہاتھ پکڑنا اور رقص کرنا ایک قسم سے بیعت کرنا اور اپنے فیض سے قلب کو منور کرنا فیض اویسی ہے اور یہ نسبت چشتیہ نظامیہ کی کھلی دلیل ہے پس آنحضرت کی بلاواسطہ نسبت نظامیہ میں کچھ شک نہیں کیونکہ فقیر نے بلاواسطہ حضرت کی زبان سے اس کو سنا ہے۔ جب میں نے یہ بیان حضرت کی مبارک زبان سے سنا تو میرے (نواب صاحب) دل میں خیال پیدا کیا گیا اور یہ بات القا کی گئی کہ بیشک آنحضرت کا وصال خاص عرس کے دن ہوگا کہ ہاتھ پکڑ کر اپنی محفل میں لے جانا، رقص کرنا اور سماع سنوانا اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ آپ کا وصال حضرت سلطان المشائخ کے عرس مبارک کے دن ہی ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا، آپ کا وصال ۱۸ ربیع الثانی کو اسی وقت ہوا جس وقت حضرت سلطان المشائخ کا۔ ہاتھ پکڑ کر اپنی مجلس میں لے جانے کے یہ معنی تھے کہ حضرت سلطان المشائخ نے قیامت تک کے لئے اپنی محفل میں کھینچ لیا۔ اے بھائی یہ خصوصیت اور اویسیت سوائے ہمارے حضرت کے کسی کو میسر نہیں ہوئی۔

نواب صاحب کے علاوہ صوفی اللہ یار خاں رومی یکہ از اجل خلفا حضرت اور حقائق و معارف آگاہ حضرت خلیفہ محمد احمد چشتی لکھنوی بھی آنحضرت کی اس نسبت سے واقف تھے اسی بنا پر جب آپ لکھنؤ سے مزارات اولیاء اللہ کی زیارت کے لئے دہلی تشریف لاتے تو حضرت سے ضرور ملاقات کرتے۔ حضرت بھی ان کی بہت تعظیم کرتے اگر ان ایام میں آپ کے پیر و مرشد کا عرس ہوتا تو آپ کو ضرور مدعو کرتے اور آپ کے بغیر فاتحہ خوانی نہ کرتے بلکہ آپ کو مقدم رکھتے تھے۔ (نور القلوب)

آپ کے خلاف محضر اور حضرت مولانا محمد فخر الدین چشتی کا آپ کی ولایت کا اظہار کرنا

شیخ کے وصال کے بعد آپ مسند وعظ و ارشاد و سجادگی پر رونق افروز ہوئے اور یاران طریقت

کی تعلیم و تربیت و ہدایت خلق اللہ میں مشغول ہوئے۔ آپ مشائخ وقت کی مجلس میں جاتے اور اسے رونق بخشتے۔ ہر خاص و عام کو اپنے فیض سے فیض یاب کرتے۔ حضرت کے تصرف اور نظر کیمیا اثر کا ہر خاص و عام پر اثر ہوتا جس سے لوگ مشاثر ہو کر معتقد ہو جاتے۔ نواب صاحب نور القلوب میں تحریر کرتے ہیں کہ جب حضرت کی ولایت کا شہرہ بلند ہوا تو لوگ جوق در جوق حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر راہ ہدایت پانے لگے۔ تشنگان معرفت حضرت کی توجہ سے اپنی پیاس بجھانے لگے۔ نسبت آبادانیہ کی شہرت چاروں طرف ہونے لگی۔ آپ کی شہرت قلعہ معلی تک پہونچی۔ بادشاہ ہند شاہ عالم ثانی اور قلعہ معلی کا شاہی خاندان و بیگمات داخل سلسلہ ہوئیں۔ آپ نے برادر زادہ و داماد شاہ عالم ثانی مرزا حاجی صاحب کو خلافت دی اور انھیں قلعہ معلی میں تعلیم و تربیت کے لئے اپنا نائب مقرر کیا۔

جب مشائخ وقت نے حضرت کی کیمیا اثر نظر اور تصرفات کو دیکھا تو جانا کہ حضرت کا قلب منور اور مطلع انوار الٰہی ہے جس سے ایک عالم روشن اور فیضیاب ہے۔ کچھ لوگ آپ سے عداوت بھی رکھنے لگے۔ انھوں نے آپ کے خلاف محاذ آرائی کی اور چاہا کہ خلق خدا آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہو جس سے آپ کی مقبولیت اور شہرت میں کمی آئے یہ بھی کوشش کی کہ آپ مشائخ کرام کی مجلس میں نہ جائیں اور نہ ہی کوئی آپ کو اپنی محفل میں بلائے۔ ان لوگوں نے آپ کے خلاف ایک محضر تیار کیا اس میں تحریر کیا کہ شاہ آبادانی ایک کاغذ بنانے والا شخص ہے۔ زمرہ مشائخین اور فقرار کی جماعت میں ان کا کیا کام اور کیا دخل۔ مشائخ زمانہ کو چاہئے کہ ان سے راہ و رسم نہ رکھیں اور ان کو اپنی محفل میں نہ بلائیں اور نہ ہی ان کی دعوت کریں۔ اکثر مشائخین نے اس محضر پر دستخط کر کے مہر ثبت کر دی اس کے بعد یہ لوگ سر حلقہ فقرار قطب العاشقین حضرت مولانا فخر الدین چشتی کی خدمت میں اس محضر کو لے گئے اور عرض کیا کہ شاہ آبادانی کاغذ بنانے والے شخص ہیں اور فقیری و درویشی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ مشائخین کی مجلس میں شریک ہوتے ہیں اور اپنے تصرفات و قوت باطنی کا اظہار کرتے ہیں۔ ہم لوگوں کو یہ بات اچھی نہیں لگتی کہ ایسا شخص مشائخ و فقرار کے زمرے میں داخل ہو اسی بنا پر ہم نے اس کاغذ کی بنیاد ڈالی ہے اور یہ محضر لکھا ہے کہ کوئی شخص ان کو اپنی مجلس میں نہ بلائے نہ تعلق رکھے اور نہ ہی ان کی دعوت کرے۔ اس سے ان کی مشیخیت کا چراغ بے نور و بے رونق ہو جائے گا اور ان کے فقر کی شمع بجھ جائے گی آپ بھی اس محضر کا مطالعہ فرما کر اپنی مہر ثبت فرما دیں۔

حضرت مولانا صاحب شیخ کامل اور قطب وقت تھے ان لوگوں کی بات سن کر مسکرائے، اور فرمایا کہ اے

دوستو ؎ چراغ را کہ ایزد بر فروزد ہر آنکس تف زند ریشش بسوزد

ترجمہ: جس چراغ کو اللہ تعالیٰ روشن کرے اس کو بجھانے کے لئے جو شخص پھونک مارے گا اس کی داڑھی جل جائے گی۔

اس کے بعد فرمایا ان بے جا باتوں اور اس بے سروپا محضر سے برگزیدگان حق جل وعلی کی مشیخیت کم نہیں ہوگی اللہ کے نیک بندوں کا چراغ کہ نور السموات والارض (آسمانوں اور زمینوں کا نور) ہے ان ترکیبوں سے خاموش اور بے نور نہیں ہوگا تم یقین جانو

اگر گیتی سراسر باد گیرد چراغ مقبلاں ہرگز نمیرد

ترجمہ: اگر آندھی اور طوفان سے ساری دنیا کے چراغ بجھ جائیں تو بھی اللہ کے مقبول بندوں کا چراغ نہیں بجھے گا یعنی روشن رہے گا۔

اے دوستو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ اس نے اس زمانہ میں ایسا صاحب اثر زور توجہ اور قوت جذبہ والا شخص فقراء کی جماعت میں پیدا کیا ہے یہ شکر کا مقام ہے نہ کہ دست آویز اور کاغذ کا، ان باطل خیالات کو دور کرو اور عداوت کے درپہ مت ہو اس لئے کہ ؎

کار مرداں روشنی و گرمی است کار دوناں حیلہ و بے شرمی است

ترجمہ: مردوں کا کام روشنی و گرمی کا ہے اور کم ظرفوں کا کام مکر و بے شرمی ہے۔

جب حاسدین نے حضرت مولانا کا یہ جواب سنا تو ندامت سے سر جھکا لیا اور اپنے نازیبا فعل کی معافی چاہی۔ خدائے ذوالجلال والافضال کے فضل و کرم سے ہمارے حضرت کی ولایت کی شہرت دن بہ دن بڑھتی گئی اور آپ کا فیض عام ہوتا گیا۔ ہزارہا ہزار لوگ آپ کی پاکیزہ ہستی کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوئے اور اپنے بے رونق دل کو آپ کی توجہ اور تصرف سے منور کیا۔ (نور القلوب)

عشق الٰہی میں بلند مقام

نواب صاحب نور القلوب میں تحریر کرتے ہیں عارف باللہ حضرت خلیفہ محمد احمد قادری نقشبندی چشتی لکھنوی اپنے زمانہ کے کاملین میں سے تھے آپ کی بہت سی کرامتیں مشہور ہیں۔ آپ کا گھر دار الشفاء کے نام سے مشہور تھا جس آدمی پر دم کرتے ٹھیک ہو جاتا جس کو پانی پڑھ کر دیتے وہ شفایاب ہوتا۔

آپ مزارات اولیاء اللہ کی زیارت کے لئے لکھنؤ سے دہلی آئے اور حضرت سے بہت ادب واحترام سے ملے حضرت بھی عزت سے پیش آئے۔ حضرت نوراللہ مرقدہ کے انتقال کے بعد ردولی شریف میں شیخ العالم حضرت مخدوم شیخ احمد عبدالحق قدس سرہ کے عرس میں اس فقیر سے ملے نہایت شفقت ومہربانی فرمائی اور میرے حق میں دعا کی میرا ہاتھ پکڑ کر ایک گوشہ میں لے گئے اور فرمایا کہ آپ کے شیخ قطب العاشقین زبدۃ العارفین عاشق ربانی صوفی شاہ آبادانی بے شک وشبہ مقبول اولیاء اللہ میں سے تھے۔ میں نے ایک دن عالم معاملہ میں دیکھا کہ ایک شخص آسمان کے اوپری حصہ میں جہاں پرندے سیر کرتے ہیں اور اڑتے ہیں پرواز کر رہا ہے اچانک اس کا ایک ہاتھ جسم سے الگ ہو کر نیچے گرا اس سے اللہ ہو کی آواز نکل رہی تھی کچھ دیر بعد دوسرا ہاتھ جسم سے جدا ہو کر زمین پر گرا اس سے بھی اللہ ہو کی آواز آرہی تھی اس کے بعد جسم کے سارے اعضا الگ ہو کر زمین پر گر پڑے اور ہر عضو سے اللہ ہو کی آواز نکل رہی تھی اس شخص کے بدن سے جو خون کے قطرے زمین پر گر رہے تھے ان قطروں سے زمین پر اللہ کا نقش ظاہر ہو رہا تھا۔ اس واقعہ کو دیکھ کر مجھے حیرت ہوئی اور میں نے تعجب میں انگلی دانتوں کے نیچے دبالی۔ ایک دوسرے بزرگ جو وہاں تشریف فرما تھے ان سے دریافت کیا کہ یہ کیسا عاشق الٰہی اور مظہر اسرار نامتناہی ہے کہ اس کے جسم کا جو حصہ زمین پر گرتا ہے اس سے اللہ ہو کی آواز آتی ہے اور جو خون کا قطرہ زمین پر گرتا ہے اس سے زمین پر اسم ذات اللہ کا مبارک نقش ظاہر ہوتا ہے۔ ان بزرگ نے فرمایا یہ جو ہم اور آپ دیکھ رہے ہیں یہ شخص مقبول اللہ مقتول اللہ عاشق الٰہی حضرت صوفی شاہ آبادانی ہیں (نور القلوب)

یہ واقعہ آپ کا عشق الٰہی میں بلند مقام ظاہر کرتا ہے اسی لئے آپ کو عاشق الٰہی کہتے ہیں۔

آپ کی کیمیا اثر نظر

آپ کے زمانہ میں بڑے بڑے عظیم المرتبہ مشائخ وعلمائے کرام مثل حضرت مرزا مظہر جانجاں شہید حضرت خواجہ میر درد حضرت مولانا محمد فخرالدین فخر جہاں چشتی حضرت سید شاہ غلام سادات چشتی، حضرت شاہ نانون چشتی، مولانا عبدالرحمٰن نقشبندی، مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، بائیس خواجگان کی چوکھٹ دہلی کو رونق بخش رہے تھے جن سے ایک عالم فیضیاب تھا اور گمراہوں کو ہدایت مل رہی تھی دور دور سے لوگ فیض حاصل کرنے اور انسانیت کا سبق لینے آرہے تھے۔ اسی زمانہ میں شرپسند عناصر

مثل سیرت علی بیگ، جہانگیر بیگ، لالہ بیگ دہلی میں شر پھیلا رہے تھے ان کے شر اور فتنہ سے مخلوق خدا پریشان تھی یہ لوگ محلہ مغل پورہ[۵] میں رہتے تھے۔ اکثر آپ کی خدمت میں امتحان لینے اور شر پھیلانے کی نیت سے آتے تھے اکثر شر پسندوں نے آپ کے دستِ حق پرست پر توبہ کی اور داخل سلسلہ ہو کر راہ ہدایت پائی۔

حضرت کی کیمیا اثر نظر میں بڑی قوت تھی جس کسی پر خواہ اپنا ہو یا پرایا مرید ہو یا غیر مرید دوست ہو کہ دشمن جس پر توجہ فرماتے اس کے دل میں عشق کا پودھا لگ جاتا اور غلبہ شوق و محبت سے وہ بے خود ہو کر ہوش و حواس کھو بیٹھتا اکثر لوگوں میں استغراقی کیفیت پیدا ہو جاتی اور دوئی ختم ہو جاتی حضرت کی کیمیا اثر نظر توجہ اور درویشی و خدا ترسی اور گمراہوں کو راہ ہدایت پر لانے کی ہر طرف شہرت تھی۔

ایسے ہی شر پسند عناصر میں سیرت علی بیگ نام کا ایک طاقتور پہلوان تھا جو مار دھاڑ اور قتل و غارت گری میں مشہور تھا یہ مغل پورہ کا سردار تھا۔ ایک بار حضرت کی خدمت میں امتحان لینے کی غرض سے آیا سلام کیا اور بیٹھ گیا۔ حضرت اس وقت کاغذ بنانے میں مشغول تھے۔ حضرت کا معمول تھا کہ اشراق کے بعد سے ظہر تک کاغذ بناتے۔ ظہر اور عصر کے درمیان کاغذ کاٹتے اور اسے ٹھیک کر کے رکھتے۔ حضرت اس وقت حوض سے کاغذ نکال رہے تھے۔ آپ نے سیرت علی بیگ کے سلام کا جواب دیا خیریت دریافت کی اور انکساری سے آنے کا سبب دریافت کیا۔ سیرت علی بیگ نے کہا ویسے ہی قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا تھا۔ حضرت نے نور باطن سے سیرت علی بیگ کی نیت اور ارادہ کو معلوم کیا اور فرمایا میں فقیر نہیں ہوں کاغذ گر ہوں جو فقیر درویش ہیں ان کے پاس جاؤ اور ان کا امتحان لو یہ کہہ کر آپ نے سیرت علی بیگ پر توجہ کی۔ نواب صاحب تحریر کرتے ہیں کہ فقیر اس وقت دیکھ رہا تھا کہ آپ کے قلب سے شہد کی مکھیوں کے چھتہ سے نکلنے کی آواز کے مثل آواز آ رہی تھی اور سینے سے ایسی آواز نکل رہی تھی گویا کہ دیگ پک رہی ہو اور وہ بیس سانسوں کے شمار کے عرصہ تک رہی حالانکہ حضرت اس وقت کاغذ بنانے میں مشغول تھے۔ آپ کی توجہ کا سیرت علی بیگ پر ایسا اثر ہوا کہ وہ آہ و نالہ کرنے لگا اور مدہوشی کے عالم میں ہاتھ ادھر اُدھر مارنے لگا اور خاک ملنے لگا اسی عالم میں حوض کا گندا پانی اپنے اوپر ڈالا اور حوض میں غوطہ لگایا بڑی مشکل سے اسے حوض

---

۵ اب اس محلہ کا نام آریہ پورہ ہے جو پرانی سبزی منڈی روشن آرا روڈ کے پاس ہے۔

سے باہر نکالا۔ حوض سے نکلنے پر اس نے اپنے کپڑے پھاڑ لئے اور بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ ہوش آنے پر اپنے فعل پر شرمندہ ہوا اور معافی چاہی۔ حضرت نہایت شفقت اور مہربانی سے پیش آئے کچھ پند و نصائح کیں اور فرمایا کہ کبھی فقیر کا امتحان نہیں لینا چاہیے بلکہ خوش عقیدگی سے اپنے مقصد کو لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیے۔ حضرت کی پند و نصائح کا ایسا اثر ہوا کہ مرزا سیرت علی بیگ نے توبہ کی اور غلاموں میں داخل ہو گیا اور راہ ہدایت پائی۔

ایک بار کا واقعہ ہے کہ حضرت کے ایک مرید نے گوہر آرا باغ مغل پورہ میں دعوت کی۔ آپ چند مریدین کے ساتھ تشریف لے گئے اس وقت حضرت کی ولایت اور کیمیا اثر نظر مثل آفتاب کے زمانہ میں روشن تھی۔ مغل پورہ کے مغل بچے جو جنگ و جدال اور شر پھیلانے میں مشہور زمانہ تھے اسلحہ سے لیس ہو کر آپ کا امتحان لینے کی غرض سے آئے۔ ان میں مشہور شر پسند بدنام زمانہ مرزا پہلو بیگ پسر مرزا ساقی بیگ اور لالہ بیگ بھی شامل تھے۔ پورا گروہ مجلس میں آیا اور سلام کر کے بیٹھ گیا۔ حضرت اخلاق سے پیش آئے اور خیریت دریافت کی اور آنے کا سبب دریافت کیا انھوں نے کہا ہم حضرت کی زیارت کے لئے آئے ہیں۔ حضرت کو نور باطن سے ان کے ارادوں سے آگاہی ہو گئی آپ نے تھوڑی دیر مراقبہ کیا اور میاں شیخ انور سے کہا کوئی غزل اچھی آواز سے پڑھو۔ میاں شیخ انور نے یہ غزل پڑھی۔

نرگس اندر باغ حیراں از نگاہ چشم تو　　مست آہو در بیاباں از نگاہ چشم تو

جب میاں شیخ انور نے لحن داؤدی میں غزل پڑھنا شروع کی تو یاران طریقت پر کیف و مستی چھانے لگی اور وہ وجد کرنے لگے۔ مغل بچے حضرت کے سامنے کھڑے آہستہ آہستہ کہہ رہے تھے کہ شاہ آبادانی جس پر توجہ فرماتے ہیں وہ وجد کرنے لگتا ہے اور بے ہوش ہو کر گر جاتا ہے۔ ہم پر بھی توجہ فرمائیں اگر آپ کی توجہ کا اثر ہم پر ہوتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ ہم مجلس میں ہنگامہ برپا کر دیں گے یہ لوگ آپس میں سرگوشیاں کر رہے تھے کہ حضرت نے کیف میں سر اٹھایا اور شہ نشینوں کے گروہ کو نظر بھر کر دیکھا اور توجہ فرمائی۔ ان کے سردار مرزا پہلو بیگ سے کہا کیا تم اس غزل کا مطلب سمجھ رہے ہو حضرت کا اتنا فرمانا تھا کہ مرزا پہلو بیگ پر لرزہ طاری ہوا نسبت آبادانیہ نے ایسا اثر کیا کہ وہ رقص کرنے لگے اور ہوش و حواس کھو بیٹھے اور کپڑے پھاڑنے لگے اور اسلحہ نکال کر پھینک دیے اور بے ہوش ہو کر گر پڑے اس کے بعد جس مغل بچے کی طرف آپ نگاہ اٹھا کر دیکھتے وہ نیم بسمل کی طرح تڑپنے لگتا اور پتھر مارنے لگتا اور بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑتا۔

اس طرح سارے شرپسند ایک ایک کرکے بے ہوش ہوکر زمین پر گر پڑے ان کی حالت مردہ جیسی ہوگئی۔ جب ان کا شور وغوغا اور آہ وفالہ آسمان تک پہونچا تو آپ نے فرمایا ان کو سامنے لاؤ لوگ مردہ نعش کی طرح ان کو کھینچ کر حضرت کے سامنے لائے حضرت چونکہ کریم الاخلاق تھے ان پر رحم فرمایا۔ آپ نے پانی پر دم کرکے چھینٹا مارا جس سے وہ ہوش میں آئے۔ وہ لوگ اپنے فاسد ارادوں پر شرمندہ ہوئے اور معافی چاہی۔ شرپسندوں کے سردار مرزا پہلو بیگ توبہ کرکے داخل سلسلہ ہوئے۔ دیگر شرپسند مغلوں نے بھی یکے بعد دیگر توبہ کی اور سلسلہ آبادانیہ میں داخل ہوئے اور غلامی کی سعادت حاصل کی (نورالقلوب) خدا کے فضل اور حضرت کی توجہ سے شرپسند شکار کرنے کو آئے شکار ہوکر چلے۔

آپ کا علم ظاہر و باطن

آپ نے باقاعدہ علم ظاہر حاصل نہیں کیا تھا قرآن مجید اور مثنوی شریف کے چند اسباق پڑھے تھے۔ آپ پنجابی زبان خوب جانتے تھے۔ پنجابی زبان کے بہت سے اشعار آپ کو یاد تھے آپ لکھنا کم جانتے تھے۔ مثنوی شریف کے اشعار بھی آپ کو یاد تھے آپ نے پوری طرح علم ظاہر حاصل نہیں کیا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم باطن عطا فرمایا تھا جب وعظ و نصیحت فرماتے تو اکثر احادیث شریف بیان کرتے اور اس کی تشریح بھی فرماتے۔ مثنوی مولانا روم کی مثال دے کر اچھی طرح مطلب سمجھاتے اگر کوئی شخص کسی شعر کا مطلب دریافت کرتا تو اس کا مطلب بھی واضح کرکے بیان کرتے۔ محفل سماع میں جب غزل پڑھی جاتی تو ایسی توجہ فرماتے کہ اہل محفل وجد میں آجاتے۔ نواب صاحب فرماتے ہیں کہ اکثر آپ کے پند و نصائح و ارشادات سن کر حاضرین پر کیفیت طاری ہوجاتی اور وہ بے خود ہوجاتے۔ آپ اکثر آنے والے کا مقصد اپنے نور باطن اور کشف سے معلوم کرکے اس کا حل فرمادیتے اکثر مردمان شہر آپ کی کرامات اور علم باطن کو دیکھ کر معتقد ہوگئے اور داخل سلسلہ ہوکر راہ ہدایت پائی اکثر کتابوں میں لکھا ہے کہ آپ مستند اولیاء اللہ میں مانے جاتے ہیں۔

اگر کوئی شخص آپ کے پاس کسی ضرورت سے آتا تو اس کی ضرورت پوری فرماتے اور اس کے حق میں دعا فرماتے۔ بیماروں کو کبھی پانی دم کرکے دیتے اور کبھی قوت باطنی سے اس کا مرض سلب کرتے مگر تعویذ وغیرہ لکھ کر نہ دیتے۔ نواب صاحب تحریر کرتے ہیں کہ ایک شخص آپ کے پاس آیا جو بہت بیمار تھا۔ بیماری کی وجہ سے زندگی سے مایوس ہوگیا تھا اور قریب المرگ تھا،

اس شخص نے تعویذ کے واسطے عرض کیا۔ آپ نے تعویذ دینے کا عذر پیش کیا اور کہا کہ میں لکھنا نہیں جانتا اس شخص نے بار بار تعویذ کے واسطے عرض کیا آپ نے نواب صاحب سے کہا آپ کاغذ پر یہ شعر بطور تعویذ کے لکھ کر دیدیں۔ اللہ تعالیٰ اسے صحت عطا فرمائے گا ؎

قادرا قدرت تو داری ہر چہ خواہی آں کنی　　مردہ را جانی بہ بخشی زندہ را بیجاں کنی

ترجمہ : اے قادر (خدا) تو قدرت رکھتا ہے جو چاہے سو کرے چاہے مردے کو جان بخشے یا زندہ کو بے جان کر دے۔

نواب صاحب نے اس شعر کو کاغذ پر لکھ کر دیا۔ شعر کو تعویذ کی شکل میں ڈالتے ہی وہ شخص خدا کے فضل اور حضرت کی توجہ سے ٹھیک ہو گیا اور ایسا صحت مند ہو گیا کہ کبھی بیمار ہی نہ تھا۔ نواب صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے بارہا تجربہ کیا کہ جس مریض کو یہ شعر لکھ کر دیا خدا کے فضل اور حضرت کی توجہ سے وہ صحت مند ہوا پس اس شعر کی اجازت ہے جو چاہے بیمار کو لکھ کر دے اور حضرت کی طرف رجوع کرے انشاء اللہ صحت یاب ہو گا۔ سبحان اللہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس شعبہ میں بھی آقائے دو عالم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی کرنے کی سعادت بخشی کیونکہ آپ بھی اُمّی تھے۔

نگار من کہ بہ مکتب نہ رفت و خط نہ نوشت　　بہ غمزہ مسئلہ آموز صد مدرس شد

ترجمہ : میرا محبوب نہ مدرسہ گیا اور نہ کچھ لکھا پڑھا بلکہ ایک ہی نظر میں سارے مسائل سیکھ کر مکمل استاد بن گیا۔

آپ کے افعال ظاہری

آپ کا عمل قرآن پاک کی آیت رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللّٰهِ۔ یعنی اللہ کے نیک بندوں کو تجارت اور خرید و فروخت اور کاروبار اللہ کی یاد سے غافل نہیں کرتی ہے کے موافق تھا۔ اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہ، روزگار کرنے والا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے کے تحت آپ نے کاغذگری پیشہ اختیار کیا تھا اس پیشہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے زمانہ میں یکتا اور منتخب فرمایا تھا۔ اللہ کے ولی بظاہر ظاہری کاروبار میں مشغول رہتے ہیں مگر انکا باطن خدا کے ساتھ ہوتا ہے وہ ایک لمحہ بھی خدا کی یاد سے غافل نہیں رہتے وہ "دل بیار دست بکار" کے مصداق ہوتے ہیں۔ آپ بھی ظاہری کاروبار کرتے تھے آپ نے اپنے شیخ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے کاغذگری کا پیشہ اختیار کیا۔

اپنے ہاتھ سے کاغذ بناتے جو کچھ اس کاغذگری سے حاصل ہوتا اس کو تین حصوں میں تقسیم فرماتے۔ ایک حصے سے اپنے متعلقین کی کفالت فرماتے دوسرے حصے سے پیرزادگان کی خدمت اور شیخ کا عرس کرتے تیسرے حصے سے فقراء مساکین اور گوشہ نشین مجذوبوں فقیروں کی مدد فرماتے۔ جب کوئی آپ سے ملاقات کے لئے آتا خندہ پیشانی سے پیش آتے اس کی خاطر مدارات کرتے اس کی خدمت میں کھانا پیش کرتے اور رخصت کے وقت شیرینی اور ایک دستہ کاغذ کا دیتے اور فرماتے کلام اللہ شریف لکھنے کے کام آئے گا اگر کسی کو کاغذ قیمتاً دیتے تو اس سے حساب پورا کرتے۔ نواب صاحب فرماتے ہیں کہ آپ میں اس قدر عاجزی اور انکساری تھی کہ بعض وقت عجیب سا لگتا تھا۔ اگر کوئی عقیدت مند آپ کے قدموں میں سر رکھتا تو اس کو سینہ سے لگا لیتے تھے اگر کوئی صاحب حال آتا تو اس کے پیر پر ہاتھ رکھتے تھے اور اپنے سینہ بے کینہ پر ملتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ بے چارہ راہِ حق میں قدم رکھ رہا ہے اس کے قدم کی خاک اکسیر اعظم ہے اگر کسی مسکین و محتاج سے ملاقات ہوتی تو جو کچھ پاس ہوتا تھا پیش کر دیتے تھے۔

ایک بار حضرت سے عرض کیا کہ حضرت کو اللہ تعالیٰ نے عارف باللہ ولی اللہ اور شیخ کامل بنایا ہے اور حق سبحانہٗ تعالیٰ نے ہزاروں غلام عطا فرمائے ہیں بادشاہ وقت امراء قلعہ معلیٰ کا شاہی خاندان اور دیگر اہلِ شہر حضرت کے مرید و معتقد ہیں اور آرزو رکھتے ہیں کہ حضرت کی خدمت کی سعادت حاصل کریں مگر حضرت کاغذ بناتے ہیں اور سادگی سے رہتے ہیں اور ہر کس و ناکس سے اس قدر عاجزی و انکساری سے ملتے ہیں کہ اس سے زیادہ تصور نہیں کیا جا سکتا اس قدر عاجزی اور انکساری میں کیا راز ہے۔ حضرت غلام کی بات سن کر مسکرائے اور فرمایا غور سے سنو! میں نہ تو فقیر تھا اور نہ شیخ کامل اور نہ ہی ولی اللہ میں اس راہِ طریقت سے آشنا بھی نہ تھا میں صرف کاغذ بنانے والا شخص تھا جو کچھ بھی مجھے حاصل ہوا ہے وہ عاجزی و انکساری کے ساتھ اپنے شیخ کے آستانہ کی خاک جھاڑنے اور خاک چھاننے اور فقراء کے آستانوں کی جاروب کشی کرنے اور شیخ کی نظر کرم سے یہ دولتِ ابدی حاصل ہوئی ہے۔ پھر میں کس طرح عاجزی و انکساری چھوڑ دوں۔ آپ نے اس معنی میں ایک حکایت بیان فرمائی کہ ایک نیاریہ تھا جو کچھ اسے جھاڑو دیتے وقت سونا چاندی گوہر و مرجان ملتا تھا اس سے گزر بسر کرتا تھا۔ ایک دن اس نیاریہ کو قیمتی لعل ملا اس نے

شاہی دربار میں جاکر اسے فروخت کیا اور اس سے بہت سی دولت حاصل کی۔ کچھ دن بعد بادشاہ سیر و تفریح کرتے ہوئے اس طرف سے گزرا اس نے دیکھا کہ وہ نیاریہ اب بھی جھاڑو دے رہا ہے اور خاک میں سے سونا چاندی نکال رہا ہے بادشاہ نے کہا یہ شخص لالچی ہے اس گرفتار کرکے لاؤ۔ نیاریہ بادشاہ کے سامنے لایا گیا، بادشاہ نے دریافت کیا تم یہ کام کیوں کر رہے ہو کہ تم نے کچھ دن پہلے لعل و گہر فروخت کرکے بہت سی دولت حاصل کی تھی اس نے جواب دیا، جہاں پناہ آپ صحیح کہتے ہیں کہ میں نے لعل فروخت کرکے بہت سی دولت حاصل کی تھی، وہ دولت میرے پاس ہے وہ دولت ایک مدّت تک عیش و عشرت سے زندگی گزارنے کے بعد بھی ختم نہیں ہوگی۔ میں نے وہ دولت خاک بیزی سے حاصل کی ہے پھر میں کس طرح اپنا مشغلہ چھوڑ دوں۔ بادشاہ جواب سن کر بہت متاثر ہوا اس کی آنکھوں سے اشک جاری ہوگئے تو اے عزیز مجھے بھی یہ دولت عاجزی انکساری اور آستانہ شیخ کی خاک بیزی اور فروتنی سے حاصل ہوئی ہے، میں کس طرح عاجزی اور انکساری کو ترک کر دوں ؎

کی گزارم من گدائے کوئے تو　　بادشاہی زین گدائی یافتم

ترجمہ: میں تیری گلی کی گدائی کیسے چھوڑ دوں اسی گدائی سے میں نے بادشاہت پائی ہے۔

پھر فرمایا کہ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ "خاک شو تا گل بروید رنگ رنگ" یعنی تو خاک ہو جا تاکہ تیری خاک سے رنگ رنگ کے پھول اگیں۔

آپ ہمیشہ مشغول الحال اور مغلوب الاحوال رہتے تھے ہمہ وقت حق کے ساتھ مشغولیت رہتی تھی جس کی کسی کو خبر نہ ہوتی آپ کے ظاہری کاروبار اور کسب معاش میں اس سے ذرا بھی فرق نہیں آتا تھا خلوت[1] در انجمن اس طرح فرماتے کہ کسی کو خبر نہ ہوتی۔ ایک دن آپ نے میاں عبدالغفور جو آپ کے پیر بھائی اور کاروبار اور لین دین میں مختار تھے، سے فرمایا ؎

---

[1] خلوت در انجمن کا یہ مطلب ہے کہ دل خدا کے ساتھ مشغول رہے تمام حالات یعنی پڑھنے میں کلام کرنے اور کھانے پینے اور چلنے پھرنے میں۔ سالک کے لئے ضروری ہے کہ ان اشغال کی مشغولی کے وقت خدا کی طرف متوجہ رہے۔ حضرت خواجہ نقشبند نے فرمایا کہ آیت رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ یعنی اللہ کے نیک بندوں کو تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی۔ مترجم کہتا ہے کہ دل بیار و دست بکار گویا اسی آیت کا ترجمہ ہے بلکہ حق یہ ہے کہ بہ لباس فقراء نشان مند ہونا اور ہمیشہ یاد خدا میں رہنا اس طرح کہ

(بقیہ اگلے صفحے پر)

در میکدہ وحدت ہشیار نمی گنجد　　در عالم بے رنگی جز یار نمی گنجد

ترجمہ : میکدہ وحدت میں ہوشیار نہیں سما سکتا اور عالم بے رنگی میں سوائے یار کہ کوئی سما نہیں سکتا۔ پھر فرمایا حساب کتاب کی بہی کو پھاڑ ڈالو اور تمام حساب کو دل سے دھو ڈالو کہ ایک دل دو وزن نہیں اٹھا سکتا اور دوئی کی گنجائش نہیں رکھتا۔ مَاجَعَلَ اللّٰہُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَیْنِ فِی جَوْفِہٖ یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان کے جسم میں دو دل نہیں بنائے ہیں کہ ایک دین کے لئے اور دوسرا دنیا کے لئے بلکہ ایک ہی دل بنایا ہے چاہیئے کہ اس دل میں غیر کی محبت کو جگہ نہ دے۔ حساب کتاب اور لین دین دل کو دوسری طرف مشغول کر دیتا ہے اور پریشان کرتا ہے چاہیئے کہ حساب کتاب اور لین دین کو خدا کے اوپر چھوڑ دو اور جھگڑے میں مت پڑو۔ بیت

بے ہودہ چرا در پے او می گذری　　بہ نشیں اگر او خداست خود می آید

یعنی خواہ مخواہ اس کے پیچھے کیوں پڑتے ہو بیٹھے رہو اگر وہ خدا ہے تو خود آئے گا۔

میاں عبدالغفور حضرت کی یہ بات سن کر خاموش ہو گئے اور عرض کیا کہ یہ اسباب ظاہر ہیں اگر یاد دہانی کے لئے حساب بہی میں لکھ لیا جائے تو کیا مضائقہ حضرت مسکرائے اور فرمایا، بیت

(پچھلے صفحے سے آگے) ظاہر نہ ہو کہ اس میں دکھاوا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ لباس اور وضع علم اور دیانت اور اجتہاد فی الطاعات والوں کی مثل ہو اور دل ہمیشہ حق جل شانہ کے ساتھ رہے۔ حضرت خواجہ علی رامیتنی نے یہی مضمون فارسی کی اس بیت میں ادا کیا ہے۔ بیت

از دروں شو آشنا و از بروں بیگانہ وش　　ایں چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں

ف　مترجم کہتا ہے کہ حضرت شاہ صاحب نے صحیح فرمایا کہ اس زمانہ میں ریاکاری کے دور کرنے کے لئے اس سے بہتر کوئی وضع نہیں۔ یاد خدا کے لئے علماء کی وضع اور لباس اختیار کرے اور حق کے ساتھ مشغول رہے۔ اکثر عوام کو اس کے ساتھ عقیدت نہ ہوگی یہی گمان کریں گے کہ یہ مولوی ہیں اور کتاب کے کیڑے ہیں ان کو درویشی اور ولایت سے کیا نسبت بخلاف لباس فقراء کے یا مطلق ترک لباس کے۔ ایک شخص نے خواجہ نقشبند سے پوچھا کہ کاروبار کی عین مشغولی میں توجہ الی اللہ رکھنا اور غافل نہ ہونے کا تصور کیسے کیا جا سکتا ہے اس پر کیا دلیل ہے خواجہ علیہ الرحمہ نے اس آیت سے استدلال کیا۔ رِجَالٌ لَّا تُلْہِیْہِمْ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ (القول الجمیل شفاء العلیل)۔ خلوت در انجمن کو پیر و مرشد سلطان المشائخ آروی نور اللہ مرقدہ نے باہمہ باش و بے ہمہ باش بھی کہا ہے کبھی اس کو دل بیار دست بکار سے بھی بیان فرمایا ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ دل ہمہ دم خدا تعالیٰ سے مشغول رہے خواہ لوگوں میں بیٹھا ہو یا کسی کام میں لگا ہو یہ تمام لطائف کے ذاکر ہو جانے سے ہوتا ہے۔ (مکتوبات عالیہ)

اے زاہد افسردہ تقریر مکن بے جا　　در خلوت خاموشاں تکرار نمی گنجد

ترجمہ : اے زاہد افسردہ بے جا تقریر مت کر خاموش لوگوں کی خلوت میں تکرار اچھی نہیں۔

جب دوبارہ یہ جواب سنا تو حضرت کے ارشاد کے مطابق عمل کیا اور پھر کبھی حساب کتاب کی طرف توجہ نہیں کی۔ (نور القلوب)

حضرت اپنے مریدوں پر ہمیشہ شفقت فرماتے اور مہربان رہتے تھے، ان کی ہر ممکن مدد فرماتے مگر خود کسی سے کچھ نہ طلب کرتے اور نہ ہی خدمت لیتے اگر آپ کا کوئی کام کرتا تو منع فرماتے۔ آپ کو شیرینی بہت پسند تھی ہر آنے والے کو شیرینی ضرور دیتے اگر گھر میں شیرینی نہ ہوتی تو بازار سے منگوا کر دیتے۔ آپ ہمیشہ داہنی کروٹ سویا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا، جب میں نے اپنے شیخ حضرت مولانا میر محمد زکریا قدس سرہ سے بیعت حاصل کی تو حضرت نے مجھے وقوف قلبی[1] کی تعلیم دی اور فرمایا کہ بائیں چھاتی کے نیچے قلب صنوبری ہے اس قلب صنوبری پر اسرار الٰہی کے رموز ظاہر ہوتے ہیں اور اسی جگہ انوار الٰہی کا نزول ہوتا ہے یہ دل بڑی بابرکت جگہ ہے۔ اس لئے بائیں چھاتی کو زمین پر نہیں رکھنا چاہیے۔ ہمیشہ دائیں کروٹ اس طرح لیٹنا چاہیے کہ داہنا ہاتھ رخسار کے نیچے ہو۔ آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا ہی فرمایا ہے۔ اس مضمون میں آپ کی ایک حدیث بھی ہے۔ لِيَضْطَجِعَ عَلٰى شِقِّ الْاَيْمَنِ وَيَتَوَسَّدَ بِيَمِيْنِهٖ اَىْ وَضْعًا تَحْتَ خَدِّهٖ یعنی داہنی کروٹ سویا کرو اور داہنے ہاتھ کا تکیہ بنایا کرو۔ آپ نے تاحیات اس حدیث شریف پر عمل کیا اور ہمیشہ

---

[1] وقوف قلبی : قلب صنوبری (جو بائیں چھاتی کے نیچے ہے) کی طرف پوری توجہ کرنا کہ غیر خدا کا خیال نہ آئے۔ عاشق الٰہی حضرت صوفی شاہ آبادانی سے وقوف قلبی کے دو طریقے منقول ہیں (۱) ذاکر کا دل حق سبحانہ تعالیٰ سے مشغول ہو غافل نہ ہو جو یادداشت میں بتایا گیا ہے حضرت خواجہ عبید اللہ احرار نے ارشاد فرمایا کہ وقوف قلبی سے مراد دل کا حق سبحانہ تعالیٰ میں اس طرح متوجہ ہونا کہ سوائے نسبت الٰہی کے دوسری نسبت باقی نہ رہے اور نہ خطرات بیرونی و اندرونی پیدا ہو۔ ذکر کرنے والا اثنائے ذکر میں قلب پر متوجہ ہو کر دل کو ذاکر کرے۔ دل سے لفظ اللہ مسموع ہو۔ حضرت عاشق الٰہی قدس سرہ نے ارشاد فرمایا کہ تمام مشاغل میں ذکر و وقوف قلبی سے غفلت نہ کرے۔ کیونکہ قرآن مجید میں آیا ہے رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللّٰهِ۔ طالب ہر حال میں قلب کا پاسبان رہے تاکہ فائدہ اور اثر حاصل ہو۔ (مکتوبات عالیہ)

داہنی کروٹ سوئے۔ اسی لئے آپ کا داہنا پہلو ذرا ٹیڑھا تھا۔

شریعت کی پابندی

عاشق الٰہی قطب ربانی حضرت صوفی شاہ آبادانی قدس سرہٗ شریعت کے بہت پابند تھے ہمیشہ اور ہر وقت شریعت کا پاس رکھتے اور کوئی عمل ایسا نہ کرتے جسے شرع شریف نے منع کیا ہو۔ آپ مریدین کو بھی شریعت کی پابندی کی تاکید کرتے تھے۔ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمہ وقت خیال رکھتے آپ قدم بہ قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ بزرگوں کو جو کچھ بھی حاصل ہوا ہے وہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے سے حاصل ہوا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے۔

مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِی فَقَدْ اَحَبَّنِی وَمَنْ اَحَبَّنِی کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّۃِ۔

ترجمہ: جس نے میری سنت کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا اور جس نے مجھے دوست رکھا وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔ عارف حق حضرت شیخ سعدی شیرازی سہروردی مرید و خلیفہ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی نے کیا خوب کہا ہے ؎

خلاف پیمبر کسے رہ گزید　　کہ ہرگز بہ منزل نہ خواہد رسید

نقل ہے کہ شہر شاہجہاں آباد دہلی میں گل محمد عرف میاں گلن نام کے ایک صاحب تصرف مجذوب رہتے تھے۔ جاڑا گرمی برسات ہر موسم میں ایک ہی جگہ رہتے تھے ہمیشہ برہنہ رہتے تھے کسی سے بات نہ کرتے تھے مگر سیف زبان تھے، جس سے جو کہتے وہ پورا ہو جاتا جس کسی کے حق میں دعا فرماتے قبول ہوتی کسی کی دعوت قبول نہ کرتے بہت اصرار کرنے پر اگر طبیعت مائل ہوتی تھوڑا سا کھا لیتے باقی چھوڑ دیتے۔ حضرت سے بہت محبت کرتے اکثر آپ کے پاس تشریف لاتے حضرت بھی ادب سے پیش آتے اور خاطر تواضع کرتے۔

ایک بار میاں گل محمد کے دل میں خیال آیا کہ حضرت کے مریدوں میں سے کسی پر تصرف کریں انھوں نے آپ کے ایک مرید پر تصرف کیا وہ مرید فجر کی نماز کے بعد مراقبہ میں بیٹھا ہوا تھا اس نے دیکھا کہ میاں گل محمد سامنے برہنہ بیٹھے ہوئے تصرف فرما رہے ہیں اور اسے اپنے رنگ میں رنگنا چاہتے ہیں جب اس مرید پر میاں گل محمد کے تصرف کا اثر زیادہ ہوا تو اس نے حیران و پریشان ہو کر مراقبہ سے سر اٹھایا اور حضرت سے آکر عرض کیا۔ حضرت مسکرائے اور فرمایا فکر مت کرو میاں گل محمد سے

منع کر دیا جائے گا۔ کچھ دیر بعد میاں گل محمد تشریف لائے حضرت نے گفتگو کے دوران کہا میاں گلّن یہ سب آپ ہی کے مرید ہیں مگر شرع شریف کا لحاظ رکھنا ضروری ہے اپنے تصرف اور توجہہ سے ان کو معاف رکھیں۔ میاں گل محمد مسکرا کر چلے گئے۔ دوسرے دن میاں گل محمد نے پھر تصرف کیا۔ مرید نے مراقبہ میں ہی حضرت کی طرف رجوع کیا دیکھا کہ حضرت تشریف لائے ہیں آپ کے پیچھے میاں گل محمد ہیں۔ آپ نے میاں گل محمد کا ہاتھ پکڑ کر کہا آؤ میاں گلّن اس وادی کی سیر کریں یہ کہہ کر سیر شروع کی آگے آگے حضرت جاتے اور پیچھے پیچھے میاں گل محمد، وہ مرید کہتا ہے کہ میں بھی حضرت اور میاں گل محمد کے پیچھے سیر کر رہا تھا۔ حضرت نے سارے مقامات طے کئے میاں گل محمد نے بھی سارے مقامات طے کئے آخیر میں حضرت سبز رنگ کے بڑے دروازے میں داخل ہوئے اور میاں گل محمد دروازے کے باہر کھڑے رہے اور اتنی ہمت نہ ہوئی کہ اندر داخل ہوں حضرت نے فرمایا میاں گلّن اندر کیوں نہیں آتے میاں گل محمد نے کہا میری مجال کہاں کہ اندر آسکوں۔ حضرت نے فرمایا یہ دروازہ شرع شریف کا ہے اس کے اندر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کرنے والے اور شریعت محمدی پر چلنے والے ہی داخل ہو سکتے ہیں بلا شریعت کی پابندی کے اس کے اندر کوئی داخل نہیں ہو سکتا یہ کہہ کر حضرت مسکرائے اور فرمایا میاں گلّن خبردار جو میرے کسی مرید پر تصرّف کیا اور توجہہ کی اس کے بعد میاں گل محمد میں اتنی طاقت نہ رہی کہ کسی پر تصرّف کر سکیں۔

کسب معاش کاغذگری

حضرت نے کسب معاش کے لئے کاغذگری کا پیشہ اختیار کیا۔ آپ کی رہائش گاہ بھی محلّہ کاغذگران نزد جامع مسجد تھی۔ آپ کے پیر و مرشد قطب المشائخ حضرت مولانا میر محمد زکریا قدس سرہ نے بھی کاغذگری کا پیشہ اختیار کیا تھا۔ حضرت پیر و مرشد کے کاغذگری کا پیشہ اختیار کرنے کی وجہہ یہ تھی امام طریقت حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ نے کسب حلال کے لئے کاغذگری کا پیشہ اختیار کرنے کے لئے فرمایا اور ایک کاغذ دستخط کر کے آپ کو عنایت فرمایا۔ جب مراقبہ سے فارغ ہوئے تو کاغذ اپنے ہاتھ میں پایا جس پر تحریر تھا کہ کاغذگری کا پیشہ اختیار کرو۔ آپ نے حضرت کے ارشاد کے بموجب کاغذگری کا پیشہ اختیار کیا۔ حضرت صوفی شاہ آبادانی قدس سرہ نے بھی حضرت خواجہ نقش بند کے فرمان اور اپنے پیر کی سنت پر عمل کرتے ہوئے یہ پیشہ اختیار کیا۔

مولانا نواب سید امجد علی رضوی نور القلوب میں تحریر کرتے ہیں کہ ایک بار میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ زیارت قدم بوسی کر کے ایک طرف بیٹھ گیا۔ حضرت اس وقت کاغذ گری میں مشغول تھے آپ پر استغراقی کیفیت طاری تھی لیکن کاغذ بنانے میں مشغول تھے' دل بیار دست بکار' والی کیفیت تھی اس وقت خیال آیا کہ حضرت کے مریدین و معتقدین میں خاص و عام امراء و بادشاہ و شہزادگان شامل ہیں ہر ایک کی آرزو ہے کہ حضرت کی خدمت کی سعادت حاصل کرے پھر حضرت کیوں کسب معاش کے لئے پریشانی اٹھاتے ہیں۔ حضرت کو نور باطن سے میرے اس خیال سے آگاہی ہوئی آپ نے سر اُٹھا کر فرمایا الکاسبُ حبیبَ اللہ کسب معاش کرنے والا خدا کو پسند ہے۔

اہل نظر کے نزدیک کاغذ گری کا پیشہ خصوصی اہمیت رکھتا ہے اس پیشہ میں سالکان راہِ طریقت کی تعلیم پوشیدہ ہے پھر فرمایا اگر گہری نظر سے بغور کاغذ گری کے پیشہ کا مطالعہ کرو تو دیکھو گے کہ کاغذ جس چیز سے بنایا جاتا ہے وہ گندی اور سیاہ ہوتی ہے اور کسی کو بھی اچھی نہیں لگتی لیکن محنت اور مشقت کے بعد جب سفید اور عمدہ کاغذ بنتا ہے تو ہر ایک کو اچھا لگتا ہے اور ہر ایک اس کو پسند کرتا ہے۔ ہر شخص کو اس کی ضرورت محسوس ہوتی ہے تمام دنیا کے کام اسی کاغذ پر ہوتے ہیں۔ اہل علم کے نزدیک اس کی زیادہ اہمیت ہے اسی کاغذ پر قرآن شریف حدیث شریف اور بزرگان دین کے ملفوظات و ارشادات لکھے جاتے ہیں۔ تمام دنیوی و دینوی کام میں اس ضرورت پڑتی ہے اس کے علاوہ اور بھی بہت سے اہم کاموں میں اس کا استعمال ہوتا ہے جس کو ہم نہیں جانتے اس بات کو ذہن نشین رکھنا چاہئے کہ کاغذ کا سیاہ و کثیف مادہ کافی محنت مشقت اور مجاہدے کے بعد کارآمد شئی بن گیا اب اسے جس کام کے لئے استعمال کیا جائے گا وہ اسی نام سے پکارا جائے گا اگر اس پر کلام اللہ شریف لکھا جائے گا تو اسے کاغذ نہ کہہ کر کلام اللہ شریف کہیں گے اگر حدیث شریف لکھی گئی ہے تو اسے کاغذ نہ کہہ کر حدیث شریف کہیں گے اگر ملفوظات لکھے جائیں گے تو اسے ملفوظات کہیں گے اگر اس پر حساب کتاب لکھا جائیگا تو حساب کتاب کی کتاب کہلائے گی اگر کوئی دیگر چیز لکھی جائے گی تو وہ دیگر نام سے پکاری جائے گی اب کوئی نہیں کہے گا کاغذ لاؤ بلکہ کہیں گے کہ قرآن شریف لاؤ ملفوظات لاؤ کتاب لاؤ۔ وغیرہ وغیرہ

جس طرح یہ ٹاٹ یعنی کاغذ بنانے کا کثیف و سیاہ مادّہ سخت محنت و مشقت کی تکلیف برداشت کرتا ہے اور صبر کرتا ہے اور آخیر میں سفید اور عمدہ کاغذ بن کر تیار ہو جاتا ہے اس کی اسفل صفت اعلیٰ صفت میں بدل جاتی ہے۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے اشرف المخلوقات بنایا ہے اس کو چاہیئے کہ اس سے نصیحت حاصل کرے اور سخت محنت و مجاہدے کرے غیروں کی جور و وفا پر صبر و تحمل کرے اور اپنے کام میں لگا رہے۔ برابر لگے رہنے سے اس کے اندر کی صفات رذیلہ صفات حسنہ میں بدل جائے گی اور دل سفید کاغذ کی مانند مجلّٰی و مصفّٰی ہو جائے گا اگر ایسا نہیں کرے گا تو لہو و لعب اور گناہ میں مشغول رہے گا پھر انسان اور جانور میں کیا فرق رہے گا قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اُولٰٓئِکَ کَالانعام بَل اَضَلّ ان کی مثال جانوروں کی طرح بلکہ وہ گمراہ ہوئے۔ بیت

تا شانہ صفت سر نہ نہی در تہہ آرہ ہرگز بہ سر زلف نگارے نرسی

ترجمہ: جب تک کہ تو کنگھی کی طرح آری کے نیچے سر نہیں رکھے گا ہرگز کسی محبوب کی زلفوں تک نہیں پہنچے گا۔

جس طرح اے عزیز ٹاٹ پر سخت محنت مشقت کی گئی اس نے جور و ستم برداشت کیا جس سے اس کی کدورت دور ہو گئی اور وہ حق تبارک و تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہوا، اور دوستوں کا منظور نظر بنا میں بھی تم سے کہتا ہوں کہ جس طرح کہ کاغذ گر ٹاٹ کو ریزہ ریزہ کر کے کافی محنت اور مشقت کے بعد اسے عمدہ اور کار آمد شئی بنا دیتا ہے ایسی ہی مثال مرشد کامل کی ہے کہ وہ بھی سالکان راہ طریقت کو ریاضت و مجاہدے کراتا ہے اور اپنے اور غیروں کے جور و ستم پر صبر کرنے کی تعلیم دیتا ہے جب سالک مرشد کامل کے بتائے ہوئے راستہ پر چلتا ہے اور اس کی تعلیمات پر عمل کرتا ہے تو اس کی صفات رذیلہ صفات حسنہ میں بدل جاتی ہیں۔ وہ عالم اسفل سے عالم اعلیٰ میں پہونچ جاتا ہے اور اس میں ملکوتی صفات پیدا ہو جاتی ہیں، ہر ایک اپنے ظرف کے مطابق انعام الٰہی پاتا ہے۔ مرشد کامل کسی کی تعلیم میں کوئی کمی نہیں کرتا۔ حضرت کے ارشاد کا حاضرین پر ایسا اثر ہوا کہ اس فقیر اور اہل مجلس پر کیفیت طاری ہوئی اور ایک دوسرے کی خبر نہ رہی۔ حضرت بھی ہائے ہائے کر کے رونے لگے۔ بیت

شنیدم کہ در روز امید و بیم بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم

ترجمہ : میں نے سنا ہے کہ امید و خوف یعنی قیامت کے دن رب کریم بدوں کو نیکوں کے ساتھ بخش دیگا۔

اراکین سلطنت کا کاغذ گروں کو پریشان کرنا اور حضرت کی ناراضگی و تنبیہہ

ایک بار دہلی میں بارش نہ ہونے کی وجہ سے قحط پڑا تمام لوگ پریشان تھے کاری گروں کو سامان بنانے کے لئے کچا مال مشکل سے دستیاب ہو رہا تھا۔ کاغذ گر بھی پریشان تھے انھیں بھی کاغذ بنانے کا کچا مال یعنی پھٹا پرانا ٹاٹ نہیں مل رہا تھا مجبور ہو کر انھوں نے پرانے پھٹے ہوئے کپڑوں کے چیتھڑوں سے کاغذ بنانا شروع کیا۔ یہ زمانہ شاہ عالم ثانی کا تھا۔ اس وقت نواب سید امجد علی رضوی کے جد محترم میر عبدالاحد عرف نواب غفران پناہ مجدالدولہ اس محکمہ کے وزیر تھے۔ مولوی عبدالسلام جو معتمد خاں کے نام سے مشہور تھے محکمہ کے داروغہ یعنی افسر اعلیٰ تھے اور دیگر خدمات پر بھی معمور تھے مولوی عبدالسلام حضرت کی درویشی اور مقبولیت سے خوش نہ تھے بلکہ دل میں بغض رکھتے تھے انھوں نے کاغذ گروں کو پریشان کرنا شروع کیا اور حضرت کی خدمت میں ایک گستاخانہ تحریر بھیجی جس میں لکھا تھا کہ جن پرانے اور بوسیدہ کپڑوں کے چیتھڑوں سے آپ کاغذ بناتے ہیں وہ ناپاک ہوتے ہیں۔ حالانکہ حضرت نے کبھی پرانے ناپاک چیتھڑوں کپڑوں سے نہ کاغذ بنایا تھا اور نہ اب بنا رہے تھے۔ اس تحریر میں بہت سے گستاخانہ الفاظ تھے حضرت کو یہ تحریر ناگوار معلوم ہوئی۔ آپ نے نواب صاحب کو بلا کر کہا کہ آپ اپنے جد بزرگوار نواب غفران پناہ مجدالدولہ میر عبدالاحد خاں جو اس محکمہ کے وزیر ہیں ان کے پاس جائیے ہمارا اسلام کہیئے اور ہماری طرف سے کہیئے کہ ہم فقیروں نے شہر میں آکر سکونت اختیار کی ہے ہم کسی کو نہ تکلیف پہونچاتے ہیں اور نہ پریشان کرتے ہیں بلکہ ہمیشہ سلامتی کی دعا کرتے ہیں۔ آپ کے سرکاری ملازمین بلاوجہ ہم فقیروں کو تکلیف دینے اور پریشان کرنے پر آمادہ ہیں۔ آپ اپنے ملازمین سے کہہ دیجئے کہ بلاوجہ پریشان نہ کریں اور نہ ہی سخت کلامی کریں اور نہ ہی حد سے گزریں، اس قسم کی گستاخی کرنا بہتر نہ ہوگا۔ اچھا اور برا سب خدا کی طرف سے ہوتا ہے مگر یہ خیال نہ کرنا چاہیے کہ جنگل درندہ جانور سے خالی ہے، ہو سکتا ہے اس میں کوئی

پلنگ (چیتا) سویا ہوا ہو۔ بیت

در بیشہ گماں مبر کہ خالیست　　شاید کہ پلنگ خفتہ باشد

نواب صاحب نے جد بزرگوار نواب غفران پناہ مجد الدولہ کو حضرت کا فرمان پہونچایا وزیر موصوف کے پاس کثیر مجمع تھا اس لئے زیادہ توجہ نہ دے سکے انھوں نے ایک کارندہ کی معرفت متعلقہ افسر مولوی عبد السلام کو کہلا بھیجا کہ وہ حضرت میاں آبادانی کے ساتھ اس قسم کی گستاخی نہ کریں اور اپنی نازیبا حرکت سے باز آئیں اور بلا وجہ فقیروں اور درویشوں کو پریشان نہ کریں۔ قسمت میں بربادی لکھی ہوئی تھی اس لئے مولوی صاحب وزیر موصوف کا پیغام سن کر غصہ میں آگئے، بجائے اس کے کہ اپنی ناشائستہ حرکت سے باز آتے حضرت کو اور زیادہ پریشان کرنا شروع کیا اور ایذا رسانی کرنے لگے۔ مولوی موصوف کی ناشائستہ حرکت سے آپ رنجیدہ ہوئے اور جلال میں فرمایا جاؤ نواب (نواب غفران پناہ مجد الدولہ) سے کہہ دو کہ مولوی کی گستاخیاں حد سے بڑھ گئیں ہیں وہ یہ نہیں جانتا ؎

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد　　بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

ترجمہ: بے ادب نے نہ صرف اپنے حق میں برائی کی بلکہ تمام آفاق (اطراف عالم) میں آگ لگادی۔

جب نواب صاحب نے جد بزرگوار نواب غفران پناہ مجد الدولہ کو حضرت کا پیغام سنایا، تو انھیں فکر ہوئی وہ بہت افسردہ و شرمندہ ہوئے انھوں نے مولوی موصوف کی طرف سے معافی چاہی، حضرت نے فرمایا اب تیر کمان سے نکل چکا ہے عذر و معافی طلب کرنا بے سود ہے۔ (نور القلوب)

حضرت کی ناراضگی سے شاہ عالم ثانی بادشاہ ہند کی معزولی

اس واقعہ کے چند دن بعد پٹیالہ کی مہم پیش آئی سکھوں نے بغاوت اور حکم عدولی کی نواب غفران پناہ بادشاہ کے حکم سے لشکر لے کر پٹیالہ روانہ ہوئے تاکہ ان کی بغاوت کو کچل دیں اور انھیں دوبارہ ماتحت بنائیں۔ جب بہت سی فوج اور بے شمار جنگجو سپاہیوں کے ساتھ لشکر پٹیالہ کے قریب پہونچا اور تیاری شروع کی کہ صبح کو حملہ کر کے بغاوت کو ختم

کریں اور قلعہ سکھوں سے خالی کرائیں کہ ناگہاں اسی شب بادشاہ کا فرمان پہونچا کہ جنگ کا قصد نہ کریں اور جلد ہمارے حضور میں حاضر ہوں ورنہ ذوالفقار الدولہ کے ذریعہ تم پر لشکر کشی کی جائے گی اگر تم نے ہمارا مقابلہ کیا تو بدنامی اور نمک حرامی کا سبب ہوگا اور اگر لشکر سے نکل کر حضور میں حاضر ہوئے تو یہ منصب امارت کی تحقیر اور زوال کا سبب ہوگا بہتر ہوگا کہ کچھ عرصہ پٹیالہ کی مہم کو ملتوی کر دیں اور حضوری میں حاضر ہوں اور فوج کو سکھوں کے ملک میں چھوڑ کر آئیں اور تصفیہ کے بعد یہاں سے رخصت ہوں اور پٹیالہ کی مہم میں مشغول ہوں۔ نواب موصوف قلعہ معلی میں بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خلعت سے نوازے گئے۔ بادشاہ امراء کی طرف سے بہکانے سے نواب موصوف کی طرف سے برگشتہ ہوگیا تھا۔ فی الحقیقت یہ حضرت کے فرمان کا نتیجہ تھا۔

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد　　بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

قضائے الٰہی کا تیر نشانے پر پہنچ چکا تھا ناگہاں بادشاہ نے بغیر اطلاع کے ذوالفقار الدولہ کے ہاتھ نواب کو قلعہ میں بلوا کر گرفتار کروایا اور قید میں ڈال دیا اسی دن سے اس کی امارت کا زوال شروع ہوگیا اور چند سال میں تمام خانماں برباد ہوگیا، چند سال بعد قضائے الٰہی سے نواب ذوالفقار الدولہ کا بھی انتقال ہوگیا امراء میں آپس میں نفاق پیدا ہوگیا اور رسہ کشی ہونے لگی سرداروں نے مکر و فریب سے ایک دوسرے کو قتل کر دیا۔ الغرض ذوالفقار الدولہ بھی مع خویش و اقارب شاگرد، خدام و سرداران برباد ہوگیا۔ مرہٹے وقت غنیمت جان کر ملک پر قابض ہوگئے۔ چند سال بعد افغان سردار غلام قادر روہیلہ نے اپنے والد وزیر اعظم ارادت مند خاں کا بدلہ لینے کے لئے بادشاہ سے مقابلہ کیا نواب ناظر کہ جس نے بادشاہ کو بہکا کر ذوالفقار الدولہ کے ہاتھوں مجد الدولہ کو گرفتار کروایا تھا اُسی ناظر نے نمک حرامی کر کے بادشاہ کو غلام قادر خاں کے ہاتھوں گرفتار کروایا غلام قادر خاں نے بادشاہ کے ساتھ گستاخی کی اس کی آنکھیں نکال لیں اور اندھا کر کے قلعہ سلیم گڑھ میں قید کر دیا۔ شاہی بیگمات کے ساتھ بدتمیزیاں کیں اور ان سے رقص کرایا۔ بادشاہ کی گرفتاری سے سلطنت مغلیہ کا اور زیادہ زوال ہوا شاہی ساز و سامان برباد ہونے لگا سارے شہر میں افراتفری پھیل گئی۔ یہ حضرت کی

ناراضگی کا اثر تھا جو مولوی عبدالسلام کی طرف سے ناشائستہ حرکات اور ایذا رسانی کی وجہ سے ظاہر ہوئی تھی جس نے تمام آفاق میں آگ لگادی اور اس آگ نے ایک عالم کو جلادیا۔ دہلی شہر کی بربادی اس شعر کا نتیجہ تھی جو آپ نے غصہ میں فرمایا تھا۔

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد　　بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

یعنی بے ادب نے نہ صرف اپنے حق میں برائی کی بلکہ تمام آفاق میں آگ لگادی۔

حضرت کی دعا سے شاہ عالم کی دوبارہ تخت نشینی

بادشاہ ہند شاہ عالم ثانی آپ کا ارادت مند تھا۔ اس نے شاہی بیگمات کو آپ کا مرید کرایا، اکثر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ آپ بھی بادشاہ موصوف پر مہربان تھے۔ بادشاہ موصوف نے قلعہ سلیم گڑھ سے اپنے ایک معتمد خاص کی معرفت آپ کی خدمت میں ایک عرض نامہ بھیجا جس میں اقبال سلطنت اور دوبارہ برسر اقتدار آنے کے واسطے دعا کے لئے عرض کیا تھا اپنے حق میں خصوصی دعا کے واسطے بھی تحریر کیا تھا۔ بادشاہ کا پیغام سن کر آپ نے مراقبہ کیا ایک گھنٹہ بعد سر اٹھایا اور یہ شعر پڑھا۔

مردہ صد سالہ را حی میکند　　ایں بجز حق دیگرے کی می کند

ترجمہ: سو سال کے مردے کو (خدا) زندہ کر دیتا ہے یہ سوائے حق تعالیٰ کے دوسرا نہیں کر سکتا ہے۔

اور فرمایا بادشاہ موصوف کو ہمارا سلام کہنا اور کہنا کہ بے فکر رہیں ابھی آپ کی سلطنت کے چند سال باقی ہیں۔ خدا قادر مطلق ہے، انشاء اللہ ابھی چند سال آپ اور حکومت کریں گے۔ یہ کہہ کر آپ نے دعا کے واسطے ہاتھ اٹھایا اور کہا ؎

قادرا قدرت تو داری ہر چہ خواہی آں کنی　　مردہ را جانی بہ بخشی و زندہ را بیجاں کنی

حضرت کی دعا کو چند دن نہ گزرے تھے کہ غلام قادر خاں مرہٹوں کے ہاتھ گرفتار ہوا مرہٹوں نے اس کی دونوں آنکھیں نکال کر بادشاہ کا انتقام لیا اور بادشاہ کو قید خانہ سے نکال کر تخت نشیں کیا۔ اس طرح شاہ عالم ثانی حضرت کی دعا کی برکت سے برسر اقتدار ہوئے۔ شعر کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے جو وہ چاہتا ہے کرتا ہے وہ اگر چاہے تو مردہ کو زندہ اور زندہ کو مردہ کر دے۔ بادشاہ موصوف بے دست و پا ہو گئے تھے انھیں اللہ تعالیٰ

نے دوبارہ برسرِ اقتدار کیا اور تا زیست وہ تخت سلطنت پر قائم رہے اور غلام قادر خاں کے ہاتھ سے تخت و تاج چھین لیا، اور ویسا ہی ہوا جیسا کہ حضرت نے فرمایا تھا یعنی مردہ را جانی بہ بخشی زندہ را بیجاں کنی، حضرت کی کرامتوں میں سے یہ ایک کھلی کرامت ہے۔ (نور القلوب)

بادشاہ کی ارادت مندی

بادشاہ ہند شاہ عالم ثانی آپ کا ارادت مند تھا وہ اکثر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا ایک دن اس نے عرض کیا کہ جس فقر کی دولت اور نعمت سے حضرت مالا مال ہیں ہمیں بھی ازراہ کرم اس میں سے کچھ عنایت فرمائیں، اور فقر کی دولت سے آشنا کریں۔ آپ مسکرائے اور فرمایا۔

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں ایں خیال است و محال است و جنوں

ترجمہ: تو خدا کو بھی چاہتا ہے اور دنیا کو بھی یہ خیال محال ہے اور جنون ہے۔

اگر اس دولت سے مشرف ہونا چاہتے ہو تو حکمرانی چھوڑ دو، تاج خسروی کی جگہ فقر کی ٹوپی پہنو۔ فقر کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الفقرُ فخرِی یعنی مجھے فقر پر ناز ہے۔ کسب حلال اختیار کرو تب اس نعمت کا مزا حاصل ہوگا۔ میں مرد کاغذگر ہوں اور فنِ کاغذگری سے واقف ہوں اور یہ کسب حلال ہے اگر پسند خاطر ہو تو اس کو تمہیں اچھی طرح سکھا دوں کہ لقمہ حلال ہاتھ آئے گا کہ اس راہ میں چلنے کے لئے رزق حلال ضروری ہے۔

حضرت نے ایسے سحر انگیز انداز میں ارشاد فرمایا کہ بادشاہ پر اس کا بہت اثر ہوا اس کی آنکھیں نم ہوگئیں عرض کیا کہ اگر اس بحر بے کراں کا ایک قطرہ میرے کوزے میں ڈال دیا جائے تو اس میں کچھ کمی واقع نہ ہوگی حضرت کو بادشاہ کی بات پسند آئی آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا آؤ میں تمہیں اس وادی سے آشنا کراؤں اور ذائقہ بیخودی میں چکھاؤں اور تمہارے دل میں عشق کی تخم ریزی کروں اور عشق و محبت سے سینہ کو جلاؤں تاکہ تم جان لو کہ ع

ہمہ عالم پر از غوغائے عشق است یعنی تمام عالم عشق کے شور سے بھرا ہوا ہے۔ یہ کہہ کر حضرت نے بادشاہ پر توجہ ڈالی بادشاہ پر لرزہ طاری ہوا اس کی آنکھوں سے اشک جاری ہوئے اور اس پر بے خودی طاری ہوئی وہ اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھا اور دو گھنٹہ عالم متحیر و بے خودی میں رہا، اسے اپنی خبر نہ رہی ہوش آنے پر آنکھیں کھولیں اور یہ شعر پڑھا ؎

ہوشم بہ نگاہے بروجانانہ چنیں باید　　یک جرعہ خرابم کرد پیمانہ چنیں باید

ترجمہ : ایک نظر میں جانانہ (محبوب) نے میرے ہوش وحواس کھودیئے ایک گھونٹ شراب عشق نے مجھے مست کردیا۔ جام محبت ایسا ہی چاہیے اور یہ حالت بادشاہ کے اعتقاد میں اضافہ کا سبب ہوئی۔ (نورالقلوب)

حضرت کا استغراق

باوجود کسب معاش اور خرید وفروخت کے آپ اکثر اوقات استغراق میں رہتے تھے۔ بہت کم لوگوں کو اس استغراقی کیفیت کی خبر ہوتی، کیونکہ اس سے آپ کے ظاہری افعال میں فرق نہیں آتا تھا آپ دل بیار دست بہ کار رہتے تھے جب غلبہ زیادہ ہوتا تو آپ کو اس وقت کچھ خبر نہ ہوتی۔ عقیدت منداور مریدین آتے سلام کرتے خیریت دریافت کرتے قدم بوس ہوتے مگر آپ کو کچھ خبر نہ ہوتی اس کا کوئی وقت مقرر نہ تھا کسی بھی وقت ایسی کیفیت طاری ہوجاتی کبھی کھانے کے وقت کبھی کام کے وقت کبھی چلنے پھرنے میں کبھی نماز پڑھنے میں۔ نواب صاحب فرماتے ہیں کہ اکثر اوقات ہم نے دیکھا ہے کہ لوگ راہ چلتے میں سلام کرتے تھے اور قدم بوسی کرتے تھے مگر آنحضرت کو بسبب مشغولی کچھ خبر نہ ہوتی تھی اور اس طرف توجہ نہ کرتے تھے۔ جس وقت کوئی شخص حضرت سے عرض کرتا کہ فلاں شخص سلام اور قدم بوسی کررہا ہے اس وقت ہوشیار ہوکر توجہ اور حسن اخلاق سے پیش آتے تھے۔ ایک بار آپ پھل کھارہے تھے کہ استغراقی کیفیت کا غلبہ ہوا اسی دوران نواب صاحب اور ان کے ہمراہ ایک شخص آپ کی قدم بوسی کے لئے آئے دونوں نے سلام کیا اور قدم بوسی کرکے خاموش بیٹھ گئے حضرت کو کچھ خبر نہ ہوئی ایک گھنٹہ بعد آپ کا استغراق کم ہوا تو آپ نے دونوں صاحبان کو سلام کیا اور پوچھا کہ آپ صاحبان کب آئے اور یہ دوسرے صاحب کون ہیں۔ نواب صاحب نے کہا ہم لوگ کچھ دیر قبل آئے ہیں یہ صاحب حضرت کے دیدار کے مشتاق ہیں اور قدمبوسی کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ آپ نے معذرت کی کہ مجھے بالکل بھی آپ صاحبان کے آنے کی خبر نہ ہوئی۔ دونوں صاحبان پر شفقت فرمائی اور شیرینی دی اور خبر نہ ہونے کی دوبارہ معذرت چاہی۔

RAMPUR RAZA LIBRARY
45468
29/01/2000

حضرت غوث اعظم سے نسبت اویسی

آپ کو حضرت پیران پیر غوث اعظم دستگیر ابو محمد محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی بغدادی محبوب سبحانی غوث صمدانی رضی اللہ عنہ سے کمال عشق و محبت تھی۔ اکثر طالبین کو اسی سلسلہ عالیہ میں داخل فرمایا آپ کی بیعت بھی قادری تھی اور آپ کے پیر و مرشد کی بیعت بھی قادری تھی۔ آپ ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو گیارہویں شریف کی نیاز کراتے تھے اکثر طالبین کو اپنی توجہ سے سرکار بغداد کی زیارت کرائی اس طرح کہ آپ خود بھی جلوہ فرمائیں۔ آپ کی شکل بھی حضور غوث اعظم سے مشابہ تھی آپ پر اکثر قادری نسبت کا غلبہ رہتا تھا طبیعت میں عاجزی و انکساری بہت زیادہ تھی اس لئے کبھی اس کا اظہار نہ کیا۔ خدا جس بات کو ظاہر کرنا چاہتا ہے اس کے ظاہر کرنے کے اسباب بھی پیدا فرما دیتا ہے۔

ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا اور بیعت کے لئے عرض کیا اس نے کہا کہ میری آرزو ہے کہ مجھے جمال جہاں آرا حضرت غوث اعظم کی زیارت کرائیں حضرت نے فرمایا مجھ میں اتنی طاقت کہاں کہ جمال جہاں آرا حضرت غوث اعظم کی زیارت کراؤں لیکن ع بر کریما کار ہا دشوار نیست، یعنی کریم و بزرگ ہستیوں کے لئے کوئی کام دشوار نہیں ہے۔ عجب نہیں کہ حضرت خود ہی اپنی زیارت کا شرف بخشیں، آؤ اللہ کا نام لے کر بیعت ہو جاؤ اور میرے چہرے کو حضرت غوث اعظم کا چہرہ مبارک تصور کرو۔ اس شخص نے کہا آپ نے صحیح فرمایا مگر میری خواہش ہے کہ حضرت غوث اعظم کے چہرہ انور کی زیارت کروں میری خواہش پوری کی جائے آپ نے فرمایا مجھ میں اتنی طاقت نہیں کہ زیارت کرا سکوں مگر ہمارے بزرگان سلسلہ کافی قوی نسبت رکھتے ہیں۔ اللہ ہر چیز پر قادر ہے انشاء اللہ رحمت الٰہی اور بزرگان سلسلہ کی توجہ سے زیارت نصیب ہو گی یہ کہہ کر آپ نے شیرینی منگوائی اور حجرے میں جا کر سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کیا۔ بیعت کے بعد ذکر کی تعلیم دی اور وقوف قلبی میں مشغول کر دیا اور بطریق جذب اس پر توجہ فرمائی اس میں سوز و گداز پیدا ہوا وہ آہ و زاری کرنے لگا جب اس کا شور و فغاں بڑھا تو آپ نے تنہا حجرے میں چھوڑ دیا اور دروازہ بند کر دیا۔ شور بند ہونے پر حجرے کا دروازہ کھول کر اس کو باہر نکالا۔ اس شخص نے آپ کی قدم بوسی کی اور حاضرین سے معانقہ و مصافحہ کیا۔ حضرت نے فرمایا اپنا حال بیان کر اس نے کہا کہ بیہوشی کے عالم میں عجیب واقعہ پیش آیا اور میری

دلی خواہش پوری ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ ایک عالی شان مکان ہے اس میں عمدہ قالین و فرش بچھا ہوا ہے اس فرش پر مسند اور گاؤ تکیہ رکھا ہوا ہے۔ مسند پر حضرت غوث اعظم تشریف فرما ہیں برابر میں حضرت بیٹھے ہوئے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ چہرہ انور حضرت غوث اعظم کی زیارت کرو پھر میرا چہرہ دیکھو میں نے حضرت غوث اعظم کے چہرہ مبارک اور بعد میں آپ کے چہرے کی زیارت کی دونوں میں کوئی فرق نہ پایا حضرت کا چہرہ مبارک بعینہ حضرت غوث اعظم کے چہرہ کے مشابہ پایا جس قدر غور و فکر کے ساتھ دیکھ رہا ہوں اور دونوں میں فرق کر رہا ہوں لیکن حضرت غوث اعظم اور آنحضرت کی صورت میں کوئی فرق نہیں پاتا ہوں لیکن وجود اور جسم میں فرق ہے ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ گویا دونوں جسموں پر ایک ہی چہرہ ہے۔ حضرت نے مسکرا کر فرمایا میں نے تم سے کہا تھا کہ میرے چہرے کو دیکھو اور حضرت غوث اعظم کے چہرہ انور کا تصور کرو، اس قدر گستاخی کی اس جناب میں کیا ضرورت تھی۔ آئندہ گستاخی کے راستے پر قدم نہیں رکھنا۔ (نور القلوب فارسی)

پیر و مرشد کا عرس اور نیلگوں رومال کی برکت

آپ اپنے شیخ قطب المشائخ حضرت مولانا میر محمد زکریا دہلوی علیہ الرحمہ کا عرس بڑے اہتمام سے کرتے تھے جس میں لنگر عام ہوتا تھا ہر خاص و عام خویش و اقارب و یاران طریقت کو دعوت دی جاتی تھی سبھی عرس میں شریک ہوتے اور طعام لنگر کھاتے۔ ایک بار عرس کے ایام میں قحط پڑا۔ حضرت نے معمول کے مطابق تمام شہر کو دعوت دی۔ آپ نے حضرت شاہ نظام الدین قادری اولاد پاک نہاد حضرت غوث اعظم جو محکمہ امارات کے صدر اعلیٰ تھے کو بھی مدعو کیا۔ شاہ صاحب عرس میں خویش و اقارب یاران طریقت سرداران و اہلکاران و سپاہیان کے ساتھ تشریف لائے تقریباً چار سو افراد شاہ صاحب کے ہمراہ تھے۔ شاہ صاحب کچھ دیر سے تشریف لائے۔ لنگر جاری تھا دیگ میں صرف بیس کلو کھانا باقی تھا۔ شاہ صاحب کے ہمراہیوں کے علاوہ کافی تعداد اہل شہر نے بھی کھانا نہیں کھایا تھا۔ مجمع کثیر اور کھانا قلیل دیکھ کر حضرت کے خادموں کو تشویش ہوئی۔ نواب سید امجد علی و صوفی اللہ یار خاں رومی نے حضرت سے آکر عرض کیا کہ مجمع کثیر اور کھانا قلیل ہے، کس طرح سب کھائیں گے۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا کھانے میں برکت دینا خدا کے ہاتھ میں ہے، یہ کہہ کر

آپ دیگ کے پاس گئے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر دیگ کا ڈھکن کھولا اور کھانے کو کفگیر سے اوپر نیچے کیا۔ اس کے بعد آپ نے اپنی چادر مبارک یعنی نیلگوں رومال جو آپ کے کاندھے پر تھی اتار کر دیگ کے منھ پر اس طرح ڈھک دی کہ دیگ کا نصف منھ کھلا رہا اور نصف بند پھر صوفی اللہ یار خاں رومی سے کہا کہ آپ کھانا تقسیم کیجئے۔ صوفی صاحب نے کھانا تقسیم کرنا شروع کیا۔ خدا کے فضل اور حضرت کی دعا سے شاہ صاحب کے چار سو ہمراہیوں اور اہلِ شہر نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا بعد میں دیگ کو کھولا گیا تو اس میں کافی کھانا موجود تھا۔

سلسلہ آبادانیہ میں یہ دستور ہے کہ جب طعام شروع کرتے ہیں بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر نیلگوں رومال کھانے پر ڈھک دیتے ہیں اس کے بعد کھانا شروع کرتے ہیں جس سے خوب برکت ہوتی ہے۔ فقیر راقم السطور نے اس کا بارہا تجربہ کیا ہے خدا کے فضل، حضرت کی توجہ اور رومال کی برکت سے بہت کم کھانے میں کثیر لوگوں نے سیر ہو کر کھایا اور بعد میں کھانا بچ بھی رہا۔

درگاہ حضرت محبوب الٰہی میں محفل سماع میں سپاہیوں پر توجہ

آپ حضرت محبوب الٰہی کی درگاہ میں برابر تشریف لے جاتے اور محفل سماع میں شریک ہوتے آپ کو حضرت محبوب الٰہی سے نسبت اویسی حاصل تھی، ایک بار آپ درگاہ حضرت محبوب الٰہی میں حاضر ہوئے محفل سماع ہو رہی تھی قوال یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

در چشم مجنوں بودہ لیلیٰ شدہ بنمودہ　　لیلیٰ کجا مجنوں کجا خود بودہ خود بودہ

ترجمہ: مجنوں کی آنکھوں میں بس گیا ہے لیلیٰ بن کر اور اپنے کو ظاہر کر رہا ہے لیلیٰ کہاں مجنوں کہاں تو خود ہی لیلیٰ ہو گیا ہے اور خود ہی مجنوں۔

آپ پر وجد طاری ہو گیا آپ کے وجد کا حاضرین پر بھی اثر ہوا۔ جس طرف آپ نگاہ اٹھا کر دیکھتے لوگ وجد کرنے لگتے جس پر توجہ فرماتے وہ بے خود ہو کر گر جاتا کسی میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ حضرت سے نظر ملا سکے۔ محفل میں اکثر سپاہی وضع آدمی اور ہندوستان کے بانکے کہ اپنی سپہ گری اور جواں مردی کے سامنے رستم کو بھی خیال میں نہ لاتے تھے بھی حاضر تھے۔ اسلحہ سے لیس تھے اکثر حضرت کی توجہ سے بے ہوش ہو کر گر گئے۔ ان بانکوں میں میر عزیز خاں

مشہور و معروف بانکہ بھی تھا جو مرد سردار اور زمانہ میں با اثر تھے وہ بھی محفل میں تھے ، وہ آنحضرت کے دوستوں کے حال میں انکار کر کے مسکرانے لگے ناگہاں مسکراتے وقت حضرت کی نگاہ میر عزیز خاں پر پڑی آپ میر عزیز خاں کے پاس گئے اور اپنا دست حق پرست اس کی طرف کر کے فرمایا تم سمجھ رہے ہو قوال کیا پڑھ رہا ہے اتنا فرما کر آپ نے توجہ فرمائی اس کی حالت بدل گئی اور وہ وجد میں آگیا، اپنے اسلحہ جس میں ڈھال تلوار طمنچہ تھے سب نکال کر پھینک دیئے اور بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ افاقہ ہونے پر اپنا سر حضرت کے قدموں میں رکھ دیا اور سابقہ فعل پر نادم ہو کر معافی چاہی۔ اس واقعہ کے بعد میر عزیز خاں حضرت کے معتقد ہو گئے اور بیعت کا ارادہ ظاہر کیا مگر چند وجوہات جس میں سفر حج بھی شامل تھا مرید نہ ہو سکے لیکن حضرت کی محفل میں اپنے اہل و عیال کے ساتھ برابر حاضر ہوتے۔

حاجی صاحب برادر خورد حضرت شاہ صابر بخش پر توجہ

نواب صاحب تحریر کرتے ہیں

کہ ایک دن میں صوفی اللہ یار خاں رومی اور حضرت سید صابر بخش چشتی کے چھوٹے بھائی حاجی صاحب مسجد کے صحن میں بیٹھے ہوئے تھے۔ بزرگوں کی کیفیات ذوق و شوق اور وجد و سماع کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ دوران گفتگو حضرت مایعنی صوفی شاہ آبادانی علیہ الرحمہ کے مریدین کا ذکر بھی آیا۔ آپ کی صحبت کا اثر توجہ اور کیمیا اثر نظر اور وجد و سماع کا تذکرہ ہوا۔ حاجی صاحب نے ظرافت اور خوش طبعی میں حضرت کی شان میں کچھ گستاخانہ الفاظ استعمال کئے اور کہا کہ حضرت شاہ آبادانی لوگوں کو تیز نگاہ سے دیکھتے ہیں اپنی قوت و کشش سے اپنی طرف کھینچتے ہیں اور معانقہ کرتے ہیں اور زمین پر گراتے ہیں یہ لوگ دیوانگی اور بے خودی کا اظہار کرتے ہیں آہ و نالہ کرتے ہیں اور وجد کرتے ہوئے بے ہوش ہو کر زمین پر گر جاتے ہیں۔ اس کے بعد حاجی صاحب نے حضرت کی نقالی شروع کی وجد و آہ و زاری کرنے لگے۔ یہ بات ہم لوگوں کو ناگوار گزری ہم نے حضرت کی روحانیت کی طرف رجوع کیا۔ بزرگوں کی حالت بے خودی کی نقل اتارنے کو منع کیا گیا ہے۔ ان بزرگ ہستیوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ع

ہاں ہاں ایں دلق پوشاں من اند یعنی ہاں ہاں یہ گدڑی پوش میرے ہیں۔ حضرت کی توجہ کہ حاضر

وغائب میں یکساں اثر رکھتی ہے۔ حاجی صاحب نقالی کر رہے تھے کہ اسی حالت میں حضرت کی توجہہ ان پر ہوئی اور غیرت الٰہی جوش میں آئی اور نقل اصل میں بدل گئی۔ جیسے ہی مذاق میں ایک شخص کے گلے سے لپٹے اور آہ و نالہ کرنے لگے اور آنحضرت کا نام لیا بے اختیار زمین پر گر پڑے۔ حاجی صاحب کو کیفیت ہوگئی وہ وجد کرنے لگے اور زمین پر لوٹنے لگے زور زور سے آہ و نالہ کرتے ہوئے بے ہوش ہوگئے، ہم لوگ سمجھے کہ نقالی کر رہے ہیں۔ جب اس حالت کو کافی دیر ہوگئی اور انتہا یہ کہ پتھر پر سر مارنے لگے اس وقت اہل مجلس کو معلوم ہوا کہ حضرت قطب الارشاد کی توجہہ نے ان کے ہوش و حواس کھو دیے اور نقل کو اصل کر دیا۔ تین گھنٹہ بعد ہوش میں آئے اپنے فعل پر نادم ہوئے اور توبہ کی۔ حضرت کی کرامت و بزرگی کے قائل ہوئے اور آپ کی توصیف بیان کی سب نے بے اختیار حضرت کی شان میں یہ شعر پڑھا ؎

گر ولیٔ خدا خدا نبود　　بخدا کز خدا جدا نبود

ترجمہ: اگرچہ خدا کا ولی خدا نہیں ہوتا لیکن خدا کی قسم وہ خدا سے جدا بھی نہیں ہوتا۔

مولانا روم نے کیا خوب کہا ہے۔

مردان خدا خدا نہ باشد　　لیکن ز خدا جدا نہ باشد

اس لئے بزرگوں کے افعال کی نقل اتارنے گستاخی کرنے اور امتحان لینے کو منع کیا گیا ہے۔

مولی فروش کی آواز پر وجد

نواب صاحب فرماتے ہیں کہ ایک بار میں حضرت کی خدمت میں حاضر تھا عقیدت مندان و یاران طریقت حاضر خدمت تھے۔ بخار کی وجہہ سے حضرت کی طبیعت ناساز تھی آپ آرام فرما رہے تھے۔ ان دنوں شاہجہاں آباد میں مولی خوب بک رہی تھی۔ ایک مولی فروش مولی بیچ رہا تھا وہ یہ آواز لگاتے ہوئے آپ کے گھر کی طرف سے نکلا "مولی والے تیرا کھیت نرالا" اس کی یہ آواز نہایت درد بھری اور خوش الحانی کے ساتھ تھی۔ یکایک مولی فروش کی آواز آپ کے کان میں پڑی سنتے ہی بے چین ہوگئے انتہائی شوق و محبت میں اُٹھ کر وجد کرنے لگے۔ آپ مولی والے تیرا کھیت نرالا کی تکرار کرتے جاتے اور وجد کرتے جاتے۔ آپ کے وجد کا حاضرین پر اسقدر اثر

ہوا کہ وہ بھی وجد میں آگئے حالت وجد میں مولی والے کی صدا دہراتے جاتے اور اپنے کپڑے پھاڑتے جاتے۔ حضرت بھی کہتے کہو مولی والے تیرا کھیت نرالا۔ آپ نے اس حالت میں گھر کا سارا سامان مولی فروش کو دیدیا حاضرین نے بھی اپنا سامان یہاں تک کہ اپنا لباس بھی مولی فروش کو دے دیا۔ جب آپ کی وجدانی کیفیت دور ہوئی، آپ ٹھیک ہو گئے، اور بخار کی شدت جاتی رہی۔ آپ نے فرمایا عاشق سوختہ کے لئے سوختگی مفید ہے اور ایسے عاشق کا علاج سوختگی سے ہی کرنا چاہیئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے فضل سے مولی فروش کو بھیجدیا اس کی آواز سے جو حقیقی آتش شوق پیدا ہوئی اس سے عارضی بخار و تپ کی گرمی دور ہوئی اور صحت کلی حاصل ہوئی۔

مبتدی کی آہ وفغاں اور منتہی کی خاموشی

نواب صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے حضرت سے دریافت کیا کہ مبتدی آہ وزاری اور شور وفغاں کرتا ہے اور منتہی خاموش رہتا ہے اس کا کیا سبب ہے، حضرت میرا سوال سن کر خوش ہوئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر حجرے میں لے گئے اور فرمایا غور سے سنو! جب سالک راہ سلوک میں قدم رکھتا ہے تو اس میں آتش عشق پیدا ہوتی ہے اور وہ حق سبحانہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے جب اس پر فیضان انوار الٰہی ہوتا ہے تو مبتدی ہونے کی وجہ سے اس میں آتش عشق برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہوتی۔ غلبہ شوق ومحبت میں فیضان انوار الٰہی سے وہ شور وفغاں کرتا ہے اور اس میں سوز وگداز پیدا ہوتا ہے اس حالت میں اس کا رُخ خدا کی طرف اور پشت مخلوق کی طرف ہوتی ہے اور وہ انوار الٰہی میں ڈوبا رہتا ہے پس حق تعالیٰ کی طرف رُخ ہونا جوش وخروش اور آہ ونالہ کے زیادہ ہونے کا سبب ہے اس کی حالت ہندی کے اس شعر کی مصداق ہوتی ہے۔

نئی لگن اور میٹھی بتیاں پیا جانے اور مورا جیا جانے

جب مبتدی راہ سلوک طے کر کے منتہی ہو جاتا ہے تب اسے گوہر مقصود حاصل ہوتا ہے، اب وہ مخلوق کو تعلیم دینے کے لائق ہو جاتا ہے۔ اس میں آہ وفغاں نالہ وشور کی جگہ سرور وخنکی پیدا ہو جاتی ہے اور اسے حال سے مقام حاصل ہوتا ہے اس کا رُخ خلق کی جانب ان کی

تعلیم کے لئے اور عالم کی ہدایت کے لئے پھیر دیا جاتا ہے۔ حال میں بے قراری اور مقام میں استقامت ہوتی ہے۔ مبتدی کی کیفیت حال جیسی اور منتہی کی حالت مقام جیسی ہوتی ہے۔ مقام میں جوش و خروش اور آنی جانی کیفیت دور ہو جاتی ہے اور اسے ثبات حاصل ہوتا ہے اب اس کا رُخ خلق کی طرف اور پشت خدا کی طرف ہوتی ہے اور وہ مخلوق کی تعلیم میں لگ جاتا ہے۔ اس میں فیضان الٰہی کو برداشت کرنے کا اعلیٰ ظرف پیدا ہو جاتا ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ منتہی کے دل سے حرارت گرمی اور جوش و خروش زائل ہو جاتا ہے بلکہ یہ منتہی کے قلب کی لازمی صفت ہو جاتی ہے اور اس کی ذات میں قائم ہو جاتی ہے اور یہ سرور و خنکی کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔

حضرت کی توجہ سے نواب صاحب کا عشق مجازی سے عشق حقیقی پر پہونچنا

ایک بار نواب صاحب عشق مجازی میں گرفتار ہوئے تمام عبادت اور زہد و تقویٰ چھوڑ کر رات دن عشق مجازی میں گرفتار رہتے۔ مجنوں کی طرح دیوانہ وار گلی گلی اور جنگل جنگل گھومتے پھرتے اور محبوب کے بغیر سکون نہ پاتے دل میں خیال کرتے کہ حضرت ایسی توجہ کیوں نہیں فرماتے جس سے یہ ناشائستہ حرکت اور ناپسندیدہ افعال از خود زائل ہو جائیں آپ کی حالت ع تسبیح و زہدش یک طرف مانده مصلی یک طرف یعنی تسبیح اور زہد و پارسائی ایک طرف رہ گئی اور مصلی ایک طرف پڑا رہ گیا کے مصداق تھی۔ والدہ محترمہ عزیز و اقارب اور دوستوں نے بہت سمجھایا مگر کسی کی نصیحت کارآمد نہ ہوئی۔ جب عزیز حضرت سے کہتے کہ آپ کیوں نہیں سمجھاتے کہ نواب صاحب اس نازیبا حرکت سے باز آئیں۔ آپ تبسم فرماتے اور کہتے فکر نہ کرو اس سلسلہ عالیہ کی خصوصیت ہے کہ جو شخص اس سلسلہ کی محبت کے تیر اور عشق حقیقی کی تلوار سے ایک بار زخمی ہو جاتا ہے قیامت تک وہ ٹھیک نہیں ہوتا یہ وقتی ہے، کب تک اس میں مبتلا رہے گا۔ یہ اس بات کی نشاندہی ہے کہ وہ عنقریب حقیقت کی طرف رجوع کرے گا، اور اس کا دل مجلّٰی و مصفّٰی ہو جائے گا اس کے بعد پنجابی زبان کی کہاوت (حضرت کی زبان پنجابی تھی) کہی پٹواری کا پانڑی پٹواری کو رہے گا یعنی ہمارا آدمی ہمارا ہی رہے گا۔ جب اپنے پرایوں

کا طعن و تشنیع لعنت و ملامت اور غیروں کا شور و غوغا آسمان تک پہونچا اور کسی طرف بھاگنے کی گنجائش نہ رہی تو چار و نواب صاحب محبوبہ کو لے کر دہلی سے باہر ایک شہر میں چلے گئے اور چند روز وہاں مقیم رہے جب چند دن اسی طرح گزر گئے تو آپ کی والدہ گاڑی میں بیٹھ کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا حضرت میرا بیٹا امجد آپ کا غلام ہے اور اس طرح عشق مجازی کی بلا میں مبتلا ہے اور جنوں و رسوائی تک اس کی حالت پہونچی ہے اس نے آپ کا دامن پکڑا ہے آپ سے امید رکھتی ہوں کہ آپ دستگیری فرمائیں گے۔ والدہ نے یہ مصرعہ پڑھا ع

دستم چناں بگیر کہ گویند دستگیر یعنی اس طرح میرا ہاتھ پکڑیئے کہ آپ کو دستگیر کہیں، والدہ نے یہ مصرعہ ایسے درد بھرے لہجہ میں پڑھا کہ حضرت پر اس کا بہت اثر ہوا آپ نے جوش میں فرمایا کہ میں نے فلاں شخص (اشارہ نواب صاحب کی طرف تھا) کو عشق مجازی کی گرفتاری سے باہر کیا اور بلا کے کنویں سے نکالا اور مجاز سے حقیقت کی طرف رجوع کیا۔ نواب صاحب اس وقت ساٹھ کوس کی دوری پر تھے۔ حضرت کی قوت جذبیہ اور باطن دیکھیے کہ آپ کے فرمان کا ایسا اثر ہوا کہ نواب صاحب جس کے عشق میں مبتلا تھے، اس سے نفرت ہو گئی اس کی طرف سے دل ہٹ گیا اور طبیعت بیزار ہو گئی۔ نواب صاحب حیران ہوئے کہ یہ سب کچھ کس طرح ہوا خیال کیا کہ یہ حضرت کی کرامت ہے اور حضرت ہی کی توجہ کا کرشمہ ہے آپ نے وہ تاریخ اور وقت نوٹ کر لیا۔ جب معلوم کیا تو وہی دن تاریخ اور مہینہ تھا۔ اسی حیرانی میں تھے کہ دوپہر کا وقت ہو گیا اور آپ کو نیند آ گئی خواب میں دیکھا کہ سیاہ رنگ کا دیو سیاہ کمبل اوڑھے ہوئے میرے پہلو میں بستر پر لیٹا ہوا لوٹ رہا ہے اور میری طرف ہاتھ بڑھا رہا ہے۔ میں گھبرایا اور اسی عالم میں مدد کے لئے پکارنا شروع کیا۔ "یا حضرت خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی المدد یا پیرم آبادانی المدد" میں نے دیکھا کہ ایک بارعب بزرگ اور حضرت پیر و مرشد تشریف لائے ہیں آپ نے اس کا کمبل کھینچا ہاتھ پکڑ کر اٹھایا اور غصہ سے اسے دفع کیا اور مجھے بستر سے اٹھایا۔ جب بیدار ہوا دیکھا کہ اس وقت قلب سے اسم مبارک اللہ جاری ہے اور ندامت سے آنکھیں اشک بار ہیں اور دل کی کیفیت بدلی ہوئی ہے اور عشق مجازی کا نام و نشان نہیں ہے۔ بیدار ہونے پر وضو کر کے دو رکعت نفل نماز توبہ پڑھکر توبہ کی اور اپنے آپ سے کہا کہ میں

بڑے کام میں مبتلا تھا حضرت نے میری دستگیری فرمائی خدا کی رحمت شامل حال ہوئی اور مجھے ہدایت ملی۔ اس کے بعد حضرت کی خدمت میں دہلی حاضر ہوا اور سارا واقعہ بیان کیا حضرت آبدیدہ ہوئے، میرے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا ؎

رشتہ در گردنم افگند دوست　　می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

ترجمہ: یار نے میری گردن میں ڈوری ڈال دی ہے جہاں اس کا دل چاہتا ہے لے جاتا ہے۔

حضرت نے جب یہ شعر پڑھا اور میرے قلب پر تصرف کیا میں بے اختیار ہو گیا اور اپنی خبر نہ رہی اور زمین پر گر پڑا کئی گھنٹہ بعد ہوش آیا تو محسوس کیا وہ نسبت و کیفیت جو مجھ سے روک لی گئی تھی پھر عطا فرمادی، میرا قلب اسم مبارک اللہ کہہ رہا ہے اور شاہد مقصود اپنے چہرے سے نقاب اٹھا کر مسند ظہور پر جلوہ فرما ہے جب میں نے اپنے میں اس کیفیت کا مشاہدہ کیا خدا کا شکر ادا کیا اور اپنے دل میں کہا اے امجد

چوں ازوں گشتی ہمہ چیز از تو گشت　　چو از و گشتی ہمہ چیز از تو گشت

(نور القلوب فارسی)

ترجمہ: تو جب اس سے پھر گیا ہر چیز مجھ سے پھر گئی اور جب تو اس کا ہو گیا ہر چیز تیری ہو گئی۔

نواب صاحب کا وحدۃ الوجود میں تردّد

ایک بار نواب صاحب کو وحدۃ الوجود کے مسئلہ میں کچھ تردد ہوا۔ بزرگان نقشبند مثل حضرت خواجہ عبید اللہ احرار حضرت خواجہ باقی باللہ اور اپنے حضرت خواجہ وحدۃ الوجود کے قائل ہیں مگر امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی اور بعض دوسرے مشائخ وجود کی جگہ شہود کے قائل ہیں۔ موجودہ دور کے محققین علمائے دین مثل مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی بحر العلوم مولانا عبد العلی فرنگی محلی شیخ عبد الرحمٰن لکھنوی وحدۃ الوجود کے قائل ہیں اور اس مسئلے کی تحقیق میں رسائل لکھے ہیں۔ ملا عبد الحکیم اور ان کے شاگرد سرد تاویلات اور کمزور استدلال سے پیش آئے اور اس مسئلہ میں بحث و مباحثہ کیا ہر چند کہ چھوٹے بڑے پر ظاہر ہے ؎

پائے استدلالیاں چوبیں بود　　پائے چوبیں سخت بے تمکیں بود

ترجمہ: استدلالیوں کے پیر لکڑی کے ہوتے ہیں اور لکڑی کے پیر بہت کمزور ہوتے ہیں۔

نواب صاحب کو اس مسئلہ کی تحقیق کا خیال پیدا ہوا چونکہ کسی کو نہ پایا کہ دل میں تردد کو دور کر سکے، اس لئے اس مسئلہ کو بآسانی سمجھنے اور تردد دور کرنے کے لئے آقائے دو عالم سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استمداد چاہی نیز اپنے پیر و مرشد کی روح پاک کی طرف رجوع کیا۔ ایک دن خدا کی خاص عنایت اور بزرگوں کی توجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی استمداد حاصل ہوئی، دیکھا کہ زیب و زینت کے ساتھ ایک محفل آراستہ ہے۔ حضرت پیر و مرشد، حضرت مجدد الف ثانی اور ایک دوسرے بزرگ تشریف فرما ہیں۔ نواب صاحب حضرت کے داہنی طرف بیٹھے ہوئے ہیں اور ان بزرگ ہستیوں سے اس مسئلہ کی تحقیق کر رہے ہیں۔ دونوں بزرگ اپنے اقوال سے اس مسئلہ کو سمجھا رہے ہیں لیکن واضح طور سے یہ مسئلہ سمجھ میں نہیں آرہا ہے، پاس ادب اور احترام کی وجہ سے دوبارہ سمجھانے کے لئے کہہ بھی نہیں پا رہے ہیں۔ نواب صاحب کے خیال سے حضرت آگاہ ہوئے اور فرمایا آؤ میں تم کو سمجھاتا ہوں اس کے بعد کان میں اس مسئلہ کی رازکی باتیں بیان کیں اور شک و تردد کو دور کیا اور فرمایا، دوسرے کو اس راز سے آگاہ نہ کرنا صرف طالب صادق کو ہی بتانا۔ اس کے بعد اپنے کاندھے پر پڑی ہوئی لنگی اور میرے کاندھے پر پڑی ہوئی لنگی دونوں کو ملا کر یکجا کیا اور مجھے دکھا کر چھپا لیا اس سے آپ کا مطلب ع

'وحدت اندر کثرت است و کثرت اندر وحدت است'، تھا نعوذ باللہ اس سے مطلب الحاد نہیں تھا کیونکہ الحاد جائز نہیں ہے اور اسے منع کیا گیا ہے۔ آپ کے ارشاد کا مطلب اس شعر سے واضح ہوتا ہے۔

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

لنگی چھپانے سے مطلب یہ تھا کہ مسئلہ وحدت الوجود حق اور واقعہ کے مطابق ہے لیکن اس کا چھپانا ضروری ہے اس کی تعلیم صرف منتہی طالب صادق کے لئے ہے۔ (نور القلوب)

نواب صاحب کو قبر کے حالات سے آگاہ کرنا

نواب صاحب فرماتے ہیں کہ ایک بار خیال پیدا ہوا کہ معلوم ہونا چاہیئے کہ موت اور قبر کی حقیقت کیا ہے اور مرنے کے بعد قبر میں مردے پر کیا گزرتی ہے۔ یہ خیال کئی دن تک آتا رہا ہر وقت یہی خیال رہتا یہاں تک کہ ذکر و فکر

اور نماز میں بھی یہ خیال پریشان کرتا بہت کوشش کے بعد بھی یہ خیال دور نہ ہوا۔ مجبور ہو کر حضرت سے عرض کیا کافی دیر خاموش رہنے کے بعد آپ نے فرمایا خدا قادر مطلق ہے اس کی ذات سے کوئی کام بعید نہیں اگر وہ چاہے تو اس حقیقت سے آشنا کرا سکتا ہے یہ کہہ کر حضرت نے اپنا ہاتھ تین مرتبہ میرے قلب پر پھیرا اور فرمایا جاؤ خدا قادر ہے جب گھر آیا رات میں خواب میں میں دیکھا کہ میرے گھر میں کسی کا انتقال ہو گیا ہے۔ اہل و عیال یار دوست اپنے پرائے سب افسوس کر رہے ہیں اور رو رہے ہیں مجھے یہ نہیں معلوم کہ میں خود مر گیا ہوں۔ میری نعش کو غسل دے کر اور کفن پہنا کر نماز جنازہ کے لئے جامع مسجد شاہجہاں آباد لے گئے اور جنازہ حوض کے کنارے رکھ دیا۔ اس وقت میں بلند آواز سے جنازے کے ساتھ لوگوں سے کہہ رہا ہوں کہ میں زندہ ہوں مجھے صندوق میں رکھ کر اس جگہ کیوں لایا گیا ہے مجھے میرے گھر واپس لے چلو میری آواز پر کسی نے غور غور نہیں کیا اور نماز جنازہ پڑھا دی اس وقت میں نے محسوس کیا کہ میں مر گیا ہوں اور خیال کر رہا ہوں کہ زندہ ہوں اور لوگوں سے کہہ رہا ہوں کہ مجھے یہاں کس لئے لایا گیا ہے۔ آہستہ آہستہ لوگ میرے جنازے کو مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی درگاہ نجف اشرف میں لائے اور ایک اونچی جگہ جس پر چھت تھی رکھ دیا۔ اس جگہ میری قبر کھودی گئی جو مٹی اس سے نکلی وہ مثل زعفران کے تھی۔ میری نعش پر خوشبو زعفران وغیرہ لگا کر ایک کشادہ قبر میں رکھ دیا، اور قبر اوپر سے بند کر دی میں لوگوں سے کہہ رہا ہوں کہ میں زندہ ہوں مجھے قبر میں کیوں بند کیا ہے میری کسی نے ایک نہ سنی میں قبر کے اندر سے ہر ایک کو دیکھ رہا ہوں، پتھر اور زمین میرے لئے حجاب نہیں ہے۔ قبر پر فاتحہ خوانی کر کے سب لوگ رخصت ہوئے میں پھر کہہ رہا ہوں یارو میں زندہ ہوں مجھے کیوں تنہا چھوڑ کر جا رہے ہو لیکن میری کسی نے نہ سنی۔ میں نے دیکھا کہ میری قبر کے چاروں طرف عمدہ درخت اور رنگ برنگے خوبصورت انار کے پھولوں سے لدے ہوئے پیڑ پودے اُگ آئے ہیں۔ ان پیڑ پودھوں سے چاروں طرف ایسا عمدہ باغ بن گیا ہے کہ ایسا باغ میں نے دنیا میں کبھی نہیں دیکھا۔ ان کی خوبصورتی اور خوشبو میں ایسا مگن ہوا کہ موت کو بھول گیا اور فرحت محسوس کرنے لگا یہ فرحت و راحت محسوس کر رہا تھا کہ مؤذن نے فجر کی اذان دی۔ نماز فجر اور درود و وظائف سے فارغ ہونے کے بعد حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت

دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے آپ کو حقیقت مرگ اور قبر کے حالات سے آگاہ کیا، اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ بخشش اور نجات کی امید رکھنا چاہیئے یہی حقیقت مرگ ہے۔ (نور القلوب)

نواب صاحب کا حج کا ارادہ اور حضرت کی توجہ

نواب صاحب لکھتے ہیں کہ ابتدائے سلوک میں حج مبارک کا شوق ہوا، یہ شوق دن بہ دن بڑھتا گیا جب شوق بہت بڑھ گیا تو میں نے حضرت سے عرض کیا کہ مجھے حج مبارک پر جانے کی اجازت دی جائے حضرت نے فرمایا ابھی عمل کرو پھر حج کو جانا ہمیں بھی حج کی آرزو ہے۔ غلبہ شوق و اشتیاق زیارت کعبہ میں حضرت سے بار بار عرض کرتا۔ آپ فرماتے پہلے صاحب خانہ سے آشنائی و شناسائی پیدا کرو۔ اس کے بعد حج کو جانا، حضرت کے اس ارشاد پر پاس ادب سے میں کہہ نہ سکا مگر شوق دن بہ دن بڑھتا گیا دو تین دن بعد حضرت کی خاص محبت و عنایت دیکھ کر میں نے دوبارہ عرض کیا اور منت و سماجت کی۔ آپ نے فرمایا اگر حج مبارک کے تمام ارکان یہیں ادا ہو جائیں تو کیا ہے۔ میں نے عرض کیا حضرت کی توجہ سے اگر ایسا ہو جائے تو سبحان اللہ حضرت کا گھر میرے لئے کعبہ ہے۔ ع

'بگرد کعبہ کہ بگردم کہ کوئے یار من کعبہ است' آپ نے فرمایا بہتر ہے خدا قادر مطلق ہے اس کے بعد مجھے اپنے سامنے بٹھا کر تین بار اپنا ہاتھ میرے قلب پر رکھا اور رخصت کیا۔ شب میں دیکھا کہ فقیر کو بیت اللہ شریف لے جایا گیا ہے اور میں وہاں طواف کر رہا ہوں۔ طواف کعبہ کے بعد صفا مروہ میں سعی کی اور میدان عرفات کی زیارت کی اس کے بعد میں نے ایک شخص کو بیت اللہ شریف کے دروازہ پر کھڑا دیکھا اس نے اس فقیر سے کہا کہ ایک دن آپ نے راہ حق میں ایک پیسہ خیرات کیا تھا اس کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا اور وہ امانت کے طور پر کعبہ شریف میں رکھ دیا تم اس کو دیکھو اس کے بعد آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھو۔ جب آسمان کی طرف نگاہ کی تو دیکھا کہ اس کعبہ کے مقابل ایسا ہی کعبہ شریف آسمان کے اوپر ہے اس کی بھی میں نے زیارت کی اسی زیارت میں مصروف تھا کہ آنکھ کھل گئی۔ فجر کی نماز کے بعد حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت نے مسکرا کر فرمایا، آپ کی حج مبارک کی آرزو پوری ہوئی، حضرت کی زبان مبارک سے یہ سن کر مجھ پر رقت طاری ہوئی اور میں نے

آپ کے قدموں میں سر رکھ دیا۔ اس کے بعد کئی بار زیارت بیت اللہ شریف سے مشرف ہوا۔ ع

بگرد کعبہ کہ بگردم کہ کوئے یار من کعبہ است

حضرت کی توجہ سے نواب صاحب کو سرکار دو عالم کی زیارت

نواب صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت سے بیعت ہوئے چند روز ہوئے تھے۔ میں ایک دن دوستوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ دوستوں نے کہا آپ حضرت شاہ آبادانی سے بیعت ہو گئے ہیں۔ آپ کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی کہ نہیں۔ دوستوں نے یہ بات ظرافت کے ساتھ طنزیہ لہجہ میں کہی جس کا مجھے بے حد ملال ہوا اور دل کو تکلیف پہونچی اسی افسوس میں تھا کہ اللہ تعالیٰ کی عنایت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا لطف و کرم اور حضرت قطب الارشاد کی توجہ اس فقیر کے شامل حال ہوئی اور غنودگی طاری ہوئی اور نیند آنے لگی ہر چند چاہا کہ نیند غالب نہ آئے مگر ایسا نہ ہو سکا، چار و ناچار نیند کے غلبہ سے بستر پر گر گیا اور سرہانے سر رکھ کر سو گیا۔ خواب میں دیکھا کہ میں جامع مسجد کے قریب گلی میں گھر کی طرف جا رہا ہوں ایک شخص پیچھے دوڑتا ہوا آیا اس نے کہا کہ اے شخص پیچھے لوٹ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کر کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چاروں صحابہ کبار کے ساتھ جامع مسجد میں تشریف لے جا رہے ہیں تم جاؤ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرو اور اپنے دل کو جمال جہان آرائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منور کرو اور خاک قدم رسول کو آنکھوں کا سرمہ بناؤ۔ ان بزرگ کی زبان سے خوش خبری سن کر جامع مسجد کی طرف دوڑتا ہوا آیا میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جامع مسجد کی سیڑھیوں پر تشریف لے جا رہے ہیں۔ حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت ذوالنورین دائیں طرف اور حضرات شیخین (حضرت سیدنا ابوبکر صدیق و حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہما) بائیں جانب ہیں اور درمیان میں سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم۔ میں نے جلدی سے آگے بڑھ کر سلام کیا اور چاہا کہ اپنا سر آپ کے قدموں میں رکھدوں اور قدم شریف کو بوسہ دوں اور خاک مبارک سے اپنی آنکھوں کو روشن کروں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست حق پرست سے میرے سر کو اٹھایا۔ آپ چاروں صحابہ کے ساتھ مسجد میں تشریف لے گئے میں سرور انبیاء اور چاروں صحابہ کبار کے جمال جہاں آرا

کو بڑے غور سے دیکھ رہا ہوں خاص کر حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے چہرہ مبارک کو غور سے دیکھ رہا ہوں اور تعجب کر رہا ہوں کہ عجب حقیقت ہے کہ اکثر لوگ آپ کی صورت کو دیکھے بغیر کہتے ہیں کہ آپ بڑی مونچھیں رکھتے تھے لیکن اس وقت آپ کی مونچھیں چھوٹی اور کتری ہوئی دیکھ رہا ہوں، آپ کی شکل مبارک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ہے لوگ بغیر دیکھے آپ پر بہتان لگاتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم معہ صحابہ کے زیارت آثار شریف تشریف لے گئے اب میں دیکھتا ہوں کہ آثار شریف (تبرکات حضور صلی اللہ علیہ وسلم) کی جگہ آپ کی قبر مبارک ہے۔ صحابہ کرام چاروں طرف باادب دست بستہ کھڑے ہیں۔ میں بھی باادب ہاتھ باندھے کھڑا ہوں۔ یہ خواب دیکھ رہا تھا کہ ایک شخص نے مجھے بیدار کیا میں نے دوستوں سے کہا کہ تمہارے طعن وطنز سے مجھے ابھی ابھی زیارت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہوئی میں نے دوستوں سے پورا خواب بیان کیا، اس خواب سے احباب حضرت کے معتقد ہو گئے۔ حضرت کی کرامتوں میں سے یہ ایک بڑی کرامت ہے۔ (نور القلوب)

آپ کی دعا سے دریائے جمنا کا دوبارہ جاری ہونا

آپ کی رہائش گاہ محلہ کاغذگراں کے قریب جمنا بہتی تھی۔ تمام کاغذگر اس کا پانی کاغذ بنانے میں استعمال کرتے تھے۔ ایک بار بارش نہ ہونے سے شہر میں قحط پڑا اور جمنا کا پانی دھار بند ہو جانے سے اس جگہ خشک ہو گیا اور تقریباً تین میل کے فاصلہ پر چلا گیا کاغذگروں کو کافی پریشانی ہوئی۔ انھوں نے حضرت سے اس پریشانی کا ذکر کیا اور دریا کے دوبارہ جاری ہونے کے واسطے دعا کے لئے عرض کیا۔ کچھ دیر خاموش رہ کر آپ نے مراقبہ کیا۔ ایک ساعت کے بعد مراقبہ سے سر اٹھا کر عادت کے خلاف کاغذگروں سے کدال منگایا اور ہاتھ میں کدال لے کر دریا کی طرف چلے۔ دریا کے کنارے آپ نے عاجزی اور انکساری سے دعا مانگی پھر بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر جس جگہ دریا بہتا تھا اس جگہ کو کھود کر مٹی اٹھائی اور نہر کی طرح بنا دیا، اپنے ہمراہیوں کو بھی ایسا ہی کرنے کو کہا سب نے حکم کی تعمیل کی اس کے بعد آپ گھر آ گئے۔ شہر کے تمام لوگوں نے آپ کے اس فعل کو تعجب سے دیکھا۔ چند دن نہ گزرے تھے کہ اللہ کے فضل اور حضرت کی دعا کی برکت سے دریا پہلی جگہ اسی طرح

ہی جاری ہوگیا جس طرح کہ پہلے جاری تھا۔ نواب صاحب فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کو ۳۹ سال گزر گئے دریاب بھی اسی طرح جاری ہے نواب صاحب کا انتقال ۱۲۴۲ھ میں ہوا حضرت کی اس کرامت سے شہر کے لوگ آپ کے گرویدہ ہوگئے۔ (نورالقلوب)

سیاہ نیلگوں رومال

حضرت کا لباس سادا تھا آپ عام طور سے کرتا تہبند اور گول ٹوپی پہنتے تھے ہاتھ میں یا کاندھے پر نیلگوں رومال رکھتے تھے۔ آپ کی اتباع میں مریدین بھی نیلگوں رومال کاندھے یا ہاتھ میں رکھتے تھے جو برکت کے لئے تھا نہ کہ نشانی اور اظہار کے لئے۔ نورالقلوب میں اس کی یہ وجہ بیان کی گئی ہے کہ ایک بار آپ کے خلیفہ صوفی اللہ یار خاں رومی نے حضرت کی خدمت میں چند نیلگوں رومال پیش کئے جس کو حضرت نے پسند فرمایا، حضرت نے یہ رومال حاضرین میں تقسیم کر دیئے اکثر مریدین اس وقت حاضر نہ تھے انھوں نے حضرت سے رومال کے لئے عرض کیا، حضرت نے کچھ رومال بنوا کر مریدوں میں تقسیم کئے اور کچھ مریدین کو اس کے بنانے کی اجازت دی اس وقت سے آپ کے مریدوں میں نیلگوں رومال کی رسم پڑی حضرت نے اس کے بارے میں فرمایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ رنگ کو پسند فرمایا ہے اہل تحقیق کے نزدیک یہ بات ثابت ہے کہ آپ نے سیاہ رنگ کا لباس زیب تن کیا ہے۔ پیران طریقت نے اور ہمارے حضرات نے بھی سیاہ اور نیلے رنگ کا کپڑا رکھا ہے اور پہنا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی بھی اس رنگ کو پسند فرماتے تھے لہذا یہ فقیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے حضرت کی اتباع میں نیلگوں رومال رکھتا ہے۔ دوسرے یہ کہ دیگر رنگ عیبوں کو ظاہر کرتے اور نیلگوں رنگ عیب پوشی کرتا ہے، اور میل کچیل کو دور کرتا ہے اور فقراء سے پوری مناسبت رکھتا ہے فقیری عیب پوشی ہے پس اس مقبول رنگ کو دوست رکھنا اور اپنے پاس رکھنا ہر صاحب فقر اور غلامان فقراء کو ضروری ہے۔ اس لئے مجھے یہ رنگ پسند ہے کبھی ہنسی مذاق کے طور پر یہ بھی فرماتے ع

چوں قمری طوق، در گردن نشان بندگی دارم

یعنی میرے گلے میں یہ نیلے رنگ کا رومال مثل قمری گردن میں طوق ہے۔

(نورالقلوب بیاض دلکشا و آئینہ مبارک)

آپ کے زمانہ سے حضرت حافظ شاہ احسان علی فریدیؒ کے زمانہ تک یہ رومال صرف نیلگوں رنگ کا تھا جب حضرت سید شاہ عبدالعلیم لوہاروی قدس سرہٗ کا زمانہ آیا تو آپ نے اس کے چاروں گوشوں پر تین سفید گلہائے مدور کا اضافہ کیا اور مرکز میں ایک نقطہ رکھا۔ آئینہ مبارک میں لکھا ہے کہ نیلگوں رومال میں گلہائے مدور آپ (حضرت سید شاہ عبدالعلیم قدس سرہ) ہی نے ایجاد فرمایا اور اس سے اشارہ طرف شریعت طریقت معرفت وحقیقت رکھا اور یہ قبل اس کے نہ تھا۔ (آئینہ مبارک) رومال کے پہلے دائرے میں اکیس دوسرے میں انیس اور تیسرے دائرے میں گیارہ نقطے ہوتے ہیں اور مرکز میں ایک نقطہ۔ اس رومال کے بہت سے فائدے ہیں۔ حضرت صوفی جان محمدؒ کے از خلفاء حضرت حاجی دیدار علی خاں غازی پوری نے سات فائدے تحریر کئے ہیں۔

(۱) یہ رومال تمغۂ درویش ہے اس کو ادب سے برابر دوش چپ پر قلب کے اوپر رکھے گویا یہ قلب کا غلاف ہے جیسے کہ غلاف کعبہ ہے۔ قلب کی بہت سی صفتیں ہیں مولانا جامی فرماتے ہیں۔

دل گذرگاہ جلیل اکبر است　　کعبہ بنیاد خلیل آذر است

اب رومال کے لئے ادب ضروری ہے جہاں کہیں نجاست وگندگی ہو وہاں نہ رکھے۔ استنجا وغیرہ کے وقت اس رومال کو الگ رکھ دیں۔

(۲) یہ رومال گناہ سے حفاظت کرتا ہے کیونکہ مرید اگر کوئی گناہ کرنے کا ارادہ کرے گا اور اس کی نگاہ اس رومال پر پڑے گی تو اس کی عظمت کا خیال کر کے خائف ہو جائے گا، اور جرم کے ارتکاب سے باز رہے گا۔

(۳) اگر ذکر کرنے میں غفلت ہو جائے تو جب رومال پر نظر پڑے گی سمجھے گا کہ مرشد کی چھڑی سر پر ہے فوراً ذکر میں مشغول ہو جائے گا۔

(۴) اس رومال سے ہر دم برزخ شیخ خود بخود بلا خیال کے حاصل ہوگا یہ بات طریقت میں سب سے مقدم ہے۔

(۵) تین دائرے کے اندر جو نقطہ ہے وہ پیر کی ذات ہے اور اس کے چاروں طرف

مرید حلقہ نشین ہیں اور شیخ توجہ دے رہا ہے۔

(۶) رومال میں ہر نقطہ جدا بھی ہے اور باہم بھی ہے۔ اس سے کثرت فی الوحدت اور خلوت درانجمن مراد ہے۔ جس طرح نقطے ملے ہوئے بھی ہیں اور علیحدہ بھی ہیں اسی طرح طالب کو مخلوق سے ملے ہوئے رہنا چاہیے۔ مگر علاقہ دل کا خدا کے ساتھ رکھنا چاہیئے۔

(۷) مرشد تعلیم کے وقت رومال کو ہلا دیتے ہیں تو مریدوں کو ذوق وشوق پیدا ہو جاتا ہے اور مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگتے ہیں جب ہوش میں لانا ہوتا ہے رومال کو پھر ہلا دیتے ہیں جس سے مرید اپنی حالت میں آجاتا ہے۔ اس لئے تمام احباب سلسلہ کو یہ رومال اپنے پاس رکھنا چاہیئے برکت کے واسطے (نور القلوب بیاض دلکشا تذکار مطیب شجرات طریقت آئینہ مبارک) اس رومال کو چندری بھی کہتے ہیں۔

آپ کا توشہ (توشہ آبادانی)

آپ کی خوراک بہت کم تھی، دن بھر میں آدھا پاؤ سے زیادہ نہیں کھاتے کبھی اس سے بھی کم کھاتے آپ کو شیرینی بہت مرغوب تھی۔ اگر کوئی شخص بطور ہدیہ کے آپ کی خدمت میں شیرینی پیش کرتا بہت خوش ہوتے اور اس کے حق میں دعا فرماتے۔ نواب صاحب نور القلوب میں تحریر کرتے ہیں کہ ایک دن اس فقیر نے آنحضرت کی دعوت کی کئی قسم کے کھانے بنوائے۔ چونکہ آنحضرت کو شیرینی بہت پسند تھی اس لئے تھوڑا سا مزعفر (زعفرانی زردہ) پکوایا آپ نے مزعفر کو پسند فرمایا اور خوش ہو کر دونوں ہاتھ اٹھا کر اس فقیر کے حق میں دعا فرمائی کہ حق تعالیٰ آپ کو اپنی محبت میں رکھے۔ فقیر نے اپنے حال پر بے انتہا شفقت اور مہربانی دیکھ کر محسوس کیا کہ وقت خوش ہے۔ عرض کیا کہ حضرت عاقبت بخیر کے لئے دعا فرمائیں۔ حضرت نے پھر دعا کی کہ خدا تجھے اپنی محبت میں رکھے میں نے پھر انجام بخیر کے واسطے عرض کیا آپ نے پھر دعا کی کہ خدا تجھے اپنی محبت میں رکھے۔ میں نے عرض کیا کہ غلام انجام بخیر کے لئے دعا چاہتا ہے۔ آنحضرت مسکرائے اور مجھے اپنے پہلو میں کھینچ لیا اور فرمایا کہ حق جل وعلیٰ کی محبت یہی عاقبت بخیر ہے۔ جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت ہے بے شک وشبہ اس کی عاقبت بخیر ہے۔ جس کسی میں اس کی محبت نہیں عاقبت بخیر نہیں۔ اس دن سے میں برابر حضرت کے لئے مزعفر بنواتا اور حضرت اسے

نہایت رغبت سے خوش ہو کر تناول فرماتے چونکہ یہ مزعفر حضرت کو پسند تھا اس لئے فقیر کو جب کبھی کوئی مشکل پیش آتی اور اس کے حل کرنے میں عاجز ہوتا تو میں آنحضرت کے واسطے سے مزعفر کی نذر مانتا اور دعا کرتا۔ ایک ہفتہ نہیں گزرتا کہ آنحضرت کی توجہ سے اللہ تعالیٰ مشکل حل فرما دیتا۔ فقیر نے اس کا بارہا تجربہ کیا اور اس مزعفر کا نام حضرت کا توشہ (توشہ آبادانی) رکھا۔ حضرت کے انتقال کے بعد اس توشہ کی اجازت میں نے ہر خاص و عام کو دی۔ نواب صاحب حضرت کے انتقال کے وقت بسلسلہ ملازمت فیض آباد اودھ میں تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ آپ کا توشہ فیض آباد اودھ میں جاری ہے اور ہر خاص و عام اس سے مستفیض ہو رہا ہے، جس شخص نے حضرت کے توشہ کے وسیلہ سے دعا مانگی اللہ تعالیٰ نے اس کی مراد پوری کی پس چاہیئے کہ حاجت پوری ہونے پر جلد نیاز کرائے جس کسی نے نیاز نہ کرائی اس نے سزا پائی۔

توشہ کی دربار رسول میں مقبولیت اور نیاز نہ کرانے پر نقصان

نواب صاحب نور القلوب میں لکھتے ہیں کہ حضرت کے انتقال کے بعد فیض آباد اودھ کے ناظم اعلیٰ کے یہاں ایک محال (پرگنہ) کی اجارہ داری (ٹھیکیداری) کے لئے درخواست دی اور حصول مقصد کے لئے حضرت کا توشہ مانا اللہ کے فضل اور توشہ کی برکت سے چند دن میں کام ہو گیا اور سرکار کی طرف سے خلعت عطا ہوئی۔ دنیوی امور اور مشغولیت کی وجہ سے توشہ کی نیاز نہ کرا سکا۔ اس بات کو چھ ماہ گزر گئے۔ ناظم فیض آباد نے بدعہدی کی اور زیادہ رقم طلب کی اور اجارہ داری منسوخ کر دی اور پریشان کرنا شروع کیا اور چھ ماہ کی سزا سنائی۔ تمام ظاہری و باطنی تدبیریں کیں مگر کچھ حل نہ نکلا، اور معزولی و قید برقرار رہی۔ لکھنؤ کے مشہور نقشبندی بزرگ حقائق و معارف آگاہ مولانا مراد اللہ لکھنوی مرید حضرت مرزا مظہر جانجاناں و خلیفہ مولانا نعیم اللہ بہرائچی سے آپ کے دوستانہ مراسم تھے۔ دونوں ایک دوسرے سے محبت و انسیت رکھتے تھے۔ مولانا صاحب نے ایک دن فرمایا کہ میرے مریدوں میں ایک مرید منتہی خاں ہے جو قوی نسبت رکھتا ہے، اس پر کشف بہت ہوتا ہے اس نے عالم معاملہ میں دیکھا کہ آقائے دو عالم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میر امجد علی میرے لئے برنج شیریں یعنی زردہ لاؤ

اگر تم زردہ لاؤ گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں مصیبت سے نجات دے گا۔ جب مولوی صاحب نے مجھ سے یہ فرمایا مجھے یاد آیا کہ یہ تمام پریشانیاں توشہ کی نیاز نہ دلانے کی وجہ سے ہیں اور یہ قید و مصیبت اس نیاز کے بھول جانے کی وجہ سے ہے۔ مجھے یقین ہو گیا کہ جو چیز اولیاء اللہ کو مقبول ہوتی ہے بے شک و شبہ وہ چیز سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو مقبول ہوتی ہے۔ میں نے توشہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت کی نیاز کی۔ اس نیاز کو چند دن نہ گزرے تھے کہ ناظم اودھ مہربان ہوا اور جو زیادہ رقم طلب کر رہا تھا وہ معاف کر دی اور وہ محال (پرگنہ) پھر اس فقیر کے سپرد کر دیا اور قید سے رہائی دی، اس طرح پریشانیاں دور ہوئیں اور جو شخص میرا مخالف تھا وہ ذلیل و خوار ہوا اور مجھ سے معافی کا طلب گار ہوا، اس کا بھائی کفار کے ہاتھوں مارا گیا وہی شخص دوبارہ اس فقیر کی بحالی کا سبب ہوا اور وہ عامل جس نے مجھے معزول کیا تھا قید ہوا اس کے پیروں میں زنجیریں پڑ گئیں کئی سال ہو گئے رہائی نہیں پائی ہے اور ابھی تک اس کے پیروں میں زنجیر ہے۔ (نور القلوب)

توشہ کے اجزاء

چاول (ایک پاؤ) شکر (تین پاؤ) گھی اصلی (ایک پاؤ) عرق لیموں، عرق گلاب، زعفران، لونگ، الائچی، پستہ بادام کھویا حسب ضرورت۔ ان اجزاء کا عمدہ قسم کا مزعفر (زردہ) پکا کر حضرت کے نام فاتحہ کرے۔ خود بھی کھائے اور اہل و عیال و صلحاء کو کھلائے، اگر اتنا ممکن نہ ہو سکے تو زیادہ شیرینی والے میٹھے چاول پکائے اور فاتحہ کرے وہی کافی ہو گا۔

توشہ کی نیاز کا طریقہ

سب سے پہلے دو رکعت نفل نماز پڑھے اس کے بعد حضرت کے نام ایصال ثواب کرے اور کہے کہ اللہ پاک میری فلاں مشکل حل ہو جائے گی تو میں تیرے نیک بندے عاشق الٰہی قطب ربانی حضرت صوفی شاہ آبادانی کی نیاز توشہ دلاؤں گا۔

حضرت کے معمولات

آپ نصف شب آرام کرنے کے بعد بیدار ہوتے اور نماز تہجد ادا کرتے۔ تہجد کے بعد سے فجر تک ذکر و فکر میں مشغول رہتے۔ فجر کی نماز اول وقت ادا کرتے۔ نماز کے بعد سے طلوع آفتاب تک مراقبہ کرتے اگر مریدین حاضر ہوتے تو ان پر توجہ فرماتے اور باطنی تربیت میں مشغول ہوتے۔ اشراق کے

بعد مریدین اپنی اپنی کیفیت بیان کرتے۔ اگر کسی کو مقامات سیر لطائف حضوری کیفیت وقوف قلبی عددی زمانی تجلّی ذاتی آگاہی نسبت مع اللّٰہی حفظ بین النفسین (دو سانسوں کے درمیان حفاظت) نسبت کشفی مکاشفہ کشف کونی، نسبت ملاء اعلیٰ نسبت وحدت وجودی میں کوئی مشکل پیش آتی یا سمجھنے میں کوئی دقت محسوس ہوتی تو اس کی مشکل دور کرتے اور توجہ فرماتے۔ اگر کسی کو باطنی قبض ہوتا، اسے اپنے سامنے بٹھا کر قلب پر درود شریف پڑھ کر ہاتھ پھیرتے جس سے نسبت کا فیضان ہوتا اور قبض دور ہو جاتا۔ آپ کی نسبت اس قدر قوی تھی کہ یہ سب کام چشم زدن میں ہو جاتے اس کے بعد آپ ناشتہ کرتے۔ ناشتہ سے فارغ ہو کر اللہ تعالیٰ کے حکم وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا یعنی اور ہم نے دن کو روزی کمانے کے لئے بنایا، کے مطابق کاغذ بنانے میں مشغول ہوتے۔ اس وقت بھی آپ دست بکار دل بیار رہتے۔ دوپہر تک اس کام میں مشغول رہتے اس کے بعد کھانا تناول فرماتے اور سنت نبوی کے مطابق کچھ دیر قیلولہ (آرام) کرتے۔ اس کے بعد ظہر کی نماز ادا کرتے۔ ظہر کے بعد سے عصر تک کاغذ صحیح کرتے اسے کاٹتے اور دستہ بنانے میں مشغول رہتے۔ عصر کی نماز کے بعد بازار تشریف لے جاتے خرید و فروخت کرتے اور بیوپاریوں سے ملاقات کرتے اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھتے۔ مغرب کے بعد یاران طریقت کو پند و نصائح کرتے سوال پوچھنے والے کا اطمینان بخش جواب دیتے اگر کسی کو اس راہ میں کوئی مشکل پیش آتی تو اس کی مشکل حل فرماتے۔ عشاء کے بعد دوستوں سے خوش طبعی اور مزاح کی گفتگو فرماتے اس گفتگو میں شریعت کا پاس رکھتے خوش طبعی کی باتیں شائستہ انداز میں کرتے کوئی بھی ایسا لفظ زبان سے نہ نکالتے جس کو شریعت نے منع کیا ہو پنج وقتہ نماز باجماعت ادا کرتے۔ اس کے بعد حاضرین کی خدمت میں حسب مقدور کھانا پیش کرتے جس میں شیرینی ضرور ہوتی کھانے کے بعد حاضرین کو رخصت کرتے اور گھر میں تشریف لے جاتے اور کھانا تناول فرماتے اس کے بعد آیت وَجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ترجمہ اور ہم نے تمہاری نیند کو آرام بنایا کے بموجب آرام کرتے اور خدا تعالیٰ کا حکم بجالاتے۔ آدھی رات تک آرام کرنے کے بعد بیدار ہوتے اور وضو کامل فرماتے۔

آپ ہمہ وقت مستغرق الحال اور مشغول الاحوال رہتے شریعت کی پابندی کرتے اور

ڈرتے تھے کہ وحدۃ الوجود کے غلبہ میں کہیں کوئی ایسا لفظ زبان سے نہ نکل جائے جو ئے علمائے ظاہر کے نزدیک قابل گرفت ہو۔ پند و نصائح میں کبھی کسی بزرگ کی حکایت بیان فرماتے اگر میاں شیخ انور حاضر ہوتے تو حضرت حافظ شیرازی کی کوئی غزل یا سی حرفی سنتے۔ حضرت چونکہ سیالکوٹ پنجاب کے رہنے والے تھے، اس لئے سی حرفی پسند فرماتے تھے کیونکہ سی حرفی اہل پنجاب پسند کرتے ہیں، ایسا اس لئے کرتے تاکہ دل اس طرف متوجہ ہو اور زبان سے شطحیات نہ نکلیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جب ایسی کیفیت طاری ہوتی تو آپ اس کیفیت اور راز کو پوشیدہ رکھتے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرماتے کَلِّمِنِی یَا حُمَیرَا کلمنی عیدین کی نماز اس مسجد میں ادا فرماتے جس مسجد میں آپ کے پیر و مرشد ادا فرماتے۔ نماز کو جاتے وقت تکبیر کہتے جاتے، یاران طریقت اور متعلقین بھی آپ کے ساتھ جاتے۔ اس وقت آپ پر انوار و تجلیات کا نزول ہوتا جس کا اثر چہرہ مبارک سے ظاہر ہوتا اس کا اثر ہمراہیوں پر بھی ہوتا ہمراہی بھی مست جام وحدت ہوتے بعض بیخود ہوتے بعض سرور کرتے اور بعض کی ایسی حالت ہوتی کہ ہلاکت کے قریب ہوتے، آپ مسجد میں داخل ہوتے اور نماز کا انتظار کرتے اس وقت بھی مستغرق رہتے نماز کے بعد خطبہ ضرور سنتے اور شرع شریف کا خاص لحاظ رکھتے اس وقت بھی آپ کے قلب پر انوار و تجلیات کی بارش ہوتی جس کا اثر یاران طریقت پر بھی ہوتا بعض پر گریہ اور بعض پر سرور طاری ہوتا بعض اس قدر آہ و نالہ کرتے کہ آواز سے مسجد گونج جاتی۔ دونوں عیدوں پر ایسا ہی ہوتا۔ نواب صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت کے انتقال کے بعد آپ کے خلفاء اور غلاموں میں انوار و تجلیات کا سلسلہ ہنوز جاری ہے اور انشاء اللہ قیامت تک جاری رہے گا، سبحان اللہ یہ فیض جاری ہے۔

سرمد غم عشق بوالہوس را نہ دہند　　سوز دل پروانہ مگس را ندہند
عمرے باید کہ یار آید بکنار　　ایں دولت سرمد ہمہ کس را ندہند

حضرت کا سماع کو دوست رکھنا اور انکار کرنے والوں سے کراہت کرنا

آپ سماع کو نہایت دوست رکھتے تھے اور اپنے حضرت شیخ قدس سرہٗ کی اجازت سے

مشائخ وقت کی مجالس میں شریک ہوتے تھے اور سماع سنتے تھے۔ اپنے حضرت شیخ کے عرس شریف میں بعد نماز عصر فاتحہ سے فارغ ہو کر میاں شیخ انور اور حاجی مکھو صاحب سے فرماتے کہ چند ابیات مثنوی مولانا معنوی اور شرح متین کے یا کوئی غزل حضرت حافظ شیرازی کی یا مغربی یا حضرت شمس تبریزی کی غزل سرود یعنی قوالی کی طرز میں پڑھیں۔ سی حرفی جو کہ پنجابی زبان میں ہے، اس کے گانے کا حکم میاں شیخ انور کو فرماتے تھے اور دوسرے خوش الحان گانے والے دوستوں کو بھی سماع کا حکم فرماتے تھے۔ عصر سے لے کر مغرب تک سماع سنتے تھے اور وجد کی حالت میں رہتے تھے اور اپنے فیوض و برکات سے حاضرین کو مستفیض فرماتے تھے۔ آپ سماع کو پسند فرماتے تھے آپ نے کبھی سماع سے انکار نہیں کیا۔ سماع کو اتنا دوست رکھتے تھے کہ اگر کبھی طبیعت خراب ہوتی اور بخار آجاتا تھا تو میاں شیخ انور یا کسی دوسرے خوش آواز سے کوئی غزل یا سی حرفی گانے کا حکم کرتے اور فرماتے کہ اچھی آواز سے گائیں تاکہ آتش حقیقی سماع سے بھڑک اُٹھے اور مرض کی عارضی گرمی کو کھالے اور جلا ڈالے۔ اگر کوئی اہل ظاہر آپ کے سامنے سماع کا انکار کرتا آپ کو ملال ہوتا تھا اور طبیعت مکدر ہوتی تھی، فرماتے تھے کہ کام صرف یہ نہیں ہے کہ توجہ اور مراقبہ کریں بلکہ اصل کام یہ ہے کہ تمام کام کو مقصود کے تابع کر دیں اور تمام باتوں میں خاص ادراک پیدا کریں۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن سہل تستری جب سماع سنتے تھے اور وجد کی کیفیت ہوتی تھی تو یہ کیفیت پچیس روز تک رہتی تھی اس دوران آپ کھانا نہیں کھاتے تھے، سردی کے موسم میں بھی آپ کو پسینہ آتا تھا۔

آپ فرماتے تھے کہ حقیقت میں سماع کی کیفیت کی قدر اور اس نعمت عظمیٰ کی لذت وہ لوگ جانتے ہیں جو کہ عشق الٰہی کے جام سے مخمور ہیں اور اپنے دل کو اس آتش کدہ میں جلایا ہے اور وہ لوگ جو اس نعمت کی چاشنی نہیں رکھتے، انھوں نے اس لذت کا ذائقہ نہیں چکھا ہے اور اسرار پنہانی سے واقفیت نہیں رکھتے وہ سنگدل ہیں اس کی قدر کیا جانیں۔

قدر گل و مل بادہ پرستاں دانند　　نہ سنگ دل و نہ تنگدستاں دانند
تو بادہ نخوردۂ کہ قدرش دانی　　سرّیست دریں پردہ کہ مستاں دانند

ترجمہ: گلاب و شراب کی قدر بادہ پرست جانتے ہیں، سنگ دل اور تنگ دست نہیں جانتے

تو نے شراب پی ہی نہیں ہے کہ اس کی قدر جانے اس پردے میں ایک راز ہے جو لوگ شراب حقیقت میں مست ہیں وہی جان سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زنگیوں سے سرود و رقص سننا اور خود تقاضا کر کے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سنوانا اور دیر تک ان کے ہمراہ کھڑے رہنا محققین کے نزدیک مسلم الثبوت ہے اور زنگیوں کا وہ رقص و سرود مسجد میں تھا سرود کا سننا ولیمہ، عقیقہ اور عید کے روز مسنون ہے اور خواجگان چشت اہل بہشت کے نزدیک افضل العبادت بلکہ عین عبودیت ہے۔ الغرض حضرت قدس سرہ اہل سماع تھے لیکن انھوں نے اپنی مجلس میں نغمہ سرائی مزامیر کے ساتھ جائز نہیں رکھی اور کبھی نہیں سنی۔ (نور القلوب فارسی)

آپ کا مقولہ وحدت الوجود کے بارے میں

آپ کا مقولہ سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں حدیث شریف اَنَا اَحْمَدُ بِلَا مِیم کے مطابق ہے۔ آپ کا مقولہ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ اور حضرت خواجہ عبداللہ عرف خواجہ خورد ابن حضرت خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہما کے مطابق وحدت الوجود میں ہے۔

مقولہ۔ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ نے شیخ کمال کو ایک رقعہ میں تحریر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صَاحِبَ الْقَمِیْصِ لَاحَلَاوَۃَ لِلْاِیْمَانِ، صاحب قمیص کے ایمان میں حلاوت نہیں یعنی جو شخص کہ ذات و صفات کو دو جانتا ہے اور دو کہتا ہے اس کو حلاوت ایمان نصیب نہیں ہوتی یعنی سوائے خدا دوسرا موجود نہیں ہے۔ لَامَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰہ لَا مَطْلُوْبَ اِلَّا اللّٰہ لَا مَحْبُوْبَ اِلَّا اللّٰہ یعنی وہی موجود ہے وہی مطلوب ہے وہی محبوب ہے۔ کبھی حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے مقولے پر وحدت الوجود کو وحدت شہودی کے طریقہ پر مبتدیوں کو سمجھانے کے لئے تاکہ وہ شریعت کے راستے سے قدم باہر نہ رکھیں کلام فرماتے تھے لیکن حضرت کا اصل مقولہ وحدت الوجود پر ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ شریعت کا پاس رکھتے ہوئے وحدت وجود کا افشا، ہر خاص و عام کے لئے مناسب نہیں جانتے تھے۔ آپ نے مسئلہ وحدت وجود کو وحدت شہود کے طریقہ پر بیان کیا ہے، لیکن اصل مقولہ حضرت مجدد قدس سرہ کا حضرت خواجگان کے طریقے کے مطابق وحدت وجود ہے،

اور وہ وحدت الوجود کے قائل ہیں۔ آپ ظاہر و باطن میں سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع فرماتے تھے اور کبھی کسی کی دل شکنی کو پسند نہیں فرماتے تھے اور ہر ایک کے دل کا خیال رکھنے میں بہت اہتمام فرماتے تھے خواہ وہ کھانے سے تعلق رکھتا ہو یا پینے سے، غربا، مساکین کا بہت خیال رکھتے تھے اور جو چیز ان کو پسند ہوتی اس کو مہیا فرماتے اگر گھر میں نہ ہوتی بازار سے منگواتے۔ اگر کوئی شخص آپ کی خدمت میں ہدیہ پیش کرتا اگر قبولیت کے لائق ہوتا قبول فرمالیتے۔ اس بارے میں آپ کا مقولہ طمع نہ کند، منع نہ کند و جمع نہ کند یعنی لالچ نہ کرو، منع نہ کرو اور جمع نہ کرو تھا۔ نواب صاحب اور دیگر مریدین کی تربیت آپ نے وحدت وجود کے طریقے پر کی۔

(نور القلوب فارسی)

کرامات

آپ فرماتے تھے کہ ولی کے لئے ضروری ہے کہ اپنے آپ کو اور اپنی کرامت کو پوشیدہ رکھے جس وقت تک خدا اس کو ظاہر نہ کرے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی نے فرمایا کہ جس طرح نبی کے لئے معجزے کا ظاہر کرنا ضروری ہے اسی طرح ولی کے لئے کرامت کا پوشیدہ رکھنا لازمی ہے۔

کرامت دکھانا ولایت کی نشانی نہیں۔ اولیاء اللہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اَولیائی تحت قبائی لایعرفھم غیری۔ یعنی میرے دوست میرے قبا میں پوشیدہ رہتے ہیں ان کو کوئی دوسرا پہچان نہیں سکتا۔ بعض بزرگوں نے فرمایا ہے۔ اگر از خود کوئی خرق عادت ظاہر ہو جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اس پر غرور و تکبر نہیں کرنا چاہیئے اور نہ ہی اس سے اپنے بلند مرتبہ ہونے کا خیال کرنا چاہیئے، کیونکہ اس راہ میں خاکساری سب سے بڑی چیز ہے۔

جامع الحسنات و برکات حضرت مولانا میر محمد زکریا رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں اپنے شیخ قطب وقت حضرت شیخ محمد جیا سندھی جنھیں شیخ جیا آنکھ دیا کہتے ہیں کی خدمت میں شان و شوکت و شاہی اعزاز کے ساتھ حاضر ہوا تو آپ نے التفات نہ فرمایا، جب تیسرے دن خاکساری سے حاضر ہوا تو التفات فرمایا اور بیعت کیا اور فرمایا 'میر زکریا' خاک شو تا گل بروید رنگ رنگ۔

عارف حق حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی فرماتے ہیں۔

بندہ عشق شدی ترک نسب کن جامی کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

عارف باللہ حضرت مولوی شاہ جعفر علی فریدی فرماتے ہیں کہ سلوک کی راہ بہت دشوار ہے۔ اپنے اور پیر بھائیوں پر اس راہ میں کیا گزری مت پوچھو اپنے نفس کو مار کر عاجزی انکساری اور اپنے آپ کو فقیر سمجھ کر اس راہ میں چلنا پڑتا ہے۔ (مکتوبات عالیہ)

بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ ولایت کے سو درجے ہیں اس میں سترہواں درجہ کرامت کا ہے اگر سالک اس مقام پر رک گیا تو باقی مقامات طے نہ ہو پائیں گے اور سلوک کی تکمیل نہ ہوگی حضرت محبوب الٰہی اور شیخ ضیاء الدین بخشی کا یہی قول ہے۔ بعض بزرگوں کا قول ہے کہ ولایت کے ۱۱۰ درجے ہیں جس میں پانچواں درجہ کرامت کا ہے۔ سالک کے لئے سب سے بڑی کرامت استقامت ہے۔ اَلِاسْتِقَامَةُ فَوْقَ الْکَرَامَةِ

بعض بزرگوں نے مسترشدین کے عقیدے کو مضبوط کرنے کے لئے کرامت کا اظہار کیا ہے۔ بعض اولیاء اللہ نے مخلوق کو فائدہ پہونچانے کی غرض سے بعض نے دین کی اشاعت و احیاء کے لئے کرامت کا اظہار کیا ہے۔ نواب صاحب فرماتے ہیں کہ ہمارے حضرت کرامت سے پرہیز کرتے تھے اور اپنی ولایت کو پوشیدہ رکھتے تھے۔ مگر اکثر اوقات از خود آپ سے کرامت کا ظہور ہو جایا کرتا تھا، میں نے اپنی کتاب نور القلوب جس کا تاریخی نام ملفوظ میاں آبادانی (۱۲۲۶ھ) ہے، میں نجات و سعادت کے لئے چند کرامتیں تحریر کی ہیں۔ فقیر نے بھی چند کرامات اسی حسن نیت سے تحریر کی ہیں۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ آمین

(۱) ایک بار نواب صاحب جمعہ کے دن حضرت کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے دل میں ارادہ کیا کہ ملاقات کے بعد نماز جمعہ جامع مسجد میں ادا کروں گا جب نواب صاحب آپ کی خدمت میں پہونچے دیکھا کہ آپ سر پر چادر اوڑھے ہوئے آرام فرما رہے ہیں، نواب صاحب نے خیال کیا کہ حضرت آرام فرما رہے ہیں اور نماز جمعہ میں وقت کم ہے ایسا نہ ہو کہ جماعت نکل جائے اس خیال کے آتے ہی آپ نے سر سے چادر اتاری اور مسکرا کر فرمایا بہت خوب جاؤ جامع مسجد میں نماز جمعہ ادا کرو۔ نواب صاحب شرمندہ ہوئے کہ حضرت کو نور باطن سے میرے خیال سے آگاہی ہوئی، عرض کیا کہ میں نماز حضرت کے ساتھ ادا کروں گا۔ حضرت نے فرمایا جامع مسجد میں نماز جمعہ پڑھنا افضل ہے۔

(۲) نواب صاحب فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا، چلتے وقت خیال کیا کہ آج حضرت گرم گرم جلیبی کھلائیں۔ جب حضرت کی خدمت میں پہونچا رات کافی ہوگئی تھی خیال کیا کہ اتنی رات میں گرم گرم جلیبی کہاں سے آئے گی۔ ابھی کچھ دیر نہ گزری تھی کہ ایک شخص گرم گرم جلیبی لے کر حاضر ہوا حضرت نے مسکرا کر فرمایا، امجد لو اپنی خواہش پوری کرو۔ پھر فرمایا اس قسم کے خیالات دل میں نہ لایا کرو اگر میں اس وقت تصرف نہ کرتا تو تمہارے عقیدے میں فرق آجاتا۔

(۳) نواب صاحب ایک بار پیٹ کے درد میں مبتلا ہوئے اتنا شدید درد تھا کہ چین نہیں آرہا تھا درد کی شدت کی وجہ سے بے ہوشی طاری ہوگئی اسی عالم میں دیکھا کہ حضرت تشریف لائے ہیں اپنا ہاتھ نواب صاحب سر پر رکھ کر مالش کر رہے ہیں اور فرما رہے ہیں اپنے کام میں لگ جاؤ درد کہاں ہے۔ حضرت کا ارشاد سن کر بے ہوشی دور ہوگئی اور درد بھی غائب ہوگیا اور آپ اپنے کام میں مشغول ہوگئے۔

(۴) نواب صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت کے وفات کے بعد میرے گردے میں شدید درد ہوا، بے چینی حد سے زیادہ تھی درد کی شدت کی وجہ سے بے ہوش ہوگیا۔ دوستوں اور بیٹوں نے خیال کیا کہ آخری سفر درپیش ہے اسی عالم میں دیکھا کہ حضرت تشریف لائے اور میرے پاس بیٹھ گئے آپ نے فرمایا گھبراؤ مت تمہارے دائمی درد دور ہونے کے لئے دوا لایا ہوں۔ جب آنکھ کھلی تو درد دور ہوگیا تھا اور ایسا محسوس ہوا کہ کبھی درد ہوا ہی نہیں ہے۔ میں نے افسوس کیا کہ پیر و مرشد تشریف لائے اور میں ان سے کچھ دریافت نہ کرسکا کچھ وقفہ بعد دوبارہ حضرت کو دیکھا کہ فرما رہے ہیں، چولائی کا ساگ استعمال کرو۔ چنانچہ حضرت کے ارشاد کے مطابق عمل کیا اور پھر کبھی اس مرض میں مبتلا نہ ہوا۔ (نور القلوب)

(۵) حضرت کے خاص مریدوں میں ایک مرید سعادت یار خاں تھے۔ حضرت ان سے بہت محبت کرتے تھے اور اکثر ان پر لطف و عنایت فرماتے تھے ان کی اہلیہ بھی حضرت کی مریدہ تھیں سعادت یار خاں لاولد تھے اور اولاد نرینہ کے خواہش مند تھے۔ ایک دن اہلیہ نے کہا کہ حضرت سے اولاد کے لئے دعا کے واسطے عرض کیجئے۔ سعادت یار خاں نے حضرت سے دعا کے واسطے عرض کیا حضرت نے مسکرا کر ان کی طرف دیکھا اور اپنے سامنے رکھے دو گلاب کے پھول دیئے اور کہا کہ

ایک تم کھا لینا اور ایک اہلیہ کو کھلا دینا، انشاء اللہ لڑکا ہوگا۔ خدا کے فضل اور حضرت کی دعا کی برکت سے ان کے یہاں لڑکا ہوا۔ لڑکا حسین و جمیل اور گلاب کی مانند تھا۔ چند سال بعد حضرت سعادت یار خاں کے یہاں تشریف لے گئے۔ ان کے اہل و عیال پر شفقت فرمائی۔ اچانک آپ کی نگاہ اس بچہ پر پڑی آپ نے فرمایا بچہ اچھا ہے سعادت یار خاں غم نہ کرو اللہ تعالیٰ اس کا نعم البدل عطا فرمائے گا۔ بچہ اس وقت صحت مند و تندرست تھا اسے کوئی بیماری بھی نہ تھی۔ کچھ دن بعد اچانک بچہ بیمار ہوا اور انتقال کر گیا۔ کچھ دن بعد سعادت یار خاں کے یہاں دوسرا لڑکا پیدا ہوا جو پہلے لڑکے کا نعم البدل تھا۔

(۶) ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ میں حج بیت اللہ کا شوق رکھتا ہوں آپ مجھے حج ادا کروا دیجئے اس شخص نے لگاتار دو تین روز تک عرض کیا آپ نے فرمایا تمہارے مقصد کا حصول میر سید محمد جو نقالوں کے ساتھ ڈھولک بجاتے ہیں کے پاس ہے انہیں کی توجہ سے تمہیں حج نصیب ہوگا تم ان کے پاس جانا اشارے سے سلام کرنا، ہمارا سلام بھی کہنا اور مقصد بیان کرنا۔ وہ شخص میر سید محمد کے پاس گیا وہ اس وقت نقالوں کے ساتھ کسی کے گھر میں ڈھولک بجا رہے تھے۔ اشارے سے سلام کیا اور حضرت کا سلام کہا اور حج مبارک کیلئے عرض کیا۔ میر سید محمد مسکرائے اور کہا میاں آبادانی نے خود کچھ نہیں کیا اور میرے پاس بھیج دیا یہ کہہ کر اس شخص کو بوری میں لپیٹ کر کھڑا کر دیا اور کہا حج کو گیا حج کو گیا۔ لوگ سمجھے کہ میر سید محمد نقالی کر رہے ہیں۔ کچھ گھنٹے بعد اس شخص کو بوری سے باہر نکالا، اس شخص نے حقیقت میں بیت اللہ شریف کی زیارت کی، اس نے حضرت سے سارا واقعہ بیان کیا آپ سن کر آبدیدہ ہوئے اور محبت سے اس کے سر پہ ہاتھ رکھا حضرت کی یہ کرامت حضرت شیخ غلام علی چشتی نے بنارس میں صوفی مرزا میڈو بیگ سے بیان کی۔ (نور القلوب)

(۷) جس جگہ حضرت کا مزار ہے آپ نے اپنی زندگی میں ایک کچا احاطہ مقابر کے لئے بنوایا تھا جس میں ایک چھوٹا دالان بھی تھا اس کی چھت شکستہ و ویران تھی جو برسات میں ٹپکتی تھی۔ ایک بار آپ نے ارادہ کیا کہ پرانی چھت کو منہدم کر کے نئی چھت بنوا دی جائے۔ جب آپ مزدوروں کے ساتھ پہونچے دیکھا کہ وہاں ایک چڑیا کا گھونسلہ ہے اس کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں آپ نے اپنا ارادہ ترک کر دیا، ساتھیوں نے کہا ڈر ہے کہ برسات کے موسم میں کہیں یہ چھت گر نہ جائے آپ نے فرمایا خدا کے فضل سے اس کو برسات میں کچھ نقصان نہ پہونچے گا بلکہ اور مکان گریں گے۔ یہ کہہ کر آپ چلے آئے اتفاقاً اس سال برسات خوب ہوئی۔ اس محلہ کے کافی مکانات منہدم ہوئے لیکن آپ کا احاطہ حافظِ حقیقی کی حفاظت اور آپ کی توجہ سے محفوظ رہا۔ جب

چھت کو دیکھا گیا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بارش ہوئی ہی نہیں ہے۔

(۸) نواب صاحب فرماتے ہیں کہ جب میں فیض آباد جانے لگا حضرت نے فرمایا، میرے لئے تھوڑی سی افیون بھیجدینا۔ میں نے خیال کیا کہ یہ حضرت نے خلاف معمول فرمایا وہاں افیون کہاں ہے۔ حضرت کے لئے بازار سے افیون خرید کر بھیجدوں گا۔ جب فیض آباد پہونچا نواب فیض آباد کی طرف سے افیون کے محکمہ کا افسر مقرر کیا گیا۔ تمام افیون کی کاشت کرنے والے میری ماتحتی میں تھے بغیر میری اجازت کے کوئی افیون فروخت نہیں کرسکتا تھا۔ تب میری سمجھ میں آیا حضرت کو کشف سے معلوم ہوگیا تھا کہ مجھے افیون کا محکمہ تفویض کیا جائے گا۔ اسی لئے آپ نے فرمایا کہ میرے لئے تھوڑی سی افیون بھیجدینا۔ میں نے کئی بار چاہا کہ حضرت کی خدمت میں دس بیس کلو افیون بھیجدوں کئی بار جمع بھی کی مگر نہ بھیج سکا۔ یہ محکمہ عرصہ تک میرے پاس رہا۔ حضرت کے انتقال کے بعد میرا محکمہ بدل گیا۔

(۹) نواب صاحب کو ابتدائی دور میں اذکار و وظائف کا بہت شوق تھا جس کسی بزرگ سے کسی بھی وظیفہ و شغل کی اجازت ملتی خاموشی کے ساتھ اس پر عمل کرتے جس جگہ کسی صاحب دل مرد درویش کا معلوم ہوتا خدمت میں حاضر ہوکر درود و وظائف کی تعلیم حاصل کرتے بہت ریاضتیں اور مجاہدے کرتے۔ ایک دن حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے دیکھا کہ حضرت ردّی کاغذ کے ٹکڑے کر رہے ہیں جیسے ہی حضرت کی نظر نواب صاحب پر پڑی فرمایا آپ کو اذکار و اشغال کا بہت شوق ہے نواب صاحب نے کہا حضرت پر سب روشن ہے آپ نے فرمایا میرے سامنے آؤ آپ نے ایک کاغذ لپیٹا ہوا عنایت کیا اور فرمایا اگر آپ کو اذکار و اشغال کا بہت شوق ہے تو میں اس کی اجازت دیتا ہوں جس جگہ سے ذکر و اشغال کی تعلیم لینا چاہو لے لو، میں نے آپ کو پہلے دن جو اذکار و اشغال کی تعلیم دی تھی وہ سب اس کاغذ پر لکھے ہوئے ہیں، اس میں ایک شغل ہے، دریا کو کوزہ میں بند کر دیا ہے اور آفتاب کو زرہ میں رکھ دیا ہے جب نواب صاحب نے حضرت کے دست حق پرست سے کاغذ لے کر کھولا تو دیکھا کہ کاغذ پر انسان کی شکل بنی ہے اور اس کے ہر حصہ دل، آنکھ، کان، ناک سانس وغیرہ پر سلسلہ قادریہ چشتیہ نقشبندیہ کے ذکر و اشغال لکھے ہوئے ہیں، فی الواقع اس وقت تک نواب صاحب کو بدیہی طور پر راستہ نہیں کھلا تھا اور سخت محنت و ریاضت کے بعد بھی مقصود حاصل نہیں ہوا تھا۔ خدا کے فضل اور حضرت کی توجہ سے پردہ حجاب اٹھا اور مقصود حاصل ہوگیا۔ اس وقت

آپ نے سمجھا کہ یہ شغل واشغال مقصود حقیقی کے لئے سدراہ بنے ہوئے تھے۔ (نورالقلوب فارسی)

(۱۰) مرزا جہانگیر بیگ دہلی کے مشہور بانکوں میں سے تھا خانہ جنگی اور ہنگامہ آرائی میں بڑی شہرت رکھتا تھا ہزاروں گناہوں کا مرتکب تھا ایک دن اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، کہنے لگا کہ میں آج حضرت شاہ آبادانی صاحب کے پاس جاتا ہوں اگر آنجناب نے اپنا دوشالہ بغیر مانگے عطا کر دیا اور بخش دیا تو میں آپ کی کرامت کا قائل ہو کر تمام گناہوں اور منشیات کے کھانے پینے سے توبہ کرلوں گا یہ بات اپنے دوستوں سے کہی اور حضرت کے پاس آیا آنحضرت اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ناگہاں وہ دروازے سے داخل ہوا اور قدم بوسی کی اور آنحضرت کے سامنے بیٹھ گیا آپ نے اس سے خیریت دریافت کی اور حال چال پوچھا آپ بڑے اخلاق سے پیش آئے اور سر جھکا کر مراقبہ کیا اور نور باطن سے اس کی نیت اور خواہش سے آگاہ ہوئے ایک لمحہ بعد مراقبہ سے سر اٹھایا اور گھر سے دوشالہ لاکر مرزا کے سامنے رکھ دیا اور فرمایا اس کو تمہارے واسطے رکھا تھا اس کو قبول کرو۔ دوشالہ عطا کرنے کے بعد اس پر ذرا سا تصرف کیا۔ مرزا مذکور نے ذائقہ بے خودی چکھا اور بے ہوش ہو گیا جب حالت ٹھیک ہوئی آنحضرت کے پاس سے رخصت ہوا اور دوشالہ لے کر ان لوگوں کے پاس گیا اور ساری حقیقت حال بیان کی جب آنحضرت کی کرامت دیکھی آنحضرت کی بزرگی کا قائل ہوا اور آپ کی تعریف کرنے لگا اور برے کاموں سے توبہ کی۔ (نورالقلوب فارسی)

(۱۱) ایک دن مجلس سماع میں قوال یہ غزل پڑھ رہا تھا۔

اے کہ ذات خویش را مطلق مقید ساختی　　رنگہائے مختلف را صورت خود ساختی
تا لباس ظاہری بر قامت خود ساختی　　زید را مشرک و خالد را موحد ساختی

اس غزل کے سننے سے نواب صاحب پر ایسی کیفیت ہوئی کہ مغلوب الحال ہو گئے اور امتیاز (فرق مراتب) ختم ہو گیا اس بے خودی میں حضرت کے دست حق پرست کو پکڑا اور اپنی طرف کھینچا اور کہا،

گاہے بہ حرم می روم و گاہے سوئے دیر　　اے پیرہ بگو کہ طریق صواب چیست

حضرت مسکرائے اور اپنا دست مبارک آپ کے سر اور کاندھے پر رکھا اور فرمایا کہ جو مقصود ہے وہ دیر و حرم سے آگے ہے تو اگر قرب حق چاہتا ہے اور وصال کا راستہ ڈھونڈ رہا ہے۔

او در و گم شد وصال ایں است و بس　　تو مباش اصلاً کمال ایں است و بس،

پس اول اپنے اندر دیکھ اور غور کر کہ تو کس کو چاہتا ہے اور کس کو ڈھونڈ رہا ہے۔ رباعی

ای آنکہ شب و روز خدا می طلبی — کوری اگر از خویشتن جدا می طلبی
حق با تو بہر زماں سخن می گوید — سر تا قدمت منم کجا می طلبی

(حضرت سرمد شہید)

ترجمہ :۔ اے تو جو دن رات خدا کو تلاش کر رہا ہے تو نابینا ہے کہ اس کو اپنے سے الگ ڈھونڈ رہا ہے حق تجھ سے ہر لمحہ مصروف گفتگو ہے کہ تیرے سر سے پاؤں تک میں ہی تو ہوں تو کہاں ڈھونڈ رہا ہے۔

یہ فرمایا اور حضرت نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور بغل گیر کیا جس سے آپ کے ہوش و حواس کھو گئے اور آپ بے ہوش ہو گئے۔ جب آپ کی حالت ٹھیک ہوئی، آپ نے یہ مصرعہ پڑھا۔ ع

'اگر خواہی کہ گل بینی رخ خود را تماشا کن' اگر تو چاہتا ہے کہ پھول کو (رخ یار کو) دیکھے تو اپنے چہرے کو دیکھ۔

وصال

تین ماہ بیمار رہنے کے بعد جب علاج سے کچھ فائدہ نہ ہوا، آپ نے مراقبہ کیا مراقبہ میں ظاہر ہوا کہ آخری سفر درپیش ہے اور وقت وصال قریب ہے، دوا علاج سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ تمام یاران طریقت و خویش و اقارب کو جمع کیا ہر ایک کو اس کے حال کے مطابق پند و نصائح کئے۔ صوفی اللہ یار خاں رومی کو دوبارہ خرقہ خلافت عطا فرمایا اس سے قبل دو سال قبل ۱۲۱۸ھ میں بھی خلافت عطا فرما چکے تھے۔ اس کے بعد حاضرین مجلس کے سامنے اپنے چھوٹے بھائی حضرت میاں غلام رسول کو خرقہ و خلافت و دستار عنایت فرمائی اور مریدین کی تعلیم و خدمت ان کے سپرد کی۔ آپ نے دیگر مریدین مثل میاں معزالدین، میاں نور احمد، میاں شیخ انور میاں، عبدالغفور، میاں احمد میاں فتح محمد چودھری غلام رسول، حاجی مہکو اور میاں غلام محمد، میاں جیون کو جو حضرت کے بھتیجے تھے کو بھی کلاہ خرقہ عنایت فرمایا اور ایک پیراہن و کلاہ نواب سید امجد علی خاں رضوی کے لئے دیا کہ ان کو فیض آباد پہونچا دیا جائے اس سے چار سال قبل ۱۲۱۶ھ میں تمام خلفاء سے قبل نواب صاحب کو خرقہ و خلافت عطا کر چکے تھے۔ حضرت میاں غلام رسول نے حضرت کے وصال کے بعد یہ کلاہ و خرقہ نواب صاحب کو فیض آباد پہونچایا۔ خرقہ خلافت کے بعد کچھ پند و نصائح کیں۔

آپ نے فرمایا 'اے یاران طریقت جو کچھ مجھے سینہ بہ سینہ اپنے بزرگوں سے حاصل ہوا تھا اس کی تعلیم میں نے تم لوگوں کو دیدی اور رسم ظاہری خرقہ و کلاہ سے بھی نواز دیا۔ اب میرا

کام ختم ہوگیا۔ مجاہدے اور ریاضت کرنا تمہارا کام ہے تمہیں چاہیئے کہ ریاضت و مجاہدہ کرو اور بھرپور کوشش کرو کہ کوئی بھی قدم سنت نبوی کے خلاف نہ اُٹھے کیونکہ

خلاف پیمبر کسے رہ گزید کہ ہرگز بہ منزل نہ خواہد رسید

اس ظاہری خرقہ و کلاہ پر تکیہ نہ کرنا اور مغرور نہ ہونا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یَافَاطِمَۃُ لَاتَتَّکِئِ عَلٰی اِنَّکَ بِنْتِ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِعْمَلِی اِعْمَلِی۔ اے فاطمہ بیٹی اس بات پر تکیہ (بھروسہ) نہ کرنا کہ تم رسول اللہ کی بیٹی ہو بلکہ عمل کرو، عمل کرو، عمل کرو اور ایک لمحہ بھی یاد خدا سے غافل نہ رہو اور دل بیار دست بکار رہو۔ جد و جہد عبادت و ریاضت کرو تاکہ گوہر مقصود حاصل ہو، گوہر مقصود اسی کو حاصل ہوتا ہے جو کوشش کرتا ہے جیسا کہ بزرگوں نے فرمایا مَن جَدَّ وَجَدَ جس نے کوشش کی اس نے پایا۔ اس خرقہ و کلاہ کے لئے ریاضت و مجاہدہ ضروری ہے یہ خرقہ و کلاہ بغیر عبادت کے کچھ فائدہ نہ دے گا۔ بلا عبادت والے کے لئے یہ صرف ایک کپڑا ہے خرقہ و کلاہ پہننے کے لئے خدا کا نام لینا ضروری ہے۔ استقامت حاصل کرو کشف و کرامت پر زیادہ توجہ نہ دو کیونکہ اَلْاِسْتِقَامَۃُ فَوْقَ الْکَرَامَۃِ۔

اس وعظ و نصیحت کے بعد آپ نے اپنے چھوٹے بھائی میاں غلام رسول اور برادر زادہ میاں جیون میں تمام اثاثہ منصفانہ طور سے تقسیم کر دیا۔ جن لوگوں کا آپ کے ذمہ کچھ واجب تھا وہ بھی اسی وقت ادا کیا اسی درمیان ایک شخص بلند قامت وجیہہ چہرہ گندمی رنگ سیاہ لباس پہنے ہوئے حاضر ہوا اس کی شکل و صورت اہل ملتان کے مشابہ تھی۔ اس نے صوفی اللہ یار خاں رومی سے ملاقات کی اور کہا کہ میں کابل سے حضرت کی زیارت کے واسطے آیا ہوں صوفی اللہ یار خاں نے ہر چند کہا کہ حضرت کی طبیعت ناساز ہے ضعف بہت ہے مگر وہ شخص نہ مانا اور اصرار کرتا رہا کہ میری حضرت سے ملاقات کرا دیجئے مجبوراً صوفی صاحب نے حضرت سے جا کر عرض کیا کہ ایک شخص ملاقات کے لئے کابل سے آیا ہے آپ نے فرمایا بلا لو۔ اس نے اندر جا کر سلام کیا، حضرت نے خیریت دریافت کی اور رخصت کرتے وقت شیرینی دی وہ شخص ایک دم نظروں سے غائب ہوگیا۔ کسی نے بھی اس کو جاتے ہوئے نہ دیکھا نہ اس سے قبل کسی نے اس کو دیکھا تھا۔ اس شخص کے جانے کے بعد آپ کی روح پرواز کر گئی اور قَالُوْا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کی صدا آنے لگی۔ یہ تاریخ ۱۸ ربیع الثانی ۱۲۲۰ھ مطابق ۱۸۰۵ء تھی یہ وہی تاریخ تھی جس تاریخ کو حضرت غوث اعظم اور حضرت محبوب الٰہی کا وصال ہوا تھا۔ نعش مبارک کو غسل دیکر

اور کفن پہنا کر جنازہ مسجد میں لایا گیا اور نماز جنازہ ادا کی گئی۔ تمام علماء مشائخ اکابرین شاہی خاندان اور دہلی کے خاص و عام نے جنازے میں شرکت کی۔ جنازہ اس احاطہ میں لایا گیا جو آپ نے کچھ عرصہ قبل خریدا تھا اس احاطہ میں ایک چبوترہ اور دالان تھا چبوترہ پر آپ کی قبر شریف تیار کی گئی اور جنازہ رکھا گیا ؎

بگردِ مرقدت گردیدہ باشم　　مرادِ دیدہ و دل دیدہ باشم

ترجمہ :۔ آپ کی قبر مبارک کے چاروں طرف گھومتا رہوں اور دیدہ دل کی مراد پاتا رہوں۔

جب آپ کی نعش مبارک کو قبر میں اتارا گیا تو ہر ایک کی زبان سے نکلا " دوست بہ دوست پیوستہ یعنی دوست دوست سے جا ملا۔ الموتُ جسرٌ یُوصِلُ الحبیبَ اِلَی الحَبِیبِ موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست سے ملاتا ہے۔ آپ واقعی میں حبیب اللہ تھے ؎

بجا کہے جسے عالم اسے بجا سمجھو　　زبان خلق کو نقارہ خدا سمجھو

تواریخ وصال :۔ نواب سید امجد علی خاں رضوی خلیفہ اول آنحضرت نے نور القلوب میں مندرجہ ذیل وصال کی تاریخیں لکھیں ہیں۔

(۱)　تاریخ خواست امجد زایزد متعال　　سال تاریخ آں حق دوست

چو برفت از جہاں سر ارشاد　　گفت ہاتف رسید دوست بدوست

(۲)　شہ آبادانی بس درویش بود　　از ہمہ شیخ زمانہ بیش بود

چونکہ رحلت کرد از دار فنا　　از غمش عالم ہمہ دل ریش بود

چونکہ پرسیدم زہاتف سال او　　گفت با من پیر عہد خویش بود

۱۲۲۰ھ

(۳)　آبادانی جواز دار فنا رفت　　چہ گویم کز غمش بر من چہار رفت

بگفتم از خرد گو قطب اقطاب　　بگو با من کہ او زینجا کجا رفت

خرد گفتا الف کم کن ز تاریخ　　پس آنگہ داں کہ پیش مصطفےٰ رفت

۱۲۲۱ھ

۱۲۲۰ھ

حضرت کی پیدائش ۱۱۵۱ھ اور وفات ۱۲۲۰ھ میں ہوئی اس طرح آپ کی عمر شریف ۶۹ برس ہوئی، لفظ آبادانی سے آپ کی شریف نکلتی ہے۔ نواب صاحب نے آپ کی تاریخ وصال اور عمر شریف (۶۹) اس طرح منظوم کی ہے۔

شہہ آبادانی چو آمد در جہاں — شد جہاں از مقدمش دار الاماں
سال مولودش چو جستم من زدل — گفت با من ایں بگویم من عیاں
از محمد تو دو حرف آخریں — ضم کنی با آں شہ عرفاں نشاں
پس بجوئے سال مولودش درو — جلد یابی سال تاریخش ازاں
سال عمرش را چو پرسیدم زغیب — گفت ہاتف تو آبادانی بداں
چونکہ رخت او برود در دار البقا — سال رحلت را بجستم من زجاں [۶۹]
جاں بگوشم از سر الہام گفت — بہر تاریخش ظہور حق بداں
تا کجا گویم ثنائے پیر خود — ختم کردہ بر دعایش ایں دعا
یا الٰہی حضرت مارا دہی — تو بجنت روضۂ دار الجناں
ہست امجد بندہ عاصی تو — دار اورا در محبت جاوداں

حضرت کے وصال کے وقت نواب صاحب فیض آباد میں تھے۔ انھیں یہ معلوم نہ تھا کہ حضرت کو کس جگہ دفن کیا گیا ہے۔ حضرت روشن شاہ چشتی نے مخدوم العالم حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی کے عرس میں نواب صاحب سے دریافت کیا کہ آپ کے پیر و مرشد کس جگہ آسودہ خاک کئے گئے ہیں اور آپ کی قبر شریف کس جگہ ہے۔ نواب صاحب نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں کہ حضرت کی قبر شریف کس جگہ ہے۔ میاں روشن شاہ چشتی نے بطور طنز کہا کہ آپ کیسے مرید ہیں کہ آپ کو اپنے پیر کی قبر کا معلوم نہیں آپ نے مراقبہ سے بھی معلوم نہیں کیا کہ کس جگہ حضرت کو آسودہ کیا گیا ہے۔ شاہ صاحب کی بات سن کر نواب صاحب کو ندامت ہوئی۔ آپ نے مغرب کے بعد مراقبہ میں حضرت سے رجوع کیا۔ مراقبہ میں حضرت تشریف لائے اور آپ کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ جو احاطہ ہم نے اہل خانہ کے لئے بنوایا تھا اسی احاطہ میں چبوترے پر پیلو کے درخت کے نیچے ہم آسودہ ہیں، روشن شاہ سے کہہ دو کہ اسی احاطہ میں پیلو کے درخت کے نیچے ہماری قبر ہے اور اسی جگہ ہم آسودہ ہیں۔ صبح کو نواب صاحب نے شاہ صاحب سے کہا حضرت نے مراقبہ میں فرمایا کہ روشن شاہ سے کہہ دو کہ ہم اپنے احاطہ میں

چبوترے پر پیلو کے درخت کے نیچے آسودہ ہیں اور اسی جگہ ہماری قبر ہے۔ کچھ دن بعد نواب صاحب کے پاس صوفی اللہ یار خاں رومی کا خط آیا جس سے معلوم ہوا کہ حضرت کی قبر اسی جگہ ہے جس جگہ مراقبہ میں فرمایا تھا۔

حضرت کا مزار اندرون احاطہ محلہ سرائے توپ خانہ تھا۔ چبوترے پر تین مزار تھے ایک آپ کا دوسری آپ کی اہلیہ کا اور تیسرا آپ کے خلیفہ خاص مزار حاجی مکھو بیگ دہلوی کا۔ قریب میں آپ کے آخری خلیفہ سید شاہ شرف الدین دہلوی کا مزار تھا۔ مزار کے اوپر پیلو کا درخت تھا۔ تینوں مزارات پختہ چونے کے بنے ہوئے تھے جس کے قریب میں پانی سے بھرے ہوئے مٹکے رکھے رہتے تھے۔ چبوترے کے پاس چاہ شیریں تھا جس کا پانی بطور آب شفا کے استعمال ہوتا تھا۔ پیلو کے درخت کے پاس پاکھڑ کا درخت تھا۔ آئینہ مبارک میں پاکھڑ کا درخت لکھا ہے ہو سکتا ہے کہ آندھی طوفان میں پیلو کا درخت گر گیا ہو اور پاکھڑ کا درخت رہ گیا ہو۔ ۱۹۵۵ء تک آپ کا مزار شریف محفوظ تھا حضرت سید شاہ ناصر حسین صابری سجادہ نشین درگاہ صابریہ نے فرمایا کہ میں برابر مزار شریف پر حاضر ہوتا تھا۔ آپ کے بھائی حضرت لعل محمد کی اولاد آپ کے آستانہ کی خدمت کرتی تھی۔ تقسیم ہند سے پہلے پیر جی احمد بخش مرید و خلیفہ مولانا ڈپٹی نصر اللہ خورجوی اور ان کے بعد ان کے صاحبزادہ پیر جی عبدالحکیم مرید و خلیفہ مولانا فرید الدین غازی پوری آستانہ کے متولی و سجادہ نشین تھے۔ تقسیم ہند کے بعد حضرت لعل محمد کی اولاد ہجرت کر کے پاکستان چلی گئی اور وہیں مستقل ترک سکونت اختیار کی۔ تلاش بسیار معلوم نہ ہو سکا کہ اب وہ کس جگہ آباد ہیں۔ حضرت ترک سکونت کر کے سیالکوٹ (پنجاب) سے دہلی آئے۔ حضرت کے بھائی کی نسل حالات سے مجبور ہو کر ترک سکونت کر کے پاکستان چلی گئی ہو سکتا ہے کہ اپنے وطن مالوف میں دوبارہ آباد ہوئے ہوں، کُلُّ شَیءٍ یَرجِعُ اِلیٰ اَصلِہٖ ہر چیز اپنے اصل کی طرف لوٹتی ہے۔

آپ کے بھائی کی اولاد کے ہجرت کرنے کے بعد ماحول کی افراتفری کی وجہ سے کوئی مستقل خادم خدمت گزاری کے لئے نہ رہا آہستہ آہستہ اس اطراف میں معتقدین کم ہوتے چلے گئے اور دہلی میں مریدین کا سلسلہ تقریباً نہ کہ برابر رہ گیا عرس و سالانہ فاتحہ کا سلسلہ بھی دہلی میں برائے نام بلکہ ختم ہو گیا۔ یہ سلسلہ دہلی سے نکل کر یوپی کی سیر کرتا ہوا بہار پہونچا اور وہاں

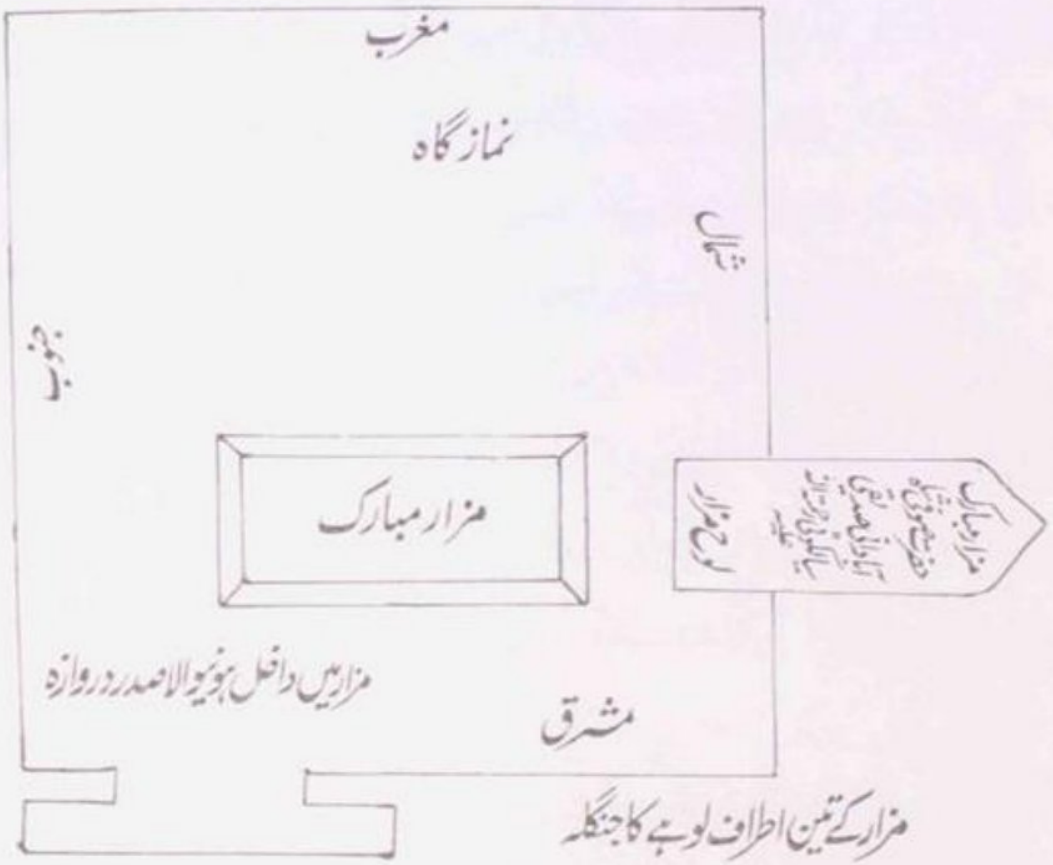
اس سلسلہ کا خوب فروغ ہوا۔ ماضی قریب میں اس کا مرکز آرہ شریف بنا جہاں پر سلطان المشائخ حضرت حافظ شاہ فرید الدین جونپوری ثم آروی قدس سرہ اس سلسلہ کے مجدد ہوئے اس سلسلہ کا دوسرا مرکز ولید پور ضلع اعظم گڑھ بنا جس کے صاحب ارشاد بزرگ چراغ ربانی حضرت مولانا محمد کامل ولیدپوری ہوئے آپ سے بھی سلسلہ عالیہ کی خوب اشاعت ہوئی۔

۱۹۵۵ء کے بعد آہستہ آہستہ مزار شریف شکستہ ہوتا گیا، اہل سلسلہ اور اہل دہلی نے اس طرف توجہ نہ کی کوئی مستقل خادم نہ ہونے کی وجہ سے مزار شریف کا ظاہری نشان بھی باقی نہ رہا۔ مزار مبارک پر کتبہ کندہ تھا مزار شریف سرخی چونے کا بنا ہوا تھا، چبوترہ سطح زمین سے صرف ایک فٹ اونچا تھا جس پر آپ کا مزار تھا۔ یہ احاطہ تین طرف سے لوہے کے تار سے گھرا ہوا تھا احاطہ کے پاس نماز پڑھنے کی جگہ تھی جہاں وضو اور پینے کے لئے پانی کے مٹکے بھرے رہتے تھے اب یہ جگہ پریزینٹیشن کنونیٹ اسکول (Presentation Convent School) کی تحویل میں ہے اور مزار شریف کی جگہ گھاس کا میدان ہے جس پر سبزہ لگا ہوا ہے قریب میں کھیل کا میدان ہے۔ اس اسکول کا شمار دہلی کے اچھے اسکولوں میں ہوتا ہے جس کی عمارت شاندار اور کئی منزلہ ہے قریب میں رومن کیتھلک گرجا گھر ہے یہ اسکول گرجا گھر کمیٹی کے ماتحت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ پریزینٹیشن اسکول کی انتظامیہ مزار شریف کو اصل صورت میں نمودار کر کے تحفظ فرمائے گی (آمین)

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ۝

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ۔

نقشہ مزار مبارک عاشق الٰہی قطب ربانی
حضرت صوفی شاہ آبادانی سیالکوٹی ثم دہلوی



مزار کے تین اطراف لوہے کا جنگلہ

گھاس کا میدان

تقسیم ہند (۱۹۴۷ء) کے دوران عاشق الٰہی قطب ربانی حضرت صوفی شاہ آبادانی رحمتہ اللہ علیہ کا مزار مبارک ایک چبوترہ پر پریڈ گراؤنڈ عقب سرائے توپ خانہ دہلی کے ایک وسیع و عریض گھاس کے میدان میں اس شکل میں واقع تھا۔ مزار مبارک پر کتبہ بھی کندہ تھا۔ نماز کے واسطے جگہ تھی۔ چبوترے کے تین اطراف لوہے کا جنگلہ تھا۔ ۱۹۴۷ء کے بعد جملہ قطعات آراضی پر ایک عظیم مارکیٹ لاجپت رائے تعمیر کر دی گئی مگر جس قطعہ آراضی پر آپ کا مزار مبارک تھا وہ پریزینٹیشن اسکول کی انتظامیہ نے اسکول کی توسیع کے واسطے حکومت سے حاصل کر لی اور اسکول کی سہ منزلہ عمارت تعمیر کر دی۔ حضرت کا مزار جس جگہ تھا اب اس جگہ گھاس کا میدان ہے جس کے قریب کھیل کا میدان ہے۔ مزارات پر مٹی ڈال کر زیر زمین کر دیا گیا اور اس پر گھاس لگا دی گئی۔ اسکول کے سامنے اسی احاطہ میں رومن کیتھولک گرجا گھر ہے۔

تذکروں میں تذکرہ

آپ کے مفصل حالات آپ کے خلیفہ اول مولانا نواب سید امجد علی خاں رضوی لکھنوی قدس سرہٗ نے نور القلوب جس کا تاریخی نام ملفوظ میاں آبادانی ہے، میں فارسی میں تحریر کئے ہیں اس کتاب میں آپ کے خلفاء کے ہم عصر بزرگان دہلی کے حالات، آپ کی تعلیمات وارشادات وشجرات تحریر کئے ہیں آخیر میں نواب صاحب نے اپنے خاندانی حالات بھی تحریر کئے ہیں۔ اس کے علاوہ تذکار مطیب مؤلفہ مفتی شاہ محمد ابراہیم فریدی آئینہ مبارک مؤلفہ مولانا سید حسن بہاری مثنوی منیر اعظم مولانا محمد کامل ولید پوری مکتوبات عالیہ حضرت مولانا شاہ جعفر علی فریدی بیاض دلکشا مؤلفہ مولانا ڈپٹی نصر اللہ خاں خورجوی اور تذکرہ صابریہ تصنیف فقیر راقم السطور اور دیگر کتب میں آپ کے حالات تحریر ہیں۔ یہاں پر دہلی کے بزرگان دین کے حالات پر مشتمل چند کتابوں سے اقتباسات نقل کئے جارہے ہیں۔

(۱) واقعات دارالحکومت حصہ دوم صفحہ ۲۲۴-۲۲۵

شاہ آبادانی صاحب کا مزار

پن چکیوں کے سامنے میدان میں جانب غرب نہر کے شمالی کنارے پر شاہ آبادانی علیہ الرحمہ کا مزار ہے، آپ مستند اولیاء میں سے مانے جاتے ہیں۔ چشتیہ مجددیہ نقشبندیہ ہر سہ سلسلہ میں آپ اجازت رکھتے تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت صدیق اکبر سے ملتا ہے۔ آپ کے والد بزرگوار میاں نور محمد جمال سیالکوٹ کے رہنے والے تھے۔ شاہ صاحب ۱۱۵۱ھ میں پیدا ہوئے، سن رشد کو پہونچنے کے بعد دہلی تشریف لائے اور مولانا میر محمد زکریا علیہ الرحمہ کے مرید ہوئے، جو اپنے زمانہ کے عارف کامل تھے۔ مولانا کے وصال کے بعد شاہ صاحب مرجع خلائق بنے۔ مولانا فخر الدین علیہ الرحمہ سے صحبتیں رہیں۔ آپ نے ۶۹ سال کی عمر میں ۱۸ ربیع الثانی ۱۲۲۰ھ میں وفات پائی۔ اب تک آپ کا عرس ہوتا ہے، چونکہ آپ کا مزار فوجی حدود میں ہے اجازت لینی پڑتی ہے۔ قلعے کے لاہوری دروازے سے نکل کر ایک راستہ قلعے کے پاس شمالی جانب

میں دریا کی جانب چلا جاتا ہے دوسری سڑک خندق سے ملی ہوئی ہے جنوبی دروازے کی طرف آتی ہے تیسری بیچ والی سڑک نہایت چوڑی اور وسیع سیدھی فتح پوری کی طرف چلی گئی ہے۔ سوائے گھنٹہ گھر کے اور کوئی چیز بیچ میں حائل نہیں ہے۔ یہی چاندنی چوک کا شارع عام ہے۔ سراوگیوں کے مندر کے پاس چوراہہ پڑتا ہے۔ چاندنی چوک والی سڑک کو چھوڑ دیجئے ٹھنڈی سڑک کو لیجئے پن چکیوں سے ہوتی ہوئی کشمیری دروازہ کو نکل جاتی ہے، یہیں پن چکیاں تھیں جو نہر کے زور سے چلتی تھیں اور دہلی میں شہر بھر کا آٹا پستا تھا یہ وہی نہر تھی جو چاندنی چوک میں اسی نام سے مشہور تھی اور کہیں سعادت خاں کی نہر بن جاتی تھی۔ اب یہ چکیاں بیکار ہیں شہر بھر میں متعدد آئل انجن ہیں۔ (واقعات دارالحکومت مؤلفہ مولوی بشیر الدین دہلوی)

(۲) رہنمائے مقامات مقدس دارالحکومت

شاہ آبادانی : آپ کے والد میاں نور جمال سیالکوٹ سے آئے تھے۔ مولانا میر محمد زکریا کے آپ مرید تھے اور مولانا فخر الدین فخر جہاں آپ کے پیر صحبت تھے بہت لوگ آپ سے فیضیاب ہوئے۔ آپ کا مزار پن چکیوں میں ہیں جو نہر کے زور سے چلتی ہیں چنانچہ صوفی اللہ یار بیگ شہزادہ مرزا حاجی شاہ کلو دہلوی و احسان علی پاک پٹنی آپ کے خلیفہ ہیں۔ (رہنمائے مقدس دارالحکومت شاہجہاں آباد عرف دہلی سلسلہ چشتیہ صفحہ ۱۵، ۴، ۱۰/۵ مصنفہ مرزا آفتاب بیگ عرف نواب مرزا بیگ چشتی مطبوعہ ۱۹۱۴ء)

(۳) مزارات اولیائے دہلی مؤلفہ مولوی محمد شاہ عالم فریدی دہلوی

شاہ آبادانی رحمتہ اللہ علیہ :۔ آپ کے والد میاں نور جمال صاحب سیالکوٹ کے رہنے والے تھے۔ جب آپ سن تمیز کو پہونچے تو دہلی آئے اور مولانا میر محمد زکریا رحمتہ اللہ علیہ کے قریب مکان لیا اور مولانا ہی کے مرید ہوئے اور خلافت پائی اور انتقال کے بعد آپ مرجع خلائق بنے، مولانا فخر الدین علیہ الرحمہ سے صحبتیں رہیں بہت سے لوگ آپ سے فیضیاب ہوئے صوفی اللہ یار بیگ رومی شہزادہ مرزا حاجی شاہ کلو دہلوی شاہ احسان علی پاک پٹنی آپ کے خلیفہ ہوئے۔

آپ نے ۶۹ برس کی عمر میں ۱۸ ربیع الاول ۱۲۴۰ھ کو بعہد اکبر شاہ ثانی، انتقال فرمایا۔ آپ کے بھائی لعل محمد کی اولاد متولی مزار ہے، آپ کے خاندان کی یہ نشانی ہے کہ نیلے رومال سب کے پاس ہوتے ہیں، اس وقت آپ کے سلسلہ میں مولانا مبارک حسین مدرس اول ضلع اسکول دربھنگہ اور ان کے خلیفہ شاہ سید حسن بہاری موجود ہیں۔ آپ کا مزار پن چکیوں کے سامنے میدان میں جانب غرب نہر کے شمال کونہ پر ہے۔

۴) یادگار دہلی مؤلفہ مولوی سید احمد ولی اللّٰہی

پن چکیوں کے سامنے میدان میں جانب غرب نہر کے شمالی کنارے پر آپ کا مزار ہے۔ آپ مستند اولیاء اللہ میں مانے جاتے ہیں چشتیہ مجددیہ نقشبندیہ ہر سلسلہ میں اجازت رکھتے ہیں، سلسلہ نسب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے والد کا نام میاں نور جمال، سیالکوٹ کے رہنے والے۔

شاہ صاحب ۱۱۵۱ھ میں پیدا ہوئے، سن تمیز کو پہونچے تو شاہ جہاں آباد میں آئے۔ مولانا میر محمد زکریا علیہ الرحمہ کے قریب مکان لیا۔ مولانا اپنے زمانے کے عارف تھے۔ شاہ آبادانی ان سے مرید ہو گئے اور مجاہدے کرنے لگے۔ مولانا نے خرقہ خلافت عطا فرمایا۔ مولانا کے وصال کے بعد شاہ صاحب مرجع خلائق بنے۔ مولانا فخر الدین علیہ الرحمہ سے صحبتیں رہیں، بہت سے لوگ آپ سے فیضیاب ہوئے۔ شاہ غلام رسول آپ کے علاتی بھائی، صوفی اللہ یار بیگ رومی شاہ مرزا حاجی شاہ احسان علی وغیرہ خلیفہ ہوئے۔ اس وقت مولانا شاہ مبارک حسین مدرس اول ضلع اسکول دربھنگہ اور ان کے خلیفہ شاہ سید حسن صاحب بہاری موجود ہیں۔

شاہ صاحب کی عمر ۶۹ برس کی ہوئی، ۱۸ ربیع الثانی ۱۲۲۰ھ[1] میں وفات ہوئی آپ کی صلبی اولاد اس وقت معلوم نہیں۔ آپ کے بھائی لال محمد صاحب کی اولاد مزار کی متولی ہوتی چلی آئی ہے اس وقت پیر جی احمد بخش صاحب موجود ہیں۔ ہر سال ۲۰ ربیع الثانی کو عرس بھی کرتے ہیں۔

---

[1] صحیح تاریخ ۱۸ ربیع الثانی ۱۲۲۰ھ ہے یہ شاہ عالم ثانی کا دور حکومت تھا جو آپ کا ارادت مند تھا۔

البتہ جرنیلی کے حدود میں ہونے سے اجازت لینی پڑتی ہے، کہتے ہیں عرس میں کوئی امر خلاف شرع نہیں ہوتا۔ قرآن خوانی اور ثواب رسانی ہوتی ہے۔ تقریباً چار یا پانچسو آدمی جمع ہو جاتے ہیں۔ شاہ صاحب کے خاندان کی پہچان یہ ہے کہ سب کے پاس نیلے رومال ہوتے ہیں۔ اس مزار کے قریب جانب غرب ایک گرجا گھر رومن کیتھلک کا ہے۔ (یادگار دہلی صد ۷۰، مطبع احمدی ۱۳۲۳ھ)

(۵) تحفہ سعید

شاہ آبادانی علیہ الرحمہ: آپ مستند اولیاء اولیاء اللہ میں سے ہیں آپ کا سلسلہ چشتیہ نقشبندیہ تھا مگر ہر سلسلہ میں اجازت تھی آپ کا سلسلہ نسب حضرت صدیق اکبر سے ملتا ہے والد ماجد نور جمال سیالکوٹ کے تھے۔ پیدائش آپ کی ۱۱۵۱ھ میں ہوئی تھی۔ سن تمیز کو پہنچے تو دہلی میں آئے۔ مولانا محمد زکریا علیہ الرحمہ کے قریب مکان لیا، مولانا اپنے زمانہ کے عارف تھے۔ شاہ آبادانی ان کے مرید ہو گئے اور مجاہدہ کرنے لگے مولانا نے خرقہ خلافت عطا فرمایا۔ مولانا کے وصال کے بعد شاہ صاحب مرجع خلائق بنے۔ مولانا فخر الدین صاحب کے ہم عصر تھے اور شاہ غلام علی صاحب اور آپ کا ایک زمانہ تھا۔ آپ کے خلفاؤں میں صوفی اللہ یار بیگ رومی اور شاہزادہ مرزا حاجی شاہ کلود دہلوی شاہ احسان علی صاحب پاک پٹنی وغیرہ خلیفہ ہوئے اور اہل اللہ کے سلسلے ختم نہیں ہوئے، اب بھی اکثر اصحاب ان کے تعلق رکھنے والے موجود ہیں۔ شاہ صاحب نے بعمر ۶۹ سال ۱۸ ربیع الثانی ۱۲۲۰ھ کو وفات پائی۔ عرس میں آپ کے کوئی امر خلاف شریعت نہیں ہوتا صرف قرآن خوانی ہوتی ہے۔ مزار مبارک زیر لال قلعہ پرانی پن چکیوں کے قریب ہے۔ (تحفہ سعید صد ۱۲۷، حصہ اول مؤلفہ مولوی سعید احمد مطبوعہ ۱۳۵۴ھ)

خلفاء

آپ اپنے زمانہ کے مشہور بزرگ و عارف کامل و صوفی تھے آپ کا شمار مستند اولیاء اللہ میں ہوتا ہے۔ مشہور چشتی بزرگ حضرت مولانا محمد فخر الدین دہلوی محب النبی نے آپ کے بارے

میں فرمایا کہ "اے دوستو! اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ اس نے اس زمانہ میں ایسا صاحب اثر زور توجہہ اور قوت جذبہ والا شخص فقراء کی جماعت میں پیدا کیا ہے یہ شکر کا مقام ہے نہ کہ دست آویز اور کاغذ کا۔ آپ کے مریدین کی تعداد کثیر تھی خلفاء کی تعداد بھی اچھی خاصی تھی۔ آپ کے چند مشہور خلفاء مثل حضرت میاں غلام رسول، نواب سید امجد علی خاں رضوی صوفی اللہ یار خاں رومی حاجی مکھود دہلوی مرزا حاجی صاحب برادر زادہ شاہ عالم ثانی بادشاہ ہند، میاں کلو دہلوی حافظ شاہ احسان علی فریدی کالے خاں بھٹ گانوی شیخ امین الزماں اسیونی، میاں اللہ دیا گجراتی، میاں شیخ انور میاں فتح محمد شیخ شرف الدین دہلوی کے حالات تحریر کئے جاتے ہیں۔ آپ نے نواب صاحب کو سب سے پہلے خرقہ و خلافت عطا فرمایا نواب صاحب مریدین و خلفاء میں سب سے زیادہ خدمت میں ۲۹ سال رہے اور سب سے پہلے شرف بیعت و خلافت سے سرفراز ہوئے جیسا کہ نور القلوب میں آپ نے تحریر کیا ہے۔ سب سے پہلے حضرت میاں غلام رسول کے حالات تحریر کئے جا رہے ہیں جنھیں حضرت نے وصال سے قبل خرقہ خلافت دے کر اپنا جانشین بنایا۔ آپ نے کچھ مریدین مثل میاں نور احمد میاں معز الدین، میاں عبد الغفور میاں، احمد میاں، چودھری غلام رسول، میاں غلام محمد، میاں جیون کو بھی وصال سے قبل خرقہ و کلاہ عنایت فرمایا تھا یہ بھی مثل خلفاء کے مجاز ہیں۔

(۱) حضرت میاں غلام رسول آبادانی

آپ حضرت کے چھوٹے بھائی تھے، حضرت آپ سے بہت محبت فرماتے تھے حضرت نے بچپن سے آپ کی پرورش کی اور تعلیم و تربیت فرمائی۔ سلوک طے ہونے کے بعد اجازت و خلافت بخشی اور وصال سے قبل تمام یاران طریقت کی موجودگی میں اپنا نائب و جانشین بنایا اور مریدین کی تعلیم و تربیت آپ کے سپرد کی، اپنا کاروبار کاغذگری بھی منصفانہ طور سے آپ اور برادر زادہ میاں جیون کے درمیان نصف نصف تقسیم کیا۔ آپ حضرت کے نقش قدم پر چلتے تھے، عاشق پیر تھے، ظاہری کاروبار کاغذگری سے جو کچھ حاصل ہوتا، اس کو شیخ کی طرح تین حصے میں تقسیم کرتے حضرت کا عرس بڑے اہتمام سے کرتے جس میں دعوت عام کرتے مریدین کی تعلیم بھی خوب

فرماتے نسبت قوی تھی نگاہوں میں ایسی کشش تھی کہ جس کی طرف نظر بھر کر دیکھ لیتے وہ بے خود ہوجاتا محفل سماع میں جس کی طرف توجہہ فرماتے اس پر کیفیت طاری ہوجاتی محفل میں کسی کی ہمت نہ ہوتی کہ نظر ملا سکے۔

آپ مشغول الحال اور مستغرق الاحوال رہتے تھے شریعت اور طریقت میں پائے استقامت رکھتے تھے۔ اخلاق بہت وسیع تھا کشف بہت ہوتا تھا آپ کو بہت سی باتوں کی کشف سے آگاہی ہوجاتی تھی۔ آپ نے نواب صاحب کو کئی ماہ قبل بتادیا تھا کہ حضرت قبلہ صاحب آپ کو خلافت واجازت دینے والے ہیں حضرت کے وصال کے بعد یاران طریقت کو آپ مرشدانہ پند ونصائح فرماتے تھے۔ نواب صاحب کو آپ نے مرشدانہ پند ونصائح فرمائیں اور یہ شعر لکھا جس سے نواب صاحب پر کیفیت طاری ہوئی ؎

نہ بزاری نہ بزور نہ بزر می آید　　خود بخود آں بت عیار ببر می آید

آپ سے بہت سی کرامتیں ظہور میں آئیں اور ایک عالم نے راہ ہدایت پائی آپ کے انتقال کی صحیح تاریخ اور جائے مدفن معلوم نہ ہوسکا، ہوسکتا ہے کہ جو احاطہ حضرت نے بنوایا تھا جس میں آپ کا مزار مبارک ہے اسی میں دفن کیا گیا ہو۔ یہ بھی معلوم نہ ہوسکا کہ اس وقت آپ کا سلسلہ کس جگہ جاری ہے اور آپ نے کس کس کو خلافت بخشی افسوس کہ اہل سلسلہ وعقیدت مندوں نے اس طرف توجہہ نہ کی۔

(۲) مولانا نواب سید امجد علی خاں رضوی لکھنوی

آپ عاشق الٰہی قطب ربانی حضرت صوفی شاہ آبادانی قدس سرہ کے اول مرید وخلیفہ ہیں آپ کو برادران طریقت میں حضرت کی خدمت کی سب سے زیادہ سعادت نصیب ہوئی۔ نور القلوب میں آپ لکھتے ہیں کہ یہ فقیر تمام دوستوں سے پہلے شرف بیعت سے شرف ہوا اور فضل خداوندی سے اور آنحضرت کی توجہہ سے انتیس ۲۹ سال بعد تمام خلفاء سے پہلے ارشاد کی اجازت پائی اور خلافت خلعت اور خرقہ وکلاہ سے ممتاز ہوا۔ آپ اپنے شیخ کے منظور نظر تھے اگر کسی مرید سے شیخ کبھی ناراض ہوجاتے تو آپ شیخ سے عرض کرکے اس کی خطا معاف کروادیتے چنانچہ جب حضرت

حافظ شاہ احسان علی فریدی نے بلا اجازت ایک شخص کو ذکر کی تعلیم دی حضرت کو ملال ہوا، حافظ صاحب کو جو کچھ حاصل ہوا تھا سب سلب ہو گیا روتے ہوئے نواب صاحب کے پاس آئے نواب صاحب منظور نظر تھے حضرت کے قدموں پر حافظ صاحب کو ڈال دیا اور معافی کروادی حضرت نے نرم فرمایا اور اپنا دست مبارک سینہ پر ملا اور فرمایا، میاں احسان علی تمہارا دل خلق اللہ کی تعلیم کو چاہتا ہے بہت اچھی بات ہے یہ کہہ کر اپنی پہنی ہوئی ٹوپی سر پر رکھی اور خلق اللہ کی تعلیم کی اجازت دی۔ نواب صاحب محب النبی حضرت مولانا محمد فخر الدین چشتی دہلوی کے بھی منظور نظر تھے، مولانا آپ کو بہت چاہتے تھے اور اپنے مریدوں میں شمار کرتے تھے ایک بار فرط محبت میں فرمایا کہ میں نے تم کو تمہارے پیر سے لے لیا ہے۔ 'می فرمودند کہ من شمارا از پیر شما خواہم گرفت' (نور القلوب)

ایک بار حضرت مولانا کی حیات میں نواب صاحب نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مسند پر جلوہ افروز ہیں اور مشائخ کرام حضرت کے چاروں طرف باادب بیٹھے ہوئے ہیں یہ فقیر (نواب صاحب) دروازے سے اندر داخل ہوا اور حضرت کے سامنے بیٹھ گیا قوال نے سماع شروع کرنے کے لئے عرض کیا حضرت نے دوسرے شخص کی جانب اشارہ کر کے فقیر سے فرمایا یہ نقشبندی ہیں سماع کس طرح سنیں گے اس فقیر نے جواب میں یہ مصرع پڑھا۔

فرض کردم کہ بیاد تو دلم خورسند است

چاہتا تھا کہ دوسرا مصرع پڑھوں کہ حضرت کی آنکھ میں آنسو آگئے اور فرمایا یہ صحیح ہے لیکن 'ایں دیدہ دیدار طلب راچہ علاج'۔ اسی حالت میں حضرت آدھے کھڑے ہوئے آنکھوں سے آنسو جاری تھے مجھے اپنے سامنے بلایا اور اپنے دونوں ہاتھوں سے میرے دونوں ہاتھوں کو پکڑا اور فرمایا کہ حق تعالیٰ نے تجھے آج بہشتی کر دیا یہ سن کر میری حالت عجیب ہو گئی اور آنکھوں سے اشک جاری ہو گئے جب آنکھ کھلی اشک جاری تھے۔ صبح کو حضرت نے مجھے طلب کیا میں حاضر ہوا حضرت حجرہ کے اندر کاندھے پر لنگی ڈالے ہوئے تنہا عادت کے مطابق دوزانو بیٹھے ہوئے تھے حجرہ آپ کا مثل آفتاب کے روشن تھا۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے خواب میں اس مصرع 'فرض کردم بیاد تو دلم خورسند است' کے معنی دریافت کئے تھے حضرت کی زبان سے مصرع سن کر میری حالت عجیب ہو گئی اور حضرت کی آنکھ سے آنسو جاری ہو گئے آپ نے فرمایا 'ایں دیدہ دیدار طلب راچہ طلب راچہ علاج' اسی حالت میں حضرت

آدھے کھڑے ہوئے اور میرے دونوں ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لے کر فرمایا کہ حق تعالیٰ جس کو چاہتا ہے بہشتی کرتا ہے آپ کو بھی اللہ تعالیٰ نے بہشتی کیا ہے اس کے بعد فرمایا کہ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ اور دیگر حضرات نقشبند نے سماع سنا ہے اور کسی نے انکار نہیں کیا ہے، حضرت مجدد قدس سرہ اور دیگر حضرات نقشبند نے سماع سنا ہے اور کسی نے انکار نہیں کیا ہے حضرت مجدد قدس سرہ نے بھی سماع سنا ہے چنانچہ حضرت کا تصنیف کردہ رسالہ میرے پاس موجود ہے۔ (نور القلوب)

نواب صاحب سادات رضوی نیشاپوری ہیں آپ کا سلسلہ نسب مشہور بزرگ حضرت میرزا رضوی نیشاپوری سے ملتا ہے، آپ کے والد کا نام میر محمد سلطان تھا جو سلسلہ چشتیہ سے وابستہ تھے۔ نواب صاحب علم ظاہر و باطن سے آراستہ و پیراستہ تھے علم ظاہری مقبول بارگاہ کریم حضرت شاہ عبدالحکیم نقشبندی و قطب زماں حضرت خلیفہ عبدالرحمن نقشبندی سے حاصل کیا۔ کچھ دن آپ نے کھیل کود اور سنگریزی میں گزارے۔ نشانہ بازی بہت کرتے تھے آپ کا نشانہ کبھی خطا نہ ہوتا تھا۔ انہیں ایام میں ایک شب دیکھا کہ پیٹر پر فاختہ بیٹھی ہوئی ہے چاہا کہ اس پر سنگریزی کریں دیکھا کہ سفید کرتا اور زرد رنگ کی چادر شریف کاندھے پر ڈالے ہوئے آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں آپ نے فرمایا اے امجد تم اپنے دامن سے سنگریزے پھینک دو تمہیں سنگریزی کے لئے نہیں پیدا کیا ہے بلکہ کسی دوسرے کام کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ آپ کے ارشاد کا نواب صاحب پر بہت اثر ہوا جب بیدار ہوئے تو سنگریزی کا خیال یک دم دل سے نکل گیا اور اولیاء اللہ کی صحبت میں رہنے کا شوق پیدا ہو گیا۔ (نور القلوب)

نواب صاحب بہت سے اولیاء اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے مگر گوہر مقصود حاصل نہ ہوا۔ اتفاق سے ایک دن حضرت شاہ عبدالحکیم نقش بندی قدس سرہ کے عرس میں شرکت کے لئے حضرت خلیفہ عبدالرحمن نقشبندی نے فرمایا حضرت صوفی صاحب کی قوی نسبت اور ولایت کا بہت سے لوگوں سے سنا تھا عرس میں بہت سے مشائخ زمانہ شریک تھے، حضرت بھی مدعو تھے جب حضرت صوفی صاحب محفل میں تشریف لائے تمام مشائخ کی نظر آپ پر پڑی اور محفل میں ایک نیا لطف پیدا ہو گیا۔ حضرت کی کیمیا اثر نظر اور توجہ زمانہ میں مشہور تھی جیسی تاثیر نظر سنی تھی ویسی ہی دیکھنے میں آئی۔ حضرت جس طرف بھی نظر اٹھا کر دیکھتے اس طرف لوگ وجد کرنے لگتے جس کی طرف توجہ کرتے

وہی بے ہوش ہو کر گر پڑتا، غزل خواں یہ غزل پڑھ رہا تھا۔

در چشم مجنوں بودہ لیلیٰ شدہ بنمودہ
مجنوں کجا لیلیٰ کجا خود بودہ خود بودہ

نواب صاحب حضرت کے پہلو میں بیٹھے ہوئے تھے اور آرزو کر رہے تھے کہ حضرت مجھے بھی اس نعمت کا مزہ چکھائیں۔ حضرت اس شعر کی طرف متوجہ تھے کہ ایک دم آپ کی نگاہ میرے اوپر پڑی میری حالت بدل گئی اور میں وجد میں آگیا اور رقص کرتے ہوئے بے ہوش ہو گیا کچھ دیر میری حالت مردہ جیسی رہی، جب ہوش آیا تو محفل ختم ہو گئی تھی، صرف چند لوگ موجود تھے میرا لباس بھی پارہ پارہ ہو گیا تھا میں نے بازار سے لباس خرید کر پہنا اور گھر گیا۔ حضرت کی توجہ سے آتش عشق پیدا ہوئی میں حضرت کی خدمت میں اکثر حاضر ہوتا۔ ایک دن کچھ درود و وظائف کی تعلیم کے لئے عرض کیا حضرت مسکرائے اور فرمایا سبحان اللہ آپ کو درود و وظائف کا شوق ہوا ہے میں سوائے نام حق سبحانہ تعالیٰ کے کوئی دوسرا وظیفہ نہیں جانتا اس کے بعد میں نے بیعت کے لئے عرض کیا حضرت نے بطور امتحان کے عذر کیا مگر مکرر عرض کرنے پر سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کیا اور شیرینی منگوا کر نیاز کی حضرت نے دست مبارک سے شیرینی میرے منہ میں رکھی اور قلب پر توجہ فرمائی جس سے قلب جاری ہوا اور قلب سے نام مبارک اسم ذات اللہ کی آواز آنے لگی۔ اسم ذات کا پورے جسم پر اتنا اثر ہوا کہ بے ہوش ہو گیا کچھ دیر بعد ہوش آیا۔ آپ نے سلوک کی تعلیم وقوف قلبی و زمانی سے شروع کی۔ سلوک میں حضرت کے وصال سے تین سال قبل حضرت نے اجازت و خلافت سے نوازا اور فیض آباد اودھ میں ہدایت خلق اللہ اور کسب معاش کے لئے روانہ فرمایا۔ (نور القلوب)

حضرت کا معمول تھا کہ اپنے یہاں محفل سماع نہیں کراتے تھے بلکہ دوسرے مشائخ کی محفل میں سماع سنتے میری خلافت کے وقت عجب واقعہ پیش آیا حضرت نے مجھے اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا اور خرقہ و کلاہ عنایت کیا اس وقت آپ نے محفل منعقد فرمائی جس میں قوال بھی مدعو تھے۔ یہ پہلا موقع تھا جس میں آپ نے اپنی محفل میں سماع کرایا۔ اس محفل میں جملہ مشائخ و یاران طریقت شریک تھے قوال نے حضرت کی اجازت سے اس مبارک موقع پر یہ رباعی پڑھی۔

صحبت یار بہ مے خانہ مبارک شد　　مئی گلرنگ بہ پیمانہ مبارک شد

ساقیا آب مئی و مطرب و شاہد بکیباز　　این چنیں حالت مستانہ مبارک شد

(نور القلوب)

حضرت نے نواب صاحب کو اجازت و خلافت دے کر ہدایت خلق اللہ اور کسب معاش کے لئے فیض آباد روانہ کیا آپ نے انتیس سال حضرت کی صحبت میں رہ کر بہت سی ظاہری و باطنی نعمت حاصل کی فیض آباد پہونچ کر آپ کسب معاش اور ہدایت خلق اللہ میں مشغول ہوئے۔ ہزاراں ہزار لوگ آپ کی صحبت بابرکت سے فیض یاب ہوئے اور سلسلہ آبادانیہ کی اشاعت ہوئی۔ آپ سے قبل حضرت کے دو خلفاء شیخ امین الزماں اسیونی اور شیخ کالے خاں بھٹ گانوی سے لکھنؤ و اطراف میں سلسلہ آبادانیہ کی اشاعت ہو رہی تھی یہ دونوں بزرگ ہدایت خلق اللہ اور تبلیغ دین اسلام میں مشغول تھے اور اپنے زمانہ کے مرجع خلائق تھے۔

نواب صاحب کا فیض، فیض آباد اور گرد و نواح میں عام تھا جب آپ کو فیض آباد میں تین سال ہو گئے تب آپ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت ایک بلند مقام پر تشریف فرما ہیں اور نواب صاحب سے فرما رہے ہیں کہ تم کو خدا کے سپرد کیا جب بیدار ہوئے خیال کیا کہ حضرت اس دنیا سے تشریف لے گئے یہ تاریخ ۱۸ ربیع الآخر ۱۲۲۰ھ مطابق ۱۸۰۵ء تھی۔ کچھ دن بعد برادران طریقت کے خطوط آئے کہ حضرت نے ۱۸ ربیع الآخر ۱۲۲۰ھ کو سفر آخرت اختیار فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

نواب صاحب فرماتے ہیں کہ جب حضرت کا وصال ہوا، میں نے خیال کیا کہ یاران طریقت شاہجہاں آباد میں خرقہ و کلاہ سے نوازے گئے ہوں گے اور میں دور افتادہ اس نعمت سے محروم رہا، یہ خیال دل میں بار بار آ رہا تھا کہ ردولی شریف کا عرس آیا اور میں شیخ العالم حضرت مخدوم شیخ احمد عبدالحق قدس سرہ کے عرس میں حاضر ہوا۔ یاران طریقت مثل شیخ رحم علی گورکھپوری مرزا میڈو بیگ الہ آبادی محمد مومن خاں مرزا محمد علی جو اس فقیر سے وابستہ تھے حاضر تھے یہ سب حضرت شیخ العالم کے مزار پر فاتحہ خوانی کے بعد مراقب ہوئے۔ فقیر کے مریدوں میں شیخ رحم علی گورکھپوری غایت درجہ کی کشفی نسبت اور حضرت شیخ العالم سے اویسی نسبت رکھتے ہیں، انھوں نے عالم مراقبہ میں دیکھا کہ حضرت شیخ العالم قبر شریف سے باہر تشریف لائے ہیں، آپ کے کاندھے پر پھولوں کی چادر ہے اور گلے میں پھولوں کا ہار ہے آپ فرما رہے ہیں امجد علی سے کہو کہ فقیر احمد جس وقت میری قبر کا غسل

کریں اس وقت حاضر ہیں ایک دستار اور خلعت ان کے لئے رکھی ہے، حضرت کے ارشاد سے شیخ رحم علی کی حالت دگر ہوگئی۔ شیخ رحم علی نے حضرت شیخ العالم کا ارشاد حضرت شاہ فقیر احمد سے بیان کیا۔ حضرت نے فرمایا واللہ نواب صاحب کے لئے دستار رکھی ہے اور حضرت شیخ العالم کی خلعت بھی، نواب صاحب مزار شریف کے غسل کے وقت حاضر رہے۔ غسل کے بعد حضرت شاہ فقیر احمد احمدی نے حضرت کے مزار اقدس کے بائیں رکھی ہوئی دستار نواب صاحب کے سر پر باندھی اسی وقت ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور ایک غلاف مزار شریف اور دو توشہ مزار شریف کے چبوترے پر رکھا۔

حضرت شاہ فقیر احمد نے فرمایا کہ اس قبر پوش میں سوائے صاحب سجادہ کے کسی دوسرے کا حصہ نہیں ہوتا اس فقیر کو کبھی ایسا اتفاق نہ ہوا کہ اس میں کسی دوسرے کی شرکت کی ہو حضرت شیخ العالم کا حکم ہوا کہ یہ دستار امجد علی کے لئے رکھ دو، اور میری خلعت بھی عطا کر دو، اور ہمارا توشہ اپنے ہاتھ سے کھلاؤ یہ قبر پوش آپ کے لئے ہے اور یہ قبر پوش حضرت شیخ العالم کی خلعت ہے۔

اس وقت حضرت شاہ فقیر احمد کی آنکھیں نم تھیں حضرت نے خلعت عنایت فرمائی اور دستار باندھی اور حضرت کا توشہ میٹھی روٹی اپنے ہاتھ سے کھلایا اور مزار شریف سے باہر تشریف لائے۔ تمام مشائخ و حاضرین مجلس نے مبارکباد دی۔ قوال نے اس وقت وہی غزل پڑھی جو غزل حضرت نے مجھے اجازت و خلافت کے وقت قوال سے پڑھوائی تھی ؎

صحبت یار بہ مے خانہ مبارک شد
مئی گل رنگ بہ پیمانہ مبارک شد

الحمد للہ حضرت کی توجہ سے میری آرزو پوری ہوئی اور یاران طریقت کے بارے میں جو خطرات پیدا ہو رہے تھے وہ دور ہوئے۔ (نور القلوب)

نواب صاحب نے حضرت کا فاتحہ چہلم فیض آباد میں کافی اہتمام سے کیا تمام شہر کی دعوت کی محفل نعت و سماع بھی منعقد کی جس میں تمام مشائخ و یاران طریقت شریک ہوئے شیخ نبی بخش مرید حضرت شاہ غلام علی نقشبندی دہلوی جو حضرت کی خدمت میں دہلی برابر حاضر ہوتے تھے بھی شریک محفل تھے۔ انھوں نے فرمایا کہ میں نے محفل میں دیکھا کہ آپ کے حضرت تشریف لائے ہیں اور آپ کے پاس بیٹھے ہیں حضرت کے کاندھے پر نیلگوں رومال ہے۔ آپ کی صورت اور حضرت کی صورت میں کوئی فرق نہیں ہے بعینہٖ آپ کی شکل میں تشریف لائے ہیں۔

نواب صاحب کو حضرت شیخ العالم سے نسبت اویسی حاصل تھی اور بلاواسطہ آپ کی روحانیت سے اجازت حاصل تھی نواب صاحب برابر ردولی شریف حاضر ہوتے اور مراقبہ کرتے۔ ایک بار مزار اقدس پر حاضر تھے کہ قرآن شریف کی آیت یُؤتِی مَن یَّشَاءُ وَاللّٰہُ ذُوالفَضلِ العَظِیمِ پڑھنے کی آواز آئی، نواب صاحب کو تعجب ہوا کہ کون شخص یہاں تلاوت کر رہا ہے دوبارہ پھر پڑھنے کی آواز آئی خیال کیا کہ کوئی شخص قرآن شریف پڑھ رہا ہوگا، جب مکرر آیت شریف پڑھنے کی آواز آئی تب سمجھ میں آیا کہ یہ آواز مزار شریف سے آرہی ہے اور یہ حضرت شیخ العالم کی آواز ہے یہ حضرت کی طرف سے اجازت وخلافت کی بشارت ہے اسی دوران نواب صاحب پر غنودگی طاری ہوئی دیکھا کہ حضرت شیخ العالم یہ آیت شریف تلاوت فرما رہے ہیں۔ اسی دوران صاحبزادہ میاں علی احمد ابن حضرت شاہ فقیر احمد احمدی تشریف لائے اور کاندھا پکڑ کر فرمایا کہ حضرت شاہ فقیر احمد فرما رہے ہیں کہ آپ کو حضرت شیخ العالم نے بلاواسطہ اجازت عطا فرمائی ہے ظاہری اجازت نامہ میں دے رہا ہوں۔ حضرت شاہ فقیر احمد احمدی نے خلافت نامہ کے ساتھ حضرت شیخ العالم کی خلعت و دستار بھی عنایت فرمائی۔ آپ نے سلاسل کی اجازت کے ساتھ دعائے حیدری اور حضرت شیخ العالم کے اسم اعظم کی اجازت بھی عطا فرمائی اور مثال خلافت سلسلہ صابریہ آبائیہ عطا فرمایا۔

نواب صاحب کو سلسلہ صابریہ کی مزید اجازت حضرت سید شاہ صابر بخش دہلوی سے حاصل تھی۔ نواب صاحب کو آفتاب چشتیاں حضرت مخدوم سید علاء الدین علی احمد صابری کلیری قدس سرہٗ سے نسبت اویسی حاصل تھی حضرت مخدوم پاک نے عالم رویا میں آپ کو اجازت وخلافت عطا فرمائی اور اپنے اسم اعظم کی اجازت بھی دی آپ نے حضرت سید شاہ صابر بخشؒ سے فرمایا کہ ہم نے امجد علی کو اجازت وخلافت دی ہے تم ہماری طرف سے مثال خلافت اور ہمارے اسم اعظم کی اجازت تحریر کر دو۔ حضرت سید شاہ صابر بخش نے مثال خلافت کے ساتھ آئینہ شغل دیدار اور تعویزات کی اجازت بھی عطا فرمائی۔

نواب صاحب کو قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی و سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی سے بھی فیض اویسی حاصل تھا، اس طرح کہ دونوں بزرگوں نے عالم رویا میں آپ کو دودھ پلایا اور سر پر دستار زریں باندھی اس کا تفصیلی ذکر نواب صاحب نے نور القلوب میں کیا ہے۔

نواب صاحب سید تھے خان اور نواب آپ کا خاندانی خطاب تھا۔ خانصاحب کے نام سے

زیادہ مشہور تھے حضرت مولوی مراد اللہ نقش بندی سے آپ کے دوستانہ مراسم تھے مولوی صاحب آپ کو خانصاحب کہا کرتے تھے۔ ایک دن مولوی صاحب تشریف لائے اور آپ کو میر صاحب سے مخاطب کیا نواب صاحب نے پوچھا مولوی صاحب کیا بات ہے، آپ آج میر صاحب کہہ رہے ہیں مولوی صاحب نے فرمایا کہ منتہی خاں جو ہمارے مریدین میں اعلیٰ درجہ کی کشفی نسبت رکھتے ہیں انھوں نے عالم مراقبہ میں آقائے دوعالم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی آپ کا ذکر آیا منتہی خاں نے کہا آج کل خانصاحب پریشانی میں مبتلا ہیں حضور نے فرمایا، انہیں خانصاحب نہ کہو میر صاحب کہو وہ ہماری آل سے ہیں۔ (نور القلوب) نواب صاحب پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص کرم تھا۔ ایک شب خواب میں دیکھا کہ آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں آپ کے سامنے دودھ سے بھرا پیالہ رکھا ہے آپ فرما رہے ہیں، اے امجد اسے پی لو، آپ نے عرض کیا، حضور پہلے نوش فرمائیں اور اپنا نوش کیا ہوا دودھ اس پیالہ میں ڈالدیں حضور نے عرض قبول کی اور اپنے منھ میں سے کچھ دودھ اس پیالہ میں ڈال دیا آپ نے اسے پی لیا یہ واقعہ آپ نے حضرت سے بیان کیا حضرت نے فرمایا یہ فیض محمدی کی بشارت ہے۔

نواب صاحب کو اپنے پیر و مرشد قطب ربانی عاشق الٰہی حضرت صوفی شاہ آبادانی کے علاوہ حضرت سید شاہ صابر بخش دہلوی حضرت شاہ فقیر احمد احمدی ردولوی حضرت شیخ لعل خاں کوٹ قاسمی عرف حضرت شیخ لاڈ خاں کوٹ قاسمی حضرت شاہ شرف الحق غلام شاہ مدنی سے اجازت و خلافت حاصل تھی حضرت شیخ لاڈ خاں کوٹ قاسمی حضرت سید امیر ابو العلی آگروی المعروف بہ سیدنا کے خلیفہ ہیں، حضرت شیخ شرف الحق غلام شاہ مدنی بنگالی قادریہ سلسلہ کے بزرگ ہیں آپ حضرت شیخ اسماعیل قادری کے خلیفہ تھے آپ کا سلسلہ حضرت سید عبد العزیز کے واسطے سے حضرت غوث اعظم سے ملتا ہے۔

نواب صاحب اپنے شیخ کے چہیتے مرید و خلیفہ تھے آپ انتیس ۲۹ سال شیخ کی خدمت میں رہے شیخ کے وصال کے بعد شیخ کے حالات پر ایک جامع کتاب فارسی میں لکھی جس کا نام نور القلوب ہے۔ یہ ۱۲۲۶ھ کی تصنیف ہے اس کا تاریخی نام ملفوظ میاں آبادانی ہے، اس فقیر نے تذکرہ آبادانیہ کی تصنیف میں اس کتاب سے بہت مدد حاصل ہے، بیشتر مواد اس کتاب سے لیا گیا ہے۔

نواب صاحب نے اکثر اذکار و وظائف کی تعلیم میں تجدید فرمائی جیسے پاس انفاس میں اسم ذات کے پہلے لفظ اللہ کو لطیفہ نفس کی جگہ لطیفہ قلب سے کرنے کے لئے فرمایا۔ آپ کا وصال ۲۲ رجب ۱۲۴۲ھ بقول بعضے ۱۲۴۳ھ یا ۱۲۴۴ھ یا ۱۲۴۵ھ میں اپنے آبائی وطن لکھنؤ میں ہوا، مزار احاطہ شکو میاں مقبول گنج لکھنؤ میں نیم کے درخت کے نیچے ہے قریب میں مسجد ہے آپ کے خاندان کے زیادہ تر افراد حیدرآباد دکن منتقل ہو گئے۔ وصال کے وقت مثنوی مولانا روم کا یہ شعر زبان پر جاری تھا، جس سے آپ کے عشق میں بلند مقام ہونے کا اندازہ ہوتا ہے ؎

وقت آں آمد کہ من عریاں شوم
جسم بگذارم سراسر جاں شوم

الموتُ جَسرٌ یُوصِلُ الحَبیبَ اِلَی الحَبیبِ موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست سے ملاتی ہے۔

نواب صاحب بافیض بزرگ ہیں مزار شریف سے ہنوز فیض جاری ہے یہ فقیر ملازمت کے سلسلہ میں لکھنؤ گیا، جاتے وقت والد حضرت مرشدی و مولائی مفتی شاہ محمد ابراہیم فریدی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ لکھنؤ حضرت نواب صاحب کے مزار پر حاضری دینا لکھنؤ میں ملازمت کے میڈیکل کے سلسلہ میں کچھ دشواری پیش آئی رمضان شریف کا مبارک مہینہ تھا، بحکم شیخ حاضر ہوا، دعا کی اور آپ کی طرف رجوع کیا، آپ نے نفی میں جواب دیا چنانچہ اس وقت میڈیکل کا کام نہیں ہو سکا، چند ماہ بعد دوبارہ لکھنؤ گیا کوشش کی اور حضرت کی طرف رجوع کیا آپ نے توجہ فرمائی اور کامیابی ہوئی۔

نواب صاحب سے ہزارہا ہزار اشخاص نے راہ ہدایت پائی ہزارہا ہزارہا لوگ آبادانی فیض سے فیضیاب ہوئے، آپ نے فیض آباد و اطراف میں حضرت صوفی شاہ آبادانی قدس سرہ کا توشہ جو مقبول بارگاہ ہے عام کیا، اس کے توسل سے ہزاروں اشخاص کی دعا قبول ہوئیں، آپ کا توشہ مزعفر یعنی عمدہ قسم کا زردہ ہے جس کا تفصیلی ذکر توشہ کے باب میں کیا گیا ہے۔

خلفاء نواب صاحب

نواب صاحب کے مریدین کی تعداد کثیر تھی، آپ نے مندرجہ ذیل مریدین کو اجازت وخلافت بخشی۔

(۱) حضرت صوفی مرزا میڈو بیگ الہ آبادی

آپ شروع میں حضرت مولانا مراد اللہ نقشبندی خلیفہ مولانا نعیم اللہ بہرائچی کی خدمت میں رہے اور سلوک کی تعلیم حاصل کی بعد میں حضرت نواب صاحب سے بیعت ہوکر راہ سلوک کی تعلیم حاصل کی اور سلوک طے کیا۔ نواب صاحب نے آپ کو ۱۲ سال تک لطیفہ قلب پر مشق کرائی۔ بڑے عابد وزاہد صاحب کشف وکرامت بزرگ تھے، نواب صاحب کے انتقال کے بعد آپ بہرائچ اور وہاں سے بھدوہی ضلع بنارس تشریف لے گئے۔ شعبان ۱۲۶۲ھ میں بھدوہی میں انتقال ہوا اور وہیں دفن ہوئے۔ آپ تقریباً پچیس سال شیخ کی خدمت میں رہے، آپ سے ہزاروں اشخاص نے راہ ہدایت پائی۔ حضرت مولانا نصر اللہ خاں خورجوی نے بیاض دلکشا میں آپ کے دو خلفاء کا تذکرہ کیا ہے۔

(۱) حضرت حافظ جان محمد

آپ محلہ مدنپورہ بنارس کے رہنے والے تھے، حضرت مرزا میڈو بیگ سے قادری سلسلہ میں بیعت ہوکر سلوک کی تعلیم حاصل کی سلوک طے ہونے کے بعد اجازت وخلافت پائی، آپ بنارس سے حیدر آباد تشریف لے گئے اور ہدایت خلق اللہ میں مشغول ہوئے۔

(۲) حضرت دوست محمد

آپ بھی محلہ مدنپورہ بنارس کے رہنے والے تھے، مرزا صاحب سے بیعت ہوکر سلوک کی تعلیم حاصل کی اور سلوک طے کیا۔ اجازت وخلافت ملنے کے بعد مدنپورہ بنارس میں رہ کر

ہدایت خلق اللہ میں مشغول ہوئے۔

(۲) حضرت میاں امام بخش لکھنوی

آپ نواب صاحب کے خلیفہ دوم ہیں، سلوک طے ہونے کے بعد اجازت و خلافت حاصل کی، خلافت ملنے کے کچھ عرصہ بعد آپ کا انتقال ہوگیا آپ کا مزار لکھنؤ میں ہے لیکن کس جگہ ہے معلوم نہ ہوسکا، آپ نے کسی کو اپنا جانشین نہیں بنایا۔

(۳) حضرت شاہ خیرات علی

آپ نواب صاحب کے خلیفہ سوم ہیں۔ بڑے متقی پرہیزگار و صاحب فیض بزرگ ہوئے ہیں، ہزاروں اشخاص آپ سے فیضیاب ہوئے، آپ کاکوری شریف کے رہنے والے تھے، نواب صاحب سے بیعت ہوکر اجازت و خلافت حاصل کی۔ خلافت ملنے کے بعد آپ دہلی تشریف لائے، اور ہزاروں اشخاص کو داخل سلسلہ کیا، دہلی سے شہر الور تشریف لے گئے اور وہیں انتقال فرمایا۔ آپ کے خلیفہ و سجادہ حضرت شاہ احمد علی اور ان کے خلیفہ حضرت شاہ امانت علی غازی پوری ہوئے، حضرت شاہ احمد علی اور حضرت شاہ امانت علی کے مزار نواب صاحب کے مزار کے قریب ہیں۔

(۴) حضرت سید شاہ گوجری قادری

آپ حضرت غوث اعظم کی اولاد پاک نہاد تھے۔ نہایت پاک باز و متقی و پرہیزگار تھے۔ شیخ کامل کی تلاش میں کوہ و دشت و دریا کا سفر طے کرتے ہوئے لکھنؤ آئے اثنائے سفر میں آپ کے معتقدین کی تعداد کثیر ہوگئی کچھ لوگ آپ کے زہد و تقوی اور کچھ لوگ بسبب اولاد حضرت غوث اعظم کے آپ کے معتقد ہوئے۔ لکھنؤ آکر حضرت نواب صاحب سے ملاقات کی اور بیعت ہوکر سلوک کی تعلیم حاصل کی، اور اجازت و خلافت حاصل کی۔ آپ رجال الغیب میں شامل ہوگئے تھے اور لکھنؤ سے پنجاب کی جانب تشریف لے گئے اور وہیں انتقال فرمایا۔ پنجاب میں کب اور کس مقام پر انتقال ہوا معلوم نہیں۔

(۵) حضرت شیخ رحم علی گورکھپوری ثم فیض آبادی

آپ نواب صاحب کے خلیفہ پنجم ہیں۔ بڑے پائے کے عارف باللہ اور صاحب نسبت بزرگ تھے آپ پر کشف بہت ہوتا تھا، بہت سی باتوں کی اطلاع آپ کو کشف سے ہوجاتی تھی۔ آپ نواب صاحب سے فیض آباد میں قیام کے دوران بیعت ہوئے سلوک کی تعلیم حاصل کی اور اجازت و خلافت حاصل کی۔ نواب صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے مریدین میں شیخ رحم علی سلمہ گورکھپوری غایت درجہ کی کشفی نسبت رکھتے ہیں (نور القلوب) جب عاشق الٰہی قطب ربانی حضرت صوفی شاہ آبادانی علیہ الرحمتہ نے وصال سے قبل چند خلفاء مریدین کو خرقہ وکلاہ سے ممتاز کیا اس وقت نواب صاحب کو احساس ہوا کہ میں اس نعمت عظمیٰ سے محروم رہا، انہیں ایام میں ردولی شریف کا عرس آیا نواب صاحب اپنے مریدین مثل شیخ رحم علی گورکھپوری مرزا میڈو بیگ محمد مومن خاں مرزا محمد علی کے ساتھ عرس میں حاضر ہوئے، ان سب حضرات نے فاتحہ خوانی کے بعد حضرت شیخ العالم کے مزار پر مراقبہ کیا۔ شیخ رحم علی کو حضرت شیخ العالم سے غایت درجہ کی کشفی نسبت حاصل تھی، انھوں نے مراقبہ میں دیکھا کہ حضرت شیخ العالم پھولوں کی چادر اوڑھے ہوئے قبر سے باہر تشریف لائے ہیں آپ کے گلے میں بھی پھولوں کا ہار ہے، آپ نے فرمایا رحم علی، امجد علی سے کہو کہ جس وقت فقیر احمد میری قبر کو غسل دیں اس وقت موجود ہیں، ان کے لئے ایک دستار و خلعت رکھی ہے۔

حضرت مولانا نصر اللہ خاں خوشگی بیاض دلکشا میں لکھتے ہیں کہ ہمارے حضرت یعنی حضرت سید شاہ عبد العلیم قادری لوہاروی قدس سرہ کو اگر کوئی بات دریافت کرنا ہوتی تو حضرت شیخ رحم علی سے دریافت کرتے، آپ بزرگوں کی روحانیت کی طرف متوجہ ہوکر کشف سے بتا دیتے۔ آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور بہت سے بزرگوں سے اویسی نسبت حاصل تھی آپ کا وصال فیض آباد میں ہوا اور یہیں دفن کئے گئے۔

(۶) حضرت میاں کلّو صاحب

آپ نواب صاحب کے خلیفہ ششم ہیں۔

آپ میاں کلّو نوربافؒ کے نام سے مشہور تھے۔ آپ حیدرگنج میں رہتے تھے۔ فیض آباد میں نواب صاحب سے بیعت ہوکر سلوک کی تعلیم حاصل کی اور اجازت و خلافت پائی۔

(۷) حضرت سید شاہ امیر علی

آپ نواب صاحب کے خلیفہ مفہم ہیں، بڑے پابند سنت متقی و پرہیزگار تھے۔ چہرہ بارونق تھا ع "جن کو دیکھے سے خدا یاد آئے" کی مثل تھے۔ نواب صاحب سے بیعت ہوکر سلوک کی تعلیم حاصل کی سلوک طے ہونے کے بعد اجازت و خلافت سے سرفراز کئے گئے۔ نواب صاحب کے وصال کے بعد آپ جانشین و سجادہ نشیں ہوئے۔ نواب صاحب نے وصال کے وقت اپنا کلاہ و خرقہ اور دیگر تبرکات جو شیخ سے ملے تھے وہ سب آپ کو عنایت کئے اور اپنا جانشین بنایا اور یاران طریقت سے بدرپیش کروائیں۔ رہروان طریقت کی تعلیم اور ہدایت خلق اللہ آپ کے سپرد کی۔

آپ بہت سے بزرگوں سے فیضیاب تھے۔ سلسلہ چشتیہ صابریہ کی خصوصی اجازت حضرت شیخ العالم قدس سرہ سے بلاواسطہ حاصل تھی۔ آپ صاحب حال بزرگ تھے حالتِ وجد میں تین تین روز تک رہتے نہایت بابرکت تھے۔ آپ کا انتقال ۱۷ ربیع الثانی ۱۲۶۳ھ کو چاشت کے وقت قصبہ مورانواں ضلع اناؤ میں ہوا، مزار شریف قصبہ مورانواں میں ہے آپ سے ہزاروں اشخاص فیضیاب ہوئے مریدین کی تعداد کثیر تھی۔ آپ کے پانچ مشہور خلفاء مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) شیخ محمد قاسم مورانوی

آپ حضرت سید امیر علی شاہ کے خلیفہ اول ہیں۔ بڑی قوی نسبت رکھتے تھے، سینکڑوں لوگ آپ سے فیضیاب ہوئے اور داخل سلسلہ ہوئے آپ نے کسی کو اجازت نہ دی۔ آپ کا مزار شریف مورانوں میں ہے۔

(۲) شیخ احمد علی مورانوی

آپ خلیفہ دوم ہیں، صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے سینکڑوں اشخاص مرید تھے مگر کسی کو خلیفہ نہیں بنایا آپ کا مزار مورانواں میں ہے۔

(۳) حضرت سید محمد سعادت علی خاں دہلوی | آپ نواب صاحب کے برادر زادہ تھے دہلی کے باشندے تھے حضرت سید امیر علی شاہ سے حصول بیعت کے لئے ۱۲۵۶ھ میں دہلی سے لکھنؤ آئے اور بیعت حاصل کی۔ شیخ کی توجہہ سے بہت جلد مقامات طے کئے اور اجازت وخلافت حاصل کی آپ نے دہلی میں کچھ لوگوں کو داخل سلسلہ آبادانیہ کیا کچھ عرصہ بعد الور تشریف لے گئے اور وہاں سے بسلسلہ ملازمت اسماعیل پور نزد الور گئے یہ علاقہ کفرستان تھا اور کوئی خدا اور رسول کا نام نہ جانتا تھا، یہاں آپ نے دین کی تبلیغ کی سینکڑوں لوگوں نے آپ سے راہ ہدایت پائی سینکڑوں اشخاص کو سلسلہ آبادانیہ میں داخل کر کے سلوک کی تعلیم دی۔ آپ باہمت مرد درویش صاحب کمال تھے۔

(۴) حضرت سید محمد عباس رضوی دہلوی | آپ نواب صاحب کے نواسہ تھے۔ اپنے زمانہ میں فخر خاندان طریقت اور رونق سلسلہ آبادانیہ تھے، حضرت سید امیر علی شاہ سے سلسلہ آبادانیہ میں بیعت ہوئے بچپن سے شیخ کی خدمت میں رہے شیخ کی خصوصی توجہہ سے بہت جلد سلوک طے کیا اور اجازت وخلافت حاصل کی۔ شیخ نے اپنے آخری ایام میں جامع البرکات والحسنات سید السادات حضرت مولانا میر محمد زکریا رحمتہ اللہ علیہ کی کلاہ عنایت فرمائی۔ آپ بڑے عارف باللہ صوفی وصافی تھے سینکڑوں افراد کو داخل سلسلہ آبادانیہ کیا اور سینکڑوں کو راہ ہدایت دکھائی۔ آپ اَلوَلَدُ سِرَّ الاَبِیہ کے مصداق تھے۔ آپ کا مزار نواب صاحب کے مزار کے قریب ہے۔

(۵) حضرت سید عبدالعزیز شاہ | آپ حضرت امیر علی شاہ کے صاحبزادہ خلیفہ وجانشیں تھے علم ظاہر وباطن والدہی سے حاصل کیا، والدہی کے دست حق پرست پر سلسلہ آبادانیہ میں بیعت ہو کر سلوک کی تعلیم حاصل کی اور اجازت وخلافت پائی۔ وصال کے وقت والد حضرت نے وہ تمام تبرکات جو بزرگوں سے ملے تھے سب آپ کو عنایت فرمائے اور اپنا نائب وجانشین مقرر کیا۔ علاقہ مظفر نگر اور بجنور میں آپ کے مریدین کی خاصی تعداد تھی۔ آئینہ مبارک میں لکھا ہے کہ آپ کا مزار نواب صاحب کے مزار کے قریب ہے

حضرت صوفی اللہ یار خاں رومی

آپ عاشق الٰہی قطب ربانی حضرت صوفی شاہ آبادانی قدس سرہٗ کے خلیفہ سوم ہیں۔ بڑے متقی و پرہیزگار تھے۔ جوانی کے ایام میں حضرت کے دست حق پرست پر توبہ کرکے داخل سلسلہ عالیہ قادریہ نقشبندیہ ہوئے۔ آپ کا اخلاق بہت وسیع تھا۔ فقراء و غربا کی خوب مدد فرماتے اس لئے لوگ آپ کو کہف الفقراء والغرباء کہتے تھے۔

آپ کے والد کا نام طہماس بیگ خاں ردمی تھا آپ روم کے رہنے والے تھے لیکن آپ کی پیدائش دہلی شہر شاہ جہاں آباد میں ہوئی آپ سردار اور سردار زادے تھے اور شاہی محل میں اعلیٰ عہدہ پر فائز تھے۔ بچپن سے متقی و پرہیزگار تھے اخلاق وسیع تھا۔ آپ کے بیعت ہونے کا واقعہ اس طرح ہے کہ جب زہد و عبادت کے باوجود فقر کی دولت سے محرومی رہی تو ایک دن حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے عرس میں حاضر ہوئے۔ بہت سے مشائخ و صوفیا و سلطان زماں اس نورانی محفل میں شریک تھے حضرت صوفی صاحب بھی محفل میں تھے۔ حضرت صوفی صاحب کی نسبت بہت قوی تھی۔ جس طرف بھی نظر و توجہ فرماتے اسی طرف محفل میں لوگوں پر کیفیت طاری ہوجاتی اور لوگ وجد میں آجاتے کسی کی ہمت نہ ہوتی کہ آپ سے نظر میں ملا سکے توجہ کا ایسا اثر تھا کہ لوگ ایک دوسرے سے خوب معانقہ کرتے اپنی طرف کھینچتے زمین پر گرتے آہ و فغاں کرتے نعرہ لگاتے اور بیہوش ہوجاتے۔ اس مبارک محفل میں بھی یہی کیفیت تھی۔ صوفی اللہ یار خاں رومی اپنے چھوٹے بھائی محمد یار خاں رومی کے ساتھ اس محفل میں شریک ہوئے۔ حضرت کی قوی نسبت دیکھ کر بہت متاثر ہوئے اتفاقاً آپ پر حضرت کی توجہ ہوئی جس سے کیفیت طاری ہوئی اس توجہ سے آپ کے دل میں عشق الٰہی پیدا ہوا اور نقش دوئی مٹ گیا آپ کو عجب لطف آیا۔ اس محفل میں نواب صاحب اور حضرت کے دیگر مریدین بھی حاضر تھے نواب صاحب محفل میں حضرت کے بائیں جانب بیٹھے تھے۔

کچھ دن بعد صوفی اللہ یار خاں رومی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ

مجھے بھی حضرت کچھ درود وظائف کی تعلیم دیں تاکہ مجھے بھی فقر کی دولت حاصل ہو حضرت نے مسکرا کر فرمایا تم درود وظائف کا شوق رکھتے ہو الحمدللہ تمہارا نام بھی اللہ سے محبت رکھنے والا ہے۔ یہ فقیر سوائے حق سبحانہ تعالیٰ کے نام کے دوسری چیز نہیں جانتا۔ ایسا کرو کہ آج کی شب غسل کرو نیا کپڑا پہنو اور قبلہ رو ہو کر سو مرتبہ سورہ اخلاص اول آخر ۱۱ مرتبہ درود شریف پڑھو اور الہام ربانی اور انعام کے منتظر رہو دیکھو خواب میں عالم غیب سے کیا چیز ظاہر ہوتی ہے۔

صوفی اللہ یار خاں صاحب نے حضرت کے ارشاد کے مطابق عمل کیا۔ الہام و انعام ربانی کے نزول کے وقت یعنی تیسرے پہر شب میں دیکھا کہ ایک عالی شان تخت پر بادشاہ جلوہ افروز ہے سارا محل اس کے نور سے جگ مگا رہا ہے ہر فرد کیا بچہ کیا جوان کیا بزرگ سب اس کی حضوری میں دست بستہ کھڑے ہیں آپ کی والدہ بھی دست بستہ حضوری میں حاضر ہیں وہ بادشاہ نہایت احترام و عظمت والا ہے۔ صاحب عظمت و احترام بادشاہ نے آپ کی والدہ سے فرمایا کہ میرے پاس ایک بیش قیمت چیز ہے میں چاہتا ہوں کہ کسی کو دوں تاکہ وہ باہر لوگوں میں تقسیم کر دے۔ والدہ نے کہا بہتر ہے اس کام کے لئے انھوں نے آپ کا نام تجویز کیا اور آپ کو حضوری میں پیش کیا۔

آپ نے دیکھا کہ بادشاہ کے دونوں طرف دو خچر کھڑے ہیں جن پر اشرفیاں لدی ہوئی ہیں بادشاہ نے فرمایا یہ دونوں اشرفیوں کی تھیلی لے لو اور باہر جا کر تقسیم کر دو۔ صبح کو آپ نے حضرت سے خواب بیان کیا۔ حضرت خوش ہوئے اور فرمایا کہ یہ فقر کی دولت ابدی و نعمت سرمدی تمہارے نصیب میں ہے۔ جو صاحب عظمت و احترام بادشاہ جن کے نور سے محل جگ مگا رہا تھا وہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور دو تھیلی جو اشرفیوں سے بھری ہوئی تم کو دی گئی اس سے مراد سلسلہ عالیہ قادریہ نقشبندیہ ہے تقسیم کرنے کے حکم سے مراد لوگوں کو فیض پہونچانا ہے۔

اس خواب کے چند دن بعد حضرت نے آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ نقشبندیہ میں بیعت کیا سلوک طے کرا کر اجازت و خلافت بخشی۔ حضرت آپ پر خصوصی توجہ فرماتے اور اکثر محافل میں اپنے ساتھ لے جاتے حضرت کے یہاں عرس و نیاز کی محفل میں آپ لنگر تقسیم کرتے حضرت نے بیماری کے ایام میں آپ کو بطور خادم خاص اپنے پاس رکھا۔ رحلت کے وقت جب خلفاء کو دوبارہ خرقہ و کلاہ عنایت فرمایا اس وقت نواب صاحب فیض آباد کو آبادانی فیض سے فیضاب کر رہے تھے

ان کا خرقہ و کلاہ بطور امانت کے آپ کو دیا جو آپنے وصال کے بعد نواب صاحب کو فیض آباد پہونچایا اور حضرت کے انتقال کی خبر دی گرچہ نواب صاحب کو کشف سے اس کی اطلاع ہوگئی تھی۔ حضرت کے وصال کے وقت ملک الموت ایک بلند قامت شخص وجیہہ چہرہ گندمی رنگ سیاہ لباس پہنے ہوئے اہل ملتان کے مشابہ آیا۔ اور آپ سے کہا کہ کابل سے حضرت کی ملاقات کے لئے آیا ہوں میری حضرت سے ملاقات کرادیجئے۔

حضرت کے وصال کے بعد آپ نے بطور نائب کے خلق اللہ کی خدمت کی اور ان کو راہ ہدایت دکھائی۔ آپ سے دونوں سلسلہ قادریہ نقشبندیہ کی خوب اشاعت ہوئی۔

آپ صاحب کشف و کرامت اور مقبول بارگاہ رب العزت تھے۔ آپ کی کرامات بہت ہیں آپ کا وجود بڑا نیک تھا۔ پیر و مرشد آپ کی تعریف کیا کرتے تھے آپ کی توجہ سے بہت سے لوگوں کو آقائے دو عالم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ کی صحیح تاریخ وفات معلوم نہ ہوسکی اور یہ بھی نہ معلوم ہوسکا کہ سلسلہ آبادانیہ کی جو شاخ آپ سے چلی وہ اب کس طرف فیض رسانی کر رہی ہے۔

۴۔ حضرت حاجی مکھو بیگ دہلوی

آپ عاشق الٰہی قطب ربانی حضرت صوفی شاہ آبادانی قدس سرہ کے خلیفہ چہارم ہیں آپ مرزا خاندان سے تعلق رکھتے تھے آپ کا گھرانہ دہلی میں بہت باعزت تھا۔ آپ نازک مزاج عالی ہمت اور بلند استعداد خوش طبع انسان تھے۔ اکثر ظریفانہ گفتگو فرماتے تھے۔ آپ کے بیعت ہونے کا واقعہ اس طرح ہے کہ ایک دن آپ احباب کے ساتھ ظریفانہ انداز میں گفتگو کر رہے تھے احباب نے کہا ایسا لگتا ہے کہ آپ حج کو جائیں گے احباب کی یہ بات آپ کے دل کو لگ گئی اور اس کا آپ پر بہت اثر ہوا۔ غیرت اسلام دامنگیر ہوئی۔ نازک بدن اور نازک پرورش ہونے کے باوجود بے سروسامانی کی حالت میں اسی وقت پاپیادہ حج کا ارادہ کیا اور دوستوں سے کہا ہم پاپیادہ حج کو جارہے ہیں خدا پر بھروسہ کرکے سفر شروع کیا۔

دو قدم بھی نہیں چلنے کی طاقت مجھ میں
شوق ہے کہ لئے جاتا ہے میں کیا جاتا ہوں (امیر مینائی)

ذوق و شوق میں راستے کے مصائب و پریشانیاں اٹھاتے ہوئے مکہ شریف پہونچے اس دشوار کن راستہ میں چند رفیق بھی مل گئے اور قافلہ بن گیا ؎

میں اکیلا چلا تھا جانب منزل مگر
لوگ ساتھ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا (مجروح سلطانپوری)

بیت اللہ شریف زاد اللہ شرفا و تعظیماً پہونچ کر حج مبارک کیا آپ وہاں سات سال رہے اور سات حج کئے اس کے بعد مدینہ منورہ روضہ اقدس پر حاضر ہوئے اس کے بعد انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کے مزارت کی زیارت کرتے ہوئے سات سال بعد ہندوستان واپس آئے۔ اس مبارک سفر میں بہت سے اولیاء اللہ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران ۲ سال عارف باللہ حضرت سید صفی اللہ قدس سرہٗ کی خدمت میں رہے مگر گوہر مقصود حاصل نہ ہوا اس کے بعد حضرت نصیب شاہ صاحب جو اپنے وقت کے عارف کامل اور مرد درویش تھے ان کی خدمت میں دو سال رہے مگر گوہر مقصود یہاں بھی حاصل نہ ہوا ایک دن حضرت نصیب شاہ نے نور باطن سے بتایا کہ آپ کا حصہ ہندوستان میں ہے یہ نعمت عظمیٰ وہیں حاصل ہوگی اور گوہر مقصود بھی وہیں حاصل ہوگا۔

حاجی صاحب ہندوستان آئے اس زمانہ میں سلطان العاشقین حضرت مولانا فخر الدین محب النبی قدس سرہٗ کا فیض عام تھا آپ کی ولایت کا ڈنکا بج رہا تھا دور دور سے عقیدت مند آکر شرف بیعت حاصل کر رہے تھے حاجی صاحب بھی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے کئی دن کی حاضری کے بعد بیعت کے لئے عرض کیا۔ حضرت کا طریقہ تھا کہ جو بیعت کے لئے آتا اس کا نام دریافت کرتے۔ آپ سے بھی نام دریافت کیا حضرت نے فرمایا، تمہارا حصہ ہمارے خاندان میں نہیں ہے یہ سنکر بہت مایوس ہوئے چار و ناچار صوفی اللہ یار خاں رومی یکہ از خلفاء حضرت شاہ آبادانی کے پاس آئے سارا واقعہ بیان کیا اور اپنے شوق کا اظہار کیا صوفی اللہ یار خاں آپ کو اپنے شیخ حضرت صوفی شاہ آبادانی قدس سرہٗ کی خدمت میں لے گئے جیسے ہی حضرت

کی خدمت میں پہونچے نسبت آبادانیہ نے آپکو گھیر لیا حضرت کمال لطف و مہربانی سے پیش آئے اور قوی نسبت و توجہ سے اپنا گرویدہ بنالیا بیعت کی درخواست قبول کی اور فرمایا تمہارا حصہ ہمارے خاندان میں ہے یہ کہہ کر آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کیا اور تعلیم و تربیت فرمائی۔ آپ اس قدر شیخ کے عاشق تھے کہ ایک لمحہ بھی شیخ سے جدائی برداشت نہ کرتے شیخ سے بہت محبت کرتے۔

کچھ عرصہ بعد آپ کو دوبارہ حج کا شوق ہوا آپ نے حضرت سے اجازت چاہی حضرت نے فرمایا ابھی کچھ عرصہ رکو ہم بھی حج مبارک کا ارادہ رکھتے ہیں انشاء اللہ ہم اور آپ دونوں ایک ساتھ حج کو جائیں گے۔ آپ حضرت سے بار بار حج پر جانے کی اجازت کے لئے عرض کرتے حضرت فرماتے ابھی صبر کرو ہم اور آپ دونوں یکجا حج کو جائیں گے حضرت چاہتے تھے کہ پہلے سلوک طے ہو جائے پھر حج کو جائیں۔ غلبہ شوق میں ایک دن نہایت عاجزی و انکساری سے عرض کیا اور اجازت چاہی حضرت کو کشف سے معلوم ہوا کہ حاجی صاحب بیچ سفر سے واپس آئیں۔ گھر صرف کچھ عرصہ کی جدائی مقصود ہے آپ نے اجازت دے دی۔ حاجی صاحب عازم سفر حجاز ہوئے۔ حضرت اکثر فرمایا کرتے تھے کہ حاجی صاحب حج کے لئے گئے ہیں مگر ان کی قسمت میں حج نہیں ہے وہ راستہ سے ہی واپس آجائیں گے۔ سکندرآباد میں ایک مجذوب سے ملاقات ہوئی اس نے حاجی صاحب کو دیکھ کر یہ شعر پڑھا۔

یار در خانۂ و من گرد جہاں میگردم
آب در کوزۂ و من تشنہ لباں میگردم

شعر کو سنتے ہی آہ و نالہ و گریہ و زاری پیدا ہوگئی اسے غیبی تنبیہ سمجھ کر حج کا ارادہ ملتوی کیا اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت حاضرین سے کہہ رہے تھے دیکھو حاجی صاحب آرہے ہیں اسی درمیان شور و فغاں بلند ہوا اور حاجی صاحب مصرعہ ع

بگرد کعبہ کے گردم کہ کوئی یار من کعبہ است

پڑھتے ہوئے گریہ زاری کے ساتھ حاضر ہوئے۔ حضرت مسکرائے اور فرمایا مرحبا مرحبا خوش آمدید "وقت ما را خوش گردید"۔ حضرت کی زبان سے خوش کلمات سن کر آتش شوق اور بڑھ گئی اور زیادہ گریہ طاری ہوا۔ افاقہ ہونے پر سارا واقعہ بیان کیا اور معافی چاہی۔

حضرت نے وفات سے قبل آپ کو خرقہ خلافت عطا فرمایا اور وصیت فرمائی کہ حاجی صاحب کی قبر میرے قبر کے برابر بنائی جائے انہیں دور نہ دفن کیا جائے حضرت کے حکم کے مطابق آپ کی قبر حضرت کے برابر بنائی گئی۔ آپ عاشق پیر تھے۔ فنافی الشیخ میں اعلیٰ مقام تھا۔ زندگی بھر شیخ سے جدا نہ ہوئے اور بعد مرنے کے بھی قریب رہے۔ حضرت کے انتقال کے بعد طالبان راہ سلوک کی تعلیم میں مشغول ہوئے۔ بڑے صاحب نسبت اور صاحب کشف وکرامت تھے آپ کی صحیح تاریخ وصال معلوم نہ ہوسکی۔ افسوس کہ اب قبر شریف کا نشان بھی باقی نہیں ع

مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے

شہزادۂ حضرت مرزا حاجی صاحب

آپ شاہ عالم ثانی بادشاہ ہند کے برادر زادہ اور داماد تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب قطب السلطنت امیر تیمور گرگانی سے ملتا ہے۔ جوانی میں حضرت کے دست حق پرست پر داخل سلسلہ عالیہ قادریہ ہوئے صالح جوان متقی تھے ظاہر و باطن زہد و تقوی سے آراستہ و پیراستہ تھا حضرت نے کمال لطف و مہربانی سے آپ کی تعلیم و تربیت فرمائی اور سلوک طے ہونے کے بعد اجازت و خلافت بخشی۔ قلعہ معلی میں حضرت کے مریدین کی کثیر تعداد تھی بادشاہ ہند شاہ عالم ثانی بھی حضرت سے ارادت رکھتا تھا۔ حضرت نے آپ کو قلعہ میں وابستگان سلسلہ کی تعلیم و تربیت کے لیے مقرر فرمایا تھا۔ حضرت نے وصال کے وقت چند خلفاء و مریدین کو دوبارہ خرقہ و کلاہ عنایت فرمائی اس وقت آپ نے صوفی اللہ یار خاں رومی سے فرمایا کہ مرزا حاجی صاحب کو بھی میری طرف سے مثال خلافت تحریر کرو اس میں لکھو کہ قلعہ معلی کے مریدین و وابستگان سلسلہ جس میں عورت مرد جوان بوڑھے بادشاہ سب شامل ہیں کی تعلیم آپ کے سپرد کی جاتی ہے۔ صوفی اللہ یار خاں رومی نے حضرت کی طرف سے مثال خلافت تحریر کی حضرت نے اپنا خاص نیلگوں رومال جو آپ کے کاندھے پر تھا اتار کر صوفی صاحب کو دیا کہ یہ ہمارا رومال مثال خلافت کے ساتھ مرزا حاجی صاحب کو بھیجدو۔ اتفاق سے اس رومال میں ایک

قلم تراش بندھا ہوا تھا صوفی صاحب نے اس کو کھولنا چاہا حضرت کی نگاہ یک بیک رومال پر پڑی آپ نے فرمایا صوفی صاحب سلاطین کی خلعت بے ساز و سامان کے نہیں جانا چاہیئے یہ معہ قلم تراش کے ہی جانا چاہیے مزید فرمایا کہ قلعہ معلّٰی کے وابستگان سلسلہ کے نام ایک رقعہ بھی لکھو جس میں تحریر کرو کہ مرزا حاجی صاحب ہمارے قائم مقام ہیں انہیں ہمارا نائب سمجھا جائے ان کے حکم کی تعمیل کی جائے اور حکم عدولی نہ کی جائے قلعہ معلّٰی کے وابستگان کی تعلیم و تربیت کے لئے انہیں مقرر کیا جاتا ہے اگر کسی کو راہ حق کے طلب میں کوئی دشواری پیش آئے تو ان کی طرف رجوع کرے (نور القلوب)

مرزا حاجی صاحب عاشق پیر تھے شیخ کی محبت میں اپنے ظاہر و باطن کو شیخ کے مثل بنالیا تھا۔ باوجود عیش و آرام کے تمام سامان مہیا ہونے اور شہزادہ و نسبت دامادی بادشاہ کے فقیرانہ زندگی بسر کرتے تھے فقیر نواز تھے۔ ساری عمر زہد و تقوی میں گزاری نسبت قوی تھی۔ بہت سے مریدین کا سلوک طے کرایا۔ تاحیات قلعہ معلّٰی میں دین کی تبلیغ کرتے رہے سنت نبوی کے پابند مرد درویش اور ولی صاحب کرامت تھے ع

آسماں ان کی لحد پر گل افشانی کرے

حضرت شیخ کلّو دہلوی

عارف باللہ حضرت شیخ کلّو دہلوی قطب ربانی عاشق الٰہی حضرت صوفی شاہ آبادانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ششم ہیں آپ کا نسبی سلسلہ خلیفہ اوّل امیر المومنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے آپ جوانی میں حضرت سے بیعت ہوئے سلسلہ کے اذکار و وظائف پابندی سے کیے سلوک طے ہونے کے بعد حضرت نے اجازت و خلافت بخشی۔ آپ کی نسبت بہت قوی تھی۔ آپ تارک الدنیا مستغرق الحال اور مشغول الاحوال تھے وحدۃ الوجود میں اعلیٰ مقام تھا ہر شئی میں خدا کا وجود نظر آتا تھا اور ہر آواز اس کی ہی آواز معلوم ہوتی تھی اکثر و بیشتر جب کوئی آواز سنتے تو دوست کی آواز سمجھ کر رقص کرنے لگتے ایک بار دیوار کے پیچھے سے خر کے بولنے کی آواز آئی آپ کو کیفیت ہوگئی۔

جس جگہ زمین پر قدم رکھتے تھے سجدہ کرتے تھے پیشاب (استنجا) کرنے میں بہت احتیاط کرتے اور کہتے تھے کہ کس جگہ استنجا کروں کہ ہر جگہ اللہ کا نقش ہے اور کوئی اللہ کے نقش سے خالی نہیں ہے جب استنجا نہ کرنے سے کافی پریشان ہوئے تو حضرت سے عرض کیا۔ حضرت نے فرمایا میاں کلو وہم نہ کرو ہر جا اللہ کا نقش ہے تم اپنے دل میں ایک نقش جمالو وہی کافی ہے حضرت کے ارشاد کے بعد آپ نے استنجا کرنا شروع کیا۔

ایک بار کا واقعہ ہے کہ اہل جندل جندل کا کام کر رہے تھے جیسے ہی جندل کی آواز آپ کے کان میں پڑی کیفیت طاری ہوئی جندل کی طرف بھاگے اور کہا یہ تو دوست کی آواز ہے یہ کہہ کر جندل دبڑا پتھر پر گر پڑے اور بے ہوش ہو گئے اہل جندل اپنے کام میں لگے رہے آپ پر ذرا بھی ضرب کا اثر نہ ہوا لوگوں نے جب آپ کو نیچے پڑا دیکھا تو اٹھایا اور حضرت کے پاس لائے حضرت آب دیدہ ہوئے اور ہندی کا یہ دوہا پڑھا ؎

میاں کلو جوہری مرے تو ہم مریں نا ترمری بلائے
سانچے گرد کا بالکا مرے نہ مارا جائے

آپ کے اور بھی بہت سے عجیب و غریب حالات ہیں آپ کا انتقال حضرت کی زندگی میں ۱۱۹۸ھ میں ہوا۔

(۷) حضرت حافظ شاہ احسان علی فریدی

آپ کا تفصیلی ذکر اگلے صفحات میں آئے گا۔

(۸) حضرت کالے خاں بھٹ گانوی

آپ عاشق الٰہی قطب ربانی حضرت صوفی شاہ آبادانی قدس سرہ کے خلیفہ مہتمم ہیں آپ موضع بھٹ گاؤں ضلع لکھنؤ کے باشندہ تھے۔ دہلی آکر حضرت سے سلسلہ قادریہ میں بیعت ہوئے اور طریقت کی تعلیم حاصل کی سلوک طے ہونے کے بعد اجازت و خلافت حاصل کی حضرت نے آپ کو خاص طریقہ سے سلسلہ نقشبندیہ کی بھی اجازت عطا فرمائی تھی مرد درویش و باکمال

بزرگ تھے آپ کا ذریعہ معاش کاشتکاری تھا آپ پر کشف بہت ہوتا تھا اکثر حالات کا علم کشف سے ہو جاتا تھا۔ مغلوب الاحوال تھے لوگوں سے ملنے جلنے میں پرہیز کرتے تھے بلکہ مخلوق کی صحبت سے گھبراتے تھے عاشق شیخ تھے اگر کسی کی زبان سے شیخ کا نام سن لیتے تو نعرہ بلند کرتے ساری زندگی اپنے وطن بھٹ گانوں میں گوشہ نشیں رہے آپ مجرد تھے۔ طالبان راہ طریقت بھٹ گاؤں میں ہی آکر تعلیم و تربیت حاصل کرتے بھٹ گاؤں میں ہی آپ کا انتقال ہوا۔ لکھنؤ اور گرد و نواح میں آپ سے سلسلہ آبادانیہ کی خوب اشاعت ہوئی۔

(۹) حضرت شیخ امین الزماں آسیونی

آپ عاشق الٰہی قطب ربانی حضرت صوفی شاہ آبادانی قدس سرہٗ کے خلیفہ نہم ہیں۔ آسیون کے رہنے والے تھے آسیون تحصیل حسن گنج ضلع اناؤ میں ہے آسیون سے دہلی آکر حضرت سے بیعت ہوئے طریقت کی تعلیم حاصل کی اور سلوک طے کیا اور اجازت و خلافت حاصل کی۔ اجازت و خلافت کے بعد اپنے وطن چلے گئے۔ مرد عابد و زاہد صائم الدہر و قائم اللیل تھے۔ نسبت قوی تھی صاحب ذوق و شوق تھے۔ آپ نے لکھنؤ اور اس کے قرب و جوار میں دین کی تبلیغ کی اور سلسلہ کی خدمت بھی انجام دی۔ آپ سے سلسلہ آبادانیہ کی خوب اشاعت ہوئی۔ مریدین سے خوب ریاضت و مجاہدے کراتے آپ کے اکثر مریدین اہل نسبت و صاحب شوق تھے۔ آپ مست جام وحدت تھے آپ کے زندگی کے حالات بہت عجیب و غریب ہیں جن کو پڑھ کر غلبہ شوق و محبت و قوی نسبت کا اندازہ ہوتا ہے ع " خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را "

(۱۰) حضرت شیخ اللہ دیا گجراتی

آپ حضرت صوفی شاہ آبادانی قدس سرہٗ کے خلیفہ دہم ہیں عابد و زاہد و متقی و پرہیزگار عارف کامل تھے حضرت سے بیعت ہو کر سلوک کی تعلیم حاصل کی اور اجازت و خلافت پائی۔ آپ کو حضرت نے سلسلہ قادریہ کے ساتھ نقشبندیہ سلسلہ کی بھی خصوصی اجازت عطا فرمائی تھی۔ پند نصائح اور خرقہ و خلافت عطا کرنے کے بعد شیخ نے اپنے ظاہری حیات میں اہل گجرات کی ہدایت کے لئے گجرات روانہ کیا وہاں آپ سے ہزاروں لوگ فیضیاب ہوئے اور راہ ہدایت

پائی اور سلسلہ آبادانیہ خوب پھیلا۔ گجرات سے آپکا سلسلہ پاکستان پہونچا آج کل سلسلہ آبادانیہ کی یہ شاخ پاکستان کو خوب فیض رسانی کر رہی ہے۔

(۱۱) **حضرت میاں شیخ انور دہلوی:** آپ کو بھی حضرت سے اجازت وخلافت حاصل ہے حضرت نے وصال سے قبل آپ کو خرقہ خلافت عطا فرمایا تھا۔ آپ خوش آواز تھے حضرت کے ساتھ برابر محفل میں جاتے اور کبھی کبھی حضرت کے حکم پر خوش آوازی سے محفل میں غزل خوانی بھی کرتے جس کو سن کر اہل محفل وجد میں آجاتے جب گوہر باغ مغل پورہ کی محفل میں چند شریر مغل بچے حضرت کا امتحان لینے کے ارادے سے آئے اس وقت آپ نے حضرت کے حکم سے خوش الحانی سے غزل خوانی کی حضرت کی توجہ اور آپ کی جادو بھری آواز سے تمام مغل رقص کرنے لگے اور بیہوش ہو کر گر پڑے۔ ہوش آنے پر تائب ہو کر داخل سلسلہ ہوئے۔

(۱۲،۱۳) **حضرت میاں فتح محمد و میاں معزالدین** آپ دونوں حضرات کو بھی حضرت سے اجازت وخلافت حاصل تھی۔ حضرت کی نگرانی میں ہی سلوک طے کیا آپ دونوں حضرات نہایت بابرکت و متقی و پرہیزگار تھے۔ وصال کے وقت بھی حضرت نے آپ دونوں کو کلاہ وخرقہ عنایت فرمایا تھا۔

(۱۴) **حضرت سید شاہ شرف الدین دہلوی:** آپ کو بھی حضرت سے اجازت وخلافت حاصل تھی۔ آپ بڑے بابرکت اور معمر بزرگ و مرد درویش تھے۔ چہرہ نورانی تھا آپ نے سو سال سے زیادہ عمر پائی۔ حضرت کے خلفاء میں آپ سب سے زیادہ عرصہ تک بقید حیات رہے۔ چراغ ربانی حضرت مولانا شاہ محمد کامل ولیدپوری متوفی ۱۳۲۲ھ جب حضرت کے مزار شریف کی زیارت کے لئے دہلی حاضر ہوئے اس وقت آپ بقید حیات تھے آپنے حضرت کے حکم سے مولانا صاحب کو باطنی نعمت سے سرفراز کیا اور فرمایا کہ شب میں خواب میں دیکھا کہ حضرت تشریف لائے ہیں اور آپ کے اعزاز میں محفل منعقد کی ہے اور ایک نور آپکی قبر مبارک سے نکل رہا ہے جو زمین سے آسمان تک پھیلا ہوا ہے مثنوی منیر اعظم میں اس کا تفصیلی ذکر ہے۔ آئینہ مبارک اور مثنوی منیر اعظم میں آپ کو حضرت صوفی شاہ آبادانی قدس سرہ کا خلیفہ لکھا ہے نواب صاحب نے نور القلوب میں آپ کا ذکر نہیں کیا ہے۔ آپ کی تاریخ وفات معلوم نہ ہو سکی۔ آپ کا مزار حضرت کے مزار کے قریب سرائے توپ خانہ پرزین ٹیشن اسکول میں تھا افسوس کہ اب یہ نشان باقی نہیں ہے۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ۝

امام الزاہدین شیخ الواصلین

حضرت حافظ شاہ احسان علی فریدی پاک پٹنی

آپ عاشق الٰہی قطب ربانی حضرت صوفی شاہ آبادانی قدس سرہ کے خلیفہ ہفتم ہیں، آپ نسباً شیخ فاروقی فریدی ہیں آپ کا سلسلہ نسب شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر سے ملتا ہے۔ آپ کا وطن پنڈی بابا صاحب پاک پٹن شریف تھا یہ نہیں معلوم کہ آپ حضرت بابا صاحب کے کس صاحبزادہ کی نسل سے ہیں، پنڈی بابا میں حضرت بابا صاحب کے بڑے صاحبزادے حضرت شیخ شہاب الدین گنج علم کی نسل آباد تھی۔ ہوسکتا ہے کہ آپ حضرت گنج علم کی نسل سے ہوں۔

آپ نے پنڈی بابا میں حفظ قرآن مجید کیا اور عربی فارسی کی تعلیم حاصل کی۔ نہایت خوش الحان فصیح البیان قاری تھے۔ جب آپ نے سنا کہ شاہجہاں آباد دہلی میں قرآن مجید نہایت خوش الحانی اور قرآت کے ساتھ حفظ کرایا جاتا ہے اسی شوق میں اپنے عم محترم جو موضع مکھاری پاک پٹن میں رہتے تھے کے ساتھ شاہ جہاں آباد آئے اور قرآت سیکھی آپ قرآن مجید لحن داؤدی میں اس طرح تلاوت فرماتے کہ راہ گیر رک جاتے۔

دہلی میں جاگیر و مسجد کی تلاش میں تھے کہ کسی نے کہا کہ اس شہر میں حضرت میاں آبادانی مرد بزرگ ہیں ان کی خدمت میں جاؤ آپ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت اس وقت حوض سے کاغذ نکال رہے تھے۔ آپ نے سلام کے بعد مصافحہ کیا مصافحہ میں حضرت نے توجہ فرمائی جس سے آپ نیم جاں ہوگئے اس کے بعد حال دریافت کیا آپ نے نام پتہ اور آنے کا مقصد بتایا۔ حضرت سیالکوٹ کے رہنے والے تھے اس لئے ہم وطن ہونے کی مناسبت سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا اگر پنجابی زبان کے کچھ اشعار یاد ہوں تو سناؤ۔ آپ نے پنجابی زبان کے چند اشعار لحن داؤدی میں سنائے حضرت بہت خوش ہوئے آپ کو کیفیت ہوئی۔ اسی وقت

بحرِ فیضانِ الٰہی جوش میں آیا اور ایسا اثر دکھایا کہ آپ بیہوش ہو گئے اور حوض کے پاس مثلِ ماہی بے آب کے تڑپنے لگے ہوش آنے پر جاگیر و مسجد کی امامت بھول گئے اور بیعت کے لئے عرض کیا حضرت نے فرمایا میں مرد کا غدگر ہوں اور آپ اولاد حضرت شیخ الشیوخ ہیں، میں آپ کو کس طرح بیعت کروں۔ مجروح خنجرِ عشق کب کسی کی سنتا ہے، جس قدر اصرار کرتے۔ بیقراری بڑھتی جاتی، حضرت ہر بار عذر پیش کرتے جب بیقراری بہت بڑھ گئی تب حضرت نے سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت فرمایا اور تعلیم و تربیت شروع کی کیونکہ بلند ہمت اور عالی ظرف تھے اس لئے کم عرصہ میں نصف سلوک طے کیا اور حضرت سے اجازت لے کر اپنے وطن پنڈی بابا صاحب چلے گئے وہاں دو سال مقیم رہے اہلِ خاندان آپ کی شادی کی تیاری کرنے لگے ایک شب خواب میں دیکھا کہ حضرت فرما رہے ہیں کہ احسان علی جلدی آؤ آپ نے نکاح کا ارادہ ترک کیا اور دہلی آئے اپنے ساتھ ایک شخص جس کا نام حاکم تھا ساتھ لائے اور اسے مرید کرایا۔ حضرت نے حاکم کی تعلیم آپ کے سپرد کی آپ بقیہ سلوک طے کرنے میں مشغول ہوئے۔

ایک دن پیر و مرشد سے دریافت کیا، عاشقی چیست؟ حضرت نے خاموشی اختیار کی۔

اتفاقاً انھیں دنوں آپ کا حویلی بھوانی شنکر میں گذر ہوا۔ وہاں گوناگوں تصاویر دیکھنے کا اتفاق ہوا اس میں ایک تصویر حضرت خضر علیہ السلام کی بھی تھی اسے دیکھتے ہی فریفتہ ہوئے اس دن سے آپ کا معمول ہو گیا کہ روزانہ حویلی راجہ بھوانی شنکر جاتے اور حضرت خضر علیہ السلام کی تصویر کے سامنے کھڑے ہو کر عاشقانہ نظر سے دیکھتے نماز تہجد دریائے جمنا کے کنارے پڑھتے اور ذکر میں مشغول ہوتے اور اشراق کے بعد واپس آتے۔ ایک رات تہجد کے وقت دیکھا کہ ایک پیر مرد سفید ریش بصورت شیخ دریا سے باہر آئے۔ صورت شیخ دیکھ کر کہا کہ آپ کی صورت مثل پیر و مرشد کے ہیں۔ مگر ریش مبارک سفید کیوں ہے پیر مرد سفید ریش جو دراصل حضرت خضر علیہ السلام تھے اور بصورت شیخ ظاہر ہوئے تھے نے فرمایا، ریش ان کی بھی سفید ہو جائے گی یہ کہہ کر آغوش میں لیا اور سینہ سے لگایا آپ بے ہوش ہو گئے اور بقیہ شب اسی مقام پر بے ہوشی میں گزاری۔

حضرت کو نورِ باطن سے سارے حالات سے آگاہی ہوئی آپ نے صبح کو مرزا حاجی مکھو بیگ کو آپ کی تلاش میں بھیجا۔ مرزا صاحب تلاش کرتے کرتے جمنا کے کنارے پہونچے اور آپ کو بیہوشی

کی حالت میں اُٹھا کر لائے۔ شیخ کی توجہ سے آپ کو ہوش آیا مگر جذبی کیفیت پیدا ہو گئی۔ ہر وقت جذبی حالت غنودگی اور بودگی میں رہتے لوگ آپ کو حقیر سمجھنے لگے اہل شہر آپ سے پرہیز کرنے لگے۔ ایک شب دیکھا کہ مرغان چمن چاروں طرف جمع ہیں اور پانچ تن نوچ نوچ کر لے جا رہے ہیں اس خواب سے بے چینی بڑھی حضرت سے خواب بیان کیا حضرت نے تشفی دی اور فرمایا مبارک ہو یہ خواب اس بات کی بشارت دیتا ہے کہ تمہارا فیض چاروں طرف جاری ہوگا اور ایک جہاں تم سے فیضیاب ہوگا اس دن سے کیفیت بدل گئی اور آپ بقیہ سلوک طے کرنے میں مصروف ہوئے۔

اجازت وخلافت

حضرت شاہ غلام رسول برادر علائی حضرت صوفی شاہ آبادانی قدس سرہ بیعت وخلافت سے قبل رندانہ طبیعت رکھتے تھے، عاشق مزاج تھے۔ ایام جوانی میں موتی حسینہ پر عاشق ہوئے اس کے عشق میں ہمہ وقت گرفتار رہتے، موتی آپ کی طرف التفات نہ کرتی اتفاق سے حضرت شاہ احسان علی فریدی سے موتی کو محبت ہو گئی دل سے دل کو راہ ہوتی ہے آپ کو بھی اس سے محبت ہو گئی پیر ومرشد کو نور باطن سے تمام حالات سے آگاہی ہوئی آپ نے پوچھا احسان علی عاشقی چیست؟ آپ شرمندہ ہوئے آپ نے موتی کو چند وظائف کی تعلیم دی اور کشف قبور کا طریقہ بتایا۔ اذکار کی برکت سے اسے سابقہ پیشہ وذمیمہ افعال سے ندامت ہوئی اس نے توبہ کی اکثر مزارات اولیاء اللہ پر جا کر مراقب ہوتی اور فیض حاصل کرتی۔ جب اس کی اطلاع حضرت شاہ غلام رسول کو ہوئی وہ آپ کی رقابت پر اتر آئے اور ہلاکت پر آمادہ ہوئے۔ جب حضرت کو اس کی اطلاع ہوئی آپ نے شاہ احسان علی کو اپنے گھر میں چھ دن تک پوشیدہ رکھا، آپ بہت متفکر ہوئے۔ آپ برادر علائی حضرت شاہ غلام رسول سے بے حد محبت کرتے تھے ان کی فرزند کی طرح پرورش فرمائی تھی دوسری طرف شاہ احسان علی کو بھی چاہتے تھے کہ آپ فرزند معنوی تھے۔ آپ نے مرزا حاجی مہکو بیگ دہلوی سے مشورہ کیا مرزا صاحب دانشور اور دور اندیش تھے، عرض کیا کہ حضرت! حافظ صاحب جس کام سے یہاں آئے ہیں ان کا کام پورا کر کے انھیں رخصت کیا جائے اس طرح یہ فتنہ دور ہو جائے گا، حضرت کو مشورہ پسند آیا آپ گھر میں تشریف لے گئے اور خرقہ وکلاہ لائے اپنے دست مبارک سے شاہ احسان علی فریدی کے سر پر کلاہ رکھی اور اجازت وخلافت سے سرفراز کیا کان میں کچھ رمز کی باتیں کہیں جس سے آپ

بے ہوش ہو گئے، ہوش آنے پر فرمایا جاؤ اطراف واکناف میں نام حق پہونچاؤ۔ آپ نے عرض کیا کہ میں آپ کے بعد کس کی خدمت میں رہوں گا، حضرت نے فرمایا، 'میں نے تم کو محتاج نہیں چھوڑا جو تمہارے پاس بیعت ہونے کے لئے آئے اسے بیعت کرنا'

ہر کجا یابی طلبگار اے پسر
یار او شو پیش او انداز سر

اس طرح آپ کو اجازت وخلافت دے کر پیر ومرشد نے رخصت کیا ادھر موتی صاحبہ داخل طریق ہو کر حضرت شاہ غلام رسول کے نکاح میں آئیں اور یہ فتنہ دور ہوا۔ کچھ عرصہ بعد حضرت شاہ غلام رسول اور حضرت شاہ احسان علی میں محبت ہو گئی۔

بجنور اور امروہہ کا سفر

پیر ومرشد سے رخصت ہو کر آپ دہلی سے بجنور آئے جو اسباب تھا وہ سب خدا کی راہ میں دے دیا۔ آپ نے کوہ شمالی پر چلہ کرنے کا ارادہ کیا۔ اہل بجنور نے مردمان امروہہ کی تعریف کی اور کہا کہ مردمان امروہہ نہایت با اخلاق اور متواضع ہیں بہتر ہوگا کہ حضرت امروہہ میں چلہ کریں، آپ بجنور سے امروہہ تشریف لائے اور عصر کے وقت مسجد ملایان میں مقیم ہوئے اور عصر کی نماز ادا کی حسب دستور مسافر کے لئے ایک شخص ٹوکری میں گھر گھر سے جنس اکٹھا کر کے لایا اور کہا کہ جا کر طباخ سے پکوا لیجئے آپ نے کہا مجھے پکوانا نہیں آتا، اس شخص نے کہا کیا آپ کو کھانا آسمان سے اترتا ہے، آپ نے کہا ہاں رازق مطلق ہمیشہ آسمان عرش سے کھانا نازل فرماتا ہے اور امید ہے کہ آج بھی ضرور بھیجے گا یہ کہہ کر آپ خاموش ہو گئے اور غیبی عنایات کے منتظر ہوئے کہ مغرب کا وقت ہو گیا لوگوں کے اصرار پر آپ نے امامت کی نماز میں لحن داؤدی میں قرأت کی مقتدی حلقہ بگوش ہوئے، ایک شخص نے عمدہ کھانا پکوا کر آپ کی خدمت میں پیش کیا آپ نے حاضرین کے ساتھ تناول فرمایا' اس شخص کو بھی کھانے میں شریک کرنا چاہا جس نے کہا تھا کہ آپ کو کھانا آسمان سے اترتا ہے مگر تلاش بسیار وہ نہ مل سکا۔ اس واقعہ سے پرتو آبادانیہ ایسا چمکا کہ رؤسا شرفاء شہر داخل سلسلہ ہوئے اور سینکڑوں افراد نے راہ ہدایت پائی۔ آپ پانچ سال تک امروہہ میں مقیم رہے۔ امروہہ میں قیام کے دوران پیر ومرشد نے آپ کو کلاہ وشجرہ بھیجا اور تحریر کیا کہ جو

شجرے کے طالب ہوں انھیں شجرہ دیا جائے۔ آپ نے بہت سے مریدین کو شجرے عنایت کئے مولانا شیخ رمضان علی اور رحم اللہ شاہ کو خلافت سے بھی نوازا۔

امروہہ میں آپ کی بزرگی خدا ترسی اور ولایت کی شہرت ہوئی۔ آپ جس محفل میں تشریف لے جاتے نئی رُوح پھونک دیتے آپ کی توجہ اور تشریف آوری سے محفل کا رنگ بدل جاتا جس طرف توجہ فرماتے لوگ وجد میں آکر آہ و نالہ کرتے اور بے ہوش ہوکر گر پڑتے کچھ شیعان امروہہ آپ کی مقبولیت سے ناخوش ہوئے، انھوں نے ایذا رسانی شروع کی۔ امتحان لینے کی غرض سے آپ کو محفل میلاد شریف صلی اللہ علیہ وسلم میں مدعو کیا، انھوں نے چند پہلوانوں کو مقرر کیا کہ جس وقت حضرت اور مریدین وجد میں آئیں انھیں ایذا پہونچائیں۔ آپ محفل میلاد شریف میں مریدین کے ساتھ تشریف لے گئے۔ آپ کو ان کے ناپاک ارادے کی نور باطن سے اطلاع ہوئی فاتحہ کے بعد آپ نے محفل سے اُٹھنا چاہا چونکہ ولادت شریف کا بیان شروع ہوگیا تھا، اس لئے ادباً بیٹھ گئے۔ یارانِ طریقت میں سے کسی کو کیفیت ہوئی اور وہ ہا ہو کرنے لگا۔ آپ دستور کے مطابق یاران کے ساتھ کھڑے ہوگئے، اسی دوران ایک پہلوان ہا ہو کرتا ہوا آیا اور آپ کی پشت کی طرف سے ہاتھ ڈال کر اتنے زور سے معانقہ کیا کہ آپ کو تنفس ہونے لگا فیضان الٰہی شامل حال تھا آپ نے الا اللہ کا نعرہ بلند کیا وہ پہلوان بے ہوش ہوکر گر پڑا دوسرا پہلوان آپ سے معانقہ کرنا چاہتا تھا وہ بھی الا اللہ کہنے سے بے ہوش ہوکر گر پڑا اور مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگا، حضرت جس طرف نگاہ اٹھا کر دیکھتے لوگ بے ہوش ہوکر زمین پر گرتے حضرت کی کرامت دیکھ کر تمام مخالفین محفل سے چلے گئے۔ پہلا پہلوان جس نے آپ سے معانقہ کیا تھا تیسرے دن انتقال کر گیا اور دوسرا پہلوان سترہ دن بعد مر گیا۔ اس واقعہ سے مخالفین بھی آپ کے معتقد ہوگئے۔ (بیاض دلکشا و آئینہ مبارک)

حضرت سید احمد رائے بریلوی کی عقیدت اور ریاست ٹونک کا سفر

پانچ سال امروہہ میں قیام کے بعد خلیفہ اول مولانا شیخ رمضان علی امروہوی جو کوٹہ راجستھان میں راجا کوٹا کے یہاں صوبہ دار تھے کے اصرار پر کوٹہ تشریف لے گئے۔ پہلے امروہہ سے

دہلی آئے کچھ دن پیر و مرشد کی خانقاہ میں قیام کیا۔ حضرت صوفی اللہ یار خاں رومی نے کہا کہ اب آپ یہیں رہ کر رشد و ہدایت کیجئے آپ نے بپاس ادب حضرت شاہ غلام رسول برادر علاتی و خلیفہ حضرت شیخ خانقاہ میں رہنا مناسب نہ سمجھا اور کوٹہ تشریف لے گئے یہاں آپ تین برس رہے۔ کوٹہ میں قیام کے دوران آپ کی بزرگی ولایت اور ہدایت خلق اللہ کی شہرت دور دور تک ہوئی۔ یاران طریقت کا مجمع ہونے لگا۔ کثیر تعداد میں لوگ داخل سلسلہ آبادانیہ ہوئے۔

کوٹہ میں آپ نے دادا پیر سید السادات جامع الحسنات و برکات حضرت مولانا میر محمد زکریا رحمتہ اللہ علیہ کا عرس کیا جس میں یاران طریقت نے محفل سماع کرائی۔ سماع میں حاضرین کو ایسی کیفیت ہوئی کہ بے ہوش ہو گئے اور مست ہو کر اپنے بدن کا گوشت دانت سے کاٹ کاٹ کر پھینکنے لگے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ تکلیف جو یاروں کو ہوئی یہ حضرت مولانا میر محمد زکریا رحمتہ اللہ علیہ کے روح کی ناراضگی کی وجہ سے ہوئی ہے۔ کیونکہ شروع سلسلہ سے حضرت مولانا صاحب تک بزرگوں نے سماع سے پرہیز کیا ہے، انھوں نے اپنے یہاں محفل سماع نہیں کرائی۔ محفل سماع کی ابتدا قطب ربانی عاشق الٰہی حضرت صوفی شاہ آبادانی قدس سرہ سے باتباع حضرت مولانا فخر الدین چشتی و حضرت شاہ غلام سادات چشتی قدس سرہما ہے کیونکہ مولانا صاحب اور شاہ صاحب پیر و مرشد سے بہت محبت فرماتے تھے اس لئے پیر و مرشد بہ اجازت شیخ مولانا صاحب و شاہ صاحب کے ساتھ محفل سماع میں شریک ہوتے اور سماع سنتے۔

جب آپ کی بزرگی اور خدا ترسی کی شہرت حضرت سید احمد رائے بریلوی المعروف بہ امام المجاہدین کے کانوں میں پہونچی وہ مشتاق دیدار ہوئے آپ کے پاس خط لکھا کہ میں آپ کے دیدار کا مشتاق ہوں آپ ٹونک تشریف لائیں اور اہل ٹونک کو فیضیاب کریں۔ سید صاحب کے اصرار پر آپ ٹونک تشریف لے گئے۔ سید صاحب آپ کے دیدار سے مشرف ہوئے اور چند دن آپ کی صحبت میں رہے۔ سید صاحب نے ریاست ٹونک سے آپ کا ماہانہ مقرر فرمایا۔ یہاں بھی یاران طریقت کا مجمع ہوا اور محفل ہو حق گرم ہوئی۔ (تذکار مطیب آئینہ مبارک)

اسلام نگر میں آمد

ٹونک میں نواب مختار الدولہ المعروف بہ مختار صاحب کسی وجہ سے معطل ہو گئے، آپ کی شہرت بزرگی سن کر دعا کے لئے حاضر

ہوئے، آپ نے دعا فرمائی۔ دعا کی برکت سے ان کی بحالی ہوئی نواب صاحب داخل طریق ہوئے اور عرض کیا کہ میری خواہش ہے کہ حضرت ہمارے وطن اسلام نگر خانقاہ حضرت حاجی عنایت خاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ میں قیام فرمائیں۔ نواب صاحب کی استدعا پر آپ اسلام نگر ضلع سہارنپور یوپی تشریف لائے۔ یہاں پر شرفاء رؤسا و عوام سبھی داخل سلسلہ ہوئے ایک سال یہاں آپ فیض بخش رہے خلیفہ چہارم حضرت شاہ عبدالکریم عرف کلو خاں اسلام نگری یہیں پر آپ سے بیعت ہوئے۔

اسلام نگر میں قیام کے دوران حافظ عبداللہ عرف ناظر عبداللہ نے آپ سے بیعت حاصل کی ان پر عشقی نسبت کا غلبہ ہوا۔ ان کے والد میاں جی گل محمد ناراض ہوئے اور حضرت کی ایذا رسانی کے درپے ہوئے اور مصمم ارادہ کیا آپ نے فرمایا، جب تمہارے والد آئیں تو بتا دینا۔ وہ ہاتھ میں لاٹھی لے کر حضرت کے قتل کے ارادے سے اسلام نگر پہونچے۔ حافظ عبداللہ نے آپ کو اشارہ کیا جب میاں جی دو چار قدم تھے۔ آپ دوزانوں بیٹھ کر مراقب ہوئے۔ میاں جی فوراً قدمبوس ہوئے اور باادب بیٹھ گئے، تھوڑی دیر بعد آپ نے پوچھا۔ میاں جی لاٹھی کس لئے لائے تھے، میاں جی شرمندہ ہوئے اور معافی چاہی۔

اسلام نگر میں ایک سال قیام کے بعد آپ قصبہ جلال آباد ضلع مظفر نگر بموقع عرس مبارک سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے۔ ۵ ربیع الاول شریف کو آپ محفل میلاد شریف میں شریک ہوئے یاران طریقت آپ کے ساتھ تھے معتقدین کے اصرار پر آپ نے کچھ دن وہاں قیام کیا۔ یہاں بھی آپ کی بزرگی و درویشی کا خوب چرچا ہوا، ہر خاص و عام میں مشہور ہو گیا کہ جلال آباد میں ایک بزرگ آئے ہوئے ہیں وہ جس پر نظر ڈالتے ہیں بے خود ہو جاتا ہے، لوگ جوق در جوق آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلسلہ قادریہ مجددیہ آبادانیہ میں بیعت ہوئے۔

جب یہ خبر حضرت سید شاہ عبدالعلیم لوہاروی اور حضرت میاں جی نور محمد جھنجھانوی کو ہوئی تو یہ دونوں حضرات خدمت میں حاضر ہو کر سلسلہ قادریہ مجددیہ آبادانیہ میں بیعت ہوئے۔ بہت سے رؤسا علماء جن میں حافظ سعادت خاں، حافظ الٰہی بخش، میاں عبدالرحمن، میاں عبدالصمد، مولانا عبدالرحمن، مولانا عبدالقادر، مفتی الٰہی بخش شیخ وجیہ الدین نانوتوی، حکیم تہور علی خاں بھی تھے، داخل سلسلہ ہوئے۔

سہارنپور کا سفر

قدوۃ المحدثین مولانا مفتی الٰہی بخش کاندھلوی جو سہارنپور میں

بسرکار امیر الامرا نواب احمد خاں صاحب کے یہاں مدرس تھے کی استدعا و آرزو پر سہارنپور تشریف لے گئے اور تین برس تک اندرون قلعہ نزد حویلی مفتی صاحب مقیم رہے۔ یہاں پر باشندگان قلعہ اور عزیزان مفتی صاحب کو داخل سلسلہ آبادانیہ کیا۔ مفتی صاحب کے عزیزوں میں حکیم محمد اشرف، مولانا محمد صابر، حافظ محمد مصطفےٰ و شیخ عبدالرزاق داخل سلسلہ ہوئے۔ شاہ عبدالکریم و شاہ عبدالعلیم آپ کی ہمرکابی میں تھے۔ شاہ رحم علی بھی یہیں آکر قدم بوس ہوئے۔ اس کے بعد آپ محلہ ڈھوبی کھال نزد مسجد موتراشاں رونق افروز ہوئے۔ اس جگہ پر رؤسا شہر و عوام داخل سلسلہ ہوئے اور راہ ہدایت پائی۔ آپ بعد نماز مغرب حلقہ ذکر کرتے جس میں ہو حق ایسا ہوتا کہ سننے والے بے خود ہو جاتے، تقریباً پندرہ برس تک آپ یہاں رشد و ہدایت میں مشغول رہے، آپ کی توجہ میں ایسا اثر تھا کہ جس طرف بھی توجہ فرماتے لوگ مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگتے۔

سہارنپور سے آپ سردھنہ ضلع میرٹھ تشریف لے گئے وہاں مسجد قادر بخش میں قیام فرمایا۔ یہاں سے جلال آباد ضلع مظفر نگر گئے اور چھاؤنی عبدالفتح میں عبدالصمد خانصاحب کے مکان میں قیام فرمایا، آپ یہاں چھ ماہ رہے، آپ پہلے بھی جلال آباد کو رونق بخش چکے تھے، یہاں آپ کے مریدین کی تعداد کثیر تھی دوبارہ آمد پر بقیہ لوگ داخل سلسلہ ہوئے، اس قیام میں سرکاری ملازمین و پلٹن داخل سلسلہ ہوئی تین ماہ آپ نے مسجد قاضی صاحب میں قیام کیا اور اس علاقہ کو خوب سیراب کیا ہر خاص و عام آپ کا معتقد تھا۔ یہاں سے آپ میرٹھ سردھنہ کو فیضیاب کرتے ہوئے سہارنپور پہونچے یہاں چند دن قیام کرنے کے بعد ساڈھورہ شریف حضرت شاہ قمیص الاعظم قدس سرہ کے عرس میں تشریف لے گئے۔ ایک ہفتہ قیام کرنے کے بعد انبالہ پٹیالہ اور بانسواں کو فیضیاب کرتے ہوئے انبالہ تشریف لائے۔

اثنائے سفر میں جہاں بھی تشریف لے جاتے لوگوں کو اچھے اخلاق و بھائی چارگی کی تعلیم دیتے حقوق العباد اور حقوق اللہ سے آشنا کراتے دین اسلام کی اشاعت کرتے۔ غرض کہ جس مقام پر تشریف لے گئے لوگوں کو خوب فیضیاب کیا، دین کی تبلیغ کے ساتھ سلسلہ کی بھی اشاعت کی لوگوں کے قلوب کو اللہ کے ذکر سے گرمی بخشی مرید و غیر مرید جو بھی محفل میں حاضر ہوتا اسے ذائقہ

بے خودی چکھاتے۔ آپ سے سلسلہ آبادانیہ کا خوب فروغ ہوا، وابستگان کی تعداد لاکھ کے قریب تھی۔ چہار اطراف میں آپ کا فیض پہونچا۔ آپ نے جذب کے دوران جو خواب دیکھا تھا کہ مرغان چمن چاروں طرف جمع ہیں اور پارچہ تن نوچ نوچ کر لے جا رہے ہیں سچ ثابت ہوا۔ ماشاء اللہ آپ کا فیض اب بھی جاری ہے۔ سلسلہ آبادانیہ کی یہ شاخ خوب سیرابی کر رہی ہے اور انشاء اللہ تا قیامت کرتی رہے گی۔ سبحان اللہ علی ذالک۔

کرامت امام الزاہدین شیخ الواصلین حضرت حافظ قاری شاہ احسان علی فریدی پاک پٹنی علیہ الرحمہ پابند سنت بزرگ تھے، آپ سے بہت سی کرامتیں ظہور میں آئیں چند کرامتیں تحریر کی جاتی ہیں۔

سہارنپور میں ایک دن احباب کی خاطر کے لئے آپ نے آم لئے، شام کو وہ آم فروش آیا، اس نے روپیہ واپس کیا، اور بولا مجھے دوسرا شخص آپ سے زیادہ قیمت دے رہا ہے، آپ نے فرمایا وہ قیمت مجھ سے لے لو آم فروش نہ مانا اور آم واپس لے گیا۔ آپ نے محسوس کیا کہ یہ شخص فقیروں کو حقیر سمجھتا ہے اس لئے آم واپس لے گیا۔ آپ حسب معمول تہجد کے وقت اٹھے پلنگ سے زمین پر قدم رکھا اور پلنگ کی پٹی کو ہاتھ سے زور دے کر حضرت شاہ عبدالعلیم صاحب جو آپ کی خدمت میں تھے سے کہا کہ اس ناہنجار نے ہم فقیروں کو حقیر سمجھا ہے۔ دیکھو اس کو مارتا ہوں اتنا کہنا تھا کہ میوہ فروش اپنے گھر میں تڑپنے لگا اور مرنے کے قریب ہوا، اس کے گھر میں واویلا مچا۔ شاہ عبدالعلیم صاحب نے عرض کیا حضرت معاف کیجئے اس نے برا کیا جو فقیروں کو حقیر سمجھا، شاہ عبدالعلیم صاحب کی سفارش پر آپ نے پٹی سے ہاتھ اٹھایا۔ صبح کو میوہ فروش خدمت میں حاضر ہوا، اور معافی کا طلب گار ہوا۔ (بیاض دلکشا)

سہارنپور میں ایک فقیر مٹی شاہ ایک بازاری عورت پر عاشق ہوئے ہر وقت عشق میں گرفتار رہتے وہ عورت مٹی شاہ کو طرح طرح کی تکلیف دیتی ایک روز اس عورت نے مٹی شاہ سے کہا ہاتھ پھیلاؤ۔ مٹی شاہ نے ہاتھ پھیلایا اس نے مٹی شاہ کی ہتھیلی پر

انگارہ رکھدیا جس سے مٹی شاہ کو سخت تکلیف ہوئی۔ ان کے ہاتھ پر آبلہ پڑ گیا۔ مٹی شاہ کفِ افسوس ملتے اور روتے ہوئے حضرت کے پاس آئے آپ سے سارا واقعہ بیان کیا آپ نے فرمایا گھبراؤ نہیں جو میں کہوں اس پر عمل کرو۔ آپ نے وضو کرا کر مٹی شاہ کو مراقبہ میں بٹھا دیا، اسی دن ان کی محبوبہ بیقرار ہوئی اور مٹی شاہ کو بلانے کے لئے آدمی بھیجا۔ مٹی شاہ نے دیوانہ وار جانے کا قصد کیا آپ نے منع فرمایا، غرض دوسرا تیسرا آدمی آیا آپ منع فرماتے رہے۔ شام کو اس کی ماں آئی اور کہنے لگی، 'چل تیری معشوقہ تیری جدائی میں مرتی ہے۔ آپ نے منع فرمایا اور کہا جلدی مت کرو، وہ خود یہاں آئے گی۔ مٹی شاہ صبر نہ کر سکے اور ملاقات کو چلے گئے۔ آپ نے فرمایا 'جا تیرا استیاناس ہو تو کیوں ڈوبی ہے' یہ فرما کر کہا انشاء اللہ وہ عورت حرام نہیں کرائے گی، اتفاقاً اسی شب سید حسن علی ساکن جولی نے اس سے نکاح کیا اور گھر لے آئے اور مٹی شاہ وصال سے محروم رہے وہ عورت پردہ نشین ہو کر صاحبِ اولاد ہوئی۔ (آئینہ مبارک)

سہارنپور میں قیام کے دوران آپ حاجی شاہ کمال کی مجلس میں مریدین کے ساتھ شریک ہوئے۔ درویشوں اور فقیروں کا مجمع تھا، مگر کسی کو کیفیت نہیں ہوئی میر مجلس سید محمد عالم صاحب نے کہا افسوس کہ محفل میں ایک بھی ایسا درویش نہیں جو ذوق و شوق و حلاوت پیدا کر سکے آپ نے فرمایا، 'کیا کہا مکرر کہئے اور ہم کو اختیار دیجئے کہ جب تک چاہیں سماع سنیں۔ سید محمد عالم صاحب نے کہا 'آپ کو اختیار ہے۔ آپ نے شاہ رحم علی سے کہا وضو کر کے نماز پڑھو پھر سماع سنو، شاہ رحم علی نے ایسا ہی کیا اور سماع کی طرف متوجہ ہوئے۔ دیکھا کہ ایک آدمی جسم سے نکل کر سامنے تڑپنے لگا، انھوں نے ڈر کر حضرت سے کہا آپ نے فرمایا خاموش رہو فیضانِ الٰہی پہونچ چکا ہے اور عالم کو شاملِ حال کرنے والا ہے۔ ایک ساعت بعد آپ نے اہل مجلس کی طرف دیکھا اتنے میں کل اہل مجلس بے ہوش ہو کر گرے اور ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگے حتیٰ کہ قوالان بھی آلات توڑ کر تڑپنے لگے۔ کچھ دیر بعد اہل مجلس کو افاقہ ہوا۔ میر مجلس سید محمد عالم نادم ہوئے اور اپنے فعل کی معافی چاہی اور آپ کے معتقد ہو گئے۔

ایک بار کلیر شریف عرس میں یارانِ طریقت کے ساتھ تشریف لے گئے مجمع کثیر تھا، مشائخ کرام و فقرا بھی عرس میں حاضر تھے آپ کو قیام کے لئے جگہ نہ ملی آپ نے شاہ عبدالعلیم لوہاروی سے فرمایا، سامان مسجد کے صحن میں رکھ دو۔ آپ نے فاتحہ پڑھی اور حضرت مخدوم پاک کی روحانیت کی طرف متوجہ ہوئے کہا کہ اگر ہم حضرت شیخ فرید گنج شکرؒ کی اولاد سے ہیں تو ہمیں بھی رہنے کے لئے کوئی جگہ عنایت فرمائی جائے۔ کچھ ساعت نہ گزری تھی کہ نواب معین الدولہ صاحب بہادر والی نجیب آباد کا پیغام آیا کہ مجلس خانہ خالی کر دیا جائے۔ نواب صاحب مع رفقاء کے تشریف لا رہے ہیں۔ مجلس خانہ خالی کر دیا گیا، نواب صاحب نے مزار شریف پر فاتحہ خوانی کی آپ مراقب تھے یاران طریقت باادب بیٹھے تھے، نواب صاحب نے دریافت کیا کہ یہ بزرگ کس خاندان کے ہیں۔ یاروں نے کہا، حضرت بابا گنج شکر کی نسل سے ہیں۔ نواب صاحب قدم بوس ہوئے اور مجلس خانہ میں قیام کے لئے عرض کیا، آپ نے یاران کے ساتھ مجلس خانہ میں قیام فرمایا۔ سبحان اللہ علی ذالک (بیاض دلکشا، آئینہ مبارک)

خوشا خاندان شیخ فرید کہ تمام آفتاب است

وصال

آپ موضع بانسواں سے انبالہ تشریف لے گئے تمام یاران طریقت خلفاءؒ و مجازان کو ملاقات کر کے رخصت کیا صرف شاہ رحم علی اور شاہ عبداللہ آپ کی خدمت میں تھے، آپ نے انبالہ میں مسجد محلہ نور بافان میں قیام کیا اکثر نور باف داخل سلسلہ ہوئے اور راہِ ہدایت پائی۔ مسجد میں ایک طرف چند درخت لگے تھے، ایک دن آپ نے شاہ رحم علی سے فرمایا یہ جگہ ہمیں بھلی معلوم ہوتی ہے اسی جگہ ہمارا بستر لگاؤ اسی جگہ آپ کا بستر لگایا گیا آپ نے شاہ رحم علی خادم خاص کو سہارنپور روانہ کیا۔ صرف شاہ عبداللہ آپ کی خدمت میں رہ گئے۔

انبالہ میں ہدایت شاہ مجذوب کافی عرصہ سے جنگل میں رہتے تھے کسی سے بولتے نہ تھے ایک دن آپ کے پاس مسجد میں آئے اور سفید کپڑا مانگا۔ آپ نے اپنا بڑا رومال جو سر پر باندھے تھے دیا۔ ہدایت شاہ نے رومال کو تھوڑی دیر رکھ کر واپس کیا اور کہا ہم نے تم کو سفید چادر اڑھائی۔ آپ نے کچھ غور نہیں کیا۔ جب ہدایت شاہ نے مکرر کہا کہ تم کو سفید

چادر اڑھائی تب حضرت اس رمز کو سمجھے کہ ہدایت شاہ وصال کی خبر دیتے ہیں۔ حضرت نے بھی ہدایت شاہ سے فرمایا ہم نے بھی تم کو سفید چادر اُڑھائی۔ وصل یار کی خبر سن کر آپ نے عبداللہ شاہ کو ساڈھورہ شریف عرس میں شرکت کے لئے روانہ کیا۔ اس وقت آپ کی خدمت میں رحمت اللہ شاہ مرید عبداللہ شاہ تھے۔ ہدایت شاہ کے کہنے کے اگلے دن دس ربیع الثانی شام کے وقت آپ درد شکم میں مبتلا ہوئے اور گیارہ ربیع الثانی ۱۲۴۲ھ کی شب میں جان جاں آفریں کے سپرد کی۔ جس جگہ آپ کا بستر تھا اسی جگہ آپ کا مزار مقدس بنایا گیا، یہ جگہ مسجد شاہ عبداللہ محلہ چوڑی بھٹیاں انبالہ میں ہے، مولانا فریدالدین غازی پوری کے مریدین آپ کا عرس کراتے تھے۔ کچھ عرصہ قبل تک آپ کا مزار مبارک موجود تھا مگر اب نشان بھی نہیں ہے اور نہ ہی مسجد شاہ عبداللہ بقول مستان شاہ ساکن انبالہ اب اس مسجد میں سردار جی کی رہائش ہے۔ آپ کے مدفن سے اہلِ انبالہ کی قسمت جاگی اور یہ نعمت عظمیٰ ان کے حصہ میں آئی اور ایک عارف باللہ ولی کامل و مکمل کی زیارت گاہ بنی۔

ع خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

آپ کے وصال کی خبر سن کر یاران طریقت مریدین خلفاء و مجازان یکے بعد دیگرے ماہی بے آب کی مانند بیقرار ہو کر مزار اقدس کی زیارت کے لئے پہونچے۔ قدوۃ العرفاء حضرت سید شاہ عبدالعلیم لوہاروی المعروف بہ 'قادری داتا' اس وقت حضرت سید احمد رائے بریلوی کے مجاہدین کے قافلہ کے ہمراہ سہارنپور میں تھے۔ جب آپ نے مرشد عالم کے وفات کی خبر سنی بیقرار ہو گئے اسی وقت مجاہدین کا ساتھ چھوڑا اور رحم علی شاہ کے ہمراہ سالار قافلہ عاشقان طریقت کے مزار اقدس پر حاضری دی چند دن معتکف رہ کر واپس ہوئے کچھ عرصہ بعد دوبارہ حاضری دی اور مزار شریف کو خشت و چونہ سے پختہ کرایا۔ برادر طریقت عبداللہ شاہ خادم خاص کا ہنوز سلوک طے نہیں ہوا تھا غیبی اشارہ پا کر ان کا سلوک طے کرایا اور اپنی طرف سے دستار خلافت عطا فرمائی۔ ع

اگر پدر نتواند پسر تمام کند

خلفاء

امام الزاہدین شیخ الواصلین حضرت حافظ قاری شاہ احسان علی فریدی پاک

پٹنی رحمتہ اللہ علیہ نے مندرجہ ذیل چار مریدین کو اپنا خلیفہ و مجاز بنایا۔

(۱) مولانا شیخ رمضان علی امروہوی (۲) مولانا عبدالرحمٰن جلال آبادی

(۳) سید شاہ عبدالعلیم لوہاروی (۴) شاہ عبدالکریم اسلام نگری

(۱) حضرت شیخ رمضان علی امروہوی

آپ امام الزاہدین کے خلیفہ اول ہیں۔ امروہہ ضلع مراد آباد یوپی کے باشندے تھے۔ جب امام الزاہدین دہلی سے نجیب آباد ہوتے ہوئے امروہہ تشریف لائے، یہاں پر کثیر تعداد میں لوگ داخل سلسلہ ہوئے۔ مولانا شیخ رمضان علی بھی امروہہ کے قیام کے دوران داخل سلسلہ ہوئے جب عاشق الٰہی حضرت صوفی شاہ آبادانی قدس سرہ نے امام الزاہدین کو امروہہ کلاہ و خرقہ بھیجا اور تحریر فرمایا کہ جو مریدین شجرہ کے طالب ہوں انھیں شجرہ دیدیا جائے۔ آپ نے شیخ رمضان علی کی خصوصی تعلیم و تربیت فرمائی، اجازت و خلافت بخشی اور سب سے پہلے شجرہ و کلاہ عنایت کی۔ آپ صاحب علم و عمل اور عاشق پیر تھے، شیخ بھی آپ سے محبت کرتے تھے۔ آپ پیر و مرشد کی اجازت سے کوٹہ راجہ صاحب تشریف لے گئے اور وہاں صوبہ دار کے عہدہ پر فائز ہوئے کچھ دن بعد پیر و مرشد کو بھی کوٹہ راجہ صاحب نے بلالیا، اور وہاں ہو حق کی محفل گرم کی۔ اطراف و اکناف کے اشخاص آپ کی بزرگی کے قائل تھے، بڑے ذاکر شاغل و صاحب نسبت تھے۔ امام الزاہدین نے ایک بار حضرت سید شاہ عبدالعلیم لوہاروی قدس سرہ سے فرمایا جو کچھ مجھے اپنے مرشد سے ملا تھا سب کی شیخ رمضان علی کو تعلیم دی۔ (بیاض دلکشا)

حضرت شاہ عبدالعلیم اور دیگر برادران طریقت آپ سے ملاقات کے لئے کوٹا راجہ صاحب جاتے۔ تمام عمر صوبہ داری کے عہدہ پر فائز رہے۔ ملازمت سے سبکدوشی کے بعد بقیہ عمر بھی وہیں گزاری اور وہیں انتقال فرمایا۔ مزار شریف مقبرہ احمد خاں کوٹا راجہ صاحب میں ہے۔ آپ نے کوہستان میں ایک مرید کی خصوصی تعلیم و تربیت فرما کر اپنا خلیفہ و نائب بنایا، مگر قضائے الٰہی وہ آپ کی حیات میں ہی انتقال کر گئے، انھوں نے اپنا کوئی خلیفہ نہیں بنایا اس طرح آپ سے آگے سلسلہ نہ چل سکا۔

(۲) حضرت مولانا عبدالرحمٰن جلال آبادی

جامع معقولات و منقولات مولانا شاہ عبدالرحمٰن جلال آباد ضلع مظفر نگر یوپی کے رہنے والے تھے۔ آپ کا قلب مبارک صاف و روشن تھا جب حضرت امام الزاہدین جلال آباد تشریف لے گئے اور آپ کی بزرگی و خدا ترسی کا شہرہ بلند ہوا اور ہر خاص و عام میں مشہور ہوا کہ ایک ایسے بزرگ آئے ہیں جس پر نگاہ کرتے ہیں وہ ایک نگاہ میں بے خود ہو جاتا ہے۔ آپ بھی مشتاق دیدار ہوئے۔ مولانا جامع علوم معقولات و منقولات عالم باعمل اور ذاکر و شاغل تھے۔ قلب روشن تھا جب آپ نے امام الزاہدین سے ملاقات کی تو صفائی قلب سے کہا حضرت! آپ کے لطیفہ روحی پر فیضان الٰہی زیادہ ہے۔ حضرت نے کہا آپ صحیح کہتے ہیں، حضرت نے دریافت کیا آپ کس بزرگ سے ارادت رکھتے ہیں، مولانا نے کہا میں ہنوز کسی بزرگ سے ارادت نہیں رکھتا ہوں۔ حضرت کو حیرت ہوئی آپ نے دعا کی یا الٰہی مولانا کو میرے سلسلہ میں داخل فرما، اس کے بعد آپ حجرے میں تشریف لے گئے اور آیت کریمہ کا ورد شروع کیا۔ ابھی ورد پورا نہ ہوا تھا کہ مولانا نے بیعت کی درخواست کی آپ نے سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کیا اور اذکار کی تعلیم دی مولانا چونکہ بہت عالی ہمت، عالی ظرف اور بلند استعداد رکھتے تھے اس لئے صرف چودہ دن میں ہی سلوک طے کر لیا اور تمام اجازت و خلافت حاصل کی اور رشد و ہدایت میں مشغول ہوئے (بیاض دلکشا) آپ ریاضت و مجاہدے کثرت سے کرتے تھے حبس دم میں کمال حاصل تھا صرف تین حبس دم میں ساری رات گزار دیتے اور صبح ہو جاتی۔ جلال آباد و قرب و جوار میں آپ کے کچھ مریدین تھے آپ نے کسی کو اپنا خلیفہ نہیں بنایا۔ آخیر عمر میں جمال شاہ مجذوب کی خدمت میں رہے جمال شاہ نے آپ کو اپنے رنگ میں رنگنا چاہا، عنقریب تھا کہ اپنی داڑھی اور ابرو مونڈوا دیتے کہ پیغام اجل آگیا اور آپ غریق رحمت ہوئے۔ آپ کا مزار جلال آباد میں ہے۔ آپ کے فرزند مولانا مولوی عبدالقادر تھے جو طبیب حاذق اور فاضل بے نظیر تھے۔

(۳) حضرت سید شاہ عبدالعلیم لوہاروی آپ کا تفصیلی ذکر اگلے صفحات میں ہوگا۔

(۴) حضرت شاہ عبدالکریم اسلام نگری

آفتاب سپہر ولایت قطب زمیں حضرت شاہ عبدالکریم عرف کلو خاں صاحب قوم افغان درک زئی سے تعلق رکھتے تھے، اسلام نگر ضلع سہارنپور کے رہنے والے تھے آپ حضرت امام الزاہدین کے خلیفہ چہارم ہیں بڑے عابد زاہد اور عارف کامل تھے جب امام الزاہدین جلال آباد سے حضرت مفتی الٰہی بخش کی خواہش پر سہارنپور تشریف لائے تب آپ داخل سلسلہ ہوئے اور سلوک کی تعلیم حاصل کی سفر و حضر میں پیر و مرشد کے ساتھ رہتے باہمت شخص تھے۔ ریاضت و مجاہدے خوب کرتے تھے۔ امام الزاہدین نے میرٹھ میں قیام کے دوران آپ کو خرقہ و خلافت سے ممتاز کیا۔ ایک سال مزید صحبت میں رکھنے کے بعد سردھنہ ضلع میرٹھ رشد و ہدایت خلق اللہ کے لئے بھیجا۔ کچھ عرصہ بعد آپ باطنی قبض میں مبتلا ہوئے اور شیخ سے بدظن ہو کر لاہور چلے گئے۔ لاہور میں آپ نے سخت نقصان اٹھایا سارا اسباب تلف ہو گیا، حتیٰ کہ کپڑے بھی کوئی شخص فریب دے کر لے گیا۔ آپ کو بہت صدمہ ہوا، اور بیمار ہوئے کہ نشست و برخاست کی طاقت نہ رہی مجبوراً ایک دیہات میں پہونچے۔ دیہاتی نے آپ کو پلنگ پر لٹا کر اسلام نگر پہونچایا۔ امام الزاہدین کو کشف سے سارے حالات سے واقفیت ہوئی۔ یاران طریقت کے ساتھ شاہ صاحب کو دیکھنے گئے اور فرمایا جو کچھ آپ نے کیا تھا اس کا صلہ آپ کو مل گیا یعنی شیخ سے بدظن ہونے کی وجہ سے یہ نقصان اٹھانا پڑا۔ آپ بہت شرمندہ ہوئے اور اپنے فعل کی معافی چاہی اور قدم بوس ہوئے۔ حضرت نے معاف فرمایا اور ایسی توجہ فرمائی کہ اعلیٰ مقام تک رسائی ہوئی اور مقام حضوری حاصل ہوا۔ (بیاض دلکشا) شاہ صاحب نے فرمایا چونکہ میں پیر و مرشد سے جدا ہو گیا تھا اس لئے مقام حضوری سے ناآشنا تھا الحمدللہ اب مقام حضوری حاصل ہوا۔ بجنور میرٹھ مظفر نگر، سہارنپور اضلاع میں آپ نے رشد و ہدایت کا کافی کام کیا، کافی اشخاص کو داخل سلسلہ کیا، آپ نے اپنا نائب اور خلیفہ مولانا قاضی عنایت حسین عباسی چریاکوٹی کو بنایا۔ آپ سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ نے صرف قاضی صاحب کو ہی اجازت و خلافت کیوں دی اور خلیفہ کیوں نہیں بنائے۔ آپ نے فرمایا "یک فرزند ارجمند کافی ست"۔

آپ جس مقام پر تشریف لے جاتے حلقہ ذکر ضرور کرتے۔ مریدین کو بھی حلقہ ذکر کی پابندی کرنے کی تاکید کرتے۔ آپ کا وصال ۳ جمادی الثانی ۱۲۵۷ھ بروز جمعہ ہوا۔ مزار شریف اسلام نگر ضلع سہارنپور میں ہے ع "خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را"

خلفاء :- آپ کے صرف ایک خلیفہ قاضی عنایت حسین چڑیا کوٹی تھے۔

(۱) حضرت مولانا قاضی عنایت حسین چریا کوٹی

آپ یونان ہند چریا کوٹ ضلع اعظم گڈھ کے رہنے والے تھے۔ نسبی سلسلہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ عم محترم آقائے دو عالم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔ آپ متبحر عالم جامع معقولات و منقولات بزرگ کامل عارف باللہ تھے۔ علم ظاہر حاصل کرنے کے بعد حضرت شاہ عبدالکریم عرف کلو خاں اسلام نگری سے سلسلہ آبادانیہ میں بیعت ہوئے اور سلوک طے کیا اور اجازت و خلافت حاصل کی۔ آپ اپنے شیخ کے علاوہ عم طریقت قدوۃ العرفاء سید شاہ عبدالعلیم قدس سرہ کی خدمت میں بھی عرصہ تک رہے۔ آپ نے حضرت قدوۃ العرفاء کی خدمت میں رہ کر رموز طریقت سے آشنائی حاصل کی۔ حضرت قدوۃ العرفاء نے آپ کو بجنور میں اجازت و خلافت عطا فرمائی۔ اجازت و خلافت ملنے کے بعد آپ ہانسی حصار تشریف لے گئے۔ اس علاقہ میں آپ نے تبلیغ کی اور سینکڑوں کو داخل سلسلہ کیا۔ ۱۲۹۷ھ میں حج مبارک کیا مدینہ منورہ روضہ اقدس پر حاضر ہو کر خصوصی فیض حاصل کیا اور بحکم سرکار دو عالم ہندوستان واپس آئے اور یہاں رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری کیا۔ ہزاروں اشخاص کو داخل سلسلہ کیا کئی برادران طریقت کا سلوک طے کرایا جس میں چراغ ربانی مولانا شاہ محمد کامل ولید پوری خاص طور پر ہیں۔ آپ سے بلاد عرب میں بھی سلسلہ آبادانیہ کی اشاعت ہوئی وہاں بھی آپ کے متعدد خلفاء تھے۔ (بیاض دلکشا و آئینہ مبارک) ان خلفاء سے سلسلہ بھی جاری ہوا۔ آپ غربا پرور بڑے صاحب نسبت اور درویش کامل تھے۔ عشق میں بلند مقام تھا۔ ۲۰ ربیع الاول ۱۳۰۵ھ میں انتقال فرمایا۔ وصال کے وقت حضرت امیر خسرو کا یہ مصرعہ زبان پر جاری تھا ؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی

آپ کا مزار شریف چریاکوٹ ضلع اعظم گڑھ میں زیارت گاہ ہے۔ آپ مریدین کو سیاہ رومال یعنی چندری دیتے تھے۔ آپ کے صاحبزادے مولانا قاضی شاہ محمد عنایت کریم آپ کے سجادہ نشین ہوئے۔

خلفاء قاضی صاحب

(۱) قاضی شاہ محمد عنایت کریم

آپ حضرت قاضی عنایت حسین چریاکوٹی کے صاحبزادے تھے جید عالم و عارف کامل تھے۔ اجازت و خلافت والد ماجد سے تھی۔ والد کے انتقال کے بعد صاحب سجادہ ہوئے۔ ہزاروں اشخاص کو راہِ ہدایت دکھائی اور داخل سلسلہ کیا۔ ۳ رمضان المبارک ۱۳۲۴ھ بروز منگل وصال فرمایا۔ والد کے پہلو میں دفن کئے گئے۔ آپ نے شیخ امیر الدین شاہ ساکن محلہ شاہ جمعہ سہسرام حافظ محمد علی ساکن محلہ بھائی خاں سہسرام، اجازت و خلافت بخشی۔

(۲) چراغ ربانی مولانا شاہ محمد کامل، ولیدپوری : آپ کا ذکر اگلے صفحات میں ہے۔

(۳) مولوی وزیر علی شاہ } ساکن گھوسی ضلع مئوناتھ بھنجن
(۴) مولوی امیر خاں }

(۵) مولانا اسد اللہ خاں } ساکن سیدھاری گھاٹ اعظم گڑھ
(۶) بابو عبد الاحد خاں }

(۷) دیوان امیر حسن خاں — ساکن ڈمریٹ ضلع شاہ آباد
(۸) شاہ محمد حسین بخش — ساکن جھانسی
(۹) شاہ تیغ علی — ساکن آرہ

پچھلے صفحہ سے آگے۔ لہ پورا شعر اس طرح ہے۔

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری (حضرت امیر خسرو)

(۱۰) شیخ محمد حیات — ساکن اعظم گڑھ
(۱۱) شیخ لال محمد — 〃 〃
(۱۲) مولانا عابد حسین — خویش قاضی صاحب
(۱۳) مولانا سعید احمد — خویش قاضی صاحب
(۱۴) مولانا حاجی شاہ مبارک حسین ساکن بہادر پور چھپرا۔
(۱۵) چیف جسٹس حافظ عبدالکریم سہسرامی۔ آپ کا مزار درگاہ حضرت شاہ خاموشؒ حیدرآباد میں ہے۔
(۱۶) مولوی سبحان احمد خاں، — ساکن چوکھنڈی شاہ آباد
(۱۷) حاجی ہدایت اللہ خاں — ساکن قاضی پورہ ضلع آرہ
(۱۸) 〃 برکت اللہ خاں — ساکن قاضی پورہ ضلع آرہ
(۱۹) مولانا عبدالوحید — ساکن قاضی پورہ ضلع آرہ

خلیفہ دوم: حضرت رحیم شاہ صاحب

مولانا نصراللہ خاں خورجوی نے بیاضِ دلکشا میں تحریر کیا کہ خانصاحب (حضرت شاہ عبدالکریم صاحب) نے میاں رحیم شاہ صاحب کو میرٹھ میں قیام کے دوران اجازت دے کر اپنا مجاز بنایا آپ کی نسبت بہت قوی تھی۔

مجازان حضرت امام الزاہدین

حضرت امام الزاہدین کے خلفاء کے علاوہ بہت سے مجازان تھے جنھیں آپ نے بیعت و ارشاد کی اجازت دی تھی اور کلاہ و خرقہ بھی عطا فرمایا تھا۔ آپ کے مندرجہ ذیل مجازان ہیں۔

(۱) حضرت شاہ رحم علی قادری — واقف اسرار خفی و جلی قطب زمن حضرت شاہ

رحم علی، علی پورہ ضلع سہارنپور کے باشندے تھے، علی پورہ سہارنپور سے تین کوس جانب غرب واقع ہے، آپ سہارنپور میں داخل سلسلہ ہوئے اور سلوک کی تعلیم حاصل کی۔ حضرت امام الزاہدین نے آپ کو اور حضرت شاہ عبدالکریم کو میرٹھ میں اجازت عطا فرمائی اور کلاہ و خرقہ دیا۔ بیاض دلکشا میں حضرت مولانا نصراللہ خاں خوشگی قدس سرہ نے تحریر کیا ہے کہ میاں امیر علی صاحب جو حضرت سید احمد رائے بریلوی کے یاران طریقت میں سے تھے سہارنپور میں تھے۔ یاران طریقت کو توجہہ دیتے مگر ان کی توجہہ کا اثر نہ ہوتا تھا۔ شاہ رحم علی قادری نے امام الزاہدین سے یہ واقعہ بیان کیا۔ حضرت نے فرمایا تم توجہہ دیا کرو تم کو اجازت ہے یاران طریقت میاں امیر علی کے پاس گئے اور ناخوشی کا اظہار کیا اور کہا کہ آپ نے ہمیں خراب کیا ہے آپ کی توجہہ کا ذرا بھی اثر ہم پر نہیں ہوتا، میاں امیر علی نے کہا، کل بعد نماز فجر مسجد میں آنا توجہہ دی جائے گی وہ لوگ مقررہ وقت پر آئے میاں امیر علی، میاں غلام علی، حضرت میاں رحم علی شاہ تینوں صاحبان مراقب ہوئے، میاں امیر علی صاحب نے توجہہ دی مگر کچھ اثر نہ ہوا، میاں غلام حضرت نے کہا ہم آپ کی توجہہ کا اثر ذرا بھی نہیں پاتے، سید فدا علی خورجوی نے کہا میاں رحم علی شاہ کی توجہہ میں بے پناہ اثر ہے۔ میاں امیر علی کو ندامت ہوئی اور یاران طریقت کی تعلیم آپ کے سپرد کی۔

حضرت میاں رحم علی شاہ عرصہ تک شیخ کی خدمت میں رہے۔ سفر و حضر میں ہر وقت ساتھ رہتے، آپ امام الزاہدین کے خادم خاص تھے۔ سہارنپور میں حاجی شاہ کمال کی محفل میں جب کسی کو کیفیت نہیں ہوئی تو میر مجلس جناب سید محمد عالم نے فرمایا کہ کوئی درویش ایسا نہیں جس سے محفل میں حلاوت ہو۔ امام الزاہدین نے میاں رحم علی شاہ سے فرمایا کہ تازہ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھو پھر سماع میں مشغول ہو آپ نے ایسا ہی کیا۔ جب سماع میں مشغول ہوئے دیکھا کہ ایک آدمی آپ کے جسم سے نکل کر سامنے تڑپنے لگا آپ خوف زدہ ہوئے اور حضرت سے کہا حضرت نے فرمایا خاموش رہو، فیضان الٰہی پہونچ چکا ہے اس کے بعد حاضرین مجلس پر ایسا اثر ہوا کہ مثل ماہی بے آب کے تڑپنے لگے۔ قوال بھی آلات توڑ کر مرغ بسمل کی مانند تڑپنے لگے۔

امام الزاہدین کے آخری سفر میں شاہ رحم علی ہمرکابی میں تھے۔ امام الزاہدین نے مسجد

شاہ عبداللہ انبالہ میں قیام کے دوران فرمایا، میاں رحم علی مسجد کے احاطہ میں درختوں کی جگہ بھلی معلوم ہوتی ہے اسی جگہ ہمارا بستر لگاؤ، میاں رحم علی شاہ نے درختوں کے سایہ میں آپ کا بستر لگایا امام الزاہدین نے شاہ رحم علی کو خدا کے سپرد کر کے سہارنپور روانہ کیا۔

حضرت شاہ رحم علی، حضرت شاہ عبدالعلیم و شاہ عبدالکریم سہ برادران طریقت کے ایک دوسرے سے بہت زیادہ دوستانہ مراسم تھے۔ حضرت سید شاہ عبدالعلیم لوہاروی نے اپنے خلیفہ مولانا نصراللہ خورجوی سے فرمایا کہ میاں رحم علی شاہ کی ولایت سہارنپور سے کول تک ہے۔ (بیاض دلکشا) آپ نے اس علاقہ میں کافی رشد و ہدایت کا کام کیا اور سلسلہ کی اشاعت بھی کی۔ آپ کا مزار علی پورہ ہے۔

مجازان حضرت شاہ رحم علی قادری

آپ نے مندرجہ ذیل آٹھ مریدین کو اجازت دی اور مجاز بنایا۔

(۱) حضرت میاں عبدالغنی ۔ آپ نہٹور ضلع بجنور کے باشندے تھے۔ نگینہ میں ملازمت کے سلسلہ میں رہتے تھے۔ دست بکار دل بیار تھے، الکاسب حبیب اللہ کے تحت ملازمت کرتے تھے اور رشد و ہدایت میں بھی مشغول رہتے۔

(۲) حضرت سید احمد حسن بریلوی ۔ آپ بانس بریلی یوپی کے رہنے والے تھے والد کا نام سید اصغر علی تھا، آپ حضرت سید معصوم قدس سرہ کی اولاد سے تھے۔ ضلع مظفر نگر میں محکمہ فوجداری میں ملازم تھے۔

(۳) شیخ عبداللطیف ۔ آپ محلہ شاہ بہلول سہارنپور کے باشندے تھے۔

(۴) مولانا نوازش علی پشاوری ۔ آپ محلہ بہائی ماڑی پشاور کے باشندے تھے۔

(۵) حضرت رحم خاں بنوری۔ آپ بنور نواح سرہند پنجاب کے باشندے تھے بسلسلہ کار ہانسی میں رہتے تھے۔

(۶) شیخ نبی بخش ۔ آپ قصبہ پور قاضی ضلع مظفر نگر کے رہنے والے تھے۔

(۷) شیخ پیر محمد ۔ آپ سہارنپور کے باشندے تھے جسوئی ضلع مظفر نگر میں بسلسلہ معلمی

رہتے تھے بڑے صاحب نسبت تھے۔

(۸) شیخ فتح محمد۔ آپ تیحل بہیڑہ ضلع مظفر نگر کے باشندے تھے۔ علاقہ مظفر نگر میں آپنے کافی رشد و ہدایت کا کام کیا۔

مجاز دوم امام الزاہدین صوفی رحیم اللہ شاہ صاحب امروہوی

صوفی باصفا مقبول حضرت مصطفی برگزیدہ جناب مرتضی حضرت رحیم اللہ شاہ صاحب امروہہ کے رہنے والے تھے، آپ حضرت امام الزاہدین کے اول مریدین میں تھے اور سرحلقہ یاران امروہہ تھے۔ آپ مسجد مدرسہ میر کلو میں پانچ سال تک معتکف رہے۔ آپ مجرد تھے۔ نسبت بہت قوی تھی۔ مولانا نصر اللہ خاں خورجوی شیخ کے حکم سے جب حضرت شیخ رمضان علی کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت آپ سے ملاقات کی اور چند دن صحبت میں رہ کر بہت سے اذکار و وظائف کی تعلیم حاصل کی۔ آپ نے شغل ھوالظاہر ھوالباطن بھی آپ کی خدمت میں رہ کر حاصل کیا۔ حضرت رحیم اللہ شاہ نے فرمایا کہ امام الزاہدین نے انبالہ سے اس فقیر کے لئے مولانا عبداللہ عرف رمضان علی و شیخ احمد علی کی معرفت کلاہ و خرقہ و اجازت نامہ عنایت فرمایا تھا جو ہنوز موجود ہے۔

مجاز سوم شیخ جیم اللہ لکھمنوی

صوفی باصفا مقبول حضرت الہہ حضرت شیخ جیم اللہ قدس سرہ لکھمنیا[۵] کے رہنے والے تھے۔ سہارنپور میں امام الزاہدین سے بیعت ہو کر سلوک کی تعلیم حاصل کی بعد طے سلوک امام الزاہدین نے اجازت بخشی اور خرقہ و کلاہ عطا فرمایا، آپ کافی عرصہ امام الزاہدین کی خدمت میں رہے۔ اجازت ملنے کے بعد اپنے وطن لکھمنیا تشریف لے گئے اور اہل و عیال کے ساتھ رہنے لگے معاش کے لئے کاشتکاری کے پیشہ کو جاری کیا اور ہدایت خلق اللہ میں بھی مشغول رہے۔ ورود

---

۵ لکھمنیا بیگو سرائے بہار کا مردم خیز خطہ ہے، یہاں شیوخ و شاہ خاندان کی کثیر آبادی ہے۔

و وظائف کے پابند تھے ریاضت و مجاہدے خوب کرتے تھے۔ حضرت سید شاہ عبد العلیم قدس سرہٗ سنہ ۱۲۴۷ھ میں آپ سے ملاقات کے لئے بنارس سے لکھیناؔ تشریف لے گئے۔

مجاز چہارم قاضی غلام حسین اسلام نگری

جامع شریعت و طریقت حضرت قاضی غلام حسین، قصبہ اسلام نگر کے معزز گھرانہ کے چشم و چراغ تھے۔ عالم باعمل و قاضی تھے۔ امام الزاہدین سے بیعت ہو کر سلوک کی تعلیم حاصل کی اور اجازت پائی۔ اپنے شیخ کے شیدائی تھے فنافی الشیخ میں اعلیٰ مقام تھا۔ آپ نے میاں محمد بخش حداد کی تعلیم و تربیت فرما کر اجازت دی اور اپنا نائب بنایا۔ آپ کا مزار اسلام نگر میں ہے۔

مجاز پنجم حافظ محمد مصطفےٰ کاندھلوی

شہباز طریقت صوفی باصفا حضرت حافظ محمد مصطفےٰ، کاندھلہ ضلع مظفر نگر کے باشندے تھے۔ آپ جامع معقولات و منقولات مولانا مفتی الٰہی بخش کاندھلوی کے ہمشیر زادہ تھے۔ حضرت مفتی صاحب کی سرپرستی میں سہارنپور میں علم حاصل کیا۔ اندرون قلعہ حویلی حضرت مفتی صاحب حضرت امام الزاہدین سے بیعت ہو کر علم باطن حاصل کیا اور اجازت پائی۔ حضرت شاہ رحم علی قادریؒ نے فرمایا کہ حضرت امام الزاہدین نے سہارنپور میں آپ کو اجازت عطا فرمائی اور رومال طریقت بھی عنایت فرمایا۔ (بیاض دلکشا)

حضرت سید احمد رائے بریلوی کی تحریک جہاد کے سرگرم رکن تھے۔ بالاکوٹ میں سکھوں سے

ہ خلیفہ الربانی حضرت خواجہ سید آدم بنوری خلیفہ اعظم حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے مرید و خلیفہ حضرت شاہ سلطان احمد نقشبندی قدس سرہ کا وطن لکھینا ہے۔ آپ کا مزار بڑی مسجد بستی لکھینا سے متصل احاطہ میں ہے۔ اس احاطہ میں تین مزار ہیں، بیچ میں آپ کا مزار ہے۔

جنگ کرتے ہوئے جام شہادت نوش کیا ع

خدا رحمت کند ایں عاشقاں پاک طینت را

آپ نے کسی کو اپنا مرید نہیں بنایا۔

مجاز ششم مولانا سید شاہ عبداللہ قادری

عابد بے نظیر فاضل دلپذیر مجاہد فی سبیل اللہ فی طریق خلیل اللہ جامع علم خفی وجلی مولانا سید شاہ عبداللہ عرف مولوی سید رمضان علی شاہ قادری قدس سرہ پیران پیر دستگیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی غوث اعظم رضی اللہ کی نسل پاک سے تھے۔ امام الزاہدین سے امروہہ میں بیعت ہوکر سلوک کی تعلیم حاصل کی بعد طے سلوک اجازت سے سرفراز کئے گئے، امام الزاہدین نے سہارنپور سے مثال خرقہ عنایت فرمایا تھا۔ (بیاض دلکشا)

بڑے پایہ کے عالم فاضل عابد شاعر اور صاحب نسبت بزرگ تھے۔ عربی فارسی اردو تینوں زبانوں میں شاعری کرتے تھے، شہید تخلص تھا۔ آپ کے دل میں جام شہادت نوش کرنے کی تمنا تھی اس لئے شہید تخلص رکھا۔ مولانا نصر اللہ خاں خورجوی سے دوستانہ مراسم تھے آپنے مولانا کو اپنی مشہور اردو اور فارسی کی غزل ارسال کی۔

اردو غزل

غیر ممکن ہے ترے درد کا جانا جاناں
مر گئے غم میں ولے تم نے نہ جانا جاناں

بندہ حکم میں ہم سے نہ خفا ہو پیارے
بے سبب کرتے ہو غصہ کا بہانا جاناں

ہجر ہے موت ولے لب میں ترے آب حیات
زندگی لب سے ترے لب ہے لگانا جاناں

کیوں کہ مردوں کو جلاتے ہو مسیحا میرے
ہم پہ بھی اپنا کرشمہ یہ دکھانا جاناں

عقل و آرام سے خالی ہوئی اقلیم وجود
جب سے بیٹھا یہ تیرے عشق کا تھانا جاناں

شیشۂ دل بھی یہی آئینۂ دل بھی یہی
توڑ مت ہے تیرا آئینہ خانا جاناں

یہ تمنا ہے جو کوچہ میں تیرے ہوئیں شہید　　سرخرو ہو میرا اور سُرخ ہو بانا جاناں

فارسی غزل

بہ بزم دل برم ایں عرض قاصدا ببری
کَلِمَت قلب حَزِینی وَلَم تَتل خَبَری

ازاں زماں کہ تو رفتی چوں برق از نظرم
خیالُ وجہک قد اِستقرَ فی نَظَری

قرار بروی و اقرار یک نظر کردی
فَاَنتَ فِی نَظَرِی ثُمَّ اَنتَ فِی نَظَرِی

نشاندہ ز قدت نخل آرزو بدلم
مِنَ الوصالِ فیالَیتَ لِی مِنَ الثَّمر

بدل چو مردمک عین رست سرو قدت
نقشتہ بخیالِ النُّقوشُ فِی الحَجَر

بعالمے بہ تمنائے دوست گردیدم
مِنَ السَّماءِ فَیالَیتَ لِی مِنَ الاَثَر

شہید کردہ از یک نگاہت از سر لطف
علی صَلَّ فَقَلبِی یَکُونُ کَالقَمَر

ھُوَالشَّہید　　(بیاض دل کشا ص ۶۴)

آپ کی طبیعت میں عاجزی وانکساری تھی۔ علاقہ ٹونک بجنور مظفر نگر وامروہہ میں آپ کے مریدین کی تعداد کثیر تھی آپ کا انتقال امروہہ میں ہوا، دہلی دروازہ کے قریب مزار ہے۔

حضرت امام علی شاہ آپ کا شمار حضرت امام الزاہدین کے خاص مریدین میں ہوتا ہے۔ بڑے عابد زاہد اور صاحب کشف وکرامت بزرگ تھے۔ اکثر دریا پر رومال بچھا کر پار ہو جاتے تھے۔
سبحان اللہ علی ذالک

قدوۃ العارفین حضرت سید شاہ عبدالعلیم لوہاروی

قدوۃ العارفین زبدۃ الکاملین مقبول بارگاہ رحیم حضرت سید شاہ عبدالعلیم قادری لوہاروی سادات علوی تھے۔ آپ حضرت سید بہادر جو حضرت کاکا صاحب رضوی کی نسل سے تھے، کی اولاد میں ہیں۔ آپ کے جد امجد کا نام سید خان محمد اور والد کا نام جان محمد تھا جو اخوند جان محمد کے نام سے مشہور تھے۔

آپ کا خاندان افغانستان میں معزز و ممتاز تھا۔ اہل افغانستان سادات ہونے کی وجہ سے آپ کو اخوند صاحب کہہ کر پکارتے تھے اخوند لقب افغانستان میں سادات کرام کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ آپ کے والد اخوند جان محمد بڑے نیک و پارسا تھے۔ راہ طلب مولا کا بہت شوق تھا جس کسی درویش وخدا رسیدہ بزرگ کا نام سنتے، حاضر خدمت ہوتے حضرت سید شاہ عبدالرحیم فاطمی ولایتی بھی اس راہ کی طلب کا بہت شوق رکھتے تھے جس کسی بزرگ کا نام سنتے حاضر خدمت ہوتے، دونوں صاحبان میں دوستانہ مراسم تھے یہی ذوق وشوق دونوں حضرات کو افغانستان سے ہندوستان لایا۔

شاہ عبدالرحیم، حضرت شارحم علی قادری مرید وخلیفہ حضرت سید عبدالرزاق قادری جن کا سلسلہ طریقت حضرت شاہ قمیص الاعظم ساڈھورہ شریف سے ملتا ہے سے سلسلہ قادریہ میں بیعت ہوئے۔ ابھی راہ سلوک طے کر رہے تھے کہ نسبت عشقیہ چشتیہ کا غلبہ ہوا۔ آپ اور اخوند جان محمد مشہور صابری بزرگ حضرت شاہ عبدالباری امروہوی قدس سرہ کی

---

۵ حضرت شاہ عبدالباری مشہور چشتی صابری بزرگ ہوئے ہیں آپ کے والد کا نام شیخ ظہور اللہ ابن حضرت شاہ عبدالہادی تھا۔ آپ والد کے بڑے صاحبزادے تھے۔ آپ کو اپنے دادا حضرت شاہ عبدالہادی قدس سرہ سے بیعت وخلافت حاصل تھی حضرت شاہ عبدالہادی قدس سرہ کے انتقال کے بعد آپ جد محترم کے

خدمت میں حاضر ہوئے۔

جس وقت دونوں صاحبان حاضر ہوئے حضرت شاہ عبدالباری صاحب پلنگ پر بیٹھے ہوئے مثنوی مولانا روم کا مطالعہ فرما رہے تھے۔ دونوں صاحبان نے بعد سلام سنت اسلام کے آنے کا مقصد بیان کیا۔ شاہ صاحب خاموش رہے اور کچھ جواب نہ دیا۔ دونوں صاحبان جواب کے انتظار میں آپ کے چہرے کی طرف دیکھ رہے تھے کہ شاہ صاحب کی پیشانی پر ایک زرد نقطہ ظاہر ہوا، اور تمام جسم زرد ہوگیا۔ اس کے بعد سرخ نقطہ ظاہر ہوا اور سارا جسم سرخ ہوگیا۔ اس کیفیت کو دیکھ کر شاہ عبدالرحیم صاحب کا حال متغیر ہوا وہ ہنسی اور قہقہہ کرنے لگے اخوند صاحب نے کہا یہ جائے ادب ہے یہاں ہنسی اور قہقہہ کرنا سُوءِ ادب ہے اس نصیحت کا شاہ صاحب پر کچھ اثر نہ ہوا اور ہنسی و قہقہہ کرتے ہوئے بے ہوش ہوگئے، حضرت شاہ عبدالباری صاحب بدستور مطالعہ میں مشغول رہے کچھ دیر بعد آپ کو افاقہ ہوا۔ شاہ صاحب نے شاہ عبدالرحیم صاحب سے فرمایا تمہارا حصہ ہمارے خاندان میں ہے تم ہماری خانقاہ میں رہو۔

اخوند صاحب سے فرمایا آپ کا حصہ ہمارے خاندان میں نہیں ہے، آپ دہلی جائیے آپ کا حصہ شیخ المشائخ سلسلہ قادریہ نقشبندیہ حضرت شاہ غلام علی نقشبندی

(پچھلے صفحہ سے آگے) جانشین ہوئے۔ آپ سے اس سلسلہ عالیہ کو خوب فروغ ہوا۔ آپ اس سلسلہ کے مجدد ہوئے ہیں۔ ۱۱ شعبان ۱۲۲۶ھ مطابق ۳۰ اگست ۱۸۱۱ء کو امروہہ میں انتقال ہوا۔ مزار شریف امروہہ میں زیارت گاہ ہے۔ آپ صدیق النسب تھے، آپ کا سلسلہ طریقت اس طرح ہے۔

حضرت شاہ عبدالباری مرید و خلیفہ حضرت شاہ عبدالہادی کے وہ مرید و خلیفہ حضرت شاہ عضدالدین ابن شاہ محمد حامد ہرگامی کے وہ مرید و خلیفہ حضرت شاہ محمدی فیاض اکبرآبادی کے وہ مرید و خلیفہ حضرت شیخ محب اللہ الہ آبادی کے وہ مرید و خلیفہ حضرت شاہ ابوسعید گنگوہی کے وہ مرید و خلیفہ حضرت شیخ نظام الدین بلخی کے وہ مرید و خلیفہ حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری کے وہ مرید و خلیفہ قطب عالم حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی کے۔ حضرت قطب عالم سے حضرت مخدوم صابر رحمۃ اللہ علیہ تک سلسلہ مشہور ہے۔

دہلوی کے یہاں ہے۔ (آئینہ مبارک و تذکار مطیب)

حاجی شاہ عبدالرحیم ولایتی نے حضرت شاہ عبدالباری قدس سرہ کی خانقاہ میں رہ کر ریاضت و مجاہدے کئے اور اس خاندان کے سلوک کو طے کر کے خرقہ خلافت پایا۔ آپ نے حضرت میاں جی نور محمد جھنجھانوی جو حضرت حافظ شاہ احسان علی فریدی کے مرید تھے کو اس خاندان کا سلوک طے کروا کے اجازت و خلافت بخشی اور اپنا نائب مقرر کیا خود حضرت سید احمدؒ رائے بریلوی[1] کی تحریک جہاد میں شامل ہوئے اور سید صاحب کے ہمراہ بالاکوٹ پنجاب میں سکھوں سے مقابلہ کرتے ہوئے ۲۷ شعبان ۱۲۴۶ھ کو جام شہادت نوش کیا۔

اخوند جان محمد امروہہ سے غوث گڈھ آئے۔ کچھ عرصہ نواب آشفتہ خاں والیٔ غوث گڈھ کے یہاں ملازمت کی غوث گڈھ کی خرابی کے بعد لوہاری نزد جلال آباد ضلع مظفر نگر آئے۔ یہاں کے افغان حسن و اخلاق سے پیش آئے۔ نورنگ خاں رئیس لوہاری نے آپ کے لئے ایک پختہ حویلی تعمیر کرائی جس میں آپ نے رہائش اختیار کی۔

کچھ عرصہ بعد حضرت شاہ عبدالباری قدس سرہ کے فرمان کے بموجب دہلی میں حضرت شاہ غلام علی نقشبندی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شاہ صاحب سے بیعت کے لئے عرض کیا۔ شاہ صاحب نے آپ کو سلسلہ نقشبندیہ میں داخل کرنا چاہا آپ نے دیکھا کہ شاہ صاحب کا قلب مثل شمع کے روشن ہے اور آپ کے پیچھے حضرت پیران پیر دستگیر کھڑے ہوئے فرما رہے ہیں اے شیخ اس کو میرے سلسلہ میں داخل کر بحکم پیران پیر دستگیر شاہ صاحب نے آپ کو قادریہ سلسلہ میں داخل کیا۔

---

[1] آپ رائے بریلی یوپی کے رہنے والے تھے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے شاگرد اور مرید و خلیفہ تھے۔ آپ صحیح العقیدہ تھے۔ تحریک جہاد کے روح رواں تھے سکھوں سے جنگ کرتے ہوئے بالاکوٹ پنجاب میں شہید ہوئے۔ (واللہ اعلم بالصواب) آپ کا سلسلہ طریقت اس طرح ہے۔

حضرت سید احمد شہید مرید و خلیفہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے وہ مرید و خلیفہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے وہ مرید و خلیفہ حضرت شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی کے وہ مرید و خلیفہ حضرت سید شاہ عبداللہ کے وہ مرید و خلیفہ حضرت سید آدم بنوری کے وہ مرید و خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہم کے۔

آپ نے خانقاہ میں رہ کر ریاضت و مجاہدے کئے۔ کچھ عرصہ بعد بی بی مراد خاتون ساکن فتح پور ہنسوہ سے نکاح کیا اور حویلی نورنگ خاں لوہاری میں رہائش اختیار کی آپ کے ایک صاحبزادہ اور ایک صاحبزادی ہوئی صاحب زادہ کا نام اللہ داد اور صاحبزادی کا نام ننھی رکھا۔

جب صاحبزادہ اللہ داد پانچ سال کے ہوئے والد محترم آپ کو خانقاہ حضرت شاہ غلام علی لائے اور شیخ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے مولانا محمد صادق اور مولانا خالد رومی سے تحصیل علم کی، علم حاصل کرنے کے بعد کارہائے خانقاہ میں مصروف ہوئے۔ حضرت شاہ صاحب آپ سے بہت محبت کرتے، ہمہ وقت آپ پر مہربان رہتے اور شفقت فرماتے۔ شیخ جلیل[1] الرحمن منتظم خانقاہ آپ کی سعادت مندی اور خانقاہی امور میں دلچسپی سے بہت خوش تھے۔ ایک دن انھوں نے شیخ سے عرض کیا حضرت ان کا نام اللہ داد بہت ثقیل معلوم ہوتا ہے اجازت ہو تو بدل دیا جائے۔ حضرت نے فرمایا بہتر، شیخ جلیل الرحمن نے آپ کا نام عبد العلیم رکھ دیا اور خانقاہ میں مشہور کر دیا۔ اس دن سے آپ اللہ داد کی جگہ عبد العلیم مشہور ہوئے۔

کچھ دن بعد شیخ صاحب ایک ولایتی جس کا نام اللہ داد تھا جو حضرت شاہ غلام[2] علی قدس سرہٗ

---

[1] شیخ خلیل الرحمن

[2] حضرت شاہ غلام علی نقشبندی قدس سرہ کا نام عبد اللہ عرف غلام علی ہے آپ ۱۱۵۸ھ میں بٹالہ پنجاب میں پیدا ہوئے والد کا نام شاہ عبد اللطیف قادری تھا حضرت مرزا مظہر جانجاں شہید رحمتہ اللہ سے مرید ہو کر اجازت و خلافت حاصل کی حضرت مرزا صاحب کے انتقال کے بعد خانقاہ مظہریہ کے سجادہ نشین و صاحب ارشاد ہوئے آپ سادات علوی اور اولیائے کبار میں سے ہیں اپنے وقت کے مجدد و قیوم تھے ہمیشہ توکل پر زندگی بسر کی، آپ کی خانقاہ بہت مشہور تھی، سینکڑوں طالبان خدا حاضر رہتے، خانقاہ کی طرف سے طالبان خدا کو دونوں وقت کھانا اور ناشتہ دیا جاتا علم باطن کے ساتھ علم ظاہر تفسیر فقہ و حدیث کا درس بھی دیتے۔ ہندوستان کے علاوہ عرب و عجم سے بھی طالبان خدا علم باطن حاصل کرنے کے لئے آتے، مولانا خالد رومی روم سے اور حاجی شیخ اسماعیل مدنی بحکم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ سے دہلی آئے اور سلوک کی تعلیم حاصل کی۔ ۲۲ صفر یوم شنبہ ۱۲۴۰ھ کو آپ کا انتقال ہوا حضرت مرزا صاحب کے پہلو میں دفن کئے گئے نَوَّرَ اللّٰہُ مَضْجَعَہٗ تاریخ وصال ہے۔ یہ خانقاہ شاہ ابوالخیر مارگ چتلی قبر دہلی ۶ پر واقع ہے اور خانقاہ مظہریہ درگاہ شاہ ابوالخیر کے نام سے مشہور ہے۔ زمانہ جدید میں حضرت مولانا شاہ

کے خلفاء میں تھے کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ حضرت شاہ عبدالعلیم قدس سرہ اکثر فرماتے تھے کہ یہ حضرت شیخ کی کرامت تھی کہ میرا نام اللہ داد سے عبدالعلیم رکھا، اور میرا نام اپنے قاتل کے نام سے الگ کیا۔

حضرت شاہ عبدالعلیم قدس سرہ نے خانقاہ شریف میں درویشوں کی صحبت میں رہ کر اذکار و وظائف کی تعلیم حاصل کی۔ مرزا عبدالغفور بیگ خورجوی خلیفہ شاہ صاحب جن کے ذمہ سلب امراض تھا سے بارہ برس توجہہ لی۔ مولانا خالد رومی مولانا عبدالحی، حاجی عبدالرشید خاں خلفاء حضرت شاہ صاحب سے برسہا برس توجہہ لی اور حسب خواہش بہت سے اعمال و وظائف حاصل کئے۔ آپ نے بیس برس خانقاہ شریف میں رہ کر ریاضت و مجاہدے کئے اور علم ظاہر و باطن حاصل کیا۔ پچیس برس کی عمر میں والد کے ہمراہ اپنے وطن لوہاری واپس گئے۔ ان دنوں میاں جی نور محمد جھنجھانوی لوہاری کے مدرسہ میں بچوں کو درس دیا کرتے تھے۔ میاں جی اور آپ کے درمیان دوستانہ مراسم ہو گئے۔ ان دنوں امام الزاہدین حضرت حافظ شاہ احسان علی فریدی پاک پٹنی قدس سرہ جلال آباد تشریف لائے، آپ کی خدا ترسی و درویشی کی اطراف میں شہرت ہوئی ہر خاص و عام میں مشہور ہوا کہ جلال آباد میں ایک بزرگ تشریف لائے ہیں جس پر وہ نظر کرتے ہیں بے خود ہو جاتا ہے۔ جب یہ شہرت آپ تک پہونچی تو آپ اور حضرت میاں جی نور محمد جھنجھانوی راہ طلب مولا کے شوق میں لوہاری سے جلال آباد آئے اور قبل مغرب حاضر ہو کر قدم بوس ہوئے۔ بعد نماز مغرب دونوں صاحبان حلقہ ذکر میں شریک ہوئے۔ امام الزاہدین نے حلقہ میں توجہہ دی۔ حضرت میاں جی ایک نظر میں ہی مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگے۔ شاہ عبدالعلیم صاحب اپنی حالت پر رہے آپ پر توجہہ کا اثر نہ ہوا۔ آپ نے دل ہی دل میں افسوس کیا کہ ہم اس فیضان سے محروم رہے۔ کچھ دیر بعد میاں جی صاحب کو افاقہ ہوا۔ میاں جی نے عرض کیا کہ یہ شخص میرا رفیق اور مونس و ہمدم ہے اور راہ طلب مولا کا شوق بدرجہ اتم رکھتا ہے۔ اسی ذوق و شوق میں بیس سال تک دہلی خانقاہ حضرت شاہ غلام علی

(بقیہ پچھلے صفحہ سے آگے) ابوالحسن زید فاروقی رحمۃ اللہ علیہ اس خانقاہ کے صاحب ارشاد بزرگ تھے آپ فاضل ازہر و صاحب نسبت بزرگ و علامہ وقت تھے آپ نے متعدد کتب تصنیف کیں۔ ۲ دسمبر ۱۹۹۳ء کو انتقال ہوا۔ خانقاہ میں ہی دفن کئے گئے فقیر کے خاص کرم فرما تھے۔ آپ کے نبیرہ جناب ابوالنصر انس فاروقی سلمہ سجادہ نشین ہیں۔

نقشبندی میں رہ کر درویشوں کی عاشقانہ خدمت کی ان سے علم ظاہر و باطن حاصل کیا، ان سے توجہہ لی اور ان سے مختلف اوراد و وظائف کی تعلیم لی ریاضت اور مجاہدے کئے مگر ہنوز منزل مقصود پر نہ پہونچے اسی لئے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں گو گوہر مقصود حاصل ہو حضرت ان پر بھی توجہہ فرمائیں۔ امام الزاہدین نے فرمایا اس شخص کا قلب تختہ مشق ہو رہا ہے جب تک سارے نقوش نہ دھوڈالیں، ہمارے کام کے نہیں۔ یہ سن کر آپ کو اور بھی افسوس ہوا کہ بے فائدہ اتنی عمر ضائع کی۔ حضرت میاں جی داخل سلسلہ قادریہ ہوئے اس دن سے آپ اور حضرت میاں جی برابر امام الزاہدین کی خدمت میں حاضر ہوتے۔

امام الزاہدین مفتی الٰہی بخش کاندھلوی جو سہارنپور میں بسرکار امیر الامرا نواب احمد خاں صاحب مدرس تھے کے اصرار پر سہارنپور تشریف لے گئے، حضرت شاہ عبدالعلیم صاحب نے ہمرکابی کا شرف حاصل کیا۔ امام الزاہدین سفر میں کافی مہربان ہوئے آپ کو کلاہ و پیراہن عنایت فرمایا اس وقت تک آپ بیعت نہیں ہوئے تھے آپ کو وقوف قلبی و برکات حاصل نہیں ہوئے تھے مگر جس پر توجہہ کرتے اس پر توجہہ کا اثر ہوتا۔ حضرت کے صحبت کے اثر آپ کے جملہ سابقہ نقوش دھل گئے، واپسی سفر میں حضرت نے آپ کو سلسلہ قادریہ مجددیہ آبادانیہ میں بیعت کیا آپ نے کم عرصہ میں سلوک طے کیا اب آپ کو وقوف قلبی اور برکات بھی حاصل ہو گئے۔ آپ تقریباً دس سال امام الزاہدین کی خدمت میں رہے۔

اجازت و خلافت

سلوک طے ہونے کے بعد وصال سے چھ برس قبل پیر و مرشد نے یاران طریقت کی تعلیم آپ کے سپرد کی۔ خلافت سے قبل چند برادران طریقت نے از راہ تفریح آپ کو خلیفہ صاحب کہنا شروع کیا۔ آپ کو یہ بات ناگوار گزری۔ برادران طریقت سے اس بات پر رنجیدگی ہوئی جس کی اطلاع حضرت کو سہارنپور میں ہوئی، حضرت نے بلا کر رنجیدگی و سوء مزاجی کی وجہہ دریافت کی آپ نے کہا برادرانِ طریقت مجھ کو خلیفہ صاحب کہہ کر پکارتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا اگر صرف یہی وجہہ رنجیدگی و سوء مزاجی کی ہے تو میں نقل کو اصل کر دیتا ہوں اور آپ کو اجازت و خلافت دے کر خلیفہ صاحب بنا دیتا ہوں۔ حضرت نے یاران

طریقت کو جمع کیا محفل منعقد کی اور آپ کو اجازت و خلافت دے کر اپنا خلیفہ و نائب بنایا۔ چند اسرار الٰہی جو پیر و مرشد نے بتائے تھے اس سے آگاہ کر کے قلب کو مصفا و مجلی کیا کچھ دیر آپ پر بے خودی طاری رہی۔ پیر و مرشد نے ہدایت خلق اللہ کا حکم فرمایا اور کہا کہ برادر طریقت مولانا نواب سید امجد علی رضوی کی خدمت میں لکھنؤ جا کر کتب تصوف پڑھیں۔

سیّاحی

پیر و مرشد سے رخصت ہو کر آپ سہارنپور سے کلیر شریف آئے اور آفتاب چشتیاں حضرت مخدوم سید علاء الدین علی احمد صابر رحمتہ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر حاضر ہوئے یہاں سے آپ بجنور نگینہ ہوتے ہوئے لکھنؤ آئے۔ دو سال تک عم طریقت حضرت مولانا امجد علی رضوی کی خدمت میں رہ کر کتب تصوف پڑھیں اور اجازت حاصل کی نواب صاحب کو اپنے شیخ قطب ربانی عاشق الٰہی حضرت صوفی شاہ آبادانی قدس سرہ کے علاوہ دیگر مشائخ سے بھی اجازت و خلافت حاصل تھی۔ جس کا ذکر نواب صاحب کے حالات میں کیا گیا ہے لکھنؤ سے حضرت سید احمد رائے بریلوی اور حضرت حاجی عبدالرحیم فاطمی ولایتی کے قافلہ کے ہمراہ اپنے وطن لوہاری کے لئے روانہ ہوئے۔ اثنائے سفر میں سہارنپور میں پیر و مرشد کے انتقال کی خبر ملی نہایت افسردہ ہوئے۔ وطن کا ارادہ ترک کیا اور پیر و مرشد کے مزار کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے۔ کچھ دن مزار اقدس پر معتکف رہے، اس کے بعد عم محترم نواب صاحب کی قدم بوسی کے واسطے لکھنؤ کے لئے روانہ ہوئے۔ کانپور میں حضرت شاہ ابوسعید[1] مجددی دہلوی سے ملاقات ہوئی جو لکھنؤ سے تشریف لا رہے تھے ان سے نواب صاحب کا حال دریافت کیا، انھوں نے فرمایا، ۲۲ رجب کو نواب صاحب نے آخری سفر اختیار کیا اور راہی ملک بقا ہوئے۔ ابھی پیر و مرشد کے وصال کا زخم بھرا نہ تھا کہ اس خبر سے زخم تازہ ہو گیا۔ آپ لکھنؤ مزار پر حاضر ہوئے فاتحہ خوانی کی اور حسرت زدہ برادران سے ملاقات کی کچھ دن مسجد میں قیام کرنے کے بعد بنارس تشریف لے گئے اور سرائے مسافراں میں قیام کیا۔ بنارس سے اعظم گڑھ آئے کچھ دن قیام کرنے کے بعد گورکھپور تشریف لے گئے۔ کچھ دن مقیم رہ کر دوبارہ ۱۲۴۸ھ میں بنارس

---

[1] مرید و خلیفہ حضرت شاہ غلام علی نقش بندی دہلوی

تشریف لائے اور محلہ مدنپورہ کی ایک قدیم و شکستہ مسجد میں اہل محلہ کی اجازت سے قیام کیا۔ اس مسجد کو صاف ستھرا کر کے مرمت کرائی۔ آپ کے قیام سے اہلِ بنارس کی قسمت جاگی۔ ہندوستان میں چند سال سے پلیگ پھیلا ہوا تھا، بنارس میں بھی یہ مرض وبا کی شکل میں پھیلا۔ آپ کے قیام کی برکت سے یہ محلہ اس وبا سے محفوظ رہا۔

محلہ مدنپورہ میں ایک شخص حافظ پیر محمد تھے حافظ قرآن مجید ہونے کے باوجود رند مشرب تھے اور حلال و حرام میں فرق نہ کرتے تھے۔ شراب نوشی اور دیگر ناشائستہ حرکات میں مبتلا تھے اتفاق سے ایک دن مسجد میں آئے حضرت کے چہرہ کو دیکھتے ہی مرغ بسمل کی مانند تڑپنے لگے اور اللہ ہو کا نعرہ بلند کیا، حضرت کی توجہ کا ایسا اثر ہوا کہ ناشائستہ حرکات سے توبہ کی اور داخل سلسلہ ہوئے اور محلہ کے بہت سے افراد کو داخل سلسلہ کرایا۔ حضرت پہلے مسجد میں تنہا ذکر کرتے تھے، جب کچھ افراد داخل سلسلہ ہوئے تب حلقہ ذکر شروع ہوا۔ حلقہ ذکر میں فاتحہ خوانی کے بعد نعت شریف کی محفل ہوتی جس میں مریدین کو کیفیت ہوتی۔ جب محرم شریف کا مبارک مہینہ آیا مرثیہ خوانوں و تعزیہ داران کو ہو حق کی محفل ناگوار گزری انھوں نے آپ کے خلاف تھانہ میں رپورٹ درج کرائی اس علاقہ کا تھانیدار شیعہ تھا جو اچھے اخلاق کا نہ تھا آپ تھانہ تشریف لے گئے۔ تھانیدار قدم بوس ہوا اور آپ کو صدر مقام پر بٹھایا بعدہ استفسار کیا۔ آپ نے اسے حقیقت حال سے آگاہ کیا۔ تھانیدار نے آپ کو بری کیا اور آپ کا معتقد ہو کر داخل سلسلہ ہوا اور سنی ہو گیا۔ اس واقعہ کے بعد بنارس کے ہزاروں باشندگان داخل سلسلہ ہوئے اور آپ کی بزرگی اور خدا ترسی کی شہرت دور تک ہوئی۔ نواب صاحب ٹونک کے اصرار پر آپ ۱۲۵۰ھ میں ریاست ٹونک تشریف لے گئے، اثنائے سفر میں متعدد مقامات پر قیام کیا۔ نواب صاحب کے اصرار پر مسلسل ۳ سال ٹونک میں رہے۔ جب والدین کے وفات کی خبر پہونچی تو نواب صاحب نے مجبوراً آپ کو رخصت کیا۔

ریاست ٹونک سے اجمیر شریف حاضری دیتے ہوئے لوہاری پہونچے لوہاری میں آپ کی ہمشیرہ ننھی بیگم بقدحیات تھیں عزیز و اقارب نے نکاح کے لئے اصرار کیا آپ نے انکار کیا کچھ دن بعد ہمشیرہ صاحبہ علیل ہوئیں۔ ۱۲۵۶ھ میں ان کا بھی انتقال ہوا۔ وطن آنے کا ایک ذریعہ تھا

وہ بھی نہ رہا، آپ نے تمام اسباب خانہ ضرورت مندوں میں تقسیم کیا اور حویلی بی بی آملہ بیگم جو ہمشیرہ طریقت تھیں کے حوالہ کی اور سہارنپور تشریف لے آئے کچھ دن قیام کرکے دیوبند مظفر نگر یحییٰ نگر نگینہ ہدایت خلق اللہ کرتے ہوئے انبالہ پہونچے کچھ دن شیخ کے مزار پر معتکف ہوئے مزار اقدس پختہ تعمیر کرایا اور سہانپور تشریف لائے۔ چار سال اس علاقہ میں ہدایت خلق اللہ میں مشغول رہنے کے بعد مشرق کا سفر کیا۔ خورجہ الہ آباد غازی پور بنارس ہوتے ہوئے اعظم گڑھ آئے کچھ دن مسجد کولہ ٹولہ میں قیام کرنے کے بعد محمد آباد گہنہ مئو، گوپہ نگرہ، غازی پور سہسرام آرہ ہوتے ہوئے پھلواری شریف آئے۔ حضرت مولانا شاہ ابوالحسن فرد پھلواروی سجادہ نشین خلوص و محبت سے پیش آئے۔ چند دن خانقاہ مجیبیہ میں قیام کیا۔ وہاں سے آرہ سہسرام غازی پور ہوتے ہوئے پھر بنارس تشریف لے گئے۔ اثنائے سفر میں جس جگہ بھی قیام فرماتے ہدایت خلق اللہ فرماتے ہزاروں افراد نے آپ کے دست حق پرست پر توبہ کی اور داخل سلسلہ ہوئے۔ آپ کے مریدین کی تعداد لاکھ سے زائد تھی۔

حج مبارک کا عزم

مشرقی یوپی و بہار کے سفر کے بعد آپ کی طبیعت ناساز ہوگئی، اسی ناسازگی کی حالت میں آپ نے حج مبارک کا ارادہ کیا اور چند خلفاء کو ملاقات کے لئے اعظم گڑھ بلایا۔ آپ چند یاران طریقت کے ہمراہ غازی پور پہونچے، غازی پور سے چند یارانِ طریقت مثل مولانا محمد اکرم خاں، شاہ دیدار علی خاں، میاں خدا بخش، میر امیر علی، مولانا سید علی کاکوروی، درگاہی شاہ کریم بخش و میاں دوسے کل نو افراد کے ہمراہ حج مبارک کے لئے روانہ ہوئے اثنائے سفر میں بنارس میں مولوی گلزار[1] علی شاہ نقشبندی سے ملاقات ہوئی انھوں نے مریدین سے فرمایا کہ بنارس میں چندری والے پیر صاحب تشریف لائے ہیں، انھوں نے

---

[1] آپ مشہور نقش بندی بزرگ ہوئے ہیں کشنی نزد جگدیش پور ضلع رائے بریلی میں آپ کا مزار ہے۔ سلسلہ طریقت اس طرح ہے۔ مولوی گلزار علی شاہ مرید و خلیفہ مولوی ابوالحسن کے وہ مرید و خلیفہ مولوی مراد اللہ نقشبندی لکھنوی کے وہ خلیفہ مولوی نعیم اللہ بہرائچی کے وہ مرید خلیفہ حضرت مرزا مظہر جانجاناںؒ کے۔

حج مبارک کا ارادہ کیا ہے مگر ان کی قسمت میں حج نہیں ہے۔ جب آپ نے سنا تو فرمایا ہاں میری قسمت میں حج نہیں ہے لیکن ارادہ وسعی کا ثواب ہے شرع شریف میں کشف کا حکم ظنی ہے یقینی نہیں (تذکار مطیب)۔

۱۵ محرم الحرام ۱۲۶۵ھ کو نو افراد کے ہمراہ کلکتہ کے لئے روانہ ہوئے کچھ دن کلکتہ میں قیام کیا۔ ۲۵ ربیع الآخر ۱۲۶۵ھ کو "عید روسی" جہاز پر سوار ہوئے۔ ۶ جمادی الاول کو جہاز کنانور دار الخلافہ مالابار لنگر انداز ہوا۔ کنانور میں وہاں کے کارنگر نائب جہاز شیخ عبد القادر بہنڈی پانچ آدمیوں کے ہمراہ داخل سلسلہ ہوئے۔ کنانور کے راجہ سلطان علی نے ملاقات کی وہ حسن واخلاق وعقیدت سے پیش آئے۔ ۱۴ جمادی الاول کو جہاز روانہ ہوا، چالیس روز تک ہوا کی ناموافقت اور طوفان کی وجہ سے جدہ کی راہ نہ ملی، اس دوران پانی اور غلہ کی بھی کمی ہوئی مجبوراً بمبئی کی راہ لی، اور بمبئی بندرگاہ پر جہاز لنگر انداز ہوا۔ حضرت کی طبیعت پہلے سے علیل تھی سفر کے تکان سے اور زیادہ علیل ہو گئے، مسلسل بارش اور علالت کی وجہ سے ارادے میں کمزوری آئی حضرت حکیم شاہ مہدی حسن چھپروی، مولانا مولوی محمد علی، خلیفہ حضرت سید احمد رائے بریلوی، مولانا عبد القیوم، حضرت سید اشرف حسین صاحبان سے ملاقات ہوئی یہ حضرات حج سے واپس آرہے تھے۔ ان حضرات نے مشورہ دیا کہ اس سال حج کا ارادہ ملتوی کریں اور اگلے سال کا ارادہ فرمائیں۔ آپ نے ان حضرات کے مشورہ پر ارادہ ملتوی کیا اور میاں صاحب حضرت دیدار علی خاں غازی پوری کو اجازت وخلافت دے کر جناب غلام حسین خاں صاحب کے ہمراہ حج پر روانہ کیا اور سفر خرچ بھی عنایت فرمایا۔ رخصت کے وقت فرمایا کہ سفر میں میرے بارے میں کچھ کشف سے اطلاع ہو تو حج کا ارادہ فسخ نہ کرنا اور اپنا سفر جاری رکھنا (بیاض دلکشا وتذکار مطیب)

علاج کے سلسلہ میں کچھ دن آپ نے بھنڈی بازار نزد مسجد نواب قیام کیا، بمبئی کی آب وہوا موافق نہ ہونے کے سبب سے طبیعت اور زیادہ خراب ہوئی۔ آپ نے علاج کے سلسلہ میں الہ آباد جانے کا قصد کیا، الہ آباد میں ایک حکیم حاذق تھے جو آپ کے مزاج سے واقف تھے۔ آپ قافلہ کے ساتھ پالکی پر سوار ہو کر الہ آباد کے لئے روانہ ہوئے۔ مولانا عبد الرحمن وشاہ کریم

آپ کی خدمت تھے۔

اوقات شبانہ روز

آپ معمول کے مطابق نصف شب کے بعد بیدار ہوتے وضو فرماتے۔ موسم گرما میں نمازیوں کے لئے کنویں سے پانی بھرتے اور موسم سرما میں ان کے لئے خود پانی گرم کرتے۔ اس کے بعد نماز تہجد ادا کرتے اور یہ شعر پڑھتے ؎

عاشقاں خواجگاں چشت را
از قدم تا سر نشانے دیگر است

اس کے بعد ذکر میں مشغول ہوتے۔ فجر کی نماز میں اکثر لحن داؤدی میں سورہ ق تلاوت فرماتے جس سے اکثر مقتدیوں کو روحی قوت حاصل ہوتی۔ نماز فجر کے بعد حلقہ ذکر کرتے اور طالبان طریقت کو فیض پہونچاتے۔ نماز اشراق کے بعد دوستوں و حاضرین کی مزاج پرسی کرتے اور حتی المقدور حاجت مندوں کی حاجت روائی فرماتے۔ حاضرین کے ساتھ ناشتہ کرتے اور اس کے بعد علماء صلحاء کی ملاقات کو تشریف لے جاتے۔ دوپہر میں حاضرین کے ساتھ کھانا تناول فرماتے۔ دسترخوان پر اس طرح کھانا لگاتے کہ ہر شخص کو ہر چیز مل جائے اگر کوئی چیز کم ہوتی فوراً پوری کرتے کھانے میں سنت کا بہت خیال رکھتے کھانے کے بعد یہ دعا پڑھتے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰھُمَّ اَطْعِمْ مَنْ طَعَمَنِیْ وَاسْقِ مَنْ سَقَانِیْ۔

دوپہر کے کھانے کے بعد کچھ دیر آرام فرماتے ظہر کے بعد ضرورت کے مطابق کپڑا سیتے اس دوران حاضرین کو وعظ و نصیحت بھی فرماتے۔ نماز عصر کے بعد ختم خواجگان اور ختم مجدد حاضرین کے ساتھ پڑھتے۔ نماز مغرب کے بعد حلقہ ذکر کرتے بعد نماز عشا محفل ہوتی جس میں کبھی آپ خود اور کبھی معتقدین میں سے کوئی خوش الحانی سے نعتیہ کلام پڑھتے جس سے حاضرین پر کیفیت طاری ہوتی بعض کو آدھی رات تک کیف رہتا اس کے بعد کھانا تناول فرماتے اور آرام کرتے۔ روزانہ اپنے پیر و مرشد امام الزاہدین، حضرت صوفی شاہ آبادانی، حضرت مولانا میر محمد زکریا اور حضرت شاہ غلام علی نقشبندی دہلوی قدس سرہم کی نیاز کرتے۔ ۱۰ ربیع الثانی کو پیر و مرشد کا عرس اہتمام

سے کرتے جس میں تلاوت قرآن پاک اور محفل نعت و منقبت ہوتی اور لنگر عام ہوتا جس میں کثیر تعداد میں لوگ شریک ہوتے مجلس وعظ میں یاران طریقت کے ساتھ تشریف لے جاتے اگر کوئی لفظ صوفیائے کرام کی شان کے خلاف سنتے تو افسوس نہ کرتے اور فرماتے حق حق ہے۔ جمعہ اور عیدین کی نماز یاران کے ساتھ ادا کرتے اس دن خاص نسبت کا فیضان ہوتا جس سے ہر خاص و عام مستفیض ہوتا۔ گفتگو بڑی فصیح و بلیغ فرماتے، جو ملاقات کو آتا اس کی شیریں سے تواضع کرتے۔ سماع مزامیر سے پرہیز کرتے اور فرماتے کہ 'نہ ایں کارمی کنم نہ انکارمی کنم'۔ آپ کا قیام اکثر مسجد میں رہتا اگر کوئی قوال آتا تو آپ فرماتے کہ میں مسجد میں رہتا ہوں اور یہ جائے ادب ہے۔ ہر وقت سنت نبوی کا خیال رکھتے۔ جو کچھ فتوحات سے حاصل ہوتا اس سے حاجت مندوں کی حاجت روائی کرتے اور علماء و فقراء کی خدمت کرتے۔ جو علماء صلحاء فقراء شہر میں تشریف لاتے ان کی عمدہ دعوت کرتے اور نذر بھی پیش کرتے۔ مریدین کو برادر دینی اور یاران طریقت کہہ کر پکارتے۔ بیمار کی عیادت کو ضرور جاتے اور حتی الامکان ان کی خدمت کرتے۔ کاندھے پر نیلگوں رومال رکھتے۔ نیلگوں رومال میں گلہائے مدور آپ کی ہی ایجاد ہے جو شریعت طریقت، حقیقت اور معرفت کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ مزاج میں عاجزی و انکساری تھی کسی کام کے کرنے میں کوئی عار نہ تھا۔ مسجد میں جاروب کشی خود کرتے۔

خرق عادت

آپ سے بے شمار کرامتیں ظاہر ہوئیں چند خرق عادات تحریر کی جارہی ہیں۔

(۱) جس زمانہ میں آپ لکھنؤ میں حضرت نواب امجد علی صاحب کے یہاں کتب تصوف کے مطالعہ میں مصروف تھے ایک دن باغ میں سیر کے لئے گئے۔ باغبان باغبانی میں مشغول تھا، آپ نے اس پر توجہ کی وہ آہ و نالہ کرنے لگا اور بے ہوش ہوگیا۔ نواب صاحب پہونچے اور حالت کو جذب فرما کر باغبان کو ہوش میں لائے اور آپ سے فرمایا کہ براہ کرم آپ ہمارے گھر پر تصرف نہ کریں، اس کے بعد بزرگانہ نصیحت فرمائی۔

(۲) مولانا نصر اللہ خاں رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مولانا سید علی کا کوروی زمانہ دراز تک طلب نام مولا میں سرگرداں ہے۔ ہندوستان میں بہت سے درویشوں مثل حضرت شاہ تراب علی

کاکوروی وغیرہ کی خدمت میں زمانہ دراز تک رہے مگر مقصد حاصل نہ ہوا پھر عرب گئے وہاں بھی کئی سال بہت سے درویشوں کی خدمت میں رہے مگر کسی پر کامل عقیدہ نہ ہوا اور نہ اپنے مزاج کے موافق اہل باطن پایا۔ جب عرب سے واپس اعظم گڑھ پہونچے، وہاں آپ کی شہرت سنی کہ غازی پور سے ایک درویش بزرگ کامل تشریف لائے ہیں اور شیخ بدھولال کی مسجد میں قیام فرمائیں۔ آپ عصر کے وقت حاضر خدمت ہوئے اور مصافحہ کر کے واپس آگئے۔ آپ کے جمال جہاں آرا کا ایسا اثر ہوا کہ گرویدہ ہو گئے۔ اگلے روز حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کہ معانقہ و مصافحہ کیا۔ حضرت نے دریافت کیا کہ بیت اللہ شریف سے کب تشریف لائے اور جس کام کے لئے گئے تھے وہ ہوا کہ نہیں۔ وہاں کے کچھ حالات بیان کیجئے یہ سن کر سید صاحب متعجب ہوئے ہوئے، آپ نے یہ شعر پڑھا ؎

جو کہ ہم دم ہیں ترے تجھ سے ورے بیٹھے ہیں
اک فقط ہم ہی گنہگار پرے بیٹھے ہیں

اس شعر سے سید صاحب پر گریہ طاری ہوا اور بے ہوش ہو کر تڑپنے لگے۔ افاقہ ہونے پر بیعت کی درخواست کی۔ حضرت نے فرمایا آپ حاجی جہاندیدہ ہیں۔ آپ کے وطن میں اچھے اچھے بزرگ مثل شاہ تراب علی و شاہ امیر علی ہیں ان سے کیوں نہیں بیعت ہوئے۔ عاشق زخمی کب دوسرے کے دام میں جا سکتا ہے۔ بہت اصرار کرنے پر دوسرے دن آپ کو بیعت فرمایا۔ (بیاض دلکشا)

(۳) مولانا سید علی کاکوروی الہ آباد کے سفر میں حضرت کے ساتھ تھے۔ بارش کی وجہ سے پھولپور میں رہنے کا اتفاق ہوا ایک شام یاران طریقت کے ساتھ سیر و تفریح کو نکلے راستہ میں طوطے کے غول پر کلوخ اندازی کرنے لگے اتفاق سے ایک طوطا جاں بحق ہوا آپ کو بہت افسوس ہوا آپ اس طوطے کو لے کر حضرت کی خدمت میں آئے حضرت نے چند نصیحت آمیز کلمات کہے اور طوطے کو ہاتھ میں لے کر کہا کیا تیرے اس جگہ چوٹ لگی ہے اس کے اوپر ہاتھ پھیرا وہ طوطا زندہ ہو کر اڑ گیا۔ سبحان اللہ کیا مسیحائی تھی۔

آپ کی سب سے بڑی کرامت یہ تھی کہ دین متین کی خوب تبلیغ کی اور لاکھ سے زائد

لوگوں کو راہ ہدایت دکھائی حقوق اللہ اور حقوق العباد سکھلائے اور تا زندگی سنت نبوی پر قائم رہے، کبھی کوئی قدم خلاف سنت نہ اٹھایا۔ اَلِاسْتَقَامَۃُ فَوْقَ الْکَرَامَۃِ۔

وصال

آپ یاران طریقت کے ساتھ عازم سفر حجاز ہوئے۔ موسم کی ناخوشگواری کی وجہ سے بادِ مخالف نے جہاز کو جدہ کا راستہ نہ دیا۔ آپ نے مجبوراً حج کا ارادہ آئندہ سال کے لئے ملتوی کیا، کچھ دن بمبئی میں رہ کر اطباء کے مشورے سے قافلہ کے ساتھ الہ آباد کے لئے روانہ ہوئے۔ اندور میں طبیعت زیادہ خراب ہوگئی، اسی حالت میں بھوپال پہونچے بھوپال میں بخار میں بہت زیادہ شدت ہوئی۔ بھوپال میں شاہی خاندان بیگمات و اہل شہر کثرت سے داخل سلسلہ تھے مرض کی شدت کی وجہ سے آپ پر بے ہوشی طاری ہوئی۔ ۱۳ محرم الحرام ۱۲۶۶ھ بروز پنجشنبہ لبیک کہہ کر اشہدان لاالہ الا اللہ کہتے ہوئے مالک حقیقی سے جا ملے۔

تمام اہل شہر صلحاء علماء و شاہی خاندان نے تجہیز و تکفین میں شرکت کی جہانگیر آباد بھوپال میں دفن کئے گئے۔

قطعہ تاریخ

حضرت کے وصال پر بہت سے بزرگ و عالم فاضل مثل حضرت مولانا شاہ محمد عمر نقش بندی مجددی۔ جامع معقولات و منقولات مولانا سید احمد علی چڑیا کوٹی مولانا شیخ عبدالحق بن حکیم الٰہی بخش مظفر نگری، میرزا امیر بیگ امیر، شیخ قطب الدین شکارپوری صاحبان نے تاریخ وصال لکھیں جو بیاض دلکشا میں حضرت مولانا نصر اللہ خورجوی نے لکھی ہیں چند نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) از مقبول بارگاہِ سبحانی حضرت مولانا حافظ شاہ محمد عمر نقشبندی مجددی۔

بودہ ثلاثہ عشرہ زماہ محرم آہ — عبدالعلیم شاہ بملک بقا رسید
از انتقال او بدل و جان مردمان — از رنج و غم میرس تو از من چہا رسید
در سال انتقال بگوش عمر ز غیب — ماوای او بخلد بریں شد ندا رسید

۶۶ ھ ۱۲

(۲) دیگر

در محرم حضرت عبدالعلیم — روئے خود از عالم فانی نہفت
در سن رحلت عمر چوں فکر کرد — رفت سوی جنت ماوٰی بگفت

۱۲ ھ ۶۶

(۳) مولانا شیخ عبدالحق بن حکیم الٰہی بخش مظفر نگری۔

مظہر انوار حق و فیض رب العالمین — زیں جہاں رحلت نمودہ جانب خلد بریں
بود از آیات رب اعنی شہم عبدالعلیم — مطلع مہر تصوف مشرق خورشید دیں
از نظر غائب چو شد آن آفتاب ملک قدس — عالمے از تیرگی رنج شد اندوہ گیں
ہاتفے ایں مصرعہ تاریخ او با جہد گفت — در جناں گوشہ گزیں شد زبدہ اہل یقیں

۱۲ ھ ۶۶

حضرت شیخ قطب الدین شکارپوری نے درد و غم سے تاریخ وصال نکالی۔

۱۲ ۶۶ھ

تذکار مطیب میں حضرت مولانا مفتی شاہ محمد ابراہیم فریدی قدس سرہ تحریر کرتے ہیں۔

"آپ امام الزاہدین کے خلیفہ سویم ہیں۔ اجازت کے بعد بقیہ عمر اشاعت اسلام میں صرف کی۔ دور دراز مشرق و مغرب جنوب و شمال کی سیاحت کی جس کے سبب سے لوگ آپ کو داتا سید عبدالعلیم سیاح کہنے لگے۔ ایک لاکھ سے زیادہ مرید ہوئے۔ سات بزرگوں کو خلافت بخشی۔ بڑے خوش خلق پابندِ سنت سراپا عجز و انکسار خوب رو خوش الحان قاری تھے۔ ہم عصر چند بزرگوں نے فرمایا شاہ عبدالعلیم لوہاروی مقام فنار الفنار سے ترقی کر کے بقار کی منزل میں ہیں۔ نیلگوں یا سیاہ رومال کے چار گوشوں پر ۳ دوائر اور بیچ میں وحدت کا نقطہ آپ ہی کی ایجاد ہے۔ (تذکار مطیب صفحہ ۸۵-۸۶)

آپ کو قادری بھی کہتے ہیں۔

خلفاء

آپ نے مندرجہ ذیل بزرگوں کو خلافت بخشی۔

خلیفہ اول مولانا سید شاہ عبداللہ

آپ سادات غازی پور سے تھے، آپ کا وطن یوسف پور محمد پور متصل موضع سیلم پور ضلع غازی پور تھا، آپ کو قطب ربانی عاشق الٰہی حضرت صوفی شاہ آبادانی قدس سرہ کی روحانیت سے خصوصی فیض حاصل تھا۔ تکمیل سلوک کے بعد ۱۷ ذی الحجہ ۱۲۵۰ھ بروز جمعہ اجازت وخلافت سے سرفراز کئے گئے اس مبارک موقع پر مولانا نصراللہ خاں قمر خورجوی نے مندرجہ ذیل مبارکبادی تحریر کی۔

برتواین خلعت شاہانہ مبارک باشد — زیں دعائے دل مستانہ مبارک باشد
نغمہ عشق زمحبوب ترا باد نصیب — مئے خوش رنگ زپیمانہ مبارک باشد
نقد عشرت ہمہ در دست ترا باد نصیب — صحبت دلبر وکاشانہ مبارک باشد
روز وشب ہست قمر داعی ایں راکہ ترا — ساقی وساغر ومخمانہ مبارک باشد

یہ غزل (مبارکبادی) بارگاہ حضرت عاشق الٰہی میں مقبول ہے۔

حضرت مولانا نصراللہ صاحب فرماتے ہیں کہ اس مبارکبادی کے چند دن بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت عاشق الٰہی فرماتے ہیں کہ تمہاری غزل تمہارے بھائی سے سن کر خوش ہوا اور اپنی مجلس میں پڑھوائی جب مولانا صاحب بیدار ہوئے تو ذوق وشوق میں تھے بعد کے اکثر بزرگان سلسلہ نے اس مبارکبادی کو اجازت وخلافت کے وقت خوش الحانی سے پڑھوایا ہے۔ والد حضرت علیہ الرحمہ کا بھی یہی معمول تھا۔

مولانا سید شاہ عبداللہ صاحب صدر اعلیٰ کے عہدہ پر فائز تھے۔ آپ کا عرفی نام مولوی پیغمبر بخش تھا۔

خلیفہ دوم حضرت مولانا حکیم محمد نصر اللہ خاں خویشگی

آپ قدوۃ العرفاء حضرت سید شاہ عبد العلیم لوہاروی قدس سرہ کے خلیفہ دوم ہیں۔ آپ کا وطن خورجہ ضلع بلند شہر یوپی تھا۔ آپ ۱۲۲۶ھ میں خورجہ میں پیدا ہوئے والد کا نام حکیم محمد عمر خاں خویشگی تھا۔ آپ خاندان خویشگی سے تھے۔ افغان قوم میں خاندان خویشگی مثل سید زادہ مخدوم زادہ کے مانے جاتے ہیں۔ خویشگی خیشگ کی طرف منسوب ہے۔ خیشگ افغانستان میں ایک جگہ کا نام ہے۔ آپ کی ولادت سے پہلے حضرت فارغ شاہ صاحب نے آپ کے والد کو بشارت دی تھی کہ آپ کے یہاں خدا کا دوست پیدا ہوگا۔ جب ولادت ہو، مجھے آگاہ کرنا۔ جب آپ پیدا ہوئے حضرت فارغ شاہ صاحب نے فرمایا کہ یہ ولی اللہ ہے، شاہ صاحب نے آپ کا نام نصر اللہ اور آپ کے بھائی کا نام مجیب اللہ رکھا۔

آپ متبحر عالم حکیم حاذق اور ولی کامل تھے۔ ابتدائی تعلیم خورجہ میں حاصل کی۔ اس کے بعد مشہور علمائے زمانہ مثل مولانا مولوی خورشید علی، مولانا سبحان علی فخری ٹانڈوی، امام معقولات و منقولات فقیہہ العصر و محدث وقت مولانا احمد علی چڑیاکوٹی سے درس نظامی و طب کی تکمیل کی۔ چڑیاکوٹ اس وقت یونان ہند کہلاتا تھا۔ ۱۲۴۷ھ میں قدوۃ العرفاء سے بنارس میں بیعت حاصل کی۔ عرصہ تک پیر و مرشد کی خدمت میں رہے سلوک طے ہونے کے بعد ۲۲ ذی الحجہ ۱۲۵۲ھ کو دستار خلافت سے سرفراز کئے گئے۔ آپ عاشق پیر تھے۔ پیر و مرشد بھی آپ پر کمال لطف و مہربانی فرماتے۔ آپ شیخ کے ہم شکل تھے۔

آپ حکیم حاذق تھے اکثر غرباء کا مفت علاج کرتے طلباء کو درس بھی دیتے مشہور ادیب مولوی ڈپٹی نذیر احمد کے آپ عربی فارسی کے استاد تھے۔ تحصیلدار کے عہدہ سے ترقی کرکے ڈپٹی کلکٹر ہو گئے تھے۔ ملازمت سے سبکدوشی کے بعد مہاراجہ کپورتھلہ کی طرف سے بہرائچ میں منیجر ہوئے۔ پندرہ برس تک نظام حیدرآباد کے یہاں اعلیٰ عہدہ پر فائز رہے اس درمیان سیر و سیاحت اور حج مبارک بھی کیا۔ ان سب مشغولیات کے باوجود ذکر و اشغال تعلیم و تلقین اور سلسلہ کی اشاعت میں مشغول رہے۔ کئی برادران طریقت کا راہِ سلوک طے کرایا۔ مریدین کی تعداد

کثیر تھی۔ آپ کی بہت سی کرامتیں مشہور ہیں۔

حیدرآباد میں ملازمت کے دوران نواب حیدرآباد کوئی خلاف شریعت کام کرانا چاہتے تھے۔ آپ نے انکار کیا نواب صاحب بضد ہوئے۔ ایک رات نواب صاحب نے خواب میں دیکھا کہ آقائے دوعالم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں اور فرمارہے ہیں کہ تم خلاف شرع کام کرانا چاہتے ہو نواب صاحب نے معافی چاہی اسی وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ تہجد کی نماز میں مشغول تھے۔ نواب صاحب نے خواب بیان کیا اور معافی چاہی آپ نے استعفا پیش کیا اس میں لکھا کہ اب ولایت ظاہر ہوگئی ہے، اس لئے استعفی منظور کیا جائے۔ نواب صاحب نے آپ کی پنشن منظور کی جو آپ تاحیات پاتے رہے۔

آپ کا وصال ۲۷ محرم الحرام ۱۲۹۹ھ بروز سہ شنبہ (منگل) خورجہ میں ہوا۔ نماز جنازہ مولانا احمد ابوالخیر مکی نے پڑھائی۔ رنج وغم مادہ وصال ہے۔ آپ کا مزار محلہ نصراللہ خاں خورجہ میں ہے۔ جس وقت آپ کا وصال ہوا۔ سلطان المشائخ حافظ شاہ فریدالدین آروی قدس سرہ حلقہ ذکر فرمارہے تھے، یکایک آپ نے آہ و نالہ کیا اور فرمایا عم طریقت حضرت مولانا نصراللہ صاحب رفیق اعلیٰ سے جاملے اور اپنی نسبت ہماری طرف کر گئے ہم کو ہمارے شیخ نے کیا کم دیا تھا۔ چند دن بعد خط سے معلوم ہوا کہ حضرت کے فرمان کے وقت آپ کا وصال ہوا تھا۔

آپ تین بھائی تھے بڑے بھائی کا نام فیض اللہ خاں اور چھوٹے بھائی کا نام مجیب اللہ خاں تھا۔ آپ کے دو صاحبزادے مولانا عبدالملک و حافظ محمد ابراہیم تھے۔ مولانا عبدالملک صاحب آپ کے سجادہ نشین ہوئے۔ تذکار مطیب میں آپ کا ذکر ان الفاظ میں ہے۔ "مولانا نصراللہ خاں خورجوی رحمتہ اللہ علیہ، حاجی حکیم متبحر عالم جامع کمالات صاحب تصانیف مفید بزرگ ہوئے ہیں۔ ۱۲۲۶ھ میں پیدائش ۲۷ محرم ۱۲۹۹ھ میں وفات ہوئی۔ رنج وغم مادہ وصال ہے۔ تاریخ دکن ارشاد البلید فی اثبات التقلید شرح خلاصہ کیدانی (عربی فقہ) شرح رباعیات یوسفی (طب)، بیاض دلکشا وغیرہ تصانیف ہیں۔ محمد عمر خاں خویشگی کے فرزند مولانا احمد علی چڑیاکوٹی کے تلمیذ قدوۃ العارفین حضرت شاہ عبدالعلیم لوہاروی کے مرید و خلیفہ ہیں، آپ کو ڈپٹی نصراللہ خاں خورجوی بھی کہتے ہیں۔ آپ کا ذکر تذکرہ علمائے ہند فارسی میں مولوی رحمان علی

مرحوم اور شرح رباعیات یوسفی کے خاتمہ میں مولوی عبدالرحمان شاکر مالک مطبع نظامی کانپور نے کیا ہے جو رجہ ضلع بلند شہر میں مزار زیارت گاہ ہے (حاشیہ تذکار مطیب صفحہ ۸۸)۔ مولانا فرید احمد غازی پوری نے بیاض جانفزا میں آپ کے حالات تحریر کئے ہیں۔

خلفاء مولانا صاحب

آپ کے مندرجہ ذیل خلفاء ہیں۔

(۱) صاحبزادہ مولانا عبدالملک خاں
(۲) 〃 حافظ محمد ابراہیم خاں
(۳) مولانا خورشید علی
(۴) جناب نوازش علی خاں
(۵) 〃 وارث علی خاں
(۶) 〃 حافظ محمد عثمان خاں
(۷) 〃 دیوان امید علی خاں
(۸) جناب دیوان محمد حسین خاں
(۹) 〃 مولانا فرید احمد غازی پوری
(۱۰) 〃 محب اللہ خاں امروہوی
(۱۱) 〃 شیخ شمس الدین عرف محمد بخاری تاشقندی
(۱۲) جناب محبوب خاں نہٹوری
(۱۳) 〃 مولانا عبدالقادر بہسرامی
(۱۴) 〃 میاں جی عبدالعزیز جھنجھانوی

ان خلفاء کے علاوہ جناب تیغ علی، جہانگیر خاں، محمد اشرف، عبدالصمد، تراب علی، ظہورالدین، جان محمد خاں، ثناء اللہ خاں، شیخ رمضان علی، شاہ امید علی، بدرالدین صاحبان وغیرہ آپ کے خاص مریدین میں تھے۔

آپ کے تمام خلفاء شریعت و طریقت سے آراستہ و پیراستہ تھے، ان حضرات نے عرصہ تک آپ کی صحبت میں رہ کر طریقت کی تعلیم حاصل کی۔ منازل سلوک طے کرنے کے بعد اجازت خلافت حاصل کی۔ آپ کے چند خلفاء کے حالات دستیاب ہوئے جو تحریر کئے جا رہے ہیں۔

صاحبزادہ مولانا عبدالملک خویشگی

آپ حضرت مولانا صاحب کے بڑے صاحبزادہ تھے ظاہری و باطنی تعلیم والد کے زیر نگرانی حاصل کی۔ والد سے ہی سلسلہ آبادانیہ میں بیعت ہو کر سلوک کی تعلیم حاصل کی اور اجازت و

خلافت پائی، والد حضرت نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں دستار بندی فرماکر سجادگی عطا کی اور بزرگوں کے تبرکات آپ کے سپرد کئے۔ آپ نظام حیدرآباد کے یہاں اعلیٰ سرکاری عہدہ پر فائز تھے۔ الکاسب حبیب اللہ کسب دنیوی درویشی کے مانع نہیں ہوتی، آپ سرکاری ملازمت کے ساتھ ہدایت خلق اللہ میں بھی مشغول رہے۔ آپ دست بکار دل بیار تھے اذکار کے پابند تھے۔ آپ کے صاحبزادہ مولانا محمد عرفان خویشگی تھے جن کو آپ سے بیعت و خلافت حاصل تھی۔ حضرت مولانا شاہ ابوالخیر قدس سرہ نے خورجہ کے سفر کے دوران آپ سے ملاقات کی اور بہت خوش ہوئے۔ ملاقات کے دوران ایک مرادآبادی اگلدان آیا جس پر عبدالملک لکھا تھا حضرت شاہ ابوالخیرؒ نے فرمایا الملک نام اللہ کا ہے، اس کا احترام واجب ہے۔ مولانا کو اس کی خبر نہ تھی۔ آپ نے ریتی سے فوراً اس کو کھرچ دادیا۔ اس وقت آپ بہت بوڑھے اور ضعیف تھے۔ (مقامات خیر)

(۲) صاحبزادہ حافظ محمد ابراہیم خویشگی

آپ حضرت کے دوسرے صاحبزادے اور قائم مقام سجادہ و محافظ تھے۔ والد کی نگرانی میں قرآن پاک حفظ کیا اور علم ظاہر و باطن حاصل کیا والد سے ہی بیعت ہوکر اجازت و خلافت حاصل کی آپ مجاہدے خوب کرتے تھے۔ نظام حیدرآباد کے یہاں ملازم تھے۔

(۳) مولانا خورشید علی

آپ مشہور بزرگ و عالم دین مولانا فصیح الدین غازی پوری کے برادر زادہ تھے۔ آپ کا شمار حضرت قدوۃ العرفاء کے جاں نثار مریدین ہوتا ہے۔ حضرت قدوۃ العرفاء نے مولانا نصر اللہ قدس سرہ کے سپرد آپ کی تعلیم و تربیت کی۔ سلوک طے ہونے کے بعد مولانا صاحب نے نگینہ ضلع بجنور سے قدوۃ العرفاء کی خدمت میں اجازت و خلافت کے لئے تحریر کیا، حضرت اس وقت ٹونک میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے خط کے ذریعہ بخوشی اجازت و خلافت دینے کی اجازت مرحمت فرمائی، آپ نے تحریر فرمایا کہ انہیں مثال خلافت دیتے وقت نیلگوں رومال بھی دیا جائے اور تاکید کی جائے کہ نماز باجماعت و تلاوت قرآن پاک کی پابندی رکھیں اور فقراء و مساکین

کے ساتھ محبت سے پیش آئیں اور اپنے اندر عاجزی وانکساری پیدا کریں ۵

دادیم ترا نشان ز گنج مقصود
گر ما نرسیدم تو شاید برسی

آپ کو عم طریقت مولانا قاضی عنایت حسین چڑیا کوٹی سے بھی خلافت حاصل تھی۔ بڑے عابد وزاہد اور سراپا عجز وانکسار تھے۔ آپ کا وصال ۲۴ جمادی الاول بروز شنبہ (سنیچر) قبل مغرب ۱۲۵۹ھ کو الہ آباد میں ہوا۔ دائرہ شاہ اجمل میں نیم کے درخت کے نیچے آپ کا مزار ہے۔
(بیاض دلکشا و آئینہ مبارک)

(۴) بابو حاجی نوازش علی خانصاحب

آپ حضرت قدوۃ العرفاء کے مرید تھے۔ آپ نے مولانا صاحب کی خدمت میں رہ کر سلوک کی تعلیم حاصل کی اور اجازت وخلافت حاصل کی آپ رئیس سیدھاری ضلع اعظم گڑھ تھے۔ غرباء پرور تھے، مزاج میں عاجزی وانکساری تھی۔ حج مبارک کے بعد مدینہ طیبہ حاضری دی اسی پاک سرزمین پر انتقال فرمایا، جنت البقیع میں دفن کئے گئے۔

(۵) بابو وارث علی خاں

آپ قدوۃ العرفاء کے مرید تھے، سلوک کی تعلیم مولانا صاحب سے حاصل کی اور اجازت وخلافت حاصل کی۔ ۷ محرم ۱۲۸۸ھ میں انتقال فرمایا۔ آپ حاجی نوازش علی صاحب کے چھوٹے بھائی تھے۔ حضرت قدوۃ العرفاء کے اعظم گڑھ کے قیام کے دوران دونوں بھائی اور دیگر اہلِ خاندان داخل سلسلہ ہوئے۔

(۶) جناب حافظ عثمان خاں خویشگی

آپ مولانا صاحب کے بھانجہ تھے۔ بڑے عابد وزاہد حافظ قرآن اور خوش الحان قاری تھے۔ سلوک طے ہونے کے بعد آپ کو اور صاحبزادہ مولانا عبد الملک سجادہ نشیں کو ایک ہی مجلس

میں حضرت نے اجازت وخلافت عطا فرمائی۔ آپ نظام حیدرآباد کے یہاں اعلیٰ عہدہ پر فائز تھے۔

(۷) دیوان حاجی امید علی خاں

آپ ڈمریٹ ضلع آرہ بہار کے رہنے والے تھے حضرت مولانا صاحب سے مرید ہوکر اجازت وخلافت حاصل کی۔ ۱۲۸۸ھ میں حج مبارک کو تشریف لے گئے اثنائے سفر میں مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان ۲ ذی قعدہ ۱۲۸۸ھ کو وفات پائی۔ آپ کے وصال سے حضرت کا دل بہت افسردہ ہوا۔ آپ کے صاحبزادہ دیوان شاہ محمد حسین تھے جن سے سلسلہ کی خوب اشاعت ہوئی۔

(۸) دیوان شاہ محمد حسین

آپ دیوان شاہ امید علی کے صاحبزادے اور حاجی نوازش علی رئیس سیدھاری کے خویش تھے۔ آپ ۱۲۷۹ھ میں سیدھاری ضلع اعظم گڑھ میں بیعت ہوئے اور حضرت کی نگرانی میں سلوک کی تعلیم حاصل کی۔ ۱۲۹۵ھ میں تکمیل سلوک کے بعد حضرت نے خورجہ میں اجازت و خلافت عطا کی اور ہدایت خلق اللہ کے لئے حکم فرمایا۔ آپ تازندگی ہدایت خلق اللہ میں مشغول رہے۔ ہزاروں تشنگان معرفت کو داخل سلسلہ کیا۔ آپ شیخ کے منظور نظر تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ جب ہمارے شیخ کسی کو خلافت دیتے تو ہمارے پاس بھیجتے ہم بھی اسے شیخ کی اجازت سے اجازت دیتے۔ آپ کا وصال ۱۳ رجب ۱۳۲۱ھ مطابق ۵ اکتوبر ۱۹۰۳ء بروز دوشنبہ سیدھاری میں ہوا، آپ نے کسی کو اپنا جانشین مقرر نہیں کیا، آپ کے دو صاحبزادے محمد یعقوب و محمد عمر تھے جو حضرت مولانا نصر اللہ قدس سرہ کے مرید تھے خلافت واجازت آپ سے حاصل تھی۔

خلفاء دیوان شاہ محمد حسین

(۱) صاحبزادہ محمد یعقوب ومحمد عمر : آپ حضرت مولانا شاہ نصر اللہ قدس سرہ کے مرید اور اپنے والد کے خلیفہ تھے۔

(۲) مولانا سید اکبر علی شاہ جلال آبادی } آپ حاجی نوازش علی خاں کے مرید تھے

(۳) حضرت بہادر علی شاہ بنارسی] لیکن اجازت وخلافت آپ سے حاصل تھی، آپ سے بنارس وقرب وجوار میں خوب سلسلہ پھیلا۔

(۴) دیوان شاہ امیر حسن : آپ دیوان شاہ محمد حسین کے چھوٹے بھائی تھے، اپنے بھائی کے ساتھ حضرت مولانا صاحب سے بیعت ہوئے۔ آپ کی تعلیم وتربیت بڑے بھائی دیوان شاہ محمد حسین نے فرمائی اور اجازت وخلافت سے سرفراز کیا۔ ۱۳۲۲ھ میں آپ نے حج مبارک کیا۔ بڑے باہمت وصاحب نسبت بزرگ تھے، فقر میں اعلیٰ مقام تھا تاعمر ہدایت خلق اللہ میں مشغول رہے۔ آپ کو عم طریقت حضرت قاضی عنایت حسین چڑیاکوٹی سے بھی خلافت حاصل تھی۔ آپ نے برادر طریقت حکیم شاہ عبدالحق فریدی کو جو حضرت بابا فرید گنج شکر کی اولاد سے تھے کو اجازت وخلافت عطا کی۔

(۵) مولانا محب حسین : آپ حضرت قدوۃ العرفاء کے مرید تھے۔ آپ سے اجازت وخلافت حاصل تھی۔

(۹) مولانا شاہ فریدالدین احمد غازی پوری

آپ زمانیہ ضلع غازی پور کے رہنے والے تھے زیادہ تر قیام غازی پور میں رہتا تھا۔ آپ متبحر عالم صاحب نسبت وصاحب ارشاد بزرگ ہوئے ہیں، کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ درفرید اور ریاض جانفزا بزرگان دین کے حالات پر مشتمل آپ کی مشہور کتاب ہے۔ حضرت مولانا نصراللہ قدس سرہ سے بیعت ہوکر سلوک کی تعلیم حاصل کی اور اجازت وخلافت پائی۔ اجازت وخلافت کے بعد رشد وہدایت میں مشغول ہوئے۔ ہزاروں طالبان راہ خدا کو داخل سلسلہ فرماکر تعلیم وتربیت فرمائی۔ بزرگان دین کے عاشق تھے۔ کئی جگہ محفل اعراس قائم کیں آپ کا معمول تھا کہ ہر سال سلسلہ کے بزرگوں کے مزارات پر جاکر عرس کا اہتمام کرتے۔ دہلی میں قطب ربانی عاشق الٰہی حضرت صوفی شاہ آبادانی قدس سرہ کا عرس بڑے اہتمام سے کرتے۔ پیر جی عبدالحکیم صاحب متولی وسجادہ نشین درگاہ حضرت شاہ آبادانیؒ کو آپ ہی سے ارادت و خلافت تھی۔ فنافی الشیخ میں اعلیٰ مقام تھا ۲۴ جمادی الاول ۱۳۲۰ھ کو میرٹھ میں انتقال ہوا۔ جنازہ

میرٹھ سے خورجہ لایا گیا۔ اگلے روز صبح ۱۰ بجے اپنے شیخ کے پائیں دروازہ پر دفن کئے گئے۔ آپ کے تین صاحبزادہ تھے۔ جناب محمد اسماعیل، مولانا غلام نصراللہ و مولانا وحید احمد، مولانا غلام نصراللہ آپ کے سجادہ نشین ہوئے۔ آپ کے خلفاء کی تعداد کثیر تھی چند خلفاء کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) حضرت فیض بخش } دونوں حضرات سہسرام کے رہنے والے اور مولانا نصراللہ
(۲) " اسد علی } صاحب کے مرید تھے مگر اجازت و خلافت آپ سے حاصل تھی۔

(۳) مولانا غلام نصراللہ : آپ مولانا فریدالدین غازی پوری کے چھوٹے صاحبزادہ تھے ظاہر و باطنی تعلیم والد سے حاصل کی۔ والد سے ہی سلسلہ آبادانیہ میں بیعت ہو کر سلوک طے کیا اور اجازت و خلافت حاصل پائی۔ والد کے انتقال کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔

(۴) پیر جی عبدالحکیم آبادانی : آپ حضرت صوفی شاہ آبادانی قدس سرہ کے بھائی حضرت لال محمد کی اولاد سے تھے اور متولی و سجادہ نشین درگاہ تھے۔ آپ کو حضرت مولانا فریدالدین قدس سرہ سے ارادت و خلافت حاصل تھی مولانا صاحب نے دہلی کے دستور کے مطابق آپ کی دستار بندی فرمائی۔ آپ کے تین صاحبزادے تھے، بڑے صاحبزادہ پیر جی عبدالعزیز والد کے انتقال کے بعد متولی و سجادہ نشیں ہوئے ۱۹۴۷ء میں آپ اپنے خاندان کے ساتھ پاکستان چلے گئے۔

(۵) شیخ حبیب الرحمٰن : آپ محلہ کوچہ پنڈت دہلی میں رہتے تھے۔ آپ کا پیشہ تجارت تھا، بڑے خلیق و صاحب ذوق و شوق تھے۔ عاشق پیر تھے، ہر سال پیر کا عرس کرنے خورجہ جاتے تھے۔ آپ کے بھائی شیخ عزیز الرحمٰن کو بھی مولانا صاحب سے بیعت حاصل تھی آپ بھی خلیق و باہمت شخص تھے۔

(۶) شاہ محمد خاں : آپ محلہ باڑہ ہندو راؤ دہلی میں رہتے تھے ذکر بہت کرتے تھے اکثر حالت جذب میں رہتے تھے۔

(۷) حاجی فقیر محمد علی : آپ محلہ پاڑہ دار علی گڑھ کے ساکن تھے، پوسٹ آفس میں ملازم تھے۔

(۸) حکیم محمد یوسف علی : آپ بالائے قلعہ علی گڑھ کے رہنے والے تھے اسی جگہ آپکا مطب تھا آپ کو یہ شرف حاصل تھا کہ آپ شیخ کے ہم شکل تھے۔

(۹) حاجی برکت اللہ خاں : آپ سہانی دروازہ غازی آباد کے رہنے والے تھے۔ آپ فرید یونانی دواخانہ میں منیجر تھے اور دہلی میں رہتے تھے۔

(۱۰) جناب احمد خاں : آپ محلہ رودگراں دہلی میں رہتے تھے۔

(۱۱) 〃 اسماعیل حبیب : 〃 〃 〃 〃

(۱۲) مولانا علی خاں : آپ قدیم دہلی کے رہنے والے تھے مدرسہ انجمن اسلامیہ محلہ جاملی میں مدرس تھے۔ علاقہ بمبئی میں آپ کا فیض جاری ہے۔

(۱۳) جناب علاؤالدین صاحب : ساکن بھوپال

(۱۴) نواب رستم علی خاں : 〃 گجرہ والا آگرہ

(۱۵) مولانا غلام محمد سکندرآبادی : آپ سکندرآباد ضلع بلند شہر کے رہنے والے تھے، مدرسہ انجمن اسلامیہ جاملی میں مدرس تھے، بمبئی میں بسلسلہ ملازمت رہتے تھے۔

(۱۶) حاجی احمد علی : ساکن بمبئی۔

(۱۷) ملا محمود فقیہہ : آپ مسجد مرغی کرافت مارکیٹ میں پیش امام تھے۔

(۱۸) مولانا معظم الدین ولایتی :

(۱۹) حافظ بقاء اللہ : آپ مولانا عبدالملک خلف حضرت مولانا نصر اللہ خاں کے مرید تھے، مولانا غازی پوری کی خدمت میں رہ کر سلوک طے کیا اور خلافت حاصل کی۔

(۲۰) حاجی محمد جعفر : آپ مرید خاص تھے تعلیم و تربیت فرما کر حضرت نے خلافت دی۔ (آئینہ مبارک)

خلیفہ دہم مولانا صاحب میاں جی عبدالعزیز جھنجھانوی

آپ مشہور صابری بزرگ حضرت میاں[1] جی نور محمد جھنجھانوی کے برادر زادہ اور قطب وقت

---

[1] حضرت میاں جی نور محمد جھنجھانوی : آپ قطب وقت حضرت شاہ عبدالرزاق قادری جھنجھانوی قدس سرہٗ
(بقیہ اگلے صفحے پر)

حضرت شاہ عبدالرزاق قادری جھنجھانوی کی نسل سے تھے۔ حضرت میانجی نور محمد جھنجھانوی اور حضرت سید شاہ عبدالعلیم لوہاروی دونوں حضرات حضرت حافظ شاہ احسان علی فریدی کے

(بقیہ پچھلے صفحے سے آگے) کی نسل سے ہیں۔ دہلی میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے علم ظاہر حاصل کیا اس کے بعد اپنے وطن جھجھانہ آئے اور لوہاری ضلع مظفر نگر میں مدرس ہو گئے۔ آپ کے حضرت شاہ عبدالعلیم لوہاروی قدس سرہ سے دوستانہ مراسم تھے دونوں کے دل میں طلب نام مولا تھی۔ جب امام الزاہدین حضرت حافظ شاہ احسان علی فریدی قدس سرہ جلال آباد تشریف لائے تب آپ کی بزرگی و خدا ترسی کی دور تک شہرت ہوئی ہر خاص و عام کی زبان پر تھا کہ جلال آباد میں حضرت بابا صاحب کی نسل سے ایک بزرگ تشریف لائے ہیں، جس پر توجہ فرماتے ہیں وہ ایک نظر میں ہی بیخود ہو جاتا ہے چنانچہ حضرت میاں جی اور حضرت سید شاہ عبدالعلیم لوہاروی دونوں صاحبان لوہاری سے جلال آباد عصر کے وقت آئے اور آنے کا مقصد عرض کیا۔ بعد نماز مغرب دونوں صاحبان حلقہ ذکر میں شریک ہوئے۔ حضرت امام الزاہدین نے دونوں صاحبان پر توجہ فرمائی حضرت میاں جی بچشم زدن مرغ بسمل کی مانند تڑپنے لگے اور حضرت شاہ عبدالعلیمؒ اپنی حالت پر رہے اور توجہ کا کچھ اثر نہ ہوا۔ اپنی اس حالت پر آپ افسوس کرنے لگے کہ ہم کیوں اس فیضان سے محروم رہے۔ بعد میں میاں جی نے حضرت سے عرض کیا یہ شخص (شاہ عبدالعلیم) میرا رفیق ہے اور نام حق کا طالب ہے اسی شوق میں خانقاہ حضرت شاہ غلام علی نقشبندی دہلی میں بیس برس تک رہے اور ہزاروں درویشوں کی عاشقانہ خدمت کی مگر ہنوز منزل مقصود پر نہ پہونچے۔ آپ نے فرمایا اس شخص کا قلب تختہ مشق بنا ہوا ہے میرے لائق نہیں جب تک تمام نقوش دھو نہ ڈالیں ہمارے کام کے نہیں حضرت میاں جی سلسلہ عالیہ قادریہ میں داخل ہوئے سلوک کی تعلیم حاصل کرنے لگے۔ حضرت شاہ عبدالعلیم قدس سرہ بھی برابر حاضر خدمت رہتے اور حلقہ ذکر میں شریک ہوتے رہتے۔ حضرت میاں جی صاحب سلوک طے کر رہے تھے کہ آپ پر حصول نسبت عشقیہ چشتیہ کا ہوا آپ حضرت حاجی سید عبدالرحیم ولایتی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس سلسلہ عالیہ کا سلوک طے کیا اور اجازت و خلافت پائی۔ آپ سے اس سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کا خوب فروغ ہوا۔ آپ کے مشہور خلفاء میں حضرت مولانا شیخ محمد محدث تھانوی، حضرت حافظ محمد ضامن شہید تھانوی اور حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی ہیں۔ حضرت حاجی صاحب کے سلسلہ میں بیشتر علمائے دیوبند مثل مولانا محمد قاسم نانوتوی، مولانا رشید احمد گنگوہی مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا محمود الحسن دیوبندی، مولانا محمد یعقوب نانوتوی ہیں۔ سُنّی علماء میں مولانا محمد افضل بخاری آگروی، مولانا محمد حسین الٰہ آبادی مولانا احمد حسن کانپوری مولانا وارث حسن کوڑا جہاں آبادی، حضرت حاجی سید عابد حسین دیوبندی اصل بانی دار العلوم دیوبند آپ کے مشہور خلیفہ ہیں۔

(بقیہ اگلے صفحے پر)

(بقیہ پچھلے صفحہ سے آگے) حاجی صاحب صحیح العقیدہ سنی حنفی مسلک چشتی صابری بزرگ ہوئے ہیں۔ آپ ہجرت کرکے مکہ معظمہ تشریف لے گئے آپ کے ہجرت کرنے کے بعد آپ کے خلفا علمائے دیوبند نے آپ سے کچھ اختلاف کیا جس کا آپ نے جواب دیا جو ہفت مسئلہ کے نام سے شائع ہوا۔ مولانا مفتی مشتاق احمد انبیٹھوی نے انوار العاشقین میں آپ کی تاریخ وصال ۱۲ یا ۱۳ جمادی الآخر ۱۳۱۰ھ بوقت اذان فجر لکھی ہے۔ مجموعہ شجرات چشتیہ میں وصال کی تاریخ ۱۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۷ھ تحریر ہے۔ آپ کو جنت المعلیٰ مکہ معظمہ میں مقبرہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ میں مولانا رحمت اللہ کیرانوی کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ حاجی صاحب سلسلہ نقشبندیہ میں حضرت شیخ نصیر الدین مجاہد مرید و خلیفہ حضرت شاہ محمد آفاق دہلوی سے بیعت تھے۔

حضرت مولانا نصر اللہ خاں خورجوی اپنے شیخ قدوۃ العرفا حضرت سید شاہ عبد العلیم لوہاروی کے حکم سے آپ سے ملاقات کو گئے، آپ بے حد مسرور ہوئے اور فرمایا کہ میں مرید حضرت شاہ احسان علی فریدی کا ہوں، جب تک ان کے تعلیم کردہ ذکر و اشغال نہیں کرتا ہوں طبیعت پر گرانی رہتی ہے، اس کے بعد حضرت میاں جی نے آپ کو پند و نصائح کئے اور فرمایا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے علم و عمل سے نوازا ہے آپ کو تلاش رزق میں ملازمت نہ کرنی چاہیئے بلکہ ہدایت خلق اللہ میں مشغول ہونا چاہیئے۔ مجھ جیسے بے پڑھے لکھے کے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ خود رزق بھیج دیتا ہے، اس کے بعد اپنے برادر زادہ میاں جی عبد العزیز کو آپ سے بیعت کرایا۔ حضرت مولانا نصر اللہ صاحب کے نام حضرت میاں جی کے کئی مکتوب ہیں جو آپ نے بیاض دلکشا میں نقل کئے ہیں۔ (بیاض دلکشا) آپ کا وصال ۴ رمضان المبارک ۱۲۵۹ھ میں ہوا مزار شریف جھنجھانہ میں حضرت صادق شہید کے مقبرہ کے قریب ہے۔ (بیاض دلکشا، آئینہ مبارک تذکار مطیب) آپ کی شکل و صورت حضرت شاہ عبد الرحیم ولایتی کے مشابہ تھی۔ حضرت حافظ شاہ احسان علی فریدی علیہ الرحمہ نے حضرت میاں جی رحمۃ اللہ علیہ کو سلسلہ قادریہ مجددیہ آبادانہ میں مرید کیا اور تعلیم دی مگر خلافت عطا نہ کی، بزرگوں کے ہر کام میں مصلحت ہوتی ہے، انھیں آئندہ کے واقعات کا علم بھی نور باطن سے ہو جاتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ (ترمذی شریف) مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

حضرت میاں جی کے سلسلہ میں بیشتر علمائے دیوبند ہیں جن کے عقائد سے خاص و عام آگاہ ہیں۔ ان کے اکابرین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کیں، حضور کے علم غیب کو بہائم کے علم سے تشبیہ دی، جیسا کہ رسالہ حفظ الایمان میں مولانا اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی نے تحذیر الناس میں علمائے دیوبند کے عقائد تحریر کئے ہیں جو قابل گرفت ہیں۔ یہ حضرات اکثر بدعت حسنہ کو بھی بدعت سیئہ میں شمار کرتے ہیں۔

والد حضرت نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ حضرت حاجی صاحب ایک کوٹھری میں بند ہیں اور مولوی رشید احمد

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

مرید تھے اور آپس میں دوست بھی تھے۔ حضرت قدوۃ العرفاء نے مولانا نصر اللہ صاحب کو حضرت میاں جی کی خدمت میں ایک تعارفی خط دے کر بھیجا جس میں یہ شعر لکھا تھا ؎

گل پھینکے ہے اوروں کی طرف بلکہ ثمر بھی
اے خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی

شعر پڑھ کر حضرت میاں جی مسکرائے اور بڑے خلوص و محبت سے پیش آئے اور فرمایا کہ میں مرید حضرت شاہ احسان علی کا ہوں، جب تک آپ کے تعلیم کردہ اذکار نہیں کرتا طبیعت کو سکون نہیں ملتا، اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ حصول رزق کے لئے آپ ملازمت کیوں کرتے ہیں رزق دینا اللہ کے ہاتھ میں ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم و عمل سے نوازا ہے، آپ کو چاہئے کہ ہدایت خلق اللہ میں مشغول ہوں مجھ جیسے بے پڑھے لکھے شخص کے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ خود بخود رزق بھیج دیتا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ حافظ ضامن علی نے فقیر سے راہ سلوک طے کیا ہے، مولوی شیخ محمد و (حاجی) امداد اللہ تھانوی ابھی سلوک طے کر رہے ہیں، آپ نے مولانا صاحب کو عزت و احترام کے ساتھ رخصت کیا۔ حضرت میاں جی مولانا صاحب کے زہد و تقوی اور علم و عمل سے بہت متاثر ہوئے بہت سے خطوط مولانا صاحب کو القاب و آداب مثلاً بخدمت بابرکت مولوی صاحب معظم و مکرم منبع عنایات و اخلاق مجسم مولوی نصر اللہ صاحب دامت برکاتہ کے ساتھ تحریر کئے، اپنے برادر زادہ میاں جی عبد العزیز کو آپ کا مرید کرایا۔ میاں جی کو ایک خط میں تحریر کیا کہ آپ کے لئے مولانا صاحب کے حکم کی تعمیل ضروری ہے۔ ایک بار میاں جی عبد العزیز کی ملازمت کے لئے بھی مولانا صاحب کو تحریر کیا۔ مولانا صاحب کی سفارش سے میاں جی عبد العزیز مظفر نگر میں برسر روزگار ہوئے۔ (بیاض دلکشا)

میاں جی عبد العزیز حضرت میاں جی نور محمد قدس سرہ کے اشارہ پر مولانا صاحب سے مرید

(بقیہ پچھلے صفحہ سے آگے) گنگوہی باہر لوگوں کو کتاب پڑھ کر سنا رہے ہیں۔ مولوی احتشام اللہ خاں صاحب علیہ الرحمہ نے اس خواب کی تعبیر یہ بتائی کہ مولوی رشید احمد گنگوہی، حضرت حاجی صاحب کے مسلک سے ہٹ کر اپنے مسلک کی اشاعت کر رہے ہیں۔ یہ بات صحیح ہے کہ مولوی رشید احمد گنگوہی اور دیگر علمائے دیوبند اپنے شیخ کے مسلک سے ہٹے ہوئے ہوئے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ (آمین) (مصنف)

ہوئے اور سلوک کی تعلیم حاصل کی۔ تقریباً نو سال میں سلوک طے کیا اور اجازت و خلافت پائی۔
(بیاض دلکشا)

خلیفہ سوم قدوۃ العرفاء حضرت شاہ عبداللہ

آپ امام الزاہدین حضرت حافظ شاہ احسان علی فریدی قدس سرہ کے مرید تھے، آپ نے شیخ کی بہت خدمت کی اکثر سفر و حضر میں ساتھ رہتے آخری سفر میں بھی آپ ہمرکاب تھے حضرت نے انتقال سے قبل آپ کو ساڈھورہ شریف عرس میں بھیجا تھا۔ حضرت کے انتقال کے بعد بقیہ زندگی اس مسجد میں گزاری جس میں حضرت کا مدفن تھا اسی مسجد میں معتکف رہے، یہ مسجد آپ کے نام سے ہی مسجد عبداللہ شاہ مشہور ہوگئی۔ آپ اُمی تھے۔ حضرت قدوۃ العرفاء نے آپ کا سلوک طے کرا کے اجازت و خلافت بخشی۔ ۱۰ رمضان المبارک ۱۲۷۶ھ مطابق ۱۸۵۰ء کو آپ کا انتقال ہوا۔ حضرت امام الزاہدین کے پہلو میں دفن کئے گئے۔ آپ کے مرید میاں رحمت اللہ شاہ آپ کے جانشین ہوئے۔

خلیفہ چہارم مولانا قاضی بہاء الدین احمد

آپ کروندی ضلع مرزاپور کے رہنے والے تھے۔ ۲۵ ذی الحجہ ۱۲۶۴ھ کو اعظم گڑھ میں حضرت نے اجازت و خلافت سے ممتاز کیا۔

خلیفہ پنجم مولانا سید علی کاکوروی

آپ مشہور مردم خیز خطہ کاکوری ضلع لکھنؤ کے رہنے والے تھے۔ متبحر عالم حاجی حرمین شریفین تھے۔ عرصہ دراز تک طلب راہ مولا میں سرگرداں رہے۔ ہندوستان میں بہت سے درویش مثل حضرت شاہ تراب علی و سید شاہ امیر علی کی خدمت میں رہے، مگر تشفی نہ ہوئی پھر حرمین شریفین گئے وہاں بھی بہت سے مشائخ کی خدمت میں رہے کسی پر کامل عقیدہ نہ ہوا۔ ہندوستان واپس آئے، جب اعظم گڑھ پہونچے حضرت قدوۃ العرفاء کی شہرت سنی کہ غازی پور سے ایک درویش مرد کامل

تشریف لائے ہیں جو شیخ بدھولال کی مسجد میں قیام فرما ہیں۔ آپ عصر کے وقت مسجد میں پہونچے اور حضرت کے جمال جہاں آرا سے مشرف ہوئے۔ حضرت کے نورانی چہرہ سے بہت متاثر ہوئے اگلے روز پھر حاضر خدمت ہوئے حضرت نے شفقت فرمائی، حضرت نے دریافت کیا کہ آپ بیت اللہ شریف سے کب تشریف لائے اور جس کام کے لئے گئے تھے وہ ہوا کہ نہیں وہاں کے کچھ حالات بیان کیجئے، آپ سن کر متعجب ہوئے اور یہ شعر پڑھا ؎

جو کہ ہم دم ہیں ترے تجھ سے ورے بیٹھے ہیں
اک فقط ہم ہی گنہگار پرے بیٹھے ہیں

سید صاحب پر گریہ طاری ہوا، بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ ہوش آنے پر بیعت کی درخواست کی حضرت نے فرمایا آپ مولوی حاجی جہاندیدہ ہیں۔ آپ کے شہر میں اچھے اچھے بزرگ مثل شاہ تراب علی و شاہ امیر علی ہیں، آپ ان سے کیوں بیعت نہیں ہوئے۔ میں ایک مسافر ہوں جس کا کوئی گھر نہ بار ہماری آپ کی آنی ملاقات کافی ہے، رات کافی ہو گئی ہے۔ خدا حافظ۔ آپ کو افسوس ہوا کہ اتنی زندگی بیکار شیخ کامل کی تلاش میں گزاری اور ان بزرگ عالی مقام کی قدر نہ جانی ؎

آب در کوزہ و من تشنہ لباں میگردم
یار در خانہ و من گرد جہاں میگردم

اگلے روز پھر عرض کیا حضرت نے داخل سلسلہ آبادانیہ کیا اور اذکار کی تعلیم فرمائی، آپ برابر حلقہ ذکر میں شریک ہوتے، سلوک طے ہونے کے بعد حضرت نے ۶ محرم الحرام ۱۲۶۵ھ کو اعظم گڑھ میں اجازت و خلافت بخشی۔ اجازت و خلافت کے بعد آپ ہدایت خلق اللہ میں مشغول ہوئے۔ یہ معلوم نہ ہو سکا کہ آپ نے کن کن مریدین کو اجازت بخشی۔

خلیفہ ششم خواجہ میر انجان شاہ

آپ اعظم گڑھ کے رہنے والے تھے، حضرت قدوۃ العرفاء سے مرید ہو کر اجازت و خلافت حاصل کی۔ (بیاض دلکشا)

خلیفہ ہفتم خواجہ احمد اللہ خاں

آپ اعظم گڑھ میں حضرت قدوۃ العرفاء سے بیعت ہوئے اور ۴ محرم ۱۲۶۵ھ کو مثال خلافت حاصل کی۔ (بیاض دلکشا)

خلیفہ ہشتم حضرت حاجی دیدار علی خاں غازی پوری

آپ کے حالات اگلے صفحات میں تحریر کئے جائیں گے۔

خلیفہ نہم مولانا محمد نواز خاں

خلیفہ دہم میاں کرامت حسین

حضرت قاضی عنایت حسین چریاکوٹی کی تحریر کے مطابق دونوں حضرات کو غازیپور میں حضرت قدوۃ العرفاء نے ۱۴ محرم الحرام ۱۲۶۵ھ کو تعلیم اجازت عطا فرمائی۔ (بیاض دلکشا)

خلیفہ یازدہم امیر خاں صاحب الہ آبادی

آپ کو بھی حضرت قدوۃ العرفاء سے اجازت حاصل تھی۔

خلیفہ دوازدہم چراغ ربانی مولانا شاہ محمد کامل ولیدپوری

آپ اعظم گڑھ کے مشہور صاحب ارشاد بزرگ ہوئے ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۲۳۸ھ میں ہوئی۔ کامل بمطہر مادہ تاریخ ولادت ہے۔ آپ کا نسبی سلسلہ امام اعظم امام ابوحنیفہ سے ملتا ہے۔ درس نظامی کی تکمیل علمائے فرنگی محل سے کی۔ آپ کا شمار حضرت مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی کے مخصوص تلامذہ میں ہوتا ہے۔

آپ ۱۲۶۱ھ میں ولیدپور ضلع اعظم گڑھ میں قدوۃ العرفاء حضرت شاہ عبدالعلیم لوہاروی قدس سرہ سے بیعت ہوئے۔ سلوک کی ابتدائی تعلیم واقف اسرار خفی وجلی حضرت دیدار علی خاں

غازی پوری کی صحبت میں رہ کر حاصل کی آپ عرصہ تک حضرت حاجی صاحب کی صحبت میں رہے۔ مولانا شاہ فرید الدین غازیپوری، خلیفہ حضرت مولانا نصر اللہ خورجوی نے در فرید میں تحریر کیا ہے کہ پیر و مرشد کے وصال کے بعد آپ کی تعلیم و تربیت عالم برزخ سے ہوئی جس کی صحت مولانا قاضی عنایت حسین چڑیا کوٹی اور حاجی دیدار علی خاں غازیپوری سے ہوتی۔ عالم برزخ سے خواب یا مراقبہ میں پیر و مرشد سے جس شغل یا لطائف کا ارشاد ہوتا اس کا ظہور حضرت قاضی صاحب کی تعلیم سے ہوتا۔ سیر لطائف کے بعد تعلیم مکمل ہونے پر قاضی صاحب نے اجازت و خلافت کے لئے فرمایا آپنے توقف کیا اور پیر و مرشد کے ارشاد کے منتظر رہے۔ ایک شب خواب میں دیکھا کہ حضرت پیر و مرشد تشریف لائے ہیں، آپ کے ایک ہاتھ میں مثال خلافت اور دوسرے ہاتھ میں رنگین دستار اور نیلگوں رومال ہے، آپ نے عطا فرمایا۔

مثنوی منیر اعظم میں مولانا صاحب نے قادری سلسلہ میں مرید ہونے اور خلافت کا ذکر اس طرح کیا ہے۔

(۱) مریدشہ پاک غوث عظیم — شدم بر یدِ شاہ عبدالعلیم

(حضرت شاہ عبدالعلیم کے ہاتھ پر میں حضرت غوث پاک کا مرید ہوا۔)

(۲) ہمی خفتم و دیدم اندر منام — کہ در مسجد پاک دارم قیام

شہ اولیا نور ذات قدیم — ہماں حضرت شاہ عبدالعلیم

لباس خلافت بدست یمیں — بمسجد رسید از بہشت بریں

عمامہ یکے صندلی رنگ بود — دگر صوفیانہ رومال کبود

عمامہ بدست مبارک نخست — بہ بست از کرم بر سر من درست

رومال سیہ شاہ والا نژاد — بدوشم ز دست مبارک نہاد

بحرمت شہنشاہ فرخندہ کیش — بمالید بر پشت من دست خویش

بفرمود آں سرور اولیا — کہ امروز دادم خلافت ترا

نواز جانب من خلیفہ شدی — کند خدمت من کہ اکنوں توئی

پس انگہ سفر کرد پیر کریم — ز فرش زمیں سوئے عرش عظیم

ترجمہ : میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک مسجد میں ہوں حضرت سید شاہ عبدالعلیم قدس سرہ بہشت سے مسجد میں تشریف لائے ہیں۔ آپ کے داہنے ہاتھ میں دستار خلافت یعنی صندلی رنگ کا عمامہ اور دوسرے ہاتھ میں آپ کا ایجاد کیا ہوا نیلگوں رومال ہے۔ آپ نے اپنے دست مبارک سے عمامہ باندھا سیاہ نیلگوں رومال کاندھے پر ڈالا، اس کے بعد شفقت سے حضرت نے میری پیٹھ پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ آج ہم نے تمہیں خلافت بخشی، آج سے تم ہمارے خلیفہ ہو، اب تم سلسلہ کی خدمت کرو، یہ فرماکر حضرت پیر دستگیر فرش سے عرش کی طرف تشریف لے گئے۔

حضرت قاضی عنایت حسین چریاکوٹی نے آپ کے خلافت کی تصدیق کی اور قصبہ سدھاری میں دریائے ٹونس کے کنارے محفل آراستہ کرکے اجازت و خلافت عطا کی اور نذر پیش کی۔

حضرت حاجی دیدار علی خاں قدس سرہ نے بھی آپ کے خلافت کی تصدیق کی حضرت قاضی صاحب سدھاری، حضرت شیخ کے حکم سے دستار خلافت کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ قصبہ سدھاری میں حضرت سید شاہ عبدالعلیم قدس سرہ کئی مرتبہ قدم رنجہ ہوئے، مثنوی منیر اعظم میں مولانا صاحب نے اس کا تفصیلی ذکر کیا ہے۔

جب حضرت دیدار علی خاں قدس سرہ حج مبارک سے اپنے وطن غازی پور آئے تو منصف صاحب سے ملاقات ہوئی مولانا محمد کامل صاحب ولید پوری بعہدہ محرری سرفراز تھے، آپ کو حضرت شاہ عبدالعلیم صاحب سے بیعت حاصل تھی مگر راہ سلوک طے نہ ہوا تھا انھیں اپنی تعلیم کی ضرورت تھی، آپ کو اپنے ساتھ رہنے پر مجبور کیا آپ نے فرمایا کہ اگر منصف صاحب اجازت دیں تو البتہ، الغرض منصف صاحب سے اجازت لے کر ان کے ہمراہ اعظم گڑھ میں چار برس رہے وہاں حاجی صاحب ان کی تعلیم تلقین میں مشغول ہوئے۔ مولوی کامل صاحب کو امتحان منصفی کا شوق ہوا التماس کیا کہ دعا کیجئے کہ قانون کے امتحان میں پاس ہوجاؤں اور منزل مقصود تک پہونچوں تاکہ آپ کی خدمت کرنے کا زیادہ موقع ملے۔ آپ نے کہا جب تم منصب منصف پر معمور ہوجاؤ گے تو ہم سے چھوٹ جاؤ گے، چنانچہ وہی ظہور میں آیا یعنی قانون کا امتحان پاس کرنے کے بعد مولانا صاحب قاضی صاحب کی طرف رجوع ہوئے اور ان سے خلافت پائی،

(آئینہ مبارک صفحہ ۱۸۵)

آپ نے حضرت سید شاہ شرف الدین دہلوی خلیفہ حضرت صوفی شاہ آبادانی اور حضرت مولوی شاہ گلزار علی کشنوی نقشبندی سے بھی نعمتیں حاصل کیں۔ آپ کو علم ظاہر و باطن میں کمال حاصل تھا۔ عربی فارسی اور ہندی کے باکمال شاعر تھے عربی فارسی میں کامل اور ہندی میں پورن تخلص تھا۔ آپ نے تصوف میں کئی کتابیں تصنیف کیں جن میں تصوف کے دقیق مسائل کو حل کیا گیا ہے۔

آپ زمانہ دراز تک منصف رہے۔ قبل از وقت بستی سے منصفی کے عہدہ سے سبکدوشی اختیار کی اور ہدایت خلق اللہ میں مشغول ہوئے، اُس وقت آپ کی دو سو روپے ماہوار پنشن مقرر ہوئی۔ آپ نے کئی مساجد کی تعمیر و مرمت کرائی۔ بستی شہر کی جامع مسجد آپ کی ہی تعمیر کردہ ہے، آپ سے سلسلہ آبادانیہ کی خوب اشاعت ہوئی۔ آپ کے مریدین کی تعداد کثیر تھی ہندوستان کے علاوہ بلادِ عرب میں بھی آپ کے خلفاء نے رشد و ہدایت کا کام کیا۔ آپ سے بہت سی کرامتیں ظہور میں آئیں، ایک مرتبہ آپ مَونا تھ بھنجن میں تشریف فرما تھے گرمی شدت کی تھی بارش نہ ہونے کی وجہ سے چاروں طرف خشک سالی تھی، آپ نے دعا کی فوراً بارش ہوئی۔ آپ نے مریدین کو حکم دیا کہ خدا کی راہ میں کپڑا خیرات کرو۔

عارف باللہ حضرت شاہ جعفر علی فریدی ایک مکتوب تحریر کرتے ہیں" مولانا رحمۃ اللہ علیہ صاحب سلسلہ بزرگ ہوئے ہیں۔ مولانا کے کئی خلفاء نے عرب شریف جاکر رشد و ہدایت کی۔ مولانا نے علامہ شبلی نعمانی کا نام شبلی اور ان کے بھائی کا نام جنید رکھا اور علم کے حصول کی دعائیں کی۔ علامہ شبلی کے والد بزرگوار شیخ حبیب اللہ صاحب مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت شیخ الٰہی بخش صاحب ساکن صبرحد ضلع جونپور کے مخلص مرید تھے۔ (مکتوبات عالیہ صفحہ ۱۲۹)

مولانا محمد فاروق چڑیا کوٹی خلیفہ و داماد حضرت چراغ ربانی نے علامہ شبلی کو نعمانی کے خطاب سے نوازا تھا۔ مولانا محمد فاروق چڑیا کوٹی علامہ شبلی نعمانی کے استاد ہیں۔

مولانا صاحب نے اپنی حیات میں اپنا روضہ تعمیر کرایا جس میں ایک لاکھ اینٹ لگی اور سات برس میں مکمل ہوا۔ ہر اینٹ پر ایک قرآن پاک ختم کیا گیا اور ہر اینٹ کو کلمہ شریف پڑھ کر رکھا گیا اس طرح ایک لاکھ مرتبہ قرآن شریف اور ایک لاکھ مرتبہ کلمہ شریف پڑھا گیا۔ آپ کے

مریدین جو فن معماری میں ماہر تھے انھوں نے باوضو کلمہ پڑھ کر اینٹ رکھی۔ یہ روضہ آپ کی خاص تعمیر کردہ مسجد کے دکھن جانب ہے جس پر یہ قطعہ تاریخ کندہ ہے۔

بنایا روضہ بحکم چراغ ربانی — ہر ایک اینٹ پر جس کے ہے ختم قرآنی
بنایا اس کو فقیروں نے کلمہ پڑھ پڑھ کے — اسی سے اس کی ہے تاریخ باغ نورانی

۱۳۲۰ھ

آپ کا وصال ۶ جمادی الثانی شب جمعہ ۱۳۲۲ھ میں ہوا۔ بعد نماز جمعہ اسی روضہ میں دفن کئے گئے۔

قطعہ تاریخ وصال

داد ریغا نماند در دنیا — مالک جادہ خدادانی
مولوی کامل اکمل الافراد — بود در علم فقہ لاثانی
داد نعمت بعالم ارواح — قطب اقطاب وغوث جیلانی
رہبر رہروان سیر سلوک — نامور چو بزرگ سمنانی
شیخ اکبر دریں زمانہ بود — کرد در ملک فقر سلطانی
در نسب بود آں حجستہ خصال — گوھر آبدار نعمانی
شب جمعہ ششم ز ماہ ششم — رفت نزد حبیب سبحانی
فکر تاریخ کردم از ہجری — بزبان فصیح ایرانی
ہاتف غیب گفت سال وصال — وائے بود او چراغ یزدانی

۱۳۲۲ھ

آپ کے وصال کے بعد حضرت صوفی محمد جان قدس سرہ آپ کے جانشین ہوئے جن کا وصال ۸ صفر ۱۳۵۴ھ کو ہوا اپنے شیخ کے روضہ میں دفن کئے گئے۔ مولانا صاحب کے خلفاء کی تعداد کثیر ہے۔

خلفاء

آپ کے مندرجہ ذیل خلفاء کے نام دستیاب ہوئے جو تحریر کئے جا رہے ہیں۔

(۱) حضرت صوفی محمد جان سجادہ نشین وصال ۸ صفر ۱۳۵۴ھ ولید پور

(۲) خلیفہ نوری سالار شاہ جونپوری
(۳) مولانا محمد اوصاف علی چریاکوٹی
(۴) 〃 قیام الدین کشمیری مدفون فیض آباد
(۵) 〃 مبارک علی چاٹگامی
(۶) مولانا ابو محمد نصر اللہ صاحب دیوانے ساکن قصبہ بہادوں دیدار گنج اعظم گڈھ
(۷) شیخ الٰہی بخش صبر حد شاہ گنج جونپو
(۸) حکیم ولی اللہ ساکن شاہ گنج جونپور، آپ ملہڑ ریاست چھتر پور بندیل کھنڈ میں رہتے تھے،
(۹) حافظ بخش اللہ جونپوری، آپ بحکم مرشد کلکتہ میں رہتے تھے۔
(۱۰) داتا شاہ عبدالکریم ساکن جونپور محلہ میر مست۔
(۱۱) شاہ عبدالواحد ساکن جونپور محلہ میاں پورہ، آپ بحکم مرشد برما میں رہتے تھے۔
(۱۲) شاہ عبدالرزاق 〃 قصبہ ٹانڈا محلہ سکروال
(۱۳) حافظ شاہ محمد یحییٰ 〃 〃 〃 〃
(۱۴) شیخ البنارس شاہ محمد اسحاق ساکن بنارس محلہ مدن پورہ
(۱۵) حافظ محمد یعقوب 〃 〃 〃 〃
(۱۶) حاجی نتھو شاہ 〃 〃 〃 〃
(۱۷) حافظ محمد ابراہیم ساکن بنارس محلہ علی پورہ
(۱۸) شاہ ثناء اللہ ساکن محلہ ہنومان پھاٹک بنارس
(۱۹) 〃 اللہ بخش ساکن چوک بنارس
(۲۰) 〃 ابوالفضل 〃 محلہ کنگھٹہ بنارس
(۲۱) 〃 عبداللہ 〃 محلہ گھسیاری ٹولہ راج گھاٹ بنارس
(۲۲) جناب امیر شاہ 〃 محلہ کچوڑی بنارس
(۲۳) شاہ محمد قاسم 〃 محلہ گرو ٹولہ اعظم گڑھ
(۲۴) 〃 محمد حسن 〃 قصبہ مبارک پور، مئوناتھ بھنجن

(۲۵) حافظ شاہ محمد علی اعظمی
(۲۶) شاہ محمد زماں اعظمی
(۲۷) شاہ محمد تقی فدا، غازی پوری
(۲۸) 〃 محمد فقیر اللہ خاں ساکن مکرم گنج شاہ آباد
(۲۹) سید شاہ محمد اسماعیل ساکن بہار شریف
(۳۰) 〃 〃 عبدالرحمٰن مکی 〃 مکہ معظمہ
(۳۱) سید شاہ علی عاشق
(۳۲) حافظ شاہ عبداللہ ساکن جونپور محلہ میر مست
(۳۳) سید شاہ فدا حسین ساکن بھوپال محلہ منگل واڑہ

آپ کے کوئی اولاد نرینہ نہ تھی کئی صاحبزادیاں تھیں، جن کی کثیر اولاد تھی، آپ کے بڑے داماد مولانا محمد فاروق چریاکوٹی تھے۔

واقف اسرار خفی وجلی حضرت حاجی دیدار علی خاں غازی پوری

آپ کا نام دیدار علی خاں ولد حسین احمد خاں تھا۔ غازی پور محلہ بربرہنہ کے رہنے والے تھے، آپ کا تعلق غازی پور کے زمیندار خاندان سے تھا۔ آپ کے والد حضرت روشن علی شاہ چشتی کے مرید تھے۔ آپ بچپن سے ہی صوم وصلوۃ کے پابند تھے۔ بزرگی کے آثار ایام طفولیت سے ہی رونما تھے جس کو جو کہتے وہ ہو جاتا اس لئے آپ کو لوگ میاں صاحب کہنے لگے اسی نام سے آپ مشہور ہوئے۔ بارہ برس کی عمر میں والدین کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ دین کی خدمت کا جذبہ بچپن سے رکھتے تھے۔ اتفاقاً مولانا مولوی محمد علی خلیفہ حضرت سید احمد رائے بریلوی ترغیب جہاد کے سلسلہ میں غازی پوری آئے۔ آپ سے میاں صاحب کو محبت ہوگئی، اسی محبت اور دین کے جذبہ کے تحت آپ مولانا صاحب کے ہمراہ غازیپور سے چل دیئے، آپ کے چچا مقصود علی خاں آپ کو راستہ سے واپس لے آئے۔

---

۵ بیاض دلکشا اور مثنوی منیر اعظم میں دلدار علی خاں لکھا ہے۔

مرید ہونے کا سبب

اَلسَّعِیدُ سَعِیدٌ فِی بَطنِ اُمِّہٖ
نیک ماں کے پیٹ سے ہی نیک ہوتا ہے۔ آپ زیادہ وقت عبادت میں گزارتے۔ ایک شب خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ صاحب سیرت تشریف لائے ہیں۔ ذکر پاس انفاس کی تعلیم دیکر فرمایا کہ اس کو ورد میں رکھو انشاءاللہ مقصد پر آئے گا۔ آپ حسب الحکم پاس انفاس کرنے لگے۔ گاہے بہ گاہے بزرگ صاحب سیرت خواب میں تعلیم فرماتے رہتے اور اپنی زیارت سے مشرف کرتے رہتے مگر ابھی تک ظاہری آنکھوں سے ان بزرگ کی زیارت نہ کی تھی جس کی تمنا تھی۔ اتفاق سے وہی بزرگ یعنی قدوۃ العرفاء حضرت سید شاہ عبدالعلیم لوہاروی قدس سرہ غازی پور تشریف لائے۔ حضرت کی بزرگی اور درویشی کی شہرت آپ کے کانوں میں پہونچی آپ جامع مسجد میں نماز جمعہ ادا کرنے گئے نماز جمعہ کے بعد حضرت قدوۃ العرفاء کے نورانی چہرہ کی زیارت کی، دل میں خیال کیا کہ یہ وہی بزرگ ہیں، جنہوں نے خواب میں تعلیم دی ہے اور کئی بار اپنی زیارت سے مشرف کیا ہے۔ آپ نے نزدیک پہونچ کر مصافحہ کیا حضرت قدوۃ العرفاء نے معانقہ کر کے فرمایا، 'تم مجھ کو پہچانتے ہو میں تمہیں پہچانتا ہوں۔ آپ نے کہا ہاں خواب میں کئی بار زیارت کی ہے اور ذکر کی تعلیم بھی فرمائی ہے۔ قدوۃ العرفاء نے دریافت کیا 'بغل میں کیا ہے؟' کہا پارہ عم پوچھا کہاں تک پڑھ لیا ہے کہا ایک چوتھائی قدوۃ العرفاء نے فرمایا بس نماز کے لئے کافی ہے میں تم کو ایسے علم کی تعلیم دیتا ہوں جس سے تمام علوم پر عبور ہو جائے گا، اس کے بعد آپ کو بیعت کیا اور حلقہ ذکر میں نفی اثبات کی تعلیم دی جس سے آپ کو کیفیت ہوئی۔ حضرت قدوۃ العرفاء تین ماہ تک غازیپور میں رہے میاں صاحب برابر حلقہ ذکر اور خدمت گزاری میں رہے تین ماہ بعد قدوۃ العرفاء اعظم گڑھ تشریف لے گئے رخصت کے وقت فرمایا، آپ شادی کرلیں اور نوکری کرلیں۔ آپ نے حضرت کے حکم کے مطابق ایک مہاجن کے یہاں ملازمت کی اور اپنے خاندان میں شادی کی۔ محلہ تل پورہ کی ویران مسجد میں آپ نے ذکر و اشغال شروع کئے تین برس کے بعد قدوۃ العرفاء نے آپ کو سہسرام طلب کیا آپ سہسرام میں خدمت میں حاضر ہوئے۔ جائے وقت اہلیہ نے دری کی فرمائش کی آپ نے کہا میرے پاس صرف زاد راہ ہے وعدہ نہیں کرتا۔ آپ ہفتہ

پیر و مرشد کی خدمت میں رہے بعد ازاں پیر و مرشد نے سفر خرچ دے کر رخصت کیا اور فرمایا کہ اپنی خواہش تو پوری کر لی اپنے ساتھی کی فرمائش بھول گئے آپ نے اہلیہ کے لئے دری خریدی اور گھر جا کر سارا واقعہ بیان کیا۔ آپ وقتاً فوقتاً حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر تعلیم حاصل کرتے اور سلوک کی منزل طے کرتے جاتے۔

جب حضرت قدوۃ العرفاء نے حج مبارک کا ارادہ کیا آپ کو اعظم گڑھ بلایا اور حج کے لئے کہا، آپ نے کہا میرے پاس زاد راہ نہیں ہے کہ جا سکوں حضرت نے تین سو روپے سفر حج کے لئے مہیا کرائے اور اپنے ساتھ حج کو لے گئے۔ موسم کی ناموافقت کی وجہ سے جہاز کو جدہ کی راہ نہ ملی، مجبوراً جہاز بمبئی میں لنگر انداز ہوا، سفر کی تکان اور موسم کی ناخوشگواری سے آپ کی طبیعت خراب ہوئی۔ قدوۃ العرفاء نے مولانا محمد علی، مولانا عبد القیوم حکیم شاہ مہدی حسن چھپروی اور سید اشرف حسین صاحبان کے مشورہ سے آئندہ سال کے لئے حج کا ارادہ ملتوی کیا اور میاں صاحب کو سفر حج بیت اللہ کے لئے رخصت کیا اور اجازت و خلافت سے سرفراز کیا۔ آپ نے حضرت کی علالت میں مفارقت گوارہ نہ کی مگر بحکم مرشد راضی برضا ہوئے حضرت نے تشفی آمیز کلمات کہے فرمایا، باپ بیٹے کو معاش میراث دیتا ہے، میں نے تم کو پورا ملک دیا جہاں چاہو رہو، انشاء اللہ تم سے سلسلہ خوب جاری ہوگا اس کو خلافت سمجھو اگر تم سے کوئی پوچھے تو کہہ دینا کہ سفر حج میں اجازت و خلافت عطا ہوئی تھی اس میں کسی قسم کی بحث کی ضرورت نہیں اثنائے سفر میں اگر تم کو میرا حال کچھ منکشف ہو تو حراساں و پریشاں نہ ہونا اور بغیر حج کئے واپس نہ آنا۔ (بیاض دلکشا، آئینہ مبارک، تذکار مطیب)

میاں صاحب فتح الاسلام جہاز میں سوار ہو کر حج کے لئے روانہ ہوئے پہلے مدینہ منورہ پہونچ کر روضہ اقدس پر حاضری دی پھر مکہ معظمہ پہونچ کر حج مبارک کیا۔ ایک دن مراقبہ میں دیکھا کہ پیر و مرشد کے وصال کا وقت قریب ہے یاران طریقت جمع ہیں، حضرت نے میری طرف توجہ فرمائی ایسا محسوس ہوا کہ حضرت کی روح میرے جسم میں آگئی اور آپ کا وصال ہو گیا۔ یہ دیکھ کر آپ سمجھ گئے کہ پیر و مرشد اس دار فانی سے رخصت ہو گئے۔ بمبئی پہونچنے پر معتقدین نے بتایا کہ پیر و مرشد کا انتقال ہو گیا اور آپ کا مزار شریف بھوپال میں بنا۔ آپ بھوپال گئے اور مزار شریف پر مراقب ہوئے مراقبہ میں حضرت نے فرمایا وطن واپس جاؤ ہم تمہارے ساتھ ہیں آپ

غازی پور آئے اور رشد وہدایت میں مشغول ہوئے۔

حضرت قدوۃ العرفاء نے سفر حج میں آپ کو زبانی خلافت عطا فرمائی تھی آپ کو تحریری مثال خلافت نہ دی تھی۔ جب آپ نے رشد وہدایت کا سلسلہ جاری کیا اور لوگوں کو داخل سلسلہ کیا تو کچھ برادران طریقت نے آپ کی خلافت میں شک کیا۔ جب آگرہ مولوی حیدر حسین جونپوری وکیل ہائی کورٹ کے یہاں پہونچے تو وہاں مولانا نصر اللہ خاں خورجوی بابو نوازش علی اور دیگر برادران طریقت جمع تھے۔ وہاں بھی یہ مسئلہ زیر بحث تھا۔ آپ نے فرمایا جس کو میری خلافت میں شک ہو وہ پیر ومرشد کی روحانیت سے دریافت کرلے۔ چنانچہ مولانا نصر اللہ صاحب اور آپ دن کے نو بجے حجرے میں تشریف لے گئے۔ بابو نوازش علی اور حافظ شاہ فرید الدین آروی دربان رہے تھوڑی دیر بعد دونوں بزرگ باہر آئے، مولانا صاحب نے فرمایا کہ آج حاجی صاحب کی بدولت پیر ومرشد کی زیارت نصیب ہوئی اور حاجی صاحب کے خلافت کی تصدیق ہوئی، آج سے کوئی بھی حاجی صاحب کی خلافت میں شک نہ کرے اس تاریخ سے لوگوں کا شک دور ہوا۔ بیاض دلکشا اس واقعہ سے پہلے شائع ہو چکی تھی۔ اس وقت تک مولانا صاحب کا شک دور نہ ہوا تھا، اس لئے مولانا صاحب نے بیاض دلکشا میں آپ کا ذکر حضرت قدوۃ العرفاء کے خلفاء میں نہیں کیا ہے اسی کی اتباع مولانا فرید الدین غازیپوری نے اپنی کتاب در فرید میں کی ہے اور میاں صاحب کا تذکرہ خلفاء میں نہیں کیا ہے۔

(آئینہ مبارک)

میاں صاحب کو حضرت مولوی گلزار علی شاہ نقشبندی کشنوی سے بھی اجازت وخلافت حاصل تھی انھوں نے اپنے مرید خاص حافظ امام الدین نقشبندی کی تعلیم میاں صاحب کے سپرد کی تھی۔ حضرت میاں صاحب امی تھے، آپ نے علم ظاہر حاصل نہیں کیا تھا، مگر علم لدنی ہونے سے تمام علوم پر عبور حاصل تھا اس علم کی مدد سے آپ بڑے بڑے پیچیدہ مسائل حل فرمادیتے تھے مخالفین اکثر حدیث فقہ کے دقیق مسائل لے کر آپ کے پاس آتے تھے۔ غازی پور کے مشہور شیعہ عالم مجتہد وقت مولانا فدوی حسین جن کا کہنا تھا کہ جو شخص مجھے قائل کردے میں اس کا مذہب اختیار کرلوں گا، نے جب سنا کہ آپ امی ہونے کے باوجود بڑے

بڑے پیچیدہ مسائل حل کر دیتے ہیں، خدمت میں قرآن، حدیث، فقہ، منطق، فلسفہ اور مثنوی کے دقیق مسائل لے کر امتحان کی غرض سے آئے، میاں صاحب نے فرمایا میں عالم نہیں ہوں مگر مطلب بیان کر دوں گا، آپ تمام سوالات ایک بار بیان کر دیں۔ مولانا فدوی حسین نے تمام سوالات بیان کئے آپ نے مراقبہ کیا اور سارے سوالات کے جواب فرما دیے۔ مولانا صاحب جوابات سن کر نادم ہوئے، اسی وقت بیعت کی درخواست کی، آپ نے توبہ کروا کے مولانا فدوی حسین کو داخل سلسلہ کیا اور سلوک کی تعلیم دی یہ پیر و مرشد کی توجہ اور اس ارشاد کا اثر تھا جو آپ نے مرید کرتے وقت فرمایا تھا کہ پاؤ پارہ عم نماز کے لئے کافی ہے۔ میں تم کو ایسے علم کی تعلیم دیتا ہوں جس سے تمام علوم پر عبور حاصل ہو جائے گا۔ آپ سماع سنتے تھے مگر ایک واقعہ سے متاثر ہو کر سماع سننا ترک[۵] کر دیا تھا۔ آپ پر کشف بہت ہوتا تھا، اکثر واقعات کا علم کشف سے ہو جاتا تھا۔ ایک بار چراغ ربانی مولانا محمد کامل ولید پوری مزارات اولیاء اللہ کی زیارت کے لئے دہلی تشریف لائے وطن سے نکلے ہوئے عرصہ ہو گیا تھا مولانا صاحب نے غازی پور میں میاں صاحب سے کہا کہ مراقبہ کر کے میرے گھر والوں کا حال بتائیے۔ آپ نے مراقبہ کر کے بتایا کہ آپ کی جدائی سے اہل خاندان پریشان ہیں اور والدہ محترمہ آپ کی جدائی میں اشک بہاتی ہیں، مولانا صاحب اپنے وطن ولید پور گئے، وہاں اہل خاندان کا ایسا ہی حال پایا جیسا کہ میاں صاحب نے بتایا تھا۔ مثنوی منیر اعظم میں مولانا صاحب نے اس کا ذکر کیا ہے۔

کرامات

آپ کرامات سے پرہیز کرتے تھے پھر بھی آپ سے بہت سی کرامات ظاہر ہوئیں۔ یہاں آپ کی دو کرامات تحریر کی جاتی ہیں۔

(۱) مولوی صفدر حسین ڈپٹی کلکٹر اعظم گڑھ ساکن گورکھپور سے کلکٹر اعظم گڑھ ناراض ہو گیا

---

۵ واقعہ یہ تھا کہ ایک بار آپ سماع میں مشغول تھے، حالت وجد میں آپ کی زبان سے من خدائم من خدائم نکلنے لگا۔ آپ کو اس کی خبر نہ ہوئی۔ جب سماع ختم ہوا اور آپ کی کیفیت دور ہوئی حاضرین نے کہا حضرت آپ کی زبان سے سماع میں یہ کلمات نکلے ہیں۔ آپ نے فرمایا اچھا اسی وقت توبہ کی اور کہا آج سے ہم سماع نہیں سنیں گے، اس کے بعد سماع سننا ترک کر دیا۔ مصنف

فرضی الزام لگا کر گرفتاری کا وارنٹ جاری کیا، آپ نے حضرت میاں صاحب کی طرف رجوع کیا حضرت کی دعا کی برکت سے ڈپٹی صاحب بچ گئے اور کلکٹر صاحب کا گورکھپور تبادلہ ہوگیا چونکہ آپ کا وطن گورکھپور تھا، کلکٹر علانیہ کہنے لگا کہ میں آپ کا گھر کھود وادوں گا اس سے آپکے فکر ہوئی، آپ نے حضرت کی طرف رجوع کیا، حضرت نے فرمایا کہ اگر اس کی یہ نیت ہے تو اسے وہاں پہونچنا نصیب نہ ہوگا، چنانچہ ایسا ہی ہوا راستہ میں کلکٹر کو درد سر ہوا کوئی علاج مؤثر نہ ہوا اور راستے میں ہی انتقال ہوگیا۔

(۲) قاضی میر محمد علی صاحب بنارسی یکے از خلفاء حضرت میاں صاحب فرماتے ہیں کہ نعمت مستری جونپوری بہت علیل تھے ایک مقام کھلنے والا تھا چونکہ محنت نہ کی تھی، اس لئے قریب المرگ ہوگئے کوئی علاج سود مند نہ ہوا۔ انہیں دنوں حضرت میاں صاحب اعظم گڑھ تشریف لائے۔ ایک صاحب نے نعمت مستری کی حالت بیان کی آپ نے فرمایا، اب وہ نہیں مریں گے۔ شب میں انھوں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت تشریف لائے ہیں، اور ایک رگ پکڑ کر کھینچی جس سے اُن کی چیخ نکل پڑی، سارے لوگ جمع ہوگئے کچھ دیر بعد آپ کو افاقہ ہوا۔

وصال

آپ کا وصال ۲۲ شعبان المعظم ۱۲۹۵ھ دس بجے دن کو ہوا۔ مزار شریف محلہ بربرہنہ میں زیارت گاہ ہے۔

منظوم تاریخ وصال از مولانا ضیاء القادری بدایونی

بلند مرتبہ دیدار علی میاں صاحب — امام اہل صفا مقتدائے اہلِ کمال
علوم ظاہر و باطن خدا نے جن کو دیئے — تھے اپنے عہد میں جو بے عدیل و بے مثال
جو قادری بھی تھے چشتی بھی نقشبندی بھی — تھی یادگار سلف جن کی شان جاہ و جلال
تھے جو خلیفہ عبد العلیم قطب زماں — تھی جن کی شکل سراپا تجلیات جمال
بامر حق ہوئے واصل بحق میاں صاحب — غم فراق میں ان کے جہاں ہے محو ملال
لحد ہے ان کی بہشت مراد اہلِ سلوک — ہے فیضیاب جہاں ان کی قبر سے تا حال
مزار شیخ پہ لکھئے ضیاء، بخط جلی — بزرگ و شیخ ولی زماں ہے سال وصال

۹۵ ۱۲ھ

میاں صاحب اپنے وقت کے صوفی ابوالوقت اور غوث زماں تھے۔ آپ کے معتقدین میں اہلِ ہنود کی بھی کثیر تعداد تھی جس میں وکلاء منصف اور دوسرے اعلیٰ عہدوں پر فائز اشخاص تھے ان میں زیادہ تر افراد اذکار و صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے۔

خلفاء

آپ نے مندرجہ ذیل چھ بزرگوں کو خلافت بخشی

خلیفہ اوّل مولانا شاہ محی الدین

آپ مڈیہاں نواں ضلع جونپور کے رہنے والے تھے۔ حضرت میاں صاحب سے بیعت ہوکر سلوک کی منازل طے کیں اور خلافت حاصل کی۔ آپ بڑے صاحب نسبت و صاحب حال تھے۔ سینکڑوں اشخاص کو راہ ہدایت دکھائی اور داخل سلسلہ آباد انیہ کیا۔ آپ کا وصال ۱۳۰۳ھ میں اپنے وطن میں ہوا۔

خلیفہ دوم حافظ شاہ فرید الدین آروی

آپ کے حالات آگے درج ہیں۔

خلیفہ سوم مولانا جان محمد

آپ بلیا ضلع غازیپور کے رہنے والے تھے ڈمراؤں مدرسہ میں معلم تھے۔ میاں صاحب سے بیعت ہوکر اجازت و خلافت حاصل کی۔ بکسر اور کلکتہ کے صدہا اشخاص کو داخل سلسلہ کیا۔ ۹ ربیع الثانی ۱۳۰۴ھ بروز پنجشنبہ، بلیا میں انتقال ہوا۔

خلیفہ چہارم مولانا محمود خاں

آپ بھی بلیا ضلع غازیپور کے رہنے والے تھے۔ آپ بلیا کے رئیس اعظم تھے عمدہ شاعر

اور خوش مزاج تھے۔ میاں صاحب قبلہ سے بیعت ہو کر اجازت و خلافت حاصل کی۔ ۱۳۱۸ھ میں کلکتہ میں انتقال ہوا وہیں دفن کئے گئے۔

خلیفہ پنجم قاضی سید محمد علی بنارسی

آپ محلہ اردلی بازار بنارس کے رہنے والے تھے۔ بنارس کے مشہور قاضی خاندان کے فرد تھے قضات آپ کے خاندان میں تھی۔ آپ بڑے عابد و زاہد تھے، غازیپور میں ملازم تھے۔ غدر کے دوران سلسلہ میں داخل ہوئے اور سلوک طے کیا اور اجازت و خلافت پائی۔ ملازمت سے سبکدوش ہو کر اپنے وطن اردلی بازار بنارس میں بود و باش اختیار کی۔ اہل بنارس آپ سے خوب فیضیاب ہوئے۔ ۱۱ جمادی الثانی ۱۳۳۴ھ میں انتقال فرمایا۔ اردلی بازار کی چھوٹی مسجد میں آپ کا مزار ہے۔ مزار شریف پر کتبہ لگا ہوا ہے جس پر یہ قطعہ تاریخ کندہ ہے۔

مکرم ز خلفائے دیدار علی — وجیہہ مکرم بعظمت ولی
دلش من جلی از خفی و جلی — ز خلدش مقام محمد علی

۱۳۳۴ھ

خلیفہ ششم حضرت شاہ منصب حسین

آپ گورکھپور محلہ تھوئی کا پل کے رہنے والے تھے۔ محکمہ پولیس میں داروغہ تھے۔ ایماندار نمازی و پرہیزگار تھے گورکھپور میں حضرت میاں صاحب سے بیعت ہو کر سلوک کی تعلیم حاصل کی اور اجازت و خلافت پائی آپ سے سلسلہ جاری نہ ہوا آپ کا انتقال گورکھپور میں ہوا۔ سن وفات معلوم نہ ہو سکا۔

خلیفہ دوم

اعلیٰ حضرت سلطان المشائخ حافظ شاہ فرید الدین قادری آروی

آپ کا اسم مبارک فرید الدین ہے، محلہ رسول آباد جونپور میں ۱۲۵۴ھ میں پیدا ہوئے۔ مظاہر حق (۱۲۵۴ھ) مادہ سال ولادت ہے۔ مدرسہ حافظ امام الدین نقشبندی میں حضرت امام الدین نقشبندی سے قرآن مجید حفظ کیا اور قرآت سیکھی خوش الحان و قاری تھے۔ علمائے جونپور سے علم دین حاصل کیا اور فارسی میں اعلیٰ استعداد پیدا کی۔

آپ ابتدا میں حضرت امام الدین نقشبندی کی صحبت میں رہے۔ جب واقف اسرار خفی و جلی میاں صاحب دیدار علی خاں غازیپوری جونپور تشریف لائے اور چراغ ربانی مولانا محمد کامل ولید پوری منصف جونپور کے یہاں قیام فرمایا، آپ میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آنے کا مقصد بیان کیا۔ میاں صاحب نے فرمایا جب تک حافظ صاحب اجازت نہ دیں گے تعلیم نہ دوں گا، حافظ صاحب کی اجازت سے آپ نے تعلیم دینا شروع کی اور فرمایا کہ حافظ صاحب کے مکان کے متصل مسجد کی چھت پر حلقہ ہوتا ہے شریک ہوا کرو آپ برابر شریک حلقہ ہوتے، سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ ایک دن وظیفہ میں دیکھا کہ ایک شخص کہہ رہا ہے کہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں۔ آپ نے زیارت کا ارادہ کیا دیکھا کہ اسپ مشکی کی سواری جس کی لمبائی چھت کے برابر ہے حضور تشریف لائے ہیں۔ آپ کے ساتھ صحابہ کرام بھی ہیں آپ سلام بجالائے حضور نے صحابہ کی طرف اشارہ کیا صحابہ کرام نے چند بیڑے سفید پان عنایت کئے آپ نے روئے مبارک بڑھایا دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چشم مبارک سے آنسو جاری ہیں، آپ ان در اشک کو پوچھ کر چاٹ گئے اس کے بعد آپنے دریافت کیا کہ حضور کہاں تشریف لے جا رہے ہیں حضور نے فرمایا جہاد کو ہمارے ساتھ ہماری عورتیں اور اصحاب بھی ہیں ایسا معلوم ہوا کہ آپ نیچے اترے دیکھا کہ خیمے لگے ہوئے ہیں، ازواج مطہرات تشریف فرما ہیں اور رونے کی آواز مثل لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کے آرہی ہے، اس کے بعد یہ سب کیفیت غائب ہوگئی۔

دوسرا واقعہ یہ پیش آیا کہ وظیفہ میں دیکھا کہ مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ تشریف لائے ہیں۔ آپ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ میں تم کو اکسیر دیتا ہوں حضرت مولائے کائنات نے ایک شیشی سے مثل پارہ کے ایک چیز نکال کر دی اور فرمایا اسے کھالو، آپ نے کھالیا پھر عرض کیا اور دیجئے آپ نے اسی قدر اور عنایت فرمائی اس کو بھی آپ نے کھالیا۔ آپ نے کہا کہ مجھے آپ کی محبت محسوس ہوتی ہے، آپ نے فرمایا ایسا ہی ہونا چاہیئے تھا تب آپ نے کہا کہ میرا سلام آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہونچا دیجئے حضرت مولائے کائنات نے فرمایا اچھا، اور آپ رخصت ہو گئے۔ آپ نے دونوں واقعات حضرت میانصاحب سے بیان کئے، میاں صاحب نے فرمایا "اب تم مرید ہو جاؤ" چنانچہ آپ اسی شب مرید ہوئے۔

آپ نے اٹھارہ برس تک پیر و مرشد کی صحبت میں رہ کر سلوک کی تعلیم حاصل کی اور اجازت و خلافت پائی۔ آپ فرماتے تھے کہ میں بحالت لرزہ و بخار میں بھی احکامات مرشد مثل سودا سلف بازاری و دیگر احکامات بجالاتا۔ ایک ہی لحاف میں اٹھارہ سال تک موسم سرما گذارا۔ سبحان اللہ بے شک یہ آپ ہی کا کام تھا کہ ایسے صاحب جمال و جلال کے ساتھ مثل مظفر ثانی بن کر سلوک طے فرمایا، حکم مرشد کو آپ فرض عین سمجھتے تھے۔ (آئینہ مبارک)

آپ کی شادی پیر و مرشد کی متبنّٰی صاحبزادی سے ہوئی جن سے صاحبزادے تولد ہوئے پیر و مرشد نے ان نام محمد مصلح الدین رکھا۔

جب تک پیر و مرشد بقید حیات رہے آپ غازیپور میں رہے شیخ کے انتقال کے بعد بحکم ربی آپ مع اہل و عیال آرہ شہر آگئے اور محلہ میر گنج میں متوکلاً رہنے لگے بشروع میں امامت و مدرسی کی بعد میں ہدایت خلق اللہ میں مشغول ہوئے آپ کے صاحبزادہ مولانا ڈپٹی مصلح الدین قدس سرہ نے کثیر رقم سے خانقاہ تعمیر کرائی جہاں سے آپ نے رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری کیا، اس خانقاہ کا قطعہ تاریخ آپ کے نبیرہ مولانا شاہ معین الدین قادری نے لکھا۔ قطعہ تاریخ خانقاہ

خانقاہ شہ فرید الدین — کرد تعمیر مصلح الدین
سیزدہ بست سال سعید — گفت تاریخ او معین الدین

۱۳۲۰ھ

اس خانقاہ سے چہار جانب فیض جاری ہوا خصوصاً شمالی بہار زیادہ فیضیاب ہوا جہاں آپنے اور آپ کے خلفاء نے گھر گھر جاکر دین کی تبلیغ کی مسجد مدرسہ خانقاہیں تعمیر کرائیں اور لاکھوں افراد کو داخل سلسلہ کیا، ماشاء اللہ یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے اور تاقیامت جاری رہے گا۔

اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ ۔

خوشا مسجد مدرسہ خانقاہے کہ دروے بود قیل و قال و محمد

آپ نے اکثر مقامات پر پیدل جاکر تبلیغ کی۔ وصال سے کچھ دن قبل بحکم پیر و مرشد کچھوچھہ شریف حاضر ہوئے۔ (تذکار مطیب)

جب آپ رشد و ہدایت کے سلسلہ میں آرہ تشریف لائے تو عم طریقت حضرت مولانا نصر اللہ خورجوی نے آپ کو مبارکبادی کا خط لکھا اس میں تحریر کیا کہ ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا آپ سے خوب سلسلہ جاری کرے آپ نے شکریہ کا خط لکھ کر دعا کے لئے عرض کیا۔ ایک بار آپ حلقہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک آہ کرنے لگے مریدین نے سبب دریافت کیا آپ نے فرمایا مولانا نصر اللہ صاحب وصال کر گئے اور اپنے بار ہدایت اور نعمت باطنی کو ہماری طرف منتقل کر گئے جو بہت گراں معلوم ہوتا ہے ہم خود اور سب پیر و مرشد کی دعا سے مالا مال ہو رہے ہیں۔ اس واقعہ سے آپ کی حضرت مولانا صاحب سے روحانی مناسبت ظاہر ہوتی ہے۔ (آئینہ مبارک)

آپ کا گورا رنگ میانہ قد چہرہ مبارک گداز جس پر چیچک کے داغ جس سے حسن میں دوبالا پن ریش مبارک گنجان کشادہ پیشانی چمکتی ہوئی بڑی بڑی سرمگیں آنکھیں تھیں پہلی ہی نظر میں دیکھنے والا متاثر ہو جاتا تھا، چلنے پھرنے میں ہمیشہ نظریں نیچی رکھتے سنت نبوی کا ہمیشہ خیال رکھتے۔ جب محفل میں رونق افروز ہوتے تو معلوم ہوتا کہ شاہنشاہ بیٹھا ہوا ہے۔ حق بات کہنے میں گریز نہ کرتے دسترخوان وسیع تھا قحط وارزانی ہر زمانہ میں دسترخوان وسیع رہتا بارہویں شریف گیارہویں شریف محفل عاشورہ اور اپنے پیر و مرشد کا عرس بڑے اہتمام سے کرتے جس میں دعوت عام کرتے اور علماء صلحاء فقراء کو نذر بھی پیش کرتے۔ کلام اللہ شریف خوش الحانی سے پڑھتے جس وقت لحن داؤدی میں تلاوت فرماتے یا اشعار

پڑھتے، حاضرین مست و بے خود ہو جاتے۔

علماء و فقراء کی ملاقات کو غنیمت سمجھتے اور ان کی دعوت فرماتے۔ رخصت کے وقت نذر پیش کرتے ضرورت مند و متعلقین کی مدد فرماتے اگر کوئی نذر پیش کرتا، قبول فرماتے۔ زیادہ وقت خانقاہ میں ہی گزارتے نماز باجماعت پڑھتے پند و نصائح وعظ و ارشاد و تعلیم و تلقین خانقاہ میں ہی فرماتے۔ بہت سے مشائخ کبار سے نسبت اویسی حاصل تھی۔ حضور غوث پاک سے بے پناہ عشق تھا، آپ سے خصوصی فیض حاصل تھا، قادری نسبت کا غلبہ تھا۔ اکثر طالبین کو اسی سلسلہ عالیہ میں داخل فرمایا۔ تذکار مطیب میں حضرت علامہ مفتی شاہ محمد ابراہیم فریدی تحریر کرتے ہیں۔

"آپ خوش الحان وجیہہ پابند شریعت کشف و کرامت والے بزرگ ہوئے ہیں۔ ابدال شیخ الارشاد کے مقام پر فائز تھے۔ کئی بزرگوں نے چشم دید واقعہ بیان فرمایا کہ ذکر میں مریدین سے ذکر کرا رہے ہیں کہ یک بیک غائب ہو گئے، پھر تھوڑی دیر بعد دیکھا گیا کہ اپنی جگہ پر رونق افروز ہیں۔ رشد و ہدایت کے لئے مختلف مقام پر خلفاء کو بھیجا اور خود پیدل چل کر رشد و ہدایت فرمائی۔ شمالی بہار مظفر پور مدھوبنی دربھنگہ، سہرسا، مونگیر میں جا کر احکام اسلام کی تبلیغ کی اور ارشاد و ہدایت کے چشمے جاری کئے۔ آپ کی خدمت میں ہندو عیسائی سب حاضر ہوتے تھے۔ مزاج میں سادگی تھی۔ عادت، خصلت، چال ڈھال میں سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جلوہ نظر آتا تھا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فیض اویسی کی نسبت حاصل تھی۔ فنا فی اللہ کے بلند مقام سے وابستہ تھے۔ احقر غفرلہ نے آپ کے جس مرید کی زیارت کی پابند شرع ذاکر متواضع باخلق پایا۔ مریدوں کی استقامت آپ کی کھلی کرامت ہے۔

(تذکار مطیب)

کرامات

آپ صاحب کشف و کرامت بزرگ ہوئے ہیں۔ چند کرامتیں تحریر کی جاتی ہیں۔

(۱) مولوی فضل حق مونگیری وکیل فرماتے ہیں کہ ایک بار میں کچہری کی تعطیل میں گھر گیا

احباب کی دعوت کی وجہ سے صبح اٹھنے میں دیر ہوئی دیکھا کہ خواب میں حضرت تشریف لائے اور زور سے کہا اٹھو میں اٹھا اور فجر کی نماز ادا کی۔ دوسری شب بھی اُٹھنے میں دیر ہوئی آپ تشریف لائے اور زور سے کہا اٹھو تیسری شب بھی جب اٹھنے میں دیر ہوئی تو آپ نے غصہ سے غلّہ کی کٹھیا توڑ کر چارپائی پر گرادی جس سے میری آنکھ کھل گئی۔

(۲) حکیم تیغ علی شاہ نے بیان کیا کہ میرے چہرے پر جذام کے آثار نمایاں ہوئے جس سے چہرہ بدنما ہوگیا۔ ایک دن دوا تیار کر رہا تھا کہ حضرت تشریف لائے پوچھا تیغ علی کیا بنا رہے ہو عرض کیا جذام کی دوا تیار کر رہا ہوں فرمایا چھوڑو میرے پاس آؤ میں نزدیک گیا آپ نے اپنا لعاب دہن میرے چہرے پر لگا دیا خدا کے فضل سے میں اچھا ہوگیا۔

(۳) مولوی فضل حق وکیل صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک بار دریائے گنگا میں طغیانی کے سبب سے ہماری بستی کٹنے لگی ہمیں یقین ہوگیا کہ ہمارا مکان بھی کٹ جائے گا۔ میں نے حضرت کو بذریعہ خط مطلع کیا اگلے شب خواب میں دیکھا کہ فرشتہ حضرت کے حکم سے دریا کو ہمارا مکان کاٹنے سے روک رہے ہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ہمارا مکان محفوظ رہا۔

(۴) مولوی عبدالحق صاحب بیان کرتے ہیں کہ میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ جب تک کوئی ایسا درویش نہ ملے گا جو چشم زدن میں اعلیٰ مدارج میں پہونچا دے مرید نہ ہوگا میں نے حضرت کی خدمت میں بھی یہی عرض کیا۔ ایک دن میں کسی ضرورت سے وظیفہ کے کمرے میں گیا، حضرت نے کہا ایک گلاس پانی لاؤ میں نے پانی لاکر سامنے رکھا آپ نے گلاس کی طرف نظر بھر کر دیکھا گلاس ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ آپ نے فرمایا یہ ظرف کی خوبی ہے فقیر خالی نہیں ہے ظرف ہونا چاہیئے۔

وصال

وصال سے قبل آپ کی یہ حالت تھی کہ اکثر اوقات آپ خاموش رہتے اور شب بیداری کرتے ضرورت کے مطابق کلام کرتے اکثر فرمایا کرتے کہ کبھی آسمان کی طرف نسبت رجوع ہوتی ہے اور کبھی زمین کی طرف اور کبھی آسمان اور زمین ہماری طرف رجوع ہوتے ہیں۔ آپ اکثر اوقات مسجد میں رہتے جب نسبت کا غلبہ زیادہ ہوتا تو جس جگہ آپ کا مزار اقدس ہے اس جگہ ٹہلتے۔ بظاہر آپ کو کوئی بیماری نہ تھی صرف درد شکم اور قبض کی شکایت تھی کوئی علاج سود مند نہ ہوا۔ ۲۴ محرم کو دوپہر کے وقت تک

طبیعت کچھ اچھی رہی لیکن سہ پہر کے بعد پاس انفاس میں ترقی ہوتی چلی گئی اسی حالت میں آپ اکثر فرماتے کہ روح اوپر کھینچی جاتی ہے اور یہ وقت ڈوبنے کا ہے اس کے بعد آپ نے دعا کی کہ خدایا ہمارے مریدین واحباب کو خوش رکھنا ہم سب سے خوش ہیں۔ ۲۴ محرم کی رات میں نو بجے آپ کی روح پرواز کر گئی۔ ۲۵ محرم کو جنازہ جامع مسجد لایا گیا، مجمع اس قدر کثیر تھا کہ پیر رکھنے کی جگہ نہ تھی اسی وقت تین نئے فقیر مجذوبانہ حالت میں نماز میں شریک ہوئے اور بعد نماز غائب ہو گئے نماز جنازہ آپ کے نبیرہ مولانا شاہ معین الدین آروی نے پڑھائی۔ جنازہ خانقاہ کے صحن میں لایا گیا، جہاں اکثر اوقات آپ چہل قدمی کرتے تھے۔ جسم اطہر کو شاہ ولی اللہ مرید، مولانا شاہ بدرالدین پھلواری شریف۔ شیخ عبدالغفور مرید شاہ حبیب اللہ نقشبندی اترولی حافظ عبدالصمد وغلام اولیا مریدین حضرت نے قبر شریف میں اتارا۔ شاہ ولی اللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت کے چہرے کی زیارت کر آتا رہا سینہ مبارک سے کلمہ طیبہ جاری تھا جس کو سن کر میں بیخود ہوا جاتا تھا، مجھ کو اکثر بزرگوں کی تجہیز وتکفین کا موقع ملا لیکن ایسا پُر نور چہرہ اور ایسی کیفیت جو مجھ پر طاری تھی کبھی نہیں ہوئی، آپ کو پیش خانقاہ دفن کیا گیا۔ آپ کا مزار مبارک خانقاہ فریدیہ محلہ میر گنج آرہ میں زیارت گاہ خاص وعام ہے۔ شیخ رہنمائے حق مادہ وصال ہے۔ مولانا شاہ مصلح الدینؒ آپ کے سجادہ نشین ہوئے۔ تاریخ وصال ۱۳۲۴ھ از مولانا محبوب احمد بہاری۔

کیا کہوں حالت دل غمگین — چھپ گیا آج آفتاب دین
قطب دوراں وعارف کامل — ہادی وغوث شہ فریدالدین
بست وپنجم کی شب محرم میں — ہوئے رونق فزا بخلد بریں
چارشنبہ کے روز وقت ظہر — ہم سے جاکر چھپے وہ زیر زمیں
احمدا لے سر طریق وسلوک — حق سے واصل ہوئے فریدالدین

۱۵ + ۱۳۰۹ = ۱۳۲۴ھ

(۲) از مصنف

مایۂ قطبیت فریدالدین — نازش غوثیت فریدالدین

گفت انور بہ ہجری سال وصال　　عالم معرفت فریدالدین

۱۳۲۴ھ

مادہ ہائے تاریخ وصال برائے لوح مزار

(۱) یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر

۱۳۲۴ھ

(۲) مزار اقدس شاہ محمد فریدالدین روشندل

۱۹۰۵ء

مولانا شاہ مبارک حسین دربھنگوی یکے از اجلہ خلفا حضرت نے فاتحہ چہلم پر مندرجہ ذیل اشتیاقیہ اشعار لکھ کر آرہ شریف خانقاہ میں معہ قوال کے بھیجے۔

خوشا بزم اہل ولا آج ہے　　مریدوں پہ فضل خدا آج ہے
یہ اجماع عشاق اہل ولا　　فدا جس پہ خلق خدا آج ہے
مئے بے خودی آج جس نے پیا　　وہ مستانہ رقصاں ہوا آج ہے
ہوا ہے جو دیدار پر تو فگن　　منور جہاں ہو رہا آج ہے
مبارک مریدوں کو ہو دمبدم　　فرید زماں رونما آج ہے
سبھی اہل مجلس پہ ہے کیفیت　　کہ فیضان پیر بدا آج ہے
زہے بخت اس کی جو سرکار میں　　زیارت کو حاضر ہوا آج ہے
مزار مقدس پہ ہر ایک بشر　　حضوری سے فائض ہوا آج ہے
طفیل پیمبر صحابہ و آل　　کہ مقصد کا غنچہ کھلا آج ہے
مبارک یہ روح فرید عصر　　کہ مصلح معین اب ہوا آج ہے

آپ سلسلہ آبادانیہ کے مجدد تھے، آپ سے اس سلسلہ کی خوب اشاعت ہوئی وابستگان سلسلہ کاندھے پر سیاہ یا نیلگوں رومال رکھتے ہیں جن کے چاروں گوشہ پہ چار دائرے ہوتے ہیں، جس میں ۱۱، ۱۹، اور ۲۱، نقطے ہوتے ہیں جو شریعت طریقت حقیقت اور معرفت نشاندہی کرتے ہیں وسط میں وحدت کا نقطہ ہوتا ہے۔

آپ نے ۳۰ بزرگوں کو خلافت بخشی۔ اس وقت ہندوپاک میں اس سلسلہ کی گئی سو خانقاہیں ہیں جن سے رشد و ہدایت کے چشمے جاری ہیں۔

خوشا مسجد مدرسے خانقاہِ کہ دروے بود قیل وقال محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
اگر گیتی سراسر باد گیرد چراغ مقبلاں ہرگز نمیرد

قدوۃ المشائخ مولانا شاہ محمد مصلح الدین آروی

آپ سلطان المشائخ حضرت حافظ شاہ فرید الدین رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادہ ہیں۔ ۲۵ رمضان المبارک ۱۲۸۸ھ میں غازی پور میں پیدا ہوئے۔ حضرت میاں صاحب نے محمد مصلح الدین نام رکھا۔ ابتدائی تعلیم غازیپور میں حاصل کی۔ عربی فارسی کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد انگریزی تعلیم حاصل کی اور پٹنہ سے بی اے کیا۔ شروع میں مدرسی پھر محکمہ نہر میں افسر ہو گئے اور ترقی کر کے ڈپٹی کلکٹر ہو گئے اسی نسبت سے آپ کو ڈپٹی شاہ مصلح الدین اور حضرت ڈپٹی صاحب کے نام سے لوگ یاد کرتے ہیں۔

۲۳ شعبان المعظم ۱۳۱۸ھ بتقریب عرس حضرت میاں صاحب غازیپور میں حضرت سلطان المشائخ سے بیعت ہوئے۔ حلقہ ذکر میں برابر شرک ہوتے رہے۔ حضرت سلطان المشائخ نے کمال ہمت سے توجہ فرمائی آپ نے بہت جلد سلوک کی منازل طے کیں اور سیر لطائف صحو و سکر قبض و بسط سے آشنا ہو کر منزل شہود پر پہونچے۔ حضرت سلطان المشائخ نے سلاسل مجددیہ منوریہ کی اجازت و خلافت کے ساتھ سلسلہ نقشبندیہ مظہریہ گلزاریہ کی بھی اجازت عطا فرمائی۔ والد حضرت کے وصال کے بعد تمام برادران طریقت نے متفقہ طور سے آپ کو سجادہ نشین بنایا اور آپ مسند سجادگی پر رونق افروز ہوئے۔

آپ منکسر المزاج خلیق و متواضع تھے ہر کس و ناکس سے بلا تکلف ملتے اور حتی الوسع اس کی مدد فرماتے۔ دوران ملازمت کبھی آپ نے ناجائز پیسے کی طرف نہیں دیکھا اور نہ ہی ناحق سفارش منظور کی۔ اجلاس کے دوران شیروانی عمامہ اور کاندھے پر نیلگوں یا

سیاہ رومال رہتا۔ نماز باجماعت پڑھتے اکثر خود ہی امامت فرماتے۔ نماز کے دوران واردات بکثرت ہوتیں جس سے مقتدی بھی فیضیاب ہوتے۔ ایک مرتبہ آرہ خانقاہ کی مسجد میں امامت فرما رہے تھے کہ کیفیت طاری ہوئی جس کا اثر مقتدی غلام جیلانی صاحب پر اس قدر ہوا کہ وہ عالم جذب میں آگئے۔ اجلاس کے دوران وقفہ میں کمرے میں نماز جماعت سے ادا فرماتے اکثر ریل کا سفر سیکنڈ کلاس[۵] میں کرتے اور پورا کمرہ ریزرو کرواتے جس سے نماز و اوراد میں فرق نہ آئے۔

آپ نے قبل از وقت ملازمت سے سبکدوشی اختیار کی اور رشد و ہدایت میں مشغول ہوئے۔ آپ پر کشف بہت ہوتا تھا۔ اکثر مراقبہ سے مقدمہ کی کیفیت معلوم کر کے حق فیصلہ فرماتے جسٹس سید انوار صاحب نے بیان کیا کہ حضرت کے ملازمت سے قبل از وقت سبکدوشی حاصل کرنے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ حضرت مراقبہ فرماتے تو مقدمہ کی کیفیت کچھ اور ظاہر ہوتی اور گواہوں کے بیان سے کچھ اور بات ثابت ہوتی۔

آپ احکام شریعت کی اتباع بہت کرتے اگر کسی مسئلہ میں شک ہوتا تو مفتی وقت یا مستند عالم دین سے مسئلہ دریافت فرماتے یا کتب فقہ کا مطالعہ فرما کر شک دور کرتے اکثر کتب تصوّف کا مطالعہ فرماتے مگر مبتدی مریدین کو ان کتابوں کے مطالعہ سے منع فرماتے خواہ تصنیفات امام غزالی ہوں یا مثنوی شریف۔ طالب صادق کو ہدایت کرتے تھے کہ تصوف نام عمل کا ہے نہ قال کا تصوّف ذکر باطنی اور توجہ شیخ سے حاصل ہوتا ہے نہ کہ کتب بینی اور اعمال کی زکوۃ ادا کرنے سے۔ تصوف کی جان ادب و اخلاص ہے صوفی کی عبادت محض رضائے الٰہی کے لئے ہوتی ہے نہ تحصیل جنت کے لئے تصوف میں اپنی خواہش فنا کر دینی پڑتی ہے اور راضی بہ رضا ہونا پڑتا ہے۔ بغض و کینہ کو دور کر کے اَلْحُبُّ لِلّٰہ وَالْبُغْضُ لِلّٰہ پر کاربند ہونا پڑتا ہے۔ تصوف میں اطاعت شیخ کو اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمجھنا چاہیئے۔ (تذکرۃ السعدین)

---

۵ یہ بات ۱۹۱۰ء کے قریب کی ہے۔ اس وقت سیکنڈ کلاس کی بہت اہمیت تھی۔

جب طالب صادق میں مذاق صحیح اور ادراک درست ہوجاتا ہے تو کتب تصوف کے مطالعہ کی اجازت ہوتی ہے مگر مسائل وحدت وجود و شہود کی کرید سے روکا جاتا ہے، اس باب میں ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ ان مسائل کا تعلق علم توحید سے ہے سالک کو ظرف و استعداد کے اعتبار سے توحید کا علم ظاہر ہوتا ہے۔ جب طالب کو یہ مقام نصیب ہو تو شیخ کی طرف پوری توجہ وہمت کرنی چاہیئے۔ (تذکرۃ السعدین)

آپ اپنی آمدنی کا بیشتر حصہ غربا و مساکین پر خرچ کرتے کئی بیواؤں کا ماہانہ مقرر فرمادیا تھا کئی نادار لڑکیوں کی شادی کی۔ دینی مدراس کی حتی الوسع اعانت فرماتے۔ آپ اعلی درجہ کے سالک تھے۔ حاجی عبدالرؤف صاحب سربیلہ نے بیان کیا کہ ایک بار حضرت آرہ شریف میں تانگہ پر جارہے تھے۔ آرہ شریف میں ایک مجذوب تھے جو برہنہ رہتے تھے اور کسی سے کلام نہ کرتے تھے جب آپ کی سواری اس طرف سے گذری تو آپ کو دیکھ کر مجذوب صاحب نے اپنا جسم ڈھک لیا آپ نے سلام کیا مجذوب صاحب نے جواب دیا اور کہا آپ شاہ فریدالدین صاحب کے صاحبزادے ہیں۔

آپ پر قادری نسبت کا غلبہ تھا اکثر طالبین کو اسی سلسلہ عالیہ میں داخل کیا۔ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے نسبت اویسی حاصل تھی اور بے حد قرب تھا۔ کئی صاحبان آپ کی ہمت اور توجہ سے حضرت غوث اعظم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ مولانا معین الدین رحمۃ اللہ علیہ نے سرکار بغداد کی زیارت کی خواہش ظاہر کی آپ نے شب میں حضور سرکار بغداد کی اس طرح زیارت کرائی کہ خود بھی حضوری میں جلوہ گر ہیں اور زبان مبارک سے منم غوث الاعظم، منم غوث الاعظم جاری ہے، اس سے آپ کا فنافی الغوث اور حضرت سے کمال قرب ہونا ظاہر ہوتا ہے۔

وصال

وصال سے چند ماہ قبل آپ ذیابیطس کے مرض میں مبتلا رہے۔ وصال سے چار دن قبل اپنی قبر کھودنے کا حکم دیا جب قبر تیار ہوئی خادم نے مطلع کیا آپ نے فرمایا اس ٹھنڈے میں جانے کا ارادہ ہے۔ کئی دن سے آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے جس سے بارش ہوجایا کرتی تھی اور گرمی میں کمی آجاتی تھی۔ ۹ ذی الحجہ ۱۳۴۸ھ مطابق ۹ مئی ۱۹۳۰ء

شب جمعہ ۲ بجکر ۳۵ منٹ پر ذکر نفی اثبات کرتے ہوئے مالک حقیقی سے جا ملے۔ آپ کا مزار شریف محلہ بھلوئی پورہ درگاہ مولانا شاہ معین الدین میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

قطعہ تاریخ وصال از قاضی خلیل الدین نوشہ عباسی بدایونی

رونق بخانقاہ فریدی کجا کہ رفت، مولانا شاہ مصلح الدین زیب بارگاہ
نوشہ بسال نقل خیال است گر ترا گو آہ از جہاں بشد پیر خانقاہ

۱۳ ۴۸ھ

مادہ ہائے تاریخ وصال برائے لوح مزار از حضرت مفتی شاہ محمد ابراہیم فریدی نور اللہ مرقدہ

(۱) مرقد معلی جناب شاہ محمد مصلح الدین قبلہ (۲) مرقد قبلہ اہل یقیں شاہ محمد مصلح الدین

۱۳ ۴۸ھ ۱۳ ۴۸ھ

(۳) آرام گاہ حبیب زمانہ جناب شاہ محمد مصلح الدین قبلہ (۴) قدوہ اہل صفا محمد مصلح الدین نور اللہ مرقدہ

۱۳ ۴۸ھ ۱۳ ۴۸ھ

آپ نے وصال سے چھ ماہ پیشتر فرمایا کہ خانقاہ میں صرف والد صاحب قبلہ کا عرس ہوگا، اس فرمان کے بعد دوسرا عرس خانقاہ میں منعقد کرنا خلاف حکم تھا اس لئے آپ کے عرس کو سربیلہ خانقاہ میں منتقل کر دیا گیا، جہاں مولانا غلام حسین قادری پابندی سے ۹ ذی الحجہ کو عرس کراتے ہیں۔

آپ کے مریدین کی تعداد اچھی خاصی تھی۔ آپ نے چند برادران طریقت جن کی تعلیم مکمل نہیں ہوئی تھی ان کی تعلیم مکمل کر کے اجازت و خلافت بخشی، جن میں خان بہادر محامد علی خاں ساکن توپ خانہ مونگیر شاہ رفیق الدین حسینا، شاہ رحیم داد خاں بیلن بازار مونگیر شاہ ارشاد علی خاں شہید ساکن موضع گرہو مونگیر ہیں۔ آپ نے فضیلت مآب حضرت شاہ نثار احمد ساکن ہرپو اضلع سہرسا کو جن کی تعلیم و تربیت حضرت سلطان المشائخ کے زیر نگرانی ہوئی اور حضرت نے اپنے آخری سفر میں کھگریا میں قیام کے دوران زبانی اجازت و خلافت عطا فرمائی تھی تحریری خلافت نامہ حضرت سلطان المشائخ کی جانب سے لکھ کر دیا۔ آپ نے اپنے مریدین میں اپنے صاحبزادہ مولانا شاہ معین الدین، حضرت شاہ عبدالواحد مولانا حافظ شاہ محمد حضرت عبدالوہاب اور سید مولانا محمد ابراہیم آروی کو اجازت و خلافت سے نوازا۔ حضرت نے وصال سے چند یوم

پہلے ارشاد فرمایا کہ میرا ہر مرید جو ذاکر و شاغل اور تعلیم یافتہ طریقت ہے اور روش مشائخ پر چل رہا ہے وہ میرا خلیفہ ہے۔ (تذکرۃ السعدین)

خلفاء

(۱) عاشق رسول مولانا حکیم شاہ معین الدین آروی

آپ قدوۃ المشائخ مولانا ڈپٹی شاہ مصلح الدینؒ کے اکلوتے صاحبزادہ تھے۔ محلہ میر گنج آرہ میں ۵ صفر ۱۳۰۵ھ میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد و دادا حضرت صوبہ بہار کے مشہور اہل کمال ولی و صاحب علم و فضل بزرگ ہوئے ہیں۔ اردو عربی فارسی کی ابتدائی تعلیم خوش نویسی و طغراکشی اپنے خاندان کے اکابرین سے سیکھی۔ خوش نویسی کی تکمیل مشہور خطاط منشی محمد ظہور آروی سے کی۔ درس نظامی کی تعلیم اپنے زمانہ کے نامور علماء و فقہا سے حاصل کی آپ کے اساتذہ میں مولانا مفتی رحیم بخش آروی، مولانا حکیم عبدالوہاب آروی اور مولانا مولوی ماجد علی جونپوری تلمیذ رشید شمس العلماء مولانا عبدالحق خیرآبادی کے نام سر فہرست ہیں۔ اسی زمانہ میں آپ کے جد محترم حضرت سلطان المشائخ نے ایک عربی مدرسہ قائم کیا، جو آج مدرسہ فیض الغرباء کے نام سے مشہور ہے۔ جس سے سینکڑوں عالم و حافظ بن کر نکلے۔ آپ کی دستار بندی مدرسہ کے سالانہ جلسہ میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا احمد رضا خاں قادری فاضل بریلوی نے کی۔ اس جلسہ میں اعلیٰ حضرت کے ساتھ مفتی اعظم ہند بھی تشریف لے گئے تھے، اعلیٰ حضرت نے آپ کے علم کی تعریف کی۔ مفتی اعظم ہند آپ کی تقریر سے متاثر ہوئے۔ مفتی اعظم اور آپ میں دوستانہ مراسم تھے۔ رخصت کے وقت آپ نے مفتی اعظم کو چند طغرے دیئے جو فن خطاطی و طغراکشی کا نمونہ تھے۔ یہ واقعہ مفتی اعظم ہندؒ نے والد حضرت مفتی شاہ محمد ابراہیم فریدی سے بیان کیا۔ آپ کے جوانی کے عالم میں انتقال سے مفتی اعظم ہند افسردہ ہوئے۔

درس نظامی کی تکمیل کے بعد آپ کو طب پڑھنے کا شوق ہوا۔ ابتدائی کتب مقامی اطباء سے پڑھیں پھر دہلی آئے اور شفاء الملک حکیم رضی الدین خاں مرحوم کی خدمت میں دو سال

رہ کر تکمیل طب کی سند حاصل کر کے اپنے وطن آرہ آئے۔

آپ کا مذاق بچپن سے ہی تصوفانہ وعارفانہ تھا اور کیوں نہ ہوتا علماء مشائخ کا مقولہ ہے کہ اَلصُّحبَۃُ مُؤَثِّرَۃٌ اور صحبت بھی ایسے بزرگ کی جو اپنے زمانہ کے بایزید وشبلی تھے جن کے پاک نفس کی برکت اور توجہ سے سینکڑوں عارف بنے۔ آپ کی تعلیم وتربیت حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ نے خصوصیت سے کی۔ آپ حضرت کے چہیتے تھے بچپن سے تاوصال صحبت میں رہے۔ بحکم سلطان المشائخ ۱۳۲۴ھ میں اپنے والد حضرت سے بیعت ہو کر اجازت وخلافت حاصل کی والد حضرت نے آپ کو نائب سجادہ نشین اور منتظم خانقاہ مقرر کیا۔ آئینہ مبارک میں تحریر ہے کہ آپ کو اعلیٰ حضرت (سلطان المشائخ) بے حد مانتے تھے، بچپن تاوصال صحبت میں رہے۔ تربیت وتعلیم میں اپنی روح پھونک دی۔ فارسی عربی میں قابلیت حاصل کر کے انٹرنس تک پڑھا اب اختتام علم عربی میں کوشاں ہیں۔ ماہ صفر ۱۳۲۴ھ میں اپنے والد سے بیعت ہو کر قائم مقام سجادہ نشین کے ہیں۔ اہتمام خانقاہ آپ کے سپرد ہے۔ بہت خلیق کریم النفس بامذاق وصاحب حال ہیں۔ آپ کا وعظ نہایت پُرتاثیر اور خوش الحانی کا ہوتا ہے۔ شاعری بھی آپ پر ختم ہے، اللہ تعالیٰ ترقی دارین عطا فرمائے۔ شادی آپ کی مولوی عبداللطیف صاحب ماسٹر انجینئرنگ کالج بانکپور کی صاحبزادی سے ہوئی ہے جو باشندہ موضع پرسا ضلع غازیپور کے ہیں۔ (آئینہ مبارک)

آرہ شریف آنے کے بعد درس وتدریس فتویٰ نویسی اور خدمت خلق میں مشغول ہوئے، کئی سال کے بعد احباب کے اصرار پر مدرسہ اہل سنت فیض رسول آسنسول کی صدر مدرسی قبول فرمائی۔ چند ماہ بعد آسنسول کو خیرباد کہہ کر وطن آئے اور خدمت خلق میں مشغول ہوئے۔ اہل ہنود میں تبلیغ کے لئے انگریزی تعلیم کا ذوق ہوا۔ انٹرنس پاس کیا ابھی اور تعلیم حاصل کرنا چاہتے تھے کہ برزخ کی منزل پر پہونچے۔

آپ کو طالب علمی کے زمانہ سے وعظ گوئی وتقریر کا شوق تھا، آپ تقریر خوب کرتے تھے آپ کو مسجع ومقفیٰ عبارت بولنے میں کمال حاصل تھا۔ تذکرۃ السعدین میں لکھا ہے کہ "آپ کا اسلوب بیان اس انداز ودلچسپی کا ہوتا کہ سارے مجمع پر چھا جاتے، درمیان میں

مثنوی شریف کی چاشنی بھی ہوتی۔ میلاد شریف پڑھنے کو کھڑے ہوتے تو مثل بلبل کے چہکتے اور شاخ گل کی طرح لچکتے خود بھی روتے اوروں کو بھی رلاتے۔ مشاہیر خطباء نے مدح سرائی کی مولانا محمد سلیمان پھلواری و حضرت احمد اشرف صاحب کچھوچھوی نے بارہا آپ کے انداز بیان کی تعریف کی (تذکرۃ السعدین)

آپ خوش کلام شاعر تھے۔ معینؔ آپ کا تخلص تھا۔ آپ کا نعتیہ کلام عشق رسول میں ڈوبا ہوا ہے جس کا نمونہ میلاد تحفۃ الرسول ہے، اس کا تاریخی نام معین الاذکار المیلاد النبوی ہے۔ عاشق رسول آپ کا لقب ہے۔ آپ کا وصال کم عمر یعنی ۳۲ سال کی عمر میں ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کم عمر میں آپ کو بہت سی نعمتیں عطا کیں تھیں۔ بچپن میں آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی جس کا اشارہ آپ نے اس شعر میں کیا ہے۔

مر کر بھی یہ مستی نہ معینؔ جائے گی سر سے　　بچپن سے ہے دل مست تولائے محمد

کرامات

آپ عالم باعمل فقیہہ العصر کامیاب مقرر حکیم حاذق واعظ خوش بیان عارف کامل وصاحب کشف وکرامت بزرگ ہوئے ہیں۔ آپ کی دو کرامت تحریر کی جاتی ہیں۔

(۱) مئی جون کا مہینہ تھا گرمی شدت کی تھی، آپ سربلیہ خانقاہ میں رونق افروز تھے مخلوق گرمی کی شدت سے پریشان تھے، حاجی جمال الدین مرحوم نے بارش کے لئے عرض کیا آپنے دعا کے واسطے ہاتھ اٹھائے ابھی دعا پوری نہ ہوئی تھی کہ بارش ہونے لگی اور خوب بارش ہوئی اس طرح بارش کا دوسرا واقعہ موضع روپولی ضلع بیگوسرائے میں بھی ہوا۔

(۲) ایک مرتبہ آپ قصبہ راٹن مہیش کھوٹ اسٹیشن تشریف لائے، ایک میل کے فاصلہ پر تھے کہ ریل نے سی ٹی دی گارڈ نے جھنڈی دکھائی لوگوں نے کہا مولانا اب نہ جائیے ریل نہیں ملے گی، آپ نے فرمایا چلے چلو آپ اطمینان سے اسٹیشن پر پہونچے راستہ خراب ہونے کی وجہہ سے ایک میل کی مسافت طے کرنے میں کافی وقت لگا۔ ڈرائیور نے بہت کوشش کی مگر ریل ٹس سے مس نہ ہوتی۔ آپ آئے اور اطمینان سے سیکنڈ کلاس میں بیٹھ گئے، آپ کے بیٹھتے ہی ریل چلنے لگی۔

وصال

۱۱ جمادی الاول ۱۳۳۸ھ بروز ہفتہ تین ماہ دس دن بیمار رہ کر اپنے والد کی

حیات میں رحلت فرمائی۔ وصال کے وقت سلطان الاذکار جاری تھا۔ زبان پر بھی اللہ اللہ کا ذکر رواں تھا۔ زندوں کی طرح بعد وفات بھی جسم میں حرارت تھی حکیم ضمیر الحسن صاحب نبض پر ہاتھ رکھ کر حیرت کرنے لگے۔ نماز جنازہ آپ کے استاد حضرت مولانا رحیم بخش آروی نے پڑھائی (تذکرۃ السعدین) محلہ بھلوئی پورہ آرہ میں دفن کئے گئے، یہ جگہ درگاہ مولانا معین الدین آروی کہلاتی ہے مزار شریف پر کتبہ لگا ہوا ہے، جس پر حضرت انجم صاحب کا قطعہ تاریخ وصال کندہ ہے۔ آپ کا عرس قصبہ راٹن مہیش کھوٹ اسٹیشن ضلع گھگریا میں پابندی سے ہوتا ہے۔

قطعہ تاریخ وصال از حضرت مولانا مفتی شاہ محمد ابراہیم فریدی رحمۃ اللہ علیہ

قطب دیں شاہ معین الدین نام — شیخ دوراں عارف مرد خدا
افضل الاشغال شغلش کار طب — بر مریضاں دست او دست شفا
بود مرشد زادہ لیکن یافتیم — حاضر و غائب ہمہ لطف و عطا
با خدا پیوست و خود را واگذاشت — قصر جنت بہر او شد متکا
گفت ابراہیم سال رحلتش — وارث دین رسول دوسرا

۱۳۸۳ھ

آپ کے کوئی اولاد نہ تھی اس لئے حضرت سلطان المشائخؒ کی نسل آگے نہ چل سکی۔ آپ کے مریدین کی تعداد اچھی خاصی تھی، آپ نے کسی کو اپنا خلیفہ نہیں بنایا۔

خلیفہ دوم حضرت شاہ رفیق الدین

آپ حسینا ضلع بیگوسرائے کے رہنے والے تھے والد کا نام فرزند علی تھا آپ کا تعلق متمول صدیقی خاندان سے تھا۔ آپ مولوی فضل حق وکیل مونگیری کے محرر تھے بعد میں پیشکار ہو گئے اور پیشکار صاحب کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ سلطان المشائخ حضرت حافظ شاہ فرید الدین آرویؒ کے مرید تھے تعلیم و تربیت حضرت کے صاحبزادے و جانشین مولانا شاہ مصلح الدین قدس سرہ کے زیر نگرانی ہوئی۔ سلوک طے کرنے کے بعد حضرت نے آپ کو اجازت و خلافت عطا کی۔ آپ سادہ لوح اور منکسر المزاج انسان تھے حلقہ ذکر کے پابند تھے۔ حسینا کے کئی صاحبان نے بیان کیا کہ پیشکار صاحب وظیفہ کے بہت پابند تھے کبھی حلقہ ذکر

ناغہ نہیں کرتے تھے اکثر بارش کے دوران ان کو دیکھا کہ چھتری لگا کر بابو محامد صاحب جیلر مونگیر کے یہاں حلقہ ذکر میں جارہے ہیں جیسنا و مونگیر کے قرب وجوار کے کچھ اشخاص کو آپ نے داخل سلسلہ کیا۔ آپ صاحب کشف وکرامت بزرگ ہوئے ہیں، مزار سے ہنوز فیض جاری ہے۔ ایک مرتبہ دادا حضرت قبلہ کے ایک مرید کو باطنی قبض ہوا جس سے ان میں جذبی کیفیت پیدا ہوگئی، والد حضرت قدس سرہ نے ہدایت دی کہ بھائی صاحب کو حضرت شاہ رفیق الدین صاحب کے مزار پر حاضر کیا جائے۔ فقیر کا بچپن تھا پوچھا ابا حضرت اس سے کیا فائدہ ہوگا وہ تو بیمار ہیں، آپ نے فرمایا انھیں ڈاکٹروالی بیماری نہیں ہے انھیں باطنی قبض ہے، حضرت شاہ رفیق الدین علیہ الرحمہ کا سلوک طے ہے مزار سے نسبت کا فیضان ہوگا اور قبض دور ہوجائے گا۔

جناب بابو محمد فخر الدین صاحب ساکن جیسنا بیان کرتے ہیں کہ ہمارا چھوٹا بھائی محمد بدر الدین مرحوم سخت بیمار پڑا۔ بخار عرصہ سے نہیں اترا تھا۔ ہماری والدہ پیش کار صاحب کی جیتی مریدہ تھیں روزانہ صبح بعد نماز فجر تلاوت کلام پاک کے بعد فاتحہ خوانی کرتیں جب کوئی علاج کارگر نہ ہوا تو والدہ نے پیشکار صاحب کی روحانیت کی طرف رجوع کیا، اگلے روز شب کو خواب میں دیکھا کہ پیشکار صاحب فرمارہے ہیں کہ تمہارے بیٹے کے بخار کا دم ٹوٹ گیا ہے پریشان نہ ہو۔ خدا کا شکر کہ اگلے دن سے طبیعت بہتر ہونے لگی۔ اہل جیسنا آپ کی بہت سی کرامات بیان کرتے ہیں۔ آپ کا وصال ۹ ذی الحجہ ۱۳۴۸ھ مطابق ۹ مئی ۱۹۳۰ء شب میں ہوا، جیسنا میں آپ کا مزار ہے۔ ہر سالانہ فاتحہ ہوتی ہے۔ اس وقت آپ کے پوتے جناب بدر الدین صاحب سجادہ نشین ہیں۔ فقیر سے بیعت ہیں۔

خلیفہ سوم حضرت محامد علی خاں مونگیری

آپ سرائے توپ خانہ مونگیر کے باشندے تھے۔ محکمہ جیل میں جیلر تھے آپ کو حضرت سلطان المشائخ سے بیعت حاصل تھی مگر تعلیم وتربیت حضرت کے صاحبزادے وجانشین حضرت ڈپٹی شاہ مصلح الدین قبلہ کے زیر نگرانی ہوئی سلوک طے کرنے کے بعد حضرت نے اجازت وخلافت عطا فرمائی۔ آپ حلقہ ذکر کے پابند خلیق وملنسار وحق پسند تھے۔ آپ کے یہاں حلقہ ذکر برابر ہوتا تھا جس میں مولوی فضل حق وکیل شاہ سمیع احمد جناب رحیم داد خانصاحب وشاہ رفیق الدین پیشکار برابر شریک ہوتے۔

خلیفہ چہارم حضرت شاہ ارشاد علی خاں شہید

آپ موضع گرہو ضلع مونگیر کے رہنے والے تھے آپ کو حضرت سلطان المشائخ سے بیعت حاصل تھی۔ سلوک کی منازل حضرت مولانا شاہ مصلح الدین علیہ الرحمہ کی خصوصی توجہ سے طے کیں اور اجازت وخلافت پائی۔ آپ باہمت وصاحب نسبت بزرگ تھے۔ حضرت ڈپٹی صاحب علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد خانقاہ شریف آرہ کا انتظام آپ کے سپرد کیا گیا جس کو تاحیات آپ نے بخوبی انجام دیا۔ تقسیم ہند کے ہنگامہ کے دوران ۱۹۴۶ء میں اہل ہنود نے حملہ کر کے آپ کو شہید کر دیا ؎

بہ لوح تربت من یافت از غیب تحریرے
کہ ایں مقتول را جز بے گناہی نیست تقصیرے

آپ کا عرس خانقاہ گرہو ضلع مونگیر میں ہندی مہینہ پھاگن کی ۲ تاریخ کو ہوتا ہے۔ اس وقت آپ کے فرزند رشید شیخ طریقت حضرت حاجی عبدالرؤف صاحب مدظلہ خانقاہ شریف آرہ کے منتظم ہیں، آپ صاحب نسبت بزرگ واسلاف کی نشانی ہیں اجازت وخلافت اپنے والد بزرگوار سے ہے، اپنے والد کے جانشین وسجادہ نشین خانقاہ گورہو ہیں۔ آپ کے مریدین کی تعداد کثیر ہے خدا سلامت رکھے۔ مولانا عبدالسلام صاحب وجناب عبدالمنان وکیل صاحب آپ کے صاحبزادے ہیں۔

خلیفہ پنجم حضرت شاہ عبدالوہاب اوورسیر

آپ آرہ محلہ بھلوئی پورہ کے رہنے والے تھے۔ محکمہ تعمیرات میں اوورسیر تھے۔ اس لئے اوورسیر کے نام سے مشہور ہو گئے۔ حضرت مولانا شاہ مصلح الدین آروی قدس سرہ سے مرید ہو کر سلوک کی تعلیم حاصل کی اور اجازت وخلافت پائی۔ تقسیم ہند پر معہ اہل وعیال پاکستان چلے گئے اور کراچی میں مستقل سکونت اختیار کی۔ بڑے ذاکر شاغل اور پابند وظیفہ تھے۔ ۱۳۷۱ھ میں کراچی میں انتقال کیا۔ آپ کے صاحبزادے حاجی غلام محمد صوفی ہیں جو قطر میں رہتے ہیں۔

خلیفہ اوّل حضرت سلطان المشائخ شاہ آبانی عرف دھنو صاحب

آپ آرہ کے مشہور پہلوان تھے جب سلطان المشائخ رشد و ہدایت کے سلسلہ میں آرہ تشریف لائے آپ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت کی صحبت سے آپ کو راہ ہدایت حاصل ہوئی اور مرید ہوئے ۔ مرید ہونے کے بعد آپ نے پہلوانی چھوڑ دی اور خیاطی کا پیشہ اختیار کیا۔ آپ باہمت شخص تھے ریاضت و مجاہدے خوب کرتے تھے نسبت قوی تھی۔ دادا حضرت فرمایا کرتے تھے کہ جب آپ ذکر کرتے تھے تو ذکر کی گرمی سے کبھی کبھی چٹائی میں آگ لگ جاتی تھی ۔
سلوک طے ہونے کے بعد حضرت نے اجازت و خلافت بخشی آپ کا شمار حضرت کے اوّل مریدین میں ہوتا ہے آپ حضرت کے سب سے پہلے خلیفہ ہیں۔ آپ ہدایت خلق اللہ کی طرف مائل نہیں ہوئے حضرت کے وصال کے بعد سجادے صاحب نے آپ کو خانقاہ و مزار شریف کی حفاظت کے لئے خانقاہ میں رکھا اور دعا و تعویذ کی خدمت آپ کے سپرد کی جس کو آپ نے تاحیات بحسن و خوبی انجام دی ۔ آپ کا انتقال خانقاہ میں ہوا احاطہ خانقاہ میں دفن کئے گئے ۔

خلیفہ دوم : حافظ شاہ محمد عبدالکریم

آپ آرہ کے رہنے والے تھے حضرت سلطان المشائخ سے بیعت ہو کر سلوک طے کیا اور خلافت پائی۔ آپ نے پورینہ علاقہ میں تبلیغ کا کام کیا صدہا اشخاص کو داخل سلسلہ آبادانیہ کیا مگر کسی کو خلافت نہ دی آپ کا وصال پیر و مرشد کی حیات میں ۱۴ شعبان ۱۳۱۲ھ کو آرہ میں ہوا۔ آپ کا مزار جج صاحب کے تالاب میں مسجد کے سامنے ہے ۔

خلیفہ سوم : حافظ شاہ عبدالصمد آروی

آپ آرہ کے رہنے والے تھے ۔ بیس سال کی عمر میں حضرت سلطان المشائخ سے بیعت

ہوئے اور سلوک کی تعلیم حاصل کی۔ سلوک طے ہونے کے بعد حضرت نے اجازت و خلافت عطا فرمائی۔ آپ حضرت کے سینئر اور چہیتے مرید تھے عاشق پیر تھے سلسلہ آبادانیہ کی آپ نے بہت خدمت کی اور اس کے توسیع و اشاعت میں خوب حصہ لیا۔ اکثر مقامات پر پیدل جاکر تبلیغ دین کی صدہا اشخاص کو داخل اسلام کیا۔ بہت سے اشخاص کو طریقت کی تعلیم دے کر اپنے شیخ سے مرید کرایا کئی برادران طریقت کا سلوک طے کرایا۔ پیر نے اپنی ظاہری حیات میں کئی برادران کی تعلیم و تربیت آپ کے سپرد کی۔ آپ بہت بڑے عارف باللہ صاحب نسبت و صاحب کشف و کرامت بزرگ ہوئے ہیں آپ کے مریدین کی تعداد کثیر تھی۔ مزاج میں سادگی تھی۔ ایک بار آپ گرمو حضرت شاہ ارشاد علی خاں کے یہاں رونق افروز تھے شام کے وقت آپ نے فرمایا کہ چراغ روشن کرنے کا وقت ہوگیا بوتل سے تیل بھر کر چراغ روشن کرو خادم نے حکم کی تعلیم کی اور چراغ روشن کیا گیا جو صبح تک جلتا رہا بعد میں معلوم ہوا کہ بوتل میں تیل کی جگہ سرکا تھا۔

آپ کے ایک مرید میاں عبداللہ پولیس میں کانسٹبل تھے کسی جرم میں نوکری سے برخواست ہوگئے۔ وہ حضرت کے آستانہ پر آکر حسب عادت خدمت کرنے لگے۔ ایک دن حضرت نے فرمایا میاں عبداللہ تمہاری وردی نیلام ہو رہی ہے اور تم یہاں ہو جاؤ۔ میاں عبداللہ گئے، دیکھا وردی نیلام ہو رہی ہے اتنے میں افسر نے پوچھا یہ کس کی وردی ہے۔ میاں عبداللہ نے کہا حضور میری ہے۔ افسر نے کہا جاؤ تم کو بحال کیا۔

آپ کا انتقال ۱۳۳۲ھ میں آرہ میں ہوا محلہ میر گنج قبرستان حسن بانو میں آپ کا مزار ہے۔

آپ نے کلیم شاہ عبدالوحید شاہ عبدالکریم ملک امجد علی شاہ اکبر علی شاہ گوہر علی شیخ محمد یعقوب شیخ محمد ابراہیم جناب وزیر علی خاں جناب سکندر شاہ میاں فضل میاں شیخ محمود بخش میاں لیاقت حسین صاحبان کو اجازت و خلافت عطا فرمائی۔ اس وقت آپ کے دو خلفاء سے سلسلہ جاری ہے۔

(۱) شیخ محمود بخش عرف مولوی نودن جن کی خانقاہ موضع جوگیا اسٹیشن بکری کھگریا میں ہے۔

(۲) شاہ محمد یعقوب جن کی خانقاہ محلہ لائن کشن گنج خاص میں ہے۔

جناب شیخ ظہور الحق صاحب ساکن موضع ہلدی ضلع مونگیر سے بھی سلسلہ جاری ہے۔

(مکتوبات عالیہ)

آپ کی سالانہ فاتحہ و چادر پوشی ۲۵ محرم کی شب میں ہوتی ہے۔

خلیفہ چہارم : مولانا تصدق حسین آروی

آپ رجب ۱۸۵۲ء میں آرہ میں پیدا ہوئے۔ درس نظامی کی تکمیل کرنے کے بعد حضرت سلطان المشائخ سے سلسلہ قادریہ میں بیعت ہوئے اور سلوک کی تعلیم حاصل کی۔ سلوک طے ہونے کے بعد ۱۳۰۵ھ میں بیک جلسہ حافظ عبدالصمد و حافظ عبدالکریم اجازت و خلافت عطا فرمائی آپ جید عالم دین مشہور واعظ صاحب حال و قال اہل نسبت بزرگ و سیاح تھے آپ کا وعظ بہت مشہور تھا وعظ و ارشاد کے سلسلہ میں سارے ہندوستان کی سیاحی کی اور دین کی تبلیغ کی سینکڑوں اشخاص کو داخل اسلام کیا۔ ہزاروں اشخاص کو داخل سلسلہ فرما کر طریقت کی تعلیم دی بہت سے اشخاص کو طریقت کی تعلیم دے کر اپنے شیخ سے مرید کرایا۔ آپ سے بہت سی کرامتیں ظہور میں آئیں۔ آپ کا انتقال آرہ میں ہوا۔ قبرستان محلہ دودھ کٹورا میں دفن کئے گئے حضرت مولوی جعفر علی فریدی قطب سہسرام ایک مکتوب میں تحریر کرتے ہیں۔

برادر طریقت حضرت مولوی تصدق حسین آروی علیہ الرحمہ والغفران بزرگ صاحب دل خوش بیان واعظ اور میرے محسن تھے۔ مولوی صاحب مرحوم ہی گورکھپور سے آرہ لائے اور حضرت پیر و مرشد سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کے دست پاک میں میرا ہاتھ دیا۔ آپ کا مزار شہر آرہ محلہ دودھ کٹورا قبرستان میں ہے۔ جناب ڈاکٹر سید عبدالعظیم صاحب باروی مقیم بھوتہ آپ ہی کے مرید ہیں۔

آپ کے ورد میں زیادہ دو رباعیاں رہتی تھیں جن کو اکثر سنایا کرتے تھے فرماتے تھے کہ ان دو رباعیوں میں تصوف کی تعلیم ہے ان کو یاد کر لو۔

(۱)

خواہی کہ شود دل چو آئینہ — دہ چیز برون کن از درون سینہ
حرص و امل و غضب و دروغ و غیبت — بخل و حسد و ریا و کبر و کینہ

(۲)

خواہی کہ شوی بمنزل قرب مقیم — بنفس خویش فرما تعلیم
صبر و شکر و قناعت و علم یقیں — تفویض و توکل و رضا و تسلیم

اور فرمایا کرتے تھے کہ تہجد پڑھنے کے بعد تھوڑی دیر سوچوں کہ آج فلاں فلاں کار خیر کرنا ہے

پھر دن بھر ان سوچے ہوئے کاموں کی نگہداشت کر اور سونے کے وقت فکر کرو کہ آج کون سے عمل خیر ہوئے اور کون کون بد عمل خیر ہونے پر رب تعالیٰ کا شکر ادا کرو اور عمل بد ہونے پر نفس کو ملامت کرو اور استغفار پڑھو۔ سوتے وقت کاموں کی فکر جو دراصل اپنے دن بھر کاموں کا حساب لینا ہے اس کو تصوف کی اصطلاح میں محاسبہ اور کاموں کی نگہداشت کو مراقبہ اور کاموں کے سوچنے کو مشارطہ کہتے ہیں۔ حضرت مولوی تصدق حسین صاحب ذاکر عاشق پیر اور شیدائی تھے۔ آپ ہی کے صاحبزادے مولانا عبد السلام آروی ہیں۔ اچھے واعظ اور صاحب ذکر و مراقبہ بزرگ ہیں۔

(مکتوبات عالیہ)

آئینہ مبارک میں آپ کے دو خلفاء کے نام تحریر ہیں۔

۱۔ فیض الدین کلکتہ محلہ سوا بازار

۲۔ کریم اللہ ساکن نیا بازار بکسر ضلع آرہ

آپ نے اپنے صاحبزادے حضرت مولانا عبد السلام قادری کو بھی اجازت عطا فرمائی جن کو حضرت سلطان المشائخ سے بیعت حاصل تھی۔

خلیفہ پنجم : شاہ سمیع احمد مونگیری

آپ محلہ دلاور پور مونگیر کے باشندے تھے شروع میں امانت کا کام کرتے جب طریقت کا شوق ہوا تو حضرت مولانا تصدق حسین آروی یکہ از اجل خلفاء حضرت سلطان المشائخ جو وعظ و ارشاد کے سلسلہ میں مونگیر تشریف لے جاتے تھے کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تصوف کی تعلیم حاصل کی بھی مولانا اشرف لاتے برابر حاضر خدمت ہوتے کچھ عرصہ بعد مولانا صاحب نے آرہ حضرت سلطان المشائخ سے مرید کرایا۔ آپ محلہ توپ خانہ بازار میں منشی کفایت حسین مختار کے یہاں برابر حلقہ ذکر میں شامل ہوئے۔ کچھ عرصہ حضرت مولانا مبارک حسین دربھنگوی کی صحبت میں بھی رہے۔ جب حضرت حافظ شاہ عبد الصمد علیہ الرحمہ مونگیر تشریف لائے تو مولانا صاحب نے آپ کو حافظ صاحب کے سپرد کیا آپ کی تعلیم و تربیت فرمائی اور خوب ریاضت و مجاہدے کرائے۔ جب سلوک طے

ہوگیا تو غازی پور لے جاکر حضرت میاں صاحب غازی پوری کے عرس کے موقع پر حضرت سلطان المشائخ سے اجازت و خلافت دلوائی۔ اجازت و خلافت کے بعد نوکری سے سبکدوشی اختیار کی اور ہدایت خلق اللہ میں مشغول ہوئے۔ آپ بڑے صاحب نسبت ذکی و فہیم تھے ہزاروں اشخاص کو داخل سلسلہ کیا بہت سے مریدین کو اجازت و خلافت بخشی جس میں مندرجہ ذیل خاص ہیں۔

(۱) محمد عاقل عرف اکلو شاہ (۲) مولا علی عرف جمعراتی شاہ (۳) شبراتی شاہ

آپ کا سلسلہ حضرت مولا علی عرف جمعراتی شاہ صاحب سے خوب پھیلا۔ آپ لال گنج ضلع مظفرپور کے رہنے والے تھے کلکتہ میں رنگ سازی کرتے تھے مرد صاحب ریاضت و مخلص تھے۔ کثرت ذکر سے جذبی کیفیت پیدا ہوگئی تھی۔ مزاج میں جلال تھا نسبت بہت قوی تھی کلکتہ و قرب و جوار میں مریدین کی تعداد کثیر تھی۔ اپنی حیات میں وصال سے دو سال قبل لال گنج میں اپنا روضہ تعمیر کرایا۔ ۸ رمضان المبارک ۱۳۵۴ھ میں لال گنج میں انتقال ہوا اپنے تعمیر کردہ روضہ میں دفن کئے گئے۔ آپ کے انتقال کے بعد حافظ نور محمد صاحب کو جانشین بنایا گیا جن کی دستار بندی دو بزرگوں یعنی حکیم سید جلال الدین جڑھوی اور مولوی شاہ جعفر علی فریدی قطب سہسرام قدس سرہما نے کی اور سلوک طے کرایا۔

خلیفہ ششم : داروغہ شاہ حب علی خاں حبیبی

داروغہ حضرت شاہ حب علی خاں عرف شاہ حبیب اللہ خاں حبیبی ۲۳ رجب ۱۲۴۲ھ میں موضع بھدپا بزرگ ضلع چھپرہ میں پیدا ہوئے۔ آپ محکمہ پولیس میں داروغہ تھے۔ بچپن میں مولانا فیض الدین غازی پوری سے مرید ہوئے تھے۔ جب راہ طریقت پر چلنے کا شوق ہوا تو حضرت حافظ عبدالصمد آروی قدس سرہٗ کی خدمت میں رہے۔ حضرت حافظ صاحب اس علاقہ میں تبلیغ اور رشد و ہدایت کے سلسلہ میں تشریف لے جاتے تھے۔ آپ حافظ صاحب کے ہمراہ آرہ آئے اور حضرت سلطان المشائخ سے مرید ہوکر سلوک کی تعلیم حاصل کی۔ سلوک طے ہونے کے بعد سلطان المشائخ نے ۲ شعبان ۱۳۰۵ھ بروز جمعہ چھپرہ میں خلافت عطا فرمائی۔ آپ بہت بڑے ذاکر اہل نسبت و عارف باللہ تھے

ملازمت کے دوران کبھی کسی پر ظلم نہیں کیا اور نہ ہی ناجائز پیسہ کی طرف دیکھا۔ آپ کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔ آپ نے تصوف میں چند کتابیں مفید الطالبین۔ آداب السالکین تذکرۃ العارفین و گلدستہ جیسی و گلدستہ معنی تصنیف کیں۔ آپ اچھے شاعر تھے۔ جیسی تخلص تھا۔ آپ کی شاعری میں عشق رسولؐ ہے۔ نعت خواں حضرات میلاد شریف میں آپ کی غزلیں پڑھتے ہیں۔ ۲۹ رجب ۱۳۳۹ھ مطابق ۱۹۲۰ء بوقت مغرب دوشنبہ کے دن انتقال فرمایا۔ اپنے وطن موضع بھدپا بزرگ (ریول گنج) ضلع چھپرہ کے قبرستان میں دفن کئے گئے۔ آپ کے کچھ مریدین بھی تھے۔ یہ نہیں معلوم ہوسکا کہ آپ نے کس کس کو خلافت بخشی۔

خلیفہ ہفتم : مولانا شاہ محمد مبارک حسین دربھنگوی

آپ ۲۵ دسمبر ۱۸۶۶ء کو چھپرہ رتن پورہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا سلسلہ نسب خلیفہ اوّل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ کے خاندان کے افراد بزرگان کچھوچھہ سے وابستہ تھے اور سلسلہ چشتیہ میں مرید تھے۔ آپ بارہ برس کی عمر میں حضرت مولانا واحد اشرف برادر خورد حضرت شاہ حسن علی اشرف سے چشتیہ سلسلہ میں بیعت ہوئے اور تعلیم کے خواہاں ہوئے مگر شاہ صاحب نے آپ کو اس وقت تعلیم نہ دی اس کے بعد شاہ صاحب بھی اس طرف تشریف نہ لائے۔ آپ مولانا شاہ عنبر الدین چشتی جو چھپرہ محلہ بہری سڑک جمنی کی مسجد کے پاس رہتے تھے ان کی خدمت میں رہے مولانا موصوف چشتی سلسلہ کے صاحب نسبت و معمر بزرگ و عارف باللہ تھے۔ ہر وقت یاد الٰہی میں رہتے۔ تقریباً ۱۲۰ سال عمر تھی۔ آپ نے شاہ صاحب سے عرض کیا کہ حضرت میرا دل انگریزی تعلیم میں نہیں لگتا۔ مجھ کو آپ علم باطن کی تعلیم دیجیے والدین انگریزی تعلیم کے لئے بضد ہیں۔ آپ نے تبسم فرمایا اور کہا چندے صبر کرو انگریزی تعلیم ترک نہ کرو یہ بھی ضروری ہے۔ اس تاریخ سے آپ برابر اسکول جانے لگے۔ اسکول کے بعد مغرب تک شاہ صاحب کی خدمت میں رہتے۔ انہیں ایام میں آفتاب جہاں تاب حضرت حافظ شاہ عبد الصمد آروی قدس سرہ حضرت میاں صاحب کے نذرانہ عرس کے سلسلہ میں چھپرہ آئے۔ حسب حیثیت مریدین و معتقدین نے نذرانہ عرس دیا آپ نے

پوچھا کیا میں بھی نذرانہ میں شامل ہو سکتا ہوں حافظ صاحب نے فرمایا خدا جس کو توفیق دے آپ نے حسن وعقیدت سے نذرانہ پیش کیا حافظ صاحب نے عرس کی تاریخ بتائی اور کہا کہ عرس میں شریک ہونا۔ آپ عرس میں شریک ہوئے جب ختم قرآن مجید اور فاتحہ خوانی کے بعد جناب نور محمد یکے از مریدان حضرت شاہ علی حبیب نصر بھاوا روی نے نعتیہ اشعار پڑھے آپ پر وجد طاری ہوا او ایسی کیفیت ہوئی کہ سارا جسم سرخ ہو گیا۔

اس کیفیت کے بعد مولانا شاہ عنبر الدین چشتی کی ہدایت پر آپ حافظ صاحب کی خدمت میں برابر حاضر ہوتے رہے حافظ صاحب نے آپ کو تصوف کی تعلیم دی آپ اسکول میں تعلیم بھی حاصل کرتے اور حافظ صاحب و شاہ صاحب کی خدمت میں بھی حاضر رہتے۔ اتفاق سے انھیں ایام میں حضرت سلطان المشائخ چھپرہ تشریف لائے اور شاہ صاحب سے ملاقات کے لئے گئے اس وقت آپ شاہ صاحب کی خدمت میں تھے۔ شاہ صاحب نے آپ کو اور میاں خدا بخش عطار کو فرمایا کہ حافظ صاحب سے بیعت ہو جاؤ۔ آپ نے فرمایا مجھے چشتیہ سلسلہ میں بیعت حاصل ہے۔ شاہ صاحب نے فرمایا جب باطنی فیض حاصل نہ ہو تو اس صورت میں تجدید بیعت جائز ہے القول الجمیل میں دیکھ کر تشفی کر لینا۔ آپ شاہ صاحب کے حکم سے حضرت سلطان المشائخ سے سلسلہ قادریہ محمدیہ آبادانیہ میں بیعت ہوئے۔ کچھ دن بعد آپ پر جذبی کیفیت طاری ہوئی آپ والدین سے خفا ہو کر سلطان المشائخ کی خدمت میں آرہ آئے حضرت نے فرمایا والدین کو جا کر راضی کرو۔ اس دوران آپ نے اسکولی تعلیم مکمل کی۔ کافی عرصہ پیر و مرشد کی خدمت میں رہ کر باطنی تعلیم حاصل کی اور سلوک طے کیا بعد طے سلوک پیر و مرشد نے اجازت و خلافت عطا کی۔ اسی دوران آپ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت شاہ عنبر الدین چشتی وصال کر گئے ہیں آپ نے اپنا کرتا پیر و مرشد کو عنایت فرمایا اور پیر و مرشد نے وہ کرتا آپکو عنایت کر دیا۔

اجازت و خلافت ملنے کے بعد آپ رشد و ہدایت میں مشغول ہوئے۔ پہلے آپ نے بیگو سرائے اسکول میں مدرسی کی بعد میں دربھنگہ ہائی اسکول میں ہیڈ مولوی ہو گئے۔ آپنے دربھنگہ کو وطن ثانی بنایا اور تا حیات یہیں رہے اور یہی شہر آپ کا مدفن بنا۔ شروع میں چند اشخاص داخل سلسلہ ہوئے جب حضرت سلطان المشائخ دربھنگہ تشریف لائے تو بردران طریقت نے اس

علاقہ میں سلسلہ کی توسیع واشاعت کے واسطے عرض کیا حضرت نے فرمایا ابھی دیر ہے صبر کرو انشاء اللہ چہار طرف سلسلہ پھیلے گا اور کوئی کونہ ایسا نہ ہوگا جس میں وابستگان سلسلہ نہ ہوں گے۔ کچھ عرصہ بعد چہار طرف سلسلہ پھیلا اور ایسا کوئی محلہ نہ تھا جس میں آپ کے مریدین خاصی تعداد میں نہ ہوں آپ نے دربھنگہ میں "خانقاہ مبارکیہ" تعمیر کرائی جہاں آپ حلقہ ذکر اور وعظ ونصیحت فرماتے۔ آج کل یہ جگہ خانقاہ چوک کے نام سے مشہور ہے اسی خانقاہ میں آپ کا مزار مبارک ہے۔ آپ پر چشتی نسبت کا غلبہ تھا سماع کثرت سے سنتے تھے حتی کہ جب حج مبارک کو تشریف لے گئے تو اپنے مرید خاص حاجی سلیمان قوال کو ساتھ لے گئے۔ اس فقیر نے خواب میں آپ کی زیارت کی تو چشتی نسبت کا غلبہ پایا۔

آپ سے بہت سی کرامتیں ظہور میں آئیں۔ شاہ مہدی حسنؒ فرماتے ہیں کہ میں نے تصوف کی کتابوں میں پڑھا تھا کہ بزرگان دین کی توجہ سے آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے شرف یاب ہوتے ہیں مجھے بھی زیارت کا شوق ہوا اور اسی شوق میں بیعت ہوا۔ شب میں خواب میں دیکھا کہ آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں اور آپ کے ہمراہ پیر و مرشد بھی ہیں۔

والد حضرت مرشدی مولائی نے بیان کیا کہ ایک بار آپ کسی مرض میں مبتلا ہوئے ڈاکٹروں نے آپریشن کا مشورہ دیا۔ جب ڈاکٹر نشہ سنگھانے لگے آپ نے منع کیا اور کہا کہ جب آپ آپریشن شروع کریں اور ختم کریں بتادیں۔ ڈاکٹر نے آپریشن شروع کرنے سے قبل آپ کو بتایا آپ کلمہ طیبہ پڑھ کر مراقبہ میں چلے گئے جب آپریشن ختم ہوا ڈاکٹر نے کہا آپریشن ختم ہوگیا آپ نے کلمہ طیبہ پڑھ کر مراقبہ ختم کیا۔ مراقبہ میں آپ کو ایسی فنائیت ہوئی کہ آپریشن کی تکلیف کا احساس نہ ہوا۔

آپ صاحب ارشاد بزرگ ہوئے ہیں آپ کے مریدین کی تعداد کثیر تھی وابستگان سلسلہ کا ندھے پر چندری سیاہ یا نیلگوں رکھتے ہیں جس میں ایک نقطہ زیادہ ہوتا ہے اس نقطہ کی اجازت حضرت سلطان المشائخ نے دی تھی۔ آپ کے جانثار مرید مولانا محبوب احمد سرھدوی بہاری نے ان اشعار میں آپ کو نذرانہ عقیدت پیش کیا۔

الٰہی دکھادے جمال مبارک — کہ مجھ میں عیاں ہوئے حال مبارک
خدارا سدا اس کا پابند رکھنا — کہ نکلے زباں سے جو قال مبارک

رہوں نفس اعدا پہ اپنے میں غالب　　الٰہی عطا کر جلال مبارک
ہمیشہ فزوں ہووے اقبال مرشد　　رہے مجھ پہ دائم خیال مبارک

جو اہل بصیرت ہیں دنیا میں احمد
وہی دیکھتے ہیں کمال مبارک

(آئینہ مبارک)

آپ نے ۱۰ ذی قعدہ ۱۳۴۳ھ کو رحلت فرمائی۔ مرض الموت میں عجب عجب کرامتیں ظاہر ہوئیں۔ آپ کا مزار خانقاہ مبارکیہ خانقاہ چوک دربھنگہ میں زیارت گاہ ہے۔ ہر سال عرس ہوتا ہے

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ　　مادہ تاریخ وصال ہے

۱۳ ۴۳ ھ

آپ کے دو صاحبزادے جناب محمد سجاد حسین اور محمد امداد حسین تھے دونوں رحلت فرما گئے۔ دونوں حضرات کو آپ سے خلافت حاصل تھی۔

خلفاء: آپ نے اپنے منجھلے بھائی شاہ اقبال حسین کے علاوہ مندرجہ ذیل کو اجازت و خلافت بخشی۔

۱۔ مولانا سید حسن بہاری مصنف آئینہ مبارک
۲۔ حافظ شاہ محمد سلیمان لکھنوی
۳۔ شاہ محمد وصی
۴۔ سید شاہ محی الدین احمد چک حبیب الٰہی مظفر پور
۵۔ ڈاکٹر شاہ محمد تبارک حسین عظیم آبادی
۶۔ مولانا محمد مسیح الدین دربھنگوی
۷۔ شاہ نور الحسن سربھدوی
۸۔ شاہ محمد ناصر ابابکر پوری
۹۔ شاہ محمد عبد الحی خاں غازی پوری
۱۰۔ حکیم شاہ محمد ذکی الدین استھانوی

(۱۱)۔ شاہ مہدی حسن کھگریا۔
(۱۲)۔ مولانا شاہ محبوب احمد سرکھدوی
(۱۳) ڈاکٹر سید عبدالعظیم بجھوتہ
ان خلفاء کے علاوہ آپ کے بہت سے مجازان بھی تھے۔

ڈاکٹر سید عبدالعظیم باروی

آپ کا نام سید عبدالعظیم ابن سید مقصود علی تھا۔ آپ نجیب الطرفین سید اولاد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے تھے آپ کا خاندان عرب شریف سے ترک سکونت کرکے دہلی آگرہ حیدرآباد ہوتے ہوئے مرشدآباد آیا۔ نواب میر قاسم کی شکست کے بعد استھانہ میں سکونت اختیار کی آپ کے والد نے بارو میں سکونت اختیار کی۔

ڈاکٹر صاحب ۱۸۷۸ء میں بارو میں پیدا ہوئے۔ عربی فارسی اور انگریزی کی تعلیم بارو اور بیگوسرائے میں حاصل کی ڈاکٹری کی تعلیم پٹنہ میں حاصل کی۔ ۱۶ سال کی عمر میں طالب علمی کے زمانہ میں بیگوسرائے میں حضرت مولانا تصدق حسین آروی قدس سرہ سے بیعت ہوئے۔ پیرومرشد کے وصال کے بعد حضرت مولانا مبارک حسین دربھنگوی کی طرف رجوع کیا۔ اور ان سے تعلیم وتربیت حاصل کی بعد طے سلوک ۱۹۱۹ء میں حضرت نے اجازت وخلافت عطا فرمائی۔ آپ نے بحکم مرشد ثانی بجھوتہ ضلع گھگریا میں سکونت اختیار کی یہاں خانقاہ مبارکیہ ومدرسہ تعمیر کرایا مدرسہ کا تمام خرچ آپ نے جیب خاص سے کرتے اور نادار طلباء کی امداد بھی فرماتے۔ اجازت و خلافت ملنے کے بعد اپنے رشد وہدایت کا سلسلہ شروع کیا بہار و بنگال میں آپ نے تبلیغ ورشد و کا کافی کام کیا اس وقت بنگال میں آپ کے وابستگان کی تعداد کثیر ہے۔ وصال سے قبل آپ نے کنواں تعمیر کرایا۔ یہ کنواں آپ کے وصال سے کچھ گھنٹہ قبل مکمل ہوا آپ نے فاتحہ کیا آپکا وصال ۷ رجب المرجب ۱۳۶۵ھ مطابق ۸ جون ۱۹۴۶ء بروز شنبہ ہوا۔ مزار شریف خانقاہ مبارکیہ میں زیارت گاہ ہے ہر سال عرس ہوتا ہے جس میں مجمع کثیر ہوتا ہے۔ مولانا سید منظر حسین عظیمی سجادہ نشین

ومتولی درگاہ ہیں۔

منظوم تاریخ وصال:

تعریف کیا ہو سید عبدالعظیم کی — دل سے فدائے شرع رسول تھے
تھی زیر پائے پاک سلامت روی کی راہ — شب زندہ دار حامل قلب سلیم تھے

رحمت نہ کیوں محیط مزار جناب ہو — مقبول بارگاہ خدا رحیم تھے
تاریخ کے خیال میں آنکھیں تھیں اشکبار — تیرا لم سے قلب و جگر بھی دونیم تھے

آئی جہان قدس سے ہاتف کی یہ صدا
قدسی صفات سید عبدالعظیم تھے

۱۹۴۶ء

حضرت مولوی شاہ جعفر علی فریدی ایک مکتوب میں تحریر کرتے ہیں کہ سالک پر سکر و صحو کی کیفیتیں پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ ان لذتوں سے آشنا ہو کے وہ ترقی کی منازل سے دوچار ہوتا ہے اور اس پر ایسا مقام آتا ہے کہ جذبہ عشق ہمہ دم مغلوب اور وہ ہمہ دم باہوش و باخرد اور ہمہ دم احکام شرع کا مکلف۔ ایسے اشخاص بہت کم پائے جاتے ہیں۔ اس وقت ہمارے پیر بھائیوں میں حضرت حکیم سید جلال الدین ساکن جرہوا حاجی پور اور حضرت شیخ نثار احمد ساکن ہریوا اور بھائی حضرت مولانا محمد مبارک حسین دربھنگہ کے خلفاء میں ڈاکٹر سید عبدالعظیم باروی مقیم بھپوتہ کھگریا ہیں۔ ڈاکٹر صاحب صاحب رشد و سلسلہ بزرگ ہوئے ہیں (مکتوبات عالیہ)۔

خلفاء:۔ آپ کے مشہور خلفاء مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ صاحبزادہ سید شاہ منظور عالم: آپ حضرت مولانا محمد مبارک حسین رح کے مرید تھے مگر اجازت و خلافت آپ سے تھی۔ ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۹۰ھ میں کراچی میں انتقال فرمایا۔

۲۔ صاحبزادہ سید شاہ مظہر حسنین: آپ جید عالم تھے اور حضرت مولانا مبارک حسین رح کے مرید تھے اجازت و خلافت والد ماجد سے تھی۔ والد ماجد کی حیات میں ۱۴ مئی ۱۹۴۳ء وفات پائی۔ والد کے پہلو میں دفن ہیں۔

۳۔ سید شاہ عبدالعلیم کمپونڈر مونگیری : مدفون مونگیر

۴۔ حکیم سید شمس الدین مونگیری : مدفون دیناج پور بنگلہ دیش

۵۔ صوفی قمرالدین کھگریاوی : مدفون خانقاہ مبارکیہ بھیونڈی

۶۔ مولانا شاہ عظمت اللہ : وصال ۱۵ رجب المرجب ۱۳۴۷ھ مدفون خانقاہ عظیمیہ دائرہ قادریہ قادرآباد یونی سول ضلع مانکورہ بنگلہ دیش۔ آپ جید عالم دین و عاشق پیر تھے آپ کے مریدین کی تعداد کثیر ہے۔

۷۔ جناب سید ابوالحسن بھاگلپوری : مدفون چیٹیا گاؤں بنگلہ دیش

۸۔ الحاج محمد نثار حسین باروی : مقیم حال کراچی پاکستان

خلیفہ ہشتم سلطان المشائخ : ملک مولانا شاہ گلزار علی

آپ محلہ دلاور پور مونگیر کے باشندے تھے آپ کا تعلق بہار کے مشہور ملک خاندان سے ہے۔ آپ حضرت سلطان المشائخ کے اولین مریدین ہیں۔ سلوک طے ہونیکے بعد پیر و مرشد نے اجازت و خلافت عطا فرمائی۔ بہت بڑے کاسب صاحب حال و صاحب نسبت بزرگ تھے۔ ذکر بہت کثرت سے کرتے تھے ایک حبس دم میں ... امرتبہ تک نفی اثبات کرتے تھے کبھی کبھی نفی اثبات ذکر میں جب نفی کی ضرب لگاتے تو کئی ہاتھ زمین سے اُٹھ جاتے جب اثبات کی ضرب لگاتے تو اپنے مقام پر آجاتے۔ آپ مونگیر میں رہتے تھے۔ راٹن میں آپ کی زمینداری تھی جب اس علاقہ کی خدمت آپ کے سپرد ہوئی تو راٹن میں مستقل سکونت اختیار کی۔

آپ کی رہائش سے قبل اس علاقہ میں تین بزرگوں نے تبلیغ دین کا کام کیا۔ ان میں پہلے بزرگ آپ کے پیر و مرشد حضرت سلطان المشائخ دوسرے آپ خود اور تیسرے آپ کے برادر طریقت مولوی شاہ جعفر علی فریدی تھے۔ آپ کا وصال پیر و مرشد کے وصال سے تین سال قبل ۱۵ ربیع الاول ۱۳۲۱ھ شب جمعہ بمقام گوگری ہوا۔ صبح کے وقت نعش راٹن لائی گئی۔ نماز جنازہ حضرت مولانا شاہ مبارک حسین دربھنگوی نے پڑھائی۔ مجمع کثیر تھا۔ آپ کے جنازہ میں برادر طریقت مولوی فضیل حق وکیل مونگیری۔ جناب عبدالواحد ذکی الدین شاہ مہدحسن مریدین حضرت مولانا صاحب بھی شریک تھے۔

بستی کے دکھن جانب میدان میں دفن کیا گیا اب یہ جگہ آبادی میں ہے۔ مزار شریف پر قبہ بنا ہوا ہے خانقاہ نہایت وسیع ہے۔ آپ کے بنیرہ مولانا محمد حاذق حسین صاحب سجادہ نشین ہیں۔

آپ کی باطنی حالت قابل صد آفریں تھی۔ بیماری کے شروع سے آخیر دم تک برابر نعت شریف سنتے رہے۔ آپ فرماتے تھے کہ اس وقت ہمارے کل مقامات پھٹ رہے ہیں سوائے نعتیہ اشعار کے کوئی علاج نہیں ہے ہمارا جنازہ بھی قوالی کے ساتھ اٹھایا جائے۔ وصیت کے مطابق جنازہ قوالی کے ساتھ اٹھایا گیا۔ قوال جنازے کے ساتھ حضرت سید شاہ علی حبیب نصر پھلواروی قدس سرہٗ کی یہ غزل پڑھ رہا تھا۔

ما بلبلان نالاں گلزار ما محمد — ما زگیسم حیراں دیدار ما محمد
قمری بسرو نازو بلبل بہ گل فریبد — ما عاشقیم بے دل دلدار ما محمد
از خویشتن ندانم جزایں قدر کہ گویم — ما قطرہ ایم و بحر ذخار ما محمد
ما را غم جزائے روز جزا نباشد — باشد چو روز محشر غم خوار ما محمد

اے نصر بر زبانم جز نام او نیاید
ما طوطیٔ طبیعم خوش گو گفتار ما محمد

آپ نے صرف جناب محبت خاں کو اجازت و خلافت عطا کی جب دیگر مریدین کی خلافت کے لئے عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا شیرنی ایک بچہ دیتی ہے ہم نے بھی ایک بچہ دیا ہے بس وہی کافی ہے۔ حضرت سلطان المشائخ نے آپ کے وصال پر اظہار افسوس کیا۔ آپ فاتحہ چہلم میں مریدین کے ساتھ تشریف لائے حضرت نے آپ کی قبر پر دو بار غلاف چڑھایا اور فرمایا گلزار ہے گلزار۔ آپ نے محبت خاں کی دستار بندی فرما کر انھیں اجازت بیعت عطا فرمائی اُن کی تعلیم میں جو کمی رہ گئی تھی وہ حضرت مولانا مبارک حسین دربھنگوی نے پوری کی حضرت محبت خاں صاحب نے ہزاروں کو داخل سلسلہ کیا آپ کا وصال ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ بمقام تھانہ بیہ پور ضلع بھاگلپور ہوا ہر سال آپ کا عرس ہوتا ہے جس میں کثیر مجمع ہوتا ہے۔

حضرت مولانا گلزار علی شاہ کے چار لڑکے ملک مولوی محمد رافق ملک محمد فائق ملک عزیز الرحمان و ملک عبدالرزاق تھے۔

ملک مولوی محمد رافق

آپ حضرت مولوی گلزار علی شاہ کے بڑے صاحبزادے تھے۔ والد کے انتقال کے بعد حضرت سلطان المشائخ سے بیعت حاصل کی۔ مرید ہونے کے کچھ عرصہ بعد ہی سلطان المشائخ کا وصال ہوگیا آپ کی تعلیم و تربیت حضرت کے صاحبزادہ و جانشین حضرت مولانا شاہ مصلح الدین نے فرمائی اور اجازت و خلافت عطا کی۔ ۲۹ جمادی الاول ۱۳۹۰ھ مطابق ۳ اگست ۱۹۷۰ء بروز دوشنبہ آپ کا وصال ہوا۔ خانقاہ شریف راٹن میں دفن کئے گئے۔ محترم مولوی شمس الدین صاحب کی تحریر کے مطابق آپ نے مندرجہ ذیل صاحبان کو اجازت و خلافت بخشی۔

۱۔ صاحبزادہ مولانا ملک محمد حاذق حسین۔
۲۔ صاحبزادہ مولوی ملک محمد شمس الدین
۳۔ شاہ شجاعت علی خاں ساکن موضع تمتھا۔
۴۔ محمد غلام رسول " " "
۵۔ محمد عبدالرحیم مرید مولانا شاہ مصلح الدینؒ ساکن رسونک کھگریا۔
۶۔ الحاج شاہ عبدالروف خاں صاحب ابن حضرت شاہ ارشاد علی شہید ساکن گورہو مونگیر۔
۷۔ جناب بابر علی ساکن مظفرپور۔
۸۔ جناب محمد عبداللہ ساکن پیماپور ضلع کٹھیار۔

۹۔ خلیفہ نہم حضرت سلطان المشائخ حضرت شاہ محمد سعید

آپ چالا علاقہ دربھنگہ کے باشندے تھے۔ مظفرپور کے علاقہ میں آپ کے مریدین کی کثیر تعداد تھی۔ ۴ رمضان شریف ۱۳۵۵ھ میں انتقال فرمایا۔

۱۰۔ خلیفہ دہم شاہ کبیر بخش

ساکن سگرامپور ضلع سمستی پور۔

۱۱۔ خلیفہ یازدہم مولانا محمد عبدالحق آروی

آپ آرہ شہر کے رہنے والے تھے مشہور عالم دین وواعظ تھے آپ کا وعظ بہت مشہور تھا۔ دور دراز علاقوں میں وعظ وتقریر کے سلسلہ میں جایا کرتے تھے وعظ میں مثنوی شریف کے اشعار خوب پڑھتے تھے۔ طبیعت میں ظرافت تھی۔ حضرت سلطان المشائخ سے قادری سلسلہ میں بیعت ہوکر طریقت کی تعلیم حاصل کی۔ سلوک طے ہونے کے بعد حضرت نے اجازت وخلافت عطا فرمائی۔

۱۲۔ خلیفہ دوازدہم حضرت حکیم سید جلال الدین جرھوی

آپ موضع جرھوا ضلع حاجی پور بہار کے رہنے والے تھے۔ طبیب حاذق تھے مظفرپور میں مطب کرتے تھے حضرت سلطان المشائخ سے مرید ہوکر سلوک کی تعلیم حاصل کی اور اجازت وخلافت پائی۔ بڑے صاحب نسبت بزرگ وعارف باللہ تھے۔ عشق میں بلند مقام تھا صحو وسکر دونوں سے آشنا تھے مگر صحو غالب اور سکر مغلوب تھا۔ مزاج میں کبھی جلالی کیفیت بھی رونما ہوجاتی تھی۔ مولوی شاہ جعفر علی فریدی ایک مکتوب میں تحریر کرتے ہیں "سالک پر صحو وسکر کی کیفیتیں پیدا ہوتی رہتی ہیں ان لذتوں سے آشنا ہوکر وہ ترقی کی منازل سے دوچار ہوتا ہے اور اس پر ایسا مقام آتا ہے کہ جذبہ عشق ہمہ دم مغلوب اور وہ ہمہ دم باہوش وباخرد اور ہمہ دم احکام شرح کا مکلف ایسے اشخاص بہت کم پائے جاتے ہیں۔ اس وقت ہمارے پیر بھائیوں میں حضرت حکیم سید جلال الدین ساکن جرھوا حاجی پور اور شیخ نثار احمد ساکن موضع پریوا ضلع مونگیر ہیں (مکتوبات عالیہ صفحہ ۱۴۳)

آپ کا وصال ۸ رمضان المبارک ۱۳۶۶ھ مطابق ۲۷ جولائی ۱۹۴۷ء بروز اتوار ہوا۔ قبرستان موضع جرھوا میں دفن کئے گئے ہر سال سالانہ فاتحہ ہوتی ہے۔ شاہ جعفر علی فریدی آپ کی باطنی حالت کے بارے میں تحریر کرتے ہیں۔

افسوس کہ برادر طریقت حضرت حکیم سید جلال الدین ساکن جرہوا حاجی پور راہی ملک بقا ہوئے۔ رمضان شریف کی ۸ تاریخ کا دن ۱۳۶۶ھ ۲۷ جولائی ۱۹۴۷ء تھی۔ میں آخر شعبان میں عیادت کے لئے جرہوا گیا تھا۔ باطنی حالت قابل آفریں تھی۔ ہر عضو و بن سے اسم ذات کا ذکر جاری تھا۔ آخیر دم تک نماز اور وظیفہ کے پابند رہے وفات سے پہلے وصیت فرما گئے تھے کہ میرے کل متوسلین کی تعلیم و تربیت جناب بھائی مولوی جعفر علی صاحب کے ذمہ ہے۔ سبھی سے کہہ دینا کہ بھائی صاحب سے تربیت حاصل کریں سدو بابو برابر پیش خدمت رہے اور مرید ہو گئے ہیں۔

مظفر پور کے مشہور بزرگ حضرت شیخ اصغر علی عرف داتا کمل شاہ سے آپ کے دوستانہ مراسم تھے اکثر آپ کے گھر تشریف لایا کرتے تھے۔ جب حضرت سلطان المشائخ مظفر پور تشریف لے جاتے تو حضرت داتا کمل شاہ آپ کو حضرت کے آنے کی اطلاع دیتے اور فرماتے کہ جائیے حضرت صاحب آگئے ہیں۔ آپ نے مندرجہ ذیل کو اجازت و خلافت عطا کی۔

(۱) حضرت حاجی تیغ علی شاہ
(۲) شاہ انعام الحق شکروی
(۳) شاہ بشیر احمد بگھونوی
(۴) عبد الغنی منصور پوری

حاجی تیغ علی شاہ

آپ ۱۳۰۰ھ میں گوریارہ ضلع مظفر پور میں پیدا ہوئے۔ حضرت شاہ سمیع احمد مونگیری سے کلکتہ میں مرید ہوئے کچھ عرصہ بعد شیخ کا وصال ہو گیا۔ شیخ کے وصال کے بعد حضرت مولا علی شاہ عرف جمعراتی شاہ صاحب جن کو شیخ سے اجازت و خلافت حاصل تھی کی خدمت میں رہ کر طریقت کی تعلیم حاصل کی حضرت جمعراتی شاہ صاحب مجذوب صفت بزرگ تھے۔ حضرت تیغ علی شاہ نے عم طریقت حضرت مولوی شاہ جعفر علی فریدی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع کیا اور آپ سے تعلیم و تربیت حاصل کی۔ سلوک طے ہونے کے بعد حضرت حکیم سید جلال الدین جرہوی نے اجازت و خلافت عطا فرمائی۔ حضرت مولانا سید شاہ محی الدین پھلواروی سجادہ نشیں پھلواری شریف نے بھی اپنے خانوادے کی اجازت و خلافت آپ کو عطا فرمائی اسی نسبت سے آپ آبادانی اور مجیبی لکھتے ہیں۔

حضرت تیغ علی شاہ صاحب رشد وسلسلہ بزرگ ہوئے ہیں آپ کے مریدین کی تعداد لاکھ سے زیادہ تھی آپ نے ۳۶ اصحاب کو اجازت وخلافت عطا کی۔ آپ کا انتقال یکم ربیع الثانی ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۹۵۸ء میں ہوا۔ مزار شریف سرکانہی ضلع مظفر پور میں زیارت گاہ ہے۔ آپ کے مدفن سے سرکانہی سرکانہی شریف کہلانے لگا۔ آپ کا سالانہ عرس ہوتا ہے جس میں مجمع کثیر ہوتا ہے۔

خلیفہ سیزدہم: حضرت شاہ مخدوم بخش

ساکن موضع بلہنا ضلع دربھنگہ

خلیفہ چہاردہم: حضرت شاہ خدا بخش

آپ کا وطن بنارس تھا مگر آپ چھپرہ میں رہتے تھے۔ حضرت سلطان المشائخ سے بیعت ہوکر طریقت کی تعلیم لی اور اجازت وخلافت حاصل کی۔ پیرومرشد کی وفات سے ۳ سال قبل ۲۴ شعبان المعظم ۱۳۲۱ھ بروز چہارشنبہ انتقال فرمایا۔ خیراتی میاں کی پھلواری میں دفن کئے گئے۔

خلیفہ پانزدہم: حضرت شاہ فتح علی آروی

خلیفہ شانزدہم: حضرت شاہ فضیلت حسین دربھنگوی

آپ دربھنگہ کے رہنے والے تھے۔ دربھنگہ میں حضرت سلطان المشائخ کے اولین مریدین میں تھے۔ مرید ہونے کے بعد اپنے مکان میں ہی پیرومرشد کے تعلیم کردہ اذکار و وظائف میں مشغول ہوگئے۔ جب حضرت مولانا مبارک حسین صاحب کا دربھنگہ ہائی اسکول میں بحیثیت ہیڈ مولوی تقرر ہوا تین سال تک آپ کے مکان میں مقیم رہے اور برابر حلقہ ذکر کرتے رہے۔ سلوک طے ہونے کے بعد پیرومرشد نے مونگیر میں اجازت وخلافت بخشی۔ خلافت ملنے کے

بعد آپ ہدایت خلق اللہ میں مشغول ہوئے۔ صدہا اشخاص نے آپ کے دست حق پرست پر توبہ کی اور داخل طریق ہوئے۔ آپ کا وصال ۲۹ رجب سنہ ھ میں ہوا۔ اپنے مکان ہی میں دفن کئے گئے۔

خلیفہ ہفت دہم : شاہ جمال الدین عرف شاہ جملو باشندہ بہار

خلیفہ سیزدہم : قاضی عبدالسبحان باشندہ جالا

خلیفہ نوزدہم : حضرت محمد اسحاق

خلیفہ بستم : حافظ عبدالغفور آروی

آپ کا وطن آرہ تھا آپ بکسر جامع مسجد میں امام تھے۔ اجازت و خلافت کے بعد تاحیات ہدایت خلیق اللہ میں مشغول رہے حضرت سلطان المشائخ کے وصال کے بعد حضرت شاہ مصلح الدین قدس سرہ کو سجادہ نشیں بنانے میں آپ کا مشورہ بھی شامل تھا۔

خلیفہ بست ویکم : حکیم شاہ تیغ علی آروی

آپ آرہ شریف کے مشہور طبیب تھے۔ صاحب ثروت تھے مزاج میں ظرافت تھی بڑی شان و شوکت سے رہتے تھے مہمان نواز تھے اخلاق بلند تھا۔ عاشق شیخ تھے شیخ بھی آپ سے محبت کرتے تھے۔ ایک بار آپ کے چہرے پر جذام کے آثار نمایاں ہوئے جس سے آپ کا چہرہ بدنما ہوگیا مرض دن بہ دن بڑھتا گیا۔ آپ جذام کی دوا تیار کر رہے تھے کہ پیر و مرشد تشریف لے آئے پوچھا حکیم صاحب کیا بنا رہے ہیں عرض کیا جذام کی دوا تیار کر رہا ہوں حضرت نے فرمایا میرے پاس آیئے حضرت نے اپنا لعاب دہن چہرے پر لگا دیا جس سے مرض جاتا رہا۔

خلیفہ بست ودوم : حافظ محمد عارف عرف زاہد علی ساکن بہرولی غازی پور

خلیفہ بست وسوم : شاہ محمد وزیر علی ساکن کھگریا

خلیفہ بست وچہارم : مولانا اصغر حسین

آپ صاحب گنج چھپرہ کے رہنے والے تھے۔ بڑے ذاکر شاغل متقی پرہیزگار تھے اخلاق بہت وسیع تھا۔ بہت بڑے عامل تھے۔ آپ کا پیشہ دستار بندی تھا جس سے اکل حلال کرتے تھے۔

خلیفہ بست وپنجم : حضرت شاہ نورالحسن

آپ آرہ محلہ مہادیوہ کے رہنے والے تھے۔

خلیفہ بست وششم : شاہ عبدالکریم

آپ آرہ محلہ بھلوئی پورہ کے رہنے والے تھے۔

خلیفہ بست وہفتم : حضرت مولوی فضل حق وکیل مونگیری

آپ جیسنا ضلع بیگوسرائے کے زمیندار خاندان کے فرد تھے وکالت کے سلسلہ میں مونگیر میں رہتے تھے مونگیر کے مشہور وکیل تھے آمدنی کا بیشتر حصہ غربا پر خرچ کرتے۔ زمیندار ہونے کے باوجود درویشانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ مزاج میں انکساری تھی شیخی اور کروفر نام کو نہ تھا۔ ایک بار کا واقعہ ہے کہ انجمن اسلامیہ مونگیر کا سالانہ جلسہ ہو رہا تھا حضرت مولانا معین الدین قدس سرہ نبیرہ پیر ومرشد کے آمد کی اطلاع ہوئی آپ ممتاز جگہ سے اُٹھے اور مولانا صاحب کے دست بوس ہوئے اور دو گھوڑے کی پالکی پر مولانا کو سوار کر کے خود سائیس کی جگہ کھڑے ہوئے پالکی بازار ہوتی ہوئی جلسہ گاہ پہونچی۔

ابتدا میں آپ نے موضع نورپور میں حضرت مولانا مبارک حسین قدس سرہٗ سے تعلیم و تلقین پائی اور تین برس آپ کی خدمت میں رہے اس کے بعد حضرت سلطان المشائخ سے بیعت ہوئے اور سلوک کی تعلیم مکمل کی اور اجازت و خلافت پائی۔ آپ کچھ عرصہ حضرت حافظ عبدالصمد آروی اور حضرت شاہ سمیع احمد مونگیری کی بھی صحبت میں رہے۔ مونگیر میں حلقہ ذکر میں برابر شریک ہوتے۔ بہت بڑے ذاکر و عارف باللہ و صاحب نسبت بزرگ تھے۔ آپ پر کشف بہت ہوتا تھا۔ ایک بار آپ مونگیر کورٹ میں تھے کہ اپنے خادم سے فرمایا کہ راٹن میں مولانا معین بابو کے عرس کا دیگ چوری ہوگیا ہے جلدی چلو آپ اسی وقت راٹن آئے اور جس شخص نے دیگ چوری کی تھی اسے بلاکر کہا کہ تم جلدی سے دیگ لاکر دے دو ورنہ تمہارا حشر خراب ہوگا وہ شخص اسی وقت دیگ لے آیا۔ آپ علماء مشائخ کی بہت عزت اور خاطر مدارت کرتے۔ ڈاکٹر محمد احسن صاحب مرحوم نے بیان کیا کہ جب مولانا سید محمد علی مونگیری مونگیر تشریف لائے تو آپ مولانا کو اسٹیشن پر استقبال کے لئے گئے اور مولانا کو اپنی قیام گاہ پر لائے۔ اسی شب آپ کو آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی حضور نے فرمایا کہ تم ہماری آل کے استقبال کو آئے اس لئے ہم تمہارے گھر آئے۔

سبحان اللہ علی ذالک۔

آپ مونگیر کی معزز شخصیت تھے اہل علاقہ آپ کی تعظیم کرتے تھے۔ کورٹ کے افسران بھی آپ کی عزت کرتے تھے آپ عمامہ اور شیروانی پہن کر کورٹ جاتے کبھی کبھی جذب کے عالم میں اہلیہ کی ساڑی کا عمامہ باندھ کر کورٹ چلے جاتے۔ ذکر حق میں فنا تھے شہادت کی انگلی سے ذکر کرتے تھے۔ حضرت شاہ جعفر علی فریدیؒ ایک مکتوب میں آپ کے بارے میں تحریر کرتے ہیں کہ ذکر خدا میں فنا ہونے کی شان موت کے بعد یہ نمایاں ہوئی کہ موت واقع ہوگئی لیکن مرحوم وکیل صاحب کی شہادت کی انگلی برابر ہلتی رہی۔ جب غسل کے لئے تختہ پر نعش رکھی گئی اور غسل شروع ہوا تو بردار طریقت جناب محامد علی خاں صاحب جیلر ساکن توپ خانہ مونگیر نے کہا کہ بھائی صاحب اب تسبیح خوانی کی جنبش انگشت شہادت سے بند کردیجئے کہتے ہی فوراً حرکت بند ہوگئی۔

(مکتوبات عالیہ)

جناب فخرالدین صاحب ساکن حسینا بیان کرتے ہیں کہ وکیل صاحب بیٹون بازار کی مسجد

کے کمرے میں عبادت کرتے تھے۔ ایک بار آپ کے یہاں چوری ہوئی آپ کی اہلیہ نے ہمارے والد مرحوم کو اٹھایا اور کہا جلدی وکیل صاحب کو بلا کر لاؤ والد مرحوم نے مسجد کے حجرے پر دستک دی اور زور زور سے چلانا شروع کیا وکیل صاحب جلدی چلئے آپ کے گھر میں چوری ہو گئی ہے جب کچھ وقت گزر گیا اور دروازہ نہیں کھلا تو والد نے جنگلہ سے جھانک کر حجرے میں آواز دی دیکھا کہ وکیل صاحب کے جسم کے سارے اعضا الگ ہیں یہ دیکھ کر خائف ہوئے اور زور سے چلائے فوراً تمام اعضا جڑ گئے وکیل صاحب باہر تشریف لائے اور بہت خفا ہوئے۔

وکیل صاحب کا رہن سہن بہت سادہ اور سنت نبوی کے مطابق تھا۔ جناب شیخ عبدالجبار معینی مرحوم (کمپونڈر صاحب) نے فرمایا کہ مفتی عبداللطیف صاحب سنبھلی نے جو مولانا سید محمد علی مونگیری کے پیر بھائی اور استاد بھائی تھے حج سے واپسی پر فرمایا کہ مولوی فضل حق صاحب کو میں نے صحابہ کرام کے قدم بہ قدم پایا۔

آپ کا انتقال دسمبر ۱۹۱۸ء میں مونگیر میں ہوا۔ سالانہ فاتحہ مونگیر میں ہوتی ہے۔ مزار شریف قبرستان محلہ مخصوص پور باڑا میں زیارت گاہ عام ہے۔

خلیفہ بست و ہشتم: حضرت شاہ نثار احمد قادری

فضیلت مآب حضرت شاہ نثار احمد قادری قدس سرہ کا وطن موضع ہریوا علاقہ سمری بختیارپور ضلع سہرسا بہار ہے آپ زمیندار خاندان کے فرد تھے ذریعہ معاش کاشتکاری تھا آپ کے مورث اعلیٰ حضرت مخدوم شیخ محمد صادق چشتی جن کا مزار شریف کچوت نزد کوپریا اسٹیشن ہے کے ساتھ جونپور سے ترک سکونت کر کے آئے اور اس علاقہ میں آباد ہوئے اس علاقہ کی زمینداری آپ کے مورث اعلیٰ کو حاکم وقت کی طرف سے عطا ہوئی۔ مولانا غلام حسین قادری صاحب نے ملاقات کے دوران بتایا کہ ہمارے مورث اعلیٰ کو از گنگ تا سنگ اور از کوسی تا ڈھوسی یعنی گنگا سے ہمالیہ اور کوسی ندی سے ڈھوسی ندی تک جاگیر عطا ہوئی تھی یہ جاگیر نامہ تانبے کی پلیٹ پر لکھا ہوا تھا۔ آپ کا سلسلہ نسب خلیفہ اول امیر المومنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔

آپ کا خاندان شیخ صدیقی جونپوری کے نام سے مشہور ہے اس علاقہ میں شیوخ جونپوری کی کثیر

آبادی ہے ماشاء اللہ یہ خاندان دینی و دنیوی تعلیم اور حسن اخلاق سے آراستہ و پیراستہ اور خوش عقیدہ ہے۔ سبحان اللہ علی ذالک۔

شاہ صاحب ہریوا میں پیدا ہوئے والد کا نام شیخ کرامت علی تھا۔ ابتدائی تعلیم اُردو عربی فارسی کی گھر پر حاصل کی۔ بچپن سے صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے صوفی منش علم دوست اور محب اولیاء اللہ تھے۔ بزرگوں کی صحبت میں بیٹھنے کا شوق تھا۔ رہبر دین حضرت حافظ عبدالصمد آروی قدس سرہ اس علاقہ میں بسلسلہ تبلیغ تشریف لایا کرتے تھے۔ جب حضرت حافظ صاحب کی تشریف آوری کا مژدہ سنا تو مشتاق دیدار ہوئے جب تک حافظ صاحب رہے برابر خدمت میں رہے اور حلقہ ذکر میں بیٹھ کر سلوک کی تعلیم حاصل کی جب حضرت حافظ صاحب تشریف لے جانے لگے تو دست بستہ عرض کیا کہ حضور اپنے پیر روشن ضمیر کی زیارت سے شرف یاب کریں اگلے سال حافظ صاحب پیر روشن ضمیر سلطان المشائخ کی ہمرکابی کرتے ہوئے تشریف لائے جیسے ہی آمد کی اطلاع ہوئی فوراً حاضر خدمت ہوئے۔ حضرت کے نورانی چہرے پر نگاہ پڑتے ہی بہت متاثر ہوئے اور فرمایا کہ یہ چہرہ بڑے عارف باللہ کا ہے کسی بناوٹی پیر کا نہیں ہے

مرد حقانی کی پیشانی کا نور
کب چھپا رہتا ہے پیش ذی شعور

اسی وقت بیعت کے لئے ہاتھ بڑھا دیا اور داخل سلسلہ عالیہ قادریہ مجددیہ آبادانیہ ہوئے اور ذکر و اشغال و اتباع شرع میں لگ گئے (تذکار مطیب)

حضرت سلطان المشائخ اور آپ کے خلفاء اس علاقہ میں تبلیغ کے سلسلہ میں برابر تشریف لاتے رہے اور اس علاقہ کی اصلاح فرماتے رہے اثنائے سفر میں کافی تعداد میں لوگ داخل سلسلہ بھی ہوتے اس زمانہ میں اس طرف ریل نہیں آئی تھی راستہ کا سفر دشوار کن تھا یہ سیلابی علاقہ تھا جہاں ہر سال کوسی ندی کی طغیانی سے بہت نقصان ہوتا حضرت سلطان کی دعا کی برکت سے اس علاقہ میں ریل آئی آپ فرماتے تھے کہ حضرت پیر و مرشد سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ نے ہمارے اطراف کی رسم و رواج کی بڑی اصلاح کی لوگوں کے عقائد اعمال اخلاق درست کئے

اسلام کی تبلیغ کی پھر بزرگان دین کے قدم برابر آتے رہے حضرت مولانا شاہ محمد معین الدین آروی رحمۃ اللہ علیہ تاحین حیات قدم رنجہ ہوئے اور اپنی خوش خلقی سحر البیان مواعظ حسنہ اور روحانی فیوض سے اطراف واکناف کو فیضیاب کیا۔ حضرت مولوی شاہ محمد مصلح الدین قدس سرہ آروی نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس سرزمین کو نوازا۔ حضرت مولوی شاہ گلزار علی صاحب حضرت فضل حق صاحب حسینا مولانا حاجی مبارک حسین شاہ صاحب دربھنگہ بھی برابر تشریف لاتے۔ حضرت مولوی جعفر علی صاحب فریدی ہمراہی شیخ طریقت اور بسلسلہ تجارت وہدایت خلق بار بار آتے جاتے رہے۔ بزرگان کچھوچھہ کے نورانی قدم بھی اس اطراف میں آئے۔ ابتدا میں حضرت حافظ عبدالصمد صاحب اور سلطان المشائخ قدس سرہ کا قیام سربیلہ مسجد کے قریب حجرہ میں ہوا۔ ان بزرگون کی اقامت سے یہ حجرہ شفاخانہ کہا جاتا تھا۔ یہ مسجد تین جنتی بیبیوں نے تعمیر کرائی جو جناب حاجی عبدالروف صاحب اور حکیم عبدالرزاق صاحب کی عزیزہ اور سلطان المشائخ کی مریدہ تھیں۔ پھر ان بزرگوں کا قیام حکیم مولوی عزیزالدین صاحب مرحوم کی نشستگاہ اور جناب شیخ قدرت حسین صاحب مقدم مرحوم کے بنگلہ میں ہونے لگا اور اسی بنگلہ میں حلقہ ذکر قائم ہوا جو آج خانقاہ سربیلہ کے نام سے مشہور ہے (تذکار مطیب)

آپ کی تعلیم بطریق سلسلہ نقشبندیہ ہوئی اور اسی سلسلہ کی تعلیم کے مطابق لطائف کی نشاندہی کی گئی۔ آپ ذکر خفی بہت کرتے تھے ذکر کی کثرت کے سبب آپ کا شمار مفردوں[1] میں تھا۔ ہر عضو وبن سے ذکر اسم ذات جاری تھا سلطان الاذکار میں اعلی مقام تھا کثرت ذکر کی وجہ سے آپ کی عالم ملکوت سے وابستگی تھی۔ حضرت سلطان المشائخ نے اپنے آخری سفر میں کھگریا کے قیام کے دوران آپ کو زبانی اجازت وخلافت عطا فرمائی۔ تحریری خلافت نامہ حضرت کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادے اور جانشیں حضرت مولانا شاہ مصلح الدین آروی ڈپٹی کلکٹر نے والد حضرت کی طرف سے عنایت فرمایا خلافت ملنے کے بعد بقیہ عمر ذکر وفکر عبادت تقوی رشد میں گزاری۔ دست بکار دل بیار کا جلوہ آپ کی صحبت میں حاصل ہوتا معمولی علالت

---

[1] مفردون کثرت سے ذکر کرنے والے مرد اور عورت کو کہتے ہیں (مسلم شریف)

سے ۱۴ محرم ۱۳۶۹ھ مطابق ۲ نومبر ۱۹۴۹ء یکشنبہ (اتوار) ذکر اسم ذات کرتے ہوئے خانقاہ سربیلہ میں انتقال فرمایا اگلے دن جنازہ ہریوالے جایا گیا۔ پیش مسجد دفن کیے گئے۔ ہر سال ۱۳، ۱۴ محرم کو عرس ہوتا ہے صوفی نذیر احمد صاحب سجادہ نشین و متولی ہیں۔

قطعہ تاریخ وصال از حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم فریدیؒ

شاہ نثار احمد ذی فضل چل بسے — یاد ان کی آرہی ہے دل دردناک میں
تھی نقش بندی جو ہستی وہ اے فرید — کیسی فلک نے آج چھپائی ہے خاک میں
دیندار اہل باطن و زاہد خداشناس — دھوم ان کے فقر کی تھی سماک سے سماک تک
ذات رسول پاک میں اللہ رے محویت — گویا فنا تھے سیرت روحی فداک میں

از روئے اطلاع کہا خود ہی سال نقل
آرام سے مقیم ہیں ہم خلد پاک میں

۱۳ ھ ۶۹

علاقہ کٹھیار و حسینا بیگو سرائے میں آپ کے مریدین تھے آپ نے صرف والد حضرت مفتی شاہ محمد ابراہیم فریدی قدس سرہ کو اجازت و خلافت عطا کی۔ آپ کی حیات میں آپ کے دو صاحبزادے رحلت کر گئے۔ بڑے صاحبزادے شیخ وصی مرحوم کے صاحبزادے صوفی نذیر احمد صاحب ہیں جن کو حضرت مولوی شاہ جعفر علی فریدی قطب سہرسا سے شرف بیعت حاصل ہے اور اجازت و خلافت حضرت مفتی شاہ محمد ابراہیم فریدی قدس سرہ سے ہے۔ آپ کی صاحبزادیوں کی اولاد ذکور میں حاجی غلام حسن مولانا غلام حسین قادری اور بابو غلام حسنین پسران شیخ وجاہت حسین مرحوم و مولانا محمود الحسن قادری پسر حاجی شیخ منظور الحسن قادری ہیں جن کو حضرت مفتی شاہ محمد ابراہیم فریدی علیہ الرحمہ سے شرف بیعت حاصل ہے۔

کرامت: ایک بار آپ کٹھیار میں تھے بدرالدین کے والد نے دعا کے لئے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا ہم تمہیں بم کے گولہ سے نکال کر لائیں گے۔ ان کا کاروبار مشرقی پاکستان میں تھا جب بنگلہ دیش وجود میں آیا بہاری مسلمانوں پر ظلم و ستم کئے گئے اسی دوران انھوں نے

خواب میں دیکھا کہ شاہ صاحب تشریف لائے ہیں اور گولہ باری سے ان لوگوں کو نکال کر محفوظ مقام پر لے گئے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور یہ لوگ محفوظ رہے۔

جناب ظہور شاہ صاحب ساکن حسینا بیان کرتے ہیں کہ جناب دبیر الاسلام صاحب کے والد جن کا نام شمس الضحیٰ تھا ۱۹۴۶ء کے فساد میں موضع آب گل سے مونگیر محلہ دلاور پور میں آ کر رہنے لگے وہ سخت بیمار ہوئے ان کی حالت دن بہ دن ابتر ہوتی گئی۔ مالی بابو نے اپنے چھوٹے بھائی شفیع الہدیٰ کو ہرہوا بھیجا کہ پیر صاحب کو لے آئیں۔ شفیع الہدیٰ نے پریوا جا کر حضرت سے کہا کہ پیر صاحب مونگیر چلیے کھیدو بابو کی حالت بہت خراب ہے آپ نے فرمایا ہم کو چھوڑو جیسا ہم کہہ رہے ہیں ویسا کرو تم جلدی جا کر کھیدو بابو کی کوٹھری بدل دو اچھے ہو جائیں گے اس کے بعد انھیں فوراً ہلدی لے جانا۔ شفیع الہدیٰ نے آکر مالی بابو سے کہا کہ پیر صاحب نے کوٹھری بدلنے کو کہا ہے اور اس کے بعد ہلدی لے جانے کو فرمایا ہے کسی وجہ سے یہ لوگ کوٹھری نہ بدل سکے اور کھیدو بابو کا انتقال ہو گیا شب میں مالی بابو نے خواب میں دیکھا کہ پیر صاحب کھیدو بابو کی قبر پر فاتحہ خوانی کر رہے ہیں۔ فاتحہ چہلم پر حضرت تشریف لائے اور مالی بابو سے تنہائی میں کہا کہ ہماری زبان پر تالا لگا ہوا ہے ہم کو بولنے کا حکم نہیں ہے مگر محبت میں آکر ہم نے کہدیا اور آپ لوگوں نے اس پر عمل نہیں کیا۔ ہم اگر اس وقت آتے تو دبیر بابو تینوں بھائی بہن روتے ہم کو کیا کرنا ہوتا یا تو ہم کو اپنے مقام سے اتر کر نیچے آنا ہوتا یا اپنی عمر کاٹ کر دینا ہوتی اب ہماری عمر ہی کیا ہے جو ہم دیتے اپنے مقام سے کوئی شخص اترنا نہیں چاہتا ہم نے جو کہا تھا کہ کوٹھری بدل دو اور ہلدی لے جاؤ۔ وہ نہیں کیا اس کوٹھری میں ان کی موت لکھی تھی جو ترکیب بتائی تھی خدا کو منظور نہ تھی۔

بست و نہم: حضرت مولوی شاہ جعفر علی فریدی قطب سہرسا

شریعت و طریقت کے اس بزرگ کا نام نامی جعفر علی فریدی ہے آپ کی پیدائش غدر

وَاِذَا عَرَفَ رَبَّهٗ كَلَّ لِسَانُهٗ (بخاری شریف)

جب انسان خدا کو پہچان لیتا ہے تو اس کی زبان گنگ ہو جاتی ہے۔

سے قبل ۱۸۴۳ء مطابق ۱۲۵۹ھ میں محلہ الٰہی باغ گورکھپور میں ہوئی۔ والد کا نام اکبر علی بن فیض علی بن محمد طاہر چشتی[1] ہے۔ آپ نسباً شیخ فاروقی فریدی ہیں سلسلہ نسب شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر کے صاحبزادے حضرت شیخ شہاب الدین گنج علم سے ملتا ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد پاک پٹن شریف سے نقل مکان کر کے پنڈی بابا پنجاب ہوتے ہوئے گورکھپور محلہ الٰہی باغ میں سکونت پذیر ہوئے الٰہی باغ اور کوئلیا آپ کی زمینداری میں تھا چشتی خون اور فریدی نسبت ہونے کی وجہ سے بزرگان کچھوچھہ سے وابستہ رہے اور اسی آستانہ عالیہ کو منبع بنایا۔ کچھوچھہ شریف کے ہی ایک معمر بزرگ نے آپ کا نام جعفر علی رکھا اس سے قبل آپ کو حسینی کہتے تھے اپنی قلمی بیاض میں لکھتے ہیں۔

حضرت مولانا سید شاہ نیاز اشرف سجادہ نشیں رحمۃ اللہ علیہ حضرت موصوف سے بارہ سال کی عمر میں مجھ کو فیض ملا اور میرا نام حضرت نے جعفر علی رکھا پہلے میرا نام حسینی تھا حضرت نے فرمایا تم کو ہمارے یہاں کچھوچھہ آنا ہوگا ۱۹۱۴ء میں خواب میں دیکھا حضرت نے فرمایا تم آئے نہیں تب میں دو مرتبہ گیا۔ ان دونوں بزرگوں نے بچپن کی طہارت بزرگ طبیعت اور اتباع شرع دیکھ کر فرمایا کہ یہ لڑکا قطب وقت اور صاحب ولایت ہوگا۔

آپ نے ابتدائی تعلیم مدرسہ جامع مسجد گورکھپور میں حاصل کی اس کے بعد مدرسہ چشمہ رحمت غازی پور مدرسہ احمدیہ ملکی محلہ آرہ اور مسجد محمدی جان پٹنہ میں حاصل کی آپ کے طالبعلمی کے دور میں مدرسہ چشمہ رحمت غازی پور میں مولانا عبدالحی چانگامی صدر مدرس تھے جو صوفی بزرگ و عالم دین تھے اور ابوالعلائیہ سلسلہ کے شیخ تھے۔

ابتداء سے آپ کی طبیعت بزرگ دوست منکسر المزاج جفاکش اور پابند شرع واقع ہوئی تھی گورکھپور میں تعلیم کے دوران مولانا شاہ عبداللہ صاحب نقشبندی کی صحبت میں رہے جو حضرت مولانا گلزار علی نقشبندی کشنوی کے مرید و خلیفہ تھے یہ بزرگ جامع مسجد گورکھپور میں رہا کرتے تھے۔ اسی دوران حضرت مولانا تصدق حسین آروی کی گورکھپور میں آمد

---

[1] پنجاب میں حضرت بابا صاحب کی اولاد چشتی لکھتی ہے (نظامی بنسری)

ہوئی آپ مولانا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا مدعا عرض کیا اس زمانہ میں آرہ شریف میں سلطان المشائخ حضرت حافظ شاہ فرید الدین قادری علیہ الرحمہ کا فیض عام تھا۔ مشرقی بہار خصوصی طور سے زیادہ فیضاب ہو رہا تھا۔ مولانا موصوف نے حضرت کا ذکر کیا سنتے ہی طبیعت میں ذوق و شوق پیدا ہوا۔ خاندانی جائیداد کو خیر آباد کہا اور مولانا موصوف کے ساتھ آرہ حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں آئے حضرت نے آپ کو سلسلہ قادریہ مجددیہ آبادانیہ میں داخل کیا اور اپنے ساتھ رکھا آپ ہر وقت شیخ کی خدمت میں رہتے سفر و حضر میں بھی شیخ کے ساتھ رہتے شیخ اکثر تبلیغ دین کے لئے سفر فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے کم و بیش بیس سال شیخ کی خدمت میں رہ کر تصوف کی تعلیم حاصل کی اور منازل سلوک طے کیں جب شیخ کا وصال ہوا اس وقت آپ کی لطیفہ اخفی کی تعلیم ہو رہی تھی۔ وصال کے بعد عالم رویا سے تعلیم کا سلسلہ جاری رہا جو تعلیم ہوتی اس کا ذکر برادران طریقت مثل مولانا مبارک حسین حکیم سید جلال الدین و حضرت شاہ نثار احمد قادری قدس سرہم سے فرماتے سلوک طے ہونے کے بعد عالم رویا میں شیخ نے اجازت و خلافت عطا فرمائی جس کا ذکر پیر و مرشد کے اجلہ خلفاء مثل مولانا شاہ مبارک حسین دربھنگوی حکیم سید جلال الدین جرھوی مولانا عبد السلام آروی و حضرت شاہ نثار احمد قادری سے کیا جس کو ان سب اکابر نے بالاتفاق تسلیم کیا۔

(تذکار مطیب)

شیخ نے اپنی ظاہری حیات میں سمستی پور رہنے کا حکم فرمایا اور فرمایا کہ اس علاقہ کی خدمت تمہارے سپرد کی جاتی ہے سلسلہ کا کام کرنے کا حکم بھی اپنی ظاہری حیات میں فرمایا تھا۔ آپ ۱۳۱۱ھ کی قلمی بیاض میں لکھتے ہیں قبل مرید ہونے کے ۴ برس سلطان المشائخ حافظ شاہ فرید الدین ؒ کی خدمت میں رہا بعد مرید ہونے کے ۱۵ برس تک ان کی خدمت میں رہا اس کے بعد مجھے سمستی پور رہنے کا حکم ہوا۔ میں رہنے والا گورکھپور کا ہوں چونکہ حکم پیر و مرشد کا اس لئے میں اس جگہ پر مقیم ہو گیا۔ اپنی زندگی ہی میں اپنے سلسلہ کا حکم کرنے کا حکم دیا تھا بمقابل سربیلہ چند پیر بھائیوں کے اور جناب ڈپٹی مصلح الدین ؒ جب سیتامڑھی میں تھے تو مجھ کو حکم دیا کہ سلسلہ کا کام کرو جب سے میں ان کے حکم کی تعمیل کر رہا ہوں۔ فقط

آپ نے بحکم مرشد سمستی پور میں سکونت اختیار کی جس وقت آپ سمستی پور آئے حضرت حاجی نتھو شاہ صاحب کا آخری وقت تھا ایک مکتوب میں اپنی آمد کا تحریر کرتے ہیں "جب میں آرہ سے آکر سمستی پور میں مقیم ہوا تو حضرت حاجی نتھو شاہ صاحب نے فرمایا بیٹے مولوی جعفر علی تم رہو کیونکہ میرا وقت آگیا ہے (مکتوبات عالیہ) آپ نے محلہ مگردہی نزد جامع مسجد میں سکونت اختیار کی۔ شروع میں مدرسی کی بعد میں حضرت حافظ شاہ عبدالصمد آروی کے مشورے سے کتب فروشی کا مشغلہ اختیار کیا جس سے عوام میں تاجر کے نام سے مشہور ہو گئے حضرت سلطان المشائخ کے خلفاء میں بھی آپ اسی نام سے مشہور تھے۔ حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم فریدیؒ تحریر کرتے ہیں "حضرت حافظ عبدالصمد آروی قدس سرہ سمستی پور آئے اور آپ کو کتب فروشی کا مشغلہ کرنے کا مشورہ دیا جس کو بطیب خاطر پسند فرمایا اور شروع کر دیا اس سلسلہ میں دور دراز گاؤں گاؤں قصبہ بقصبہ مکاتیب وغیرہ میں جانے کا موقع ملا۔ اس تجارت سے لوگ آپ کو تاجر صاحب بھی کہنے لگے۔ اس ذریعہ سے مسلمانوں میں جو کافرانہ مشرکانہ رسوم رائج تھے ان کو مٹایا اور اسلامی طریقے سکھلائے۔ لوگوں کو اسلامی عقائد سے آشنا کیا۔ نماز اور وضو کرنے کے ڈھنگ بتائے اسلام کی تبلیغ سے کتنے مرد و عورت کو مسلمان کیا۔ پھر ان عورتوں کی مناکحت کا رشتہ مسلمانوں سے وابستہ کر دیا۔ سینکڑوں کو سلسلہ قادریہ کا حلقہ بگوش کر کے اذکار و وظائف کی تلقین کی کئی جگہ فاتحہ یازدہم (گیارہویں شریف) کی محفل قائم کیں۔ احباب و مریدوں پر نماز کی سخت تاکید تھی اس میں ذرا غفلت کرنے پر سخت ناراض ہو جاتے اور مناسب تنبیہ کرتے۔ (تذکار مطیب)

سمستی پور میں آپ کی شادی میر احمد علی رضوی عرف سید حسن بن میر معصوم علی رضوی قمی رفاعی کی صاحبزادی بی بی ولی النسا سے ہوئی آپ کے چار صاحبزادے محمد حسن محمد سعید محمد ابراہیم محمد اسحاق اور چار صاحبزادیاں نثار النسا مجیب النسا منیر النسا اور مومنہ ہوئیں جس میں تین صاحبزادے

ے آپ نقشبندی بزرگ اور حضرت شاہ عبدالغنی محدث مجددی دہلوی کے مرید تھے۔ ۸ جمادی الاولی ۱۳۲۲ھ کو ظہر کی نماز میں سجدے میں وصال فرمایا۔ ایک پانچ سال کی عمر پائی۔

اور تین صاحبزادیاں آپ کی زندگی میں انتقال کر گئیں چھوٹے صاحبزادے ڈاکٹر محمد اسحاق کا انتقال ۲ صفر ۱۳۶۲ھ بروز شنبہ کو سمستی پور میں ہوا صرف ایک صاحبزادی مومنہ اور صاحبزادے مولانا محمد ابراہیم فریدی بقید حیات رہے۔ صاحبزادے صوفی بزرگ عالم دین اور عارف باللہ تھے تاعمر بدایوں میں شیخ الحدیث اور مفتی رہے۔

سمستی پور میں آپ نے روحانی خانقاہی تبلیغی مشن کو جاری رکھا دور دراز علاقہ کا سفر کیا لوگوں کو اسلامی طریقے سکھائے حسن اخلاق اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ سے آگاہ کیا۔ اکثر پیدل سفر کیا زاد راہ کے لئے ستو پر مل چنے اپنے ساتھ رکھتے سفر میں سختیاں اور صعوبتیں اٹھانے کے ساتھ ساتھ لوگوں کی سخت کلامی اور تربیتی کو برداشت کرتے ہوئے روحانی خانقاہی اصلاحی مشن کو جاری رکھا۔ ایک بار کا واقعہ ہے کہ آپ مگھر اور خلیل آباد جا رہے تھے راستے میں لوگوں نے آپ کا سامان چھین لیا اور ڈنڈے برسائے آپ ثابت قدم رہے زبان سے حرف شکایت نہ کی بلکہ ان کے حق میں دعا فرمائی۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ دین میں بہت صعوبتیں برداشت کیں جب آپ طائف تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے تو اہل طائف نے آپ کے ساتھ بہت بڑا سلوک کیا آپ نے ان کے حق میں بددعا نہ فرما کر دعا فرمائی۔

آپ صاحب کشف و کرامت بزرگ مستجاب الدعوات اور قطب وقت تھے آپ کی دعا سے لوگوں کی پریشانیاں دور ہوئیں کشف و کرامت کے ظہور سے مخلوق کو فائدہ پہونچا سینکڑوں کو جنات کے شر سے نجات ملی۔ موضع ہلدی نزد مولانگر اسٹیٹ[1] مونگیر کی آبادی میں جنات کے اثرات بہت پائے جاتے تھے جناب نورالحسن صاحب کی لڑکی پر کسی سخت خبیث جن کا اثر تھا۔ بیٹھے بیٹھے اس کی چوٹی جل جاتی تھی کپڑوں میں آگ لگ جاتی تھی اور چوڑیاں خود بخود ٹوٹ جاتی تھیں چیختی چلاتی اور برہنہ ہو کر بے ہوش ہو جاتی آپ نے مریضہ کو دیکھا اور مراقبہ کیا معلوم ہوا کہ اس پر جو جن ہے وہ اور اس کا سردار حضرت پیر ناف مونگیری کا معتقد ہے

---

[1] اب یہ علاقہ لکھی سرائے ضلع میں ہے۔

آپ نے مریضہ کو مونگیر حضرت کے مزار پر حاضر کیا اور دعا کی جس سے وہ ٹھیک ہوگئی۔ حضرت پیرنا نے فرمایا کہ آپ فلاں پیر کٹوادیں اس پر جنوں کا اڈہ ہے آپ نے اشراق کے بعد اس پیڑ کو دیکھا اس پر جنوں کا جم گھٹ پایا آپ نے اس پیڑ کو جلوادیا اس کے جلنے سے پوری بستی میں بہت بری بدبو پھیلی اور زور کی آواز ہوئی جس کو اہل بستی نے سنا یہ واقعہ فقیر راقم السطور سے ۱۹۹۴ء میں کئی لوگوں نے بیان کیا اور وہ جگہ بھی دکھائی جہاں پیڑ تھا۔

آپ سمستی پور میں مکان کے باہری کمرے میں عبادت میں مشغول تھے۔ رات کے بارہ بجے ایک دیوقامت شخص کریہ صورت نے آواز دی آپ باہر تشریف لائے پوچھا تم کون ہو اور اس وقت کیسے آئے دیوقامت کریہ صورت نے جواب دیا میں ہیضہ ہوں آپ اس علاقہ کے قطب ہیں میں آپ سے اجازت لینے آیا ہوں آپ نے فرمایا ہم یہاں ہیں یہاں سے جاؤ۔ یہ علاقہ محفوظ رہا اور دوسری بستی میں ہیضہ پھیل گیا۔

آپ کو کشف قبور میں بھی کمال حاصل تھا اکثر کشف سے صاحب قبر کا حال بیان فرمادیتے۔ ایک بار آپ محلہ کمنگران بدایوں میں رات میں حاجی عطاء اللہ مرحوم کے چبوترے پر آرام فرمارہے تھے کچھ دیر بعد دیکھا کہ چارپائی کے چاروں طرف شہداء کی ارواح جمع ہیں اور گفتگو کررہی ہیں آپ کی طبیعت نے گوارہ نہ کیا کہ شہداء کی قبروں پر چارپائی بچھائی جائے آپ نے مسجد میں آرام فرمایا۔ بدایوں میں جب آپ حضرت خواجہ سید عرب صاحب (نانا حضرت خواجہ سید نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی) کے مزار پر حاضر ہوئے فرمایا کہ یہاں خواجگان کی نسبت ہے ہمارے سارے لطائف میں جوش پیدا ہوگیا اور خواجگان کی نسبت کا فیضان ہوا۔

بدایوں میں حضرت ہنسلی پیر کے مزار پر حاضر ہوئے لوگوں نے کہا جس کی مراد پوری ہونے والی ہوتی ہے اس سے ہنسلی اٹھ جاتی ہے آپ نے مسکرا کر ہنسلی کو اٹھایا اور گلے میں ڈال کر سات چکر لگائے اس وقت آپ کی عمر ایک سو دس سال سے تجاوز کرچکی تھی۔ رات میں پیر و مرشد کو خواب میں دیکھا فرمارہے ہیں کہ اب تمہارا یہ مقام نہیں ہے کہ ہنسلی اٹھاؤ۔

آپ پھلواری شریف حضرت پیر مجیب اللہ قادری چشتی کے مزار پر حاضر ہوئے جیسے ہی روضہ میں داخل ہوئے موتیا کی تیز خوشبو آنے لگی آپ نے ادھر ادھر دیکھا مگر موتیا نظر نہیں آیا

مراقبہ میں صاحب مزار نے فرمایا یہ خوشبو جو محسوس کر رہے ہو یہ کثرت درود شریف کی برکت ہے جب آپ تبلیغ دین کرتے ہوئے حضرت حافظ عبدالصمد آروی کے ہمراہ مگھر پہونچے تو کبیر بخش جنھیں کبیر داس بھی کہتے ہیں کی قبر پر مراقبہ میں کبیر بخش کو دیکھا کہ ننگے سر ہیں آپ کا نام پوچھا بتایا کہ میرا نام کبیر بخش ہے اور میں مومن ہوں آپ نے بہت سے مزارات کی نشاندہی کی مونگیر و سہرسہ میں کئی اشخاص نے بتایا کہ پیر صاحب نے ہمارے علاقہ میں بہت سے مزارات کی نشاندہی فرمائی اور فرمایا کہ یہاں سے نسبت کی خوشبو آرہی ہے کئی جگہ آپ نے صاحب مزار سے بات چیت بھی کی اکثر صاحب مزار کی روح آپ کو دور تک پہونچانے آتی جس کا اکثر ہم لوگوں نے نظارہ کیا۔ بدایوں میں بھی محلہ اوپر پارہ میں مسجد کے عقب میں جو راستہ حضرت سلطان العارفین علیہ الرحمہ کے مزار کو جاتا ہے اس پر دو مزار کی نشاندہی کی اور مولوی چھوٹے جو مسجد میں رہتے تھے کو وہ جگہ بتائی۔

جذب عشق اور سلوک دونوں کے حامل تھے جذب کم اور سلوک زیادہ تھا کئی بزرگوں کو اپنی باطنی توجہ سے سلوک میں لائے۔ والد حضرت مفتی شاہ محمد ابراہیم فریدی فرماتے ہیں کہ ایک صاحب جذب بزرگ سمستی پور میں آپ کو دریافت کرتے ہوئے آئے۔ آپ سے ملے مصافحہ کیا اور فرمایا کہ مجھ کو حضرت چاند شاہؒ ٹانڈوی نے بھیجا ہے۔ آپ نے انھیں ایک ہفتہ رکھا جس سے ان کی جذبی کیفیت دور ہوئی اور سلوک میں آگئے۔

آپ سنتؒ نبوی کے بہت پابند تھے آپ کی سب سے بڑی کرامت یہ تھی کہ کوئی فعل سنت نبوی کے خلاف نہیں ہوا مریدین و متوسلین کو بھی سنت پر چلنے کی تاکید فرماتے۔ پیرانہ سالی اور ضعف کے باوجود تبلیغ کے لئے دور دراز جانے میں پیش پیش رہا کرتے سواری نہ ملنے

لہ نقشبندی بزرگ ہوئے ہیں ٹانڈہ ضلع فیض آباد میں مزار ہے۔

لہ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّۃِ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری سنت کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا جس نے مجھے دوست رکھا وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

پر پیدل چل دیتے عمر کے آخیر حصہ میں جس وقت آپ کی عمر تقریباً ایک سو پندرہ سال سے زیادہ تھی اتنی تیز چلتے کہ جوان مقابلہ نہ کر پاتے آپ کی اس مستعدی کو دیکھ کر جوان اور بوڑھے سب حیرت زدہ ہو کر بیک زبان کہتے کہ پیر صاحب میں صرف روحانی طاقت کی کارفرمائیاں ہیں جسم میں نہ دم ہے اور نہ درگا ۔ اوائل شباب سے ہی تہجد کے پابند تھے آخیر وقت تک نماز با جماعت سنن واجبات اوراد اوروظائف اشراق چاشت اوابین روزہ رمضان شریف کے پورے پابند رہے جسمانی نقاہت اور درازی عمر کے باوجود مئی جون میں روزے سخت گرمی کے باوجود کبھی فوت نہیں ہوئے رمضان شریف کے آخیر عشرہ میں اعتکاف مسنون ہمیشہ فرماتے یہاں تک کہ سال وفات میں بھی اس سنت کو بڑی مستعدی سے ادا کیا وفات سے چند منٹ قبل مغرب کی نماز با جماعت ادا کی اور ذکر اسم ذات کرتے ہوئے واصل بحق ہوئے ۔ آپ اخلاق نبوی کا آئینہ تھے مسافر و مہمان نواز تھے خود بھوکے رہکر دوسروں کو کھانا کھلاتے خود تکلیف اٹھاکر مہمانوں کو آرام پہونچاتے موسم سرما میں مہمان اور مسافر کو اپنا اوڑھنا دے کر خود سردی کی زحمت برداشت کرتے صوفیاء علماء کی ملاقات کو بڑی نعمت تصور کرتے طبیعت میں عاجزی اور انکساری تھی ہر پیر بھائی اور بزرگ کا احترام کرتے خواہ عمر میں چھوٹا ہو۔ عزیزان طریقت کی خدمت مشفقانہ کرتے کبھی کسی بات پر سختی اور اظہار بزرگی نہ کرتے ہر شخص سے خاکسارانہ اور مخلصانہ ملتے ۔ سلام میں سبقت کرتے مسکینیت بہت پسند تھی فرمایا کرتے تھے کہ میرے آقا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسکینیت محبوب تھی ۔ آنحضرت نے مسکین رہنا مسکین مرنا اور مساکین کے ساتھ روز محشر اٹھنا پسند فرمایا ہے اور یہ دعا فرمائی ہے اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّ اَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنِ لہذا میں بھی یہی دعا کرتا ہوں آپ بے حد رقیق القلب تھے نماز ذکر دعا مناجات تہجد میں رقت طاری ہو جاتی جس کا اثر دیر پا رہتا۔ بزرگوں کے نام سنکر آبدیدہ ہو جاتے خلفائے راشدین کے ذکر سے گریہ پیدا ہو جاتا۔ بیعت لینے کے وقت استغفار اور کلمہ کی تلقین کرنے میں رو پڑتے اور دعا بڑی گریہ زاری کے ساتھ کرتے۔

(تذکار مطیب)

آپ اکثر رات بھر ذکر میں مشغول رہتے کبھی کبھی نفی اثبات کا ذکر ہاتھ کی حرکت سے بھی کرتے

اکثر نفی اثبات کے ذکر کرنے میں جب نفی کا ذکر کرتے تو زمین سے ڈیڑھ دو گز خود اُٹھ جاتے اور اثبات کے ذکر میں از خود اپنی جگہ پر آجاتے کثرت ذکر کی وجہ سے مغز دماغ گھل کر پانی ہو گیا تھا۔

جناب ظہور شاہ صاحب ساکن حسینا بیان کرتے ہیں کہ پیر صاحب ہم سے بار بار کہتے تھے کہ ہم کو مونگیر لے جا کر کسی اچھے ڈاکٹر کو دکھا دو ہم آپ کو مونگیر لے گئے۔ بدیع الزماں صاحب نے آپ کو مشہور ڈاکٹر اجے دت کو دکھایا ڈاکٹر صاحب آپ کو دیکھ کر کرسی پر سے اٹھ گئے آپ کا اچھی طرح معائنہ کیا ڈاکٹر صاحب منہ میں انگلی ڈال کر سوچنے لگے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے ڈاکٹر صاحب نے کہا یا دو بابو ہم پیر صاحب کو کیا دیکھیں یہ ہمارے تجربہ سے باہر کی بات ہے ہمیں تعجب ہے یہ کیسے زندہ ہیں یہ منش نہیں بھگوان ہیں ان کے دماغ کا گودا گھل کر پانی ہو گیا ہے یہ بھگوانی طاقت پر زندہ ہیں ان کے جسم کی طاقت پوری ختم ہے اس واقعہ کے کئی برس بعد آپ کا انتقال ہوا۔

آپ کے جسم میں کسی قسم کی کمزوری نہیں آئی آپ معمول کے مطابق چلتے پھرتے رہے۔ آپ کے جسم کا ہر حصہ ذاکر تھا اکثر جسم کا حصہ پھڑکتا اور اس سے اللہ ہو کی آواز نکلتی۔ ایک حبس دم میں ہزار پانچسو مرتبہ نفی اثبات کرتے زیادہ تر ذکر خفی کرتے۔ ذکر خفی کے علاوہ سلاسل قادریہ چشتیہ اور سہروردیہ کے ذکر جہری بھی ورد میں رہے نماز اشراق کے بعد دلائل الخیرات اسمائے حسنیٰ اور قصیدہ غوثیہ پڑھتے۔

آپ کی شکل و شباہت مخدوم الملک حضرت شیخ شرف الدین بن احمد یحییٰ منیری کے مشابہ تھی ایک بار ایک مجذوب حسینا آئے اور بستی والوں سے دریافت کیا کہ یہاں ایک بزرگ آئے ہوئے ہیں کہاں ہیں ان سے ملاقات کو آیا ہوں بستی والوں نے آپ کی طرف رہنمائی کی آپ مسجد میں معتکف تھے مجذوب نے آپ کو سلام کیا اور کہا کہ آپ کو مخدوم الملک نے سلام کہا ہے اور ان سے میرا سلام کہنا جو ہماری ہم شکل ہیں یہ مجذوب مولانا شاہ بدرالدین پھلواروی کے مرید تھے۔

آپ کو کئی بزرگوں سے فیض اویسی حاصل تھا حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے کمال عشق اور بیحد روحانی ربط تھا کئی بار عالم رویا میں ملاقات کا شرف حاصل ہوا ہر ماہ گیارہویں شریف کرنے کا معمول تھا ترکہ میں بھی گیارہ روپے نقد چھوڑے تجہیز و تکفین کا انتظام اور قبر کی جگہ کی نشاندہی خود کر گئے تھے۔ ایک مکتوب میں حضرت غوث اعظم کے مرتبہ کے

بارے میں تحریر کرتے ہیں "حضرت غوث الاعظم کو کئی شعبوں میں نیابت کاملہ حاصل ہے اور آپ ہی کے نائب کامل حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ ہیں۔ تزکیہ نفس ظاہری و باطنی کے علاوہ فتویٰ نویسی تدریس علوم دینیہ اصلاحی و تبلیغی و وعظ گوئی بھی حضرت پیران پیر غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے منصب ارشاد میں داخل ہیں۔ محققین مشائخ کرام سے سنا ہے کہ حضرت غوث الاعظم کو فقہ میں اجتہاد کا درجہ حاصل تھا اگرچہ آپ کا آخری طریقہ حنبلی فقہ پر رہا اور مذہباً حنبلی تھے۔ آغاز میں ضرور فقہ امام شافعی کے پیرو رہے۔ مقام ولایت میں امام کے درجہ پر ہیں یہ منصب حضرت امام حسن عسکری کی روحانی جانشینی سے ملا ہے۔ آپ کے ذمہ ہونے سے پہلے یہ بلند عہدہ حضرت امام حسن عسکری سے متعلق رہا ظاہری حیات میں وجود عنصری سے بعد ممات روح مبارک سے وابستہ رہا اوسی عالم ارواح سے امامت کے فرائض انجام دیا کرتے تھے۔ جب حضرت غوث الاعظم کو حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی روحانیت سے جلیل منصب ملا آپ نے ارشاد فرمایا قدمی ھٰذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ یعنی میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے اس فقرہ کا مطلب یہ ہے کہ اب سے ہر ولی کو فیض ولایت میرے واسطہ سے ہوگا یعنی میرے توسط کے بغیر کوئی ولی بارگاہ ولایت سے فیضاب نہ ہوگا۔ اس مفہوم میں آپ کا یہ شعر ہے ؎

اَفَلَت شُمُسُ الاَوَّلِیْنَ وَشَمْسُنَا
اَبَدًا عَلَی الاُفُقِ العُلٰی لَاتَغْرُبُ

ترجمہ: اگلوں کے سورج کی روشنیاں بجھ گئی ہمارے سورج کی روشنی ہمیشہ بلند افق سے چمکتی رہے گی بجھے گی نہیں۔ یعنی ہمارے قبل کے اولیاء کرام جو فیض رسانی میں آفتاب کی طرح ہیں اب ان کے فیوض و برکات بغیر میرے توسط کے جاری نہیں ہوں گے اور میرے فیوض و برکات بند نہیں ہوں گے (مکتوبات عالیہ)۔ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ سے بھی خصوصی نسبت رکھتے تھے اجمیر شریف حاضری کے دوران مزار پاک سے نسبت عشقیہ کا فیضان ہوا اور مصافحہ و معانقہ کا شرف بھی حاصل ہوا نسبت عشقیہ کے غلبہ پر کبھی گریہ کی کیفیت طاری ہوتی اور کبھی خاموشی۔ خاموشی میں کبھی مافی الضمیر اشارہ سے ادا کرتے اور کبھی کلام سے۔ کلام میں انداز جلال رونما ہو جاتا۔ ایک مکتوب میں تحریر کرتے ہیں۔

بعنایت الٰہی وتوجہہ مرشد سے اس گنہگار کفش بردار اولیاء کو حضرت خواجہ غریب نواز اور مخدوم محمد اشرف کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ سے بلاواسطہ فیض اویسی حاصل ہوا ہے (مکتوبات عالیہ)۔ ایک اور مکتوب میں حضرت مخدوم کچھوچھوی اور مخدوم علاء الحق پنڈوی کی خصوصی توجہہ کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں "مخدوم حافظ محمد اشرف سمنانی مدفون کچھوچھہ ضلع فیض آباد (جو چشتی ہیں اور مخدوم علاء الحق پنڈوی چشتی کے مرید و خلیفہ ہیں) نے حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کی خدمت میں رہ کر بہت سی نعمتیں حاصل کیں اور مقام کمال پر فائز ہو کر خلیفہ ہوئے بایمائے باطن مخدوم کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر احقر کئی بار حاضر ہوا اور گھنٹوں مراقب رہا اور دیدار سے شرفیاب ہوا ایک بار خاص کرم فرمایا۔ معانقہ میں خاص نعمت عطا فرمائی جس سے خاص کشش اور کیفیت رونما ہوئی۔ لہٰذا اس تاریخ سے معمول ہو گیا ہے کہ حلقہ ذکر کے فاتحہ میں مشائخ کرام کے ساتھ مخدوم کچھوچھوی کا نام بھی لے لیتا ہوں۔ دو بار پنڈوہ بھی حاضر ہوا۔ حضرت مخدوم علاء الحق نے لطیفہ قلب پر خاص توجہ فرمائی (مکتوبات عالیہ)۔ چشتی نسبت کے غلبہ کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں "رات دن تبلیغ دین میں گزرے مواضعات میں اکثر پیدل جانا پڑا اسی دھن میں تھا کہ نسبت چشتیہ کا غلبہ ہوا اور اس میں بڑی کشش پیدا ہوئی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی بزرگ اپنی طرف کھینچ رہے ہیں چند دن اسی حیرانی میں گزرے کہ ایک رات حضرت پیر و مرشد سلطان المشائخ قدس سرہ (حافظ شاہ فرید الدین آروی) خواب میں جلوہ گر ہوئے اور ارشاد فرمایا "پنڈوہ جاؤ"۔ پھر بعد تہجد مراقبہ میں بھی یہی ظاہر ہوا لہٰذا یہ خاکپائے درویشاں ریل گاڑی میں بیٹھ کر ادنیہ اسٹیشن پر اترا اور وہاں سے پنڈوہ شریف پا پیادہ پہونچا حضرت مخدوم علاء الحق قدس سرہ اور مخدوم نور الدین احمد عرف مخدوم نور قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دی اور اکتساب فیض کیا رجب ۱۳۴۶ھ / ۱۹۲۸ء میں دوبارہ پنڈوہ حاضر ہوا حضرت مخدوم علاء الحق چشتی قدس سرہ کے مزار پر انوار پر حسب معمول مراقب ہوا۔ دیکھا کہ حضرت مخدوم قدس سرہٗ اور حضرت پیر و مرشد سلطان المشائخ قدس سرہ دونوں یکجا جلوہ گر ہیں اور خاکسار کو دیکھ کر مسکرا رہے ہیں۔ (مکتوبات عالیہ)

آپ مزارات اولیاء اللہ پر ادب و احترام سے حاضر ہوتے دوسروں کو بھی ادب سے حاضر

ہونے کی تلقین کرتے ایک بار آپ کے صاحبزادے حضرت مفتی محمد ابراہیم فریدی پھلواری شریف مزار پر حاضری کے وقت مسکرائے جب آپ کو اس کی خبر ہوئی آپ نے ایک ناصحانہ مکتوب تحریر کیا جس میں حاضری کے طریقے بتلائے لکھتے ہیں: "عزیزی مولوی عبدالعلیم سلمہ ساکن دربھنگہ پرانی منصفی سے تمہاری طفلانہ حرکت کی اطلاع ملی جو ماہ اپریل ۱۹۲۸ء بسفر امتحان مولوی بانکی پور پٹنہ بمقام پھلواری شریف وقوع میں آئی یعنی آنعزیز بوقت داخل روضہ حضرت پیر مجیب اللہ قادری سرہ ہدیہ تسلیم پیش کرتے ہوئے مسکرائے۔ تمہاری اس غیر دانش مندانہ حرکت کو سن کر مجھے تکلیف پہونچی۔ بزرگ جو بھی ہوں اور جہاں کہیں بھی ہوں سب قابل احترام و تعظیم ہیں ان حضرات کا ادب ہر جگہ ہر حال میں ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ بزرگان دین کیا ہیں نائب انبیاء یعنی انبیاء کے علم و عمل کے وارث ہیں۔ ان ہستیوں کے مزار پر با ادب ہو کر یوں تسلیم عرض کرنا چاہیے "السلام علیکم یا وارث النبی السلام علیکم یا ولی اللہ۔ پنڈوہ حاضری کے دوران آپ نے اس بات کی تصدیق کرنی چاہی کہ حضرت شیخ جلال الدین تبریزی کا مزار پنڈوہ میں ہے یا کسی اور جگہ تحریر کرتے ہیں حضرت شیخ جلال الدین تبریزی دہلی کو خیرباد کہہ کر بنگالہ چلے گئے اور پنڈوہ کچھ دن قیام پذیر رہے مشہور ہے کہ مستقل سکونت کی اور یہیں مدفون ہیں۔ میں نے اہل علم اور عمر دراز لوگوں سے دریافت کیا اور مراقبہ کیا لیکن نہ دریافت سے مزار معلوم ہوا اور نہ مراقبہ سے ظاہر ہوا۔ (مکتوبات عالیہ)

علم دین کو اللہ کے لئے حاصل کرنے کے سلسلہ میں تحریر کرتے ہیں جواباً لکھا جاتا ہے کہ علوم دینیہ عربی میں ہیں اور عربی خواندگی سے مقصد دینی تعلیم کی تحصیل ہے اور تحصیل سے مقصد علوم دینیہ کی نشر و اشاعت اور اس پر عمل پیرا ہونا ہے ان علوم کی تحصیل و تعلیم سے زر کمانا شہرت عزت و جاہت حاصل کرنا مقاصد نازیبا ہیں کیونکہ یہ سب نفس ظلمانی کے تقاضے ہیں نفس ظلمانی نفس شیطانی ہے نفس شیطانی نفس امارہ ہے نفس امارہ کا انجام رب تعالیٰ کی ناراضگی ہے رب تعالیٰ کی ناراضگی کا انجام جہنم اور بربادی ہے۔ مسلم کی شان رب تعالیٰ کی جستجو میں مضمر ہے۔ عالم کو ہمہ دم خشیت ربی کی تلاش میں رہنا چاہیے۔ قرآن مجید میں عالم کی شان میں یہ فقرہ ہے اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا۔ لہٰذا عالم دین کے لئے

خشیت الٰہی ضرور ہے جس عالم میں یہ خوبی نہیں وہ درحقیقت عالم دین کی صفت سے محروم ہے اس کی محرومی بتا رہی ہے کہ اس نے علوم دینیہ کو دین کے واسطے حاصل نہیں کیا بلکہ دنیا کی منفعت کے لیے جس کی ممانعت حدیث میں ہے مشکوٰۃ شریف کے کتاب العلم کا ملاحظہ کرو جس مرد صالح میں رب تعالیٰ کی خشیت موجود ہے اگرچہ وہ درس نظامی کا فارغ نہیں ہے لیکن وہ عالم ہے اس لئے کہ عالم ہونے کا مفاد اس میں پایا جاتا ہے اس تفاوت کا مدار صرف نیت پر ہے (ناصحانہ مکتوب (مکتوبات عالیہ)

بزرگان چشت کی ہندوستان میں اولیت کے بارے میں تحریر کرتے ہیں' ہندوستان مشائخ چشت کو اولیت حاصل ہے حضرات چشتیہ کے فیوض سہروردیہ برکات سے پہلے آئے اس لئے ہندوستان کی اصلاح اور اس کے کفر و ظلمت اور ضلالت مٹانے کے لئے بایمائے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم آسمان ولایت کے بدر کامل حضرت خواجہ غریب نواز نے بنفس نفیس خود رونق افروز ہو کر مخلوق کی اصلاح فرمائی اور شریعت و طریقت دونوں کی تعلیم و تلقین فرمائی۔

حضرت خواجہ اجمیری قدس سرہ کا سال ورود ہندوستان میں ۵۶۱ھ ہے۔ سہروردی برکات کے بارے میں تحریر کرتے ہیں:" اس خانوادے نے ہندوستان میں شریعت اور طریقت کی نہریں جاری کیں جن کے فیضان سے اہل ہند کی ظاہری اور باطنی طہارت ہوئی ان ہی مشائخ نے وہ آب یاری کی جس سے شجر اسلام میں پھل اور پھول آئے یہ خدمت دین ہے یہی جماعت صوفیہ صافیہ کا مطمح نظر ہے ان حضرات سے سوظن رکھنا تنگ ظرفی ہے اور ان حضرات کے اسلامی کارنامے اور خدمات دینیہ کو نظر انداز کرنا بے انصافی ہے جو ظلم کے مترادف ہے جو بدنصیب ان اہل اللہ سے بدگمان ہیں وہ خود اپنا زیاں کر رہے ہیں ایسے لوگوں کی صحبت کے اثرات سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنا چاہیے۔ (مکتوبات عالیہ)

راہ سلوک میں ریاضت و مجاہدے کے بارے میں تحریر کرتے ہیں:" سلوک کی ریاضت آسان نہیں بڑی مشکل ہے اس میں بڑی زحمتیں اور دشواریاں اٹھانی پڑتی ہیں۔ ذلت نفس طنز احباب طعن اغیار فاقہ تنگدستی پریشانی بے چینی حقارت سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ قلت گفتار قلت طعام قلت نوم ترک علائق دنیاوی سے سابقہ رہتا ہے۔ ان سب زحمتوں کے باوجود کہیں

مدتوں میں جاکر مراحل سلوک طے پاتے ہیں۔ ان کے طے ہونے کی کوئی مدت مقرر نہیں ہے۔ استعداد اور صلاحیت کے لحاظ سے وقت لگتا ہے جس میں رب تعالیٰ نے استعداد کامل ودیعت کی ہے اس کا کام جلد انجام کو پہونچتا ہے۔ اس راستہ میں آپ بیتی اور پیر بھائیوں کی گزری کیا لکھوں اس کا نہ لکھنا اس وقت مناسب ہے اور کہنا وقت ملاقات زیبا ع

ذوق ایں بادہ نہ دانی بخدا تا نہ چشی

یعنی شراب کا لطف پینے میں ہے نہ کہ دیکھنے میں۔ ۱۰ (مکتوبات عالیہ)

مکتوب نمبر چودہ میں تحریر کرتے ہیں: الحمد للہ علی کل حال۔ دن بہ دن ضعف میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے لیکن رب تعالیٰ کے فضل وکرم اور حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ خاص کی بدولت نقاہت جسمانی کے باوجود معمولات شبانہ یوم میں کوئی فرق نہیں آیا ہے بلکہ ازدیاد استغراق فنا میں ترقی ہے رب تعالیٰ اپنے لطف وکرم اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وجاہت کی برکت سے ثابت قدم رکھے اور فنائیت ذکر اور سوزش عشق میں ساعت بہ ساعت افزونی کرے آمین (مکتوبات عالیہ)

آپ نے عملی تبلیغ کے ساتھ تحریری تبلیغ بھی کی آپ کے چالیس مکاتیب کا مجموعہ ۲۱۶ صفحات پر مشتمل ہے جو تربیت سلوک اور تعلیم تصوف میں اپنی مثال آپ ہے اس کا تاریخی نام مکتوبات عالیہ (۱۳۸۰ھ) ہے۔ آپ نے حضرت مولانا شاہ معین الدین قادری اور حضرت شاہ مصلح الدین آروی قدس سرھما کے حالات میں ایک رسالہ بھی تحریر کیا جس کا تاریخی نام تذکرۃ السعدین (۱۳۹۵ھ) ہے یہ دونوں کتابیں حضرت حاجی محمد رضا فریدی نے کراچی پاکستان سے شائع کیں ہیں خدا جزائے خیر عطا فرمائے۔ مکتوبات عالیہ کے بیشتر مکاتیب رسالہ العلم وبصائر کراچی آستانہ زکریا ملتان اور کاشانہ صابری کلیر شریف میں شائع ہو چکے ہیں۔ ہند وپاک کے مشہور مترجم وادیب پروفیسر ڈاکٹر محمد ایوب قادری مرحوم رسالہ العلم میں مکتوبات پر تبصرہ کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں "حضرت مولوی شاہ جعفر علی فریدی صوفی باصفا مبلغ شریعت اور کتاب وسنت کے منبع تھے۔ قادری نقشبندی سلسلہ میں بیعت وارشاد کا سلسلہ جاری تھا۔ سینکڑوں افراد کو حلقہ بگوش اسلام کیا اور خاموشی سے اللہ کے دین کی خدمت میں زندگی بسر کی نہ کہیں اخباروں میں نام آیا اور کہیں جلسہ جلوس

کے ہنگامے برپا کئے یہاں تک کہ ۱۳ جمادی الآخرہ ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۵ دسمبر ۱۹۵۸ء بروز جمعرات جنت الفردوس میں راہ لی اللہ غریق رحمت کرے۔ موضع سربیلہ تھانہ سمری بختیار پور ضلع سہرسا خانقاہ میں دفن ہوئے۔ مرحوم کے فرزند مولانا مفتی محمد ابراہیم فریدی سمستی پوری مدرسہ شمس العلوم بدالیوں میں صدر مدرس اور شیخ الحدیث ہیں۔ موصوف بھی سلف کے نمونہ کتاب وسنت کے متبع اور عالم باعمل ہیں ہمارے بڑے کرم فرما ہیں۔ مفتی صاحب کے ذخیرہ علمیہ سے ان کے والد مرحوم حضرت مولوی شاہ جعفر علی فریدی کا یہ تبلیغی اور تاریخی مکتوب ہمیں دستیاب ہوا ہے جس کو ہم ناظرین 'العلم' کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

محمد ایوب قادری

کافی عرصہ سمستی پور میں رہنے کے بعد آپ نے خانقاہ قادریہ سربیلہ کو صدر مقام بنایا۔ ایک شخص نے پوچھا کہ حضرت آپ سمستی پور سے یہاں کیوں آگئے آپ نے فرمایا ہمارا مقام بدل دیا گیا ہے اب علاقہ کھگریا و سہرسا کی خدمت ہمارے سپرد کی گئی ہے۔

آپ سے بہت سی کرامتیں ظہور میں آئیں چند کرامت تحریر کی جاتی ہیں۔ ایک بار آپ حاجی پور کے علاقہ سے اصلاح کرتے ہوئے آرہے تھے اسٹیشن پر پہونچنے سے قبل ہی گاڑی چل دی کچھ سیکنڈ چلنے کے بعد اچانک رک گئی ہر طرح کی جانچ کی گئی مگر کسی قسم کا نقص نہ پایا آپ اطمینان سے اسٹیشن پر آئے اور ٹکٹ لے کر گاڑی پر سوار ہوئے آپ کے بیٹھتے ہی گاڑی چل دی گاڑی کے اندر بیٹھے ہوئے پنڈت جی آپ کو دیکھ کر ایک دم اٹھ گئے اور کہنے لگے کہ باباجی آپ یہاں بیٹھئے آپ نے فرمایا نہیں یہ تمہاری سیٹ ہے تم بیٹھو پنڈت جی نے کہا یہ سیٹ آپ کی ہی ہے اور میں پچھلے اسٹیشن سے آپ کے لئے محفوظ کئے ہوں آج صبح مجھے اپنے علم سے معلوم ہوا کہ حاجی پور اسٹیشن سے گاڑی چلے گی لیکن فوراً رک جائے گی ایک مہاتما جی کا انتظار کرے گی اور ان کے بیٹھتے ہی چل دے گی میں نے سوچا کہ ایسے مہاتما کے درشن کرنا چاہیے۔

ے غریق رحمت آپ کا مادہ وصال ہے

۱۹۵۸ء

واقعہ ماسٹر عبدالرحیم صاحب ساکن گرول نے بیان کیا۔

آپ کو حسینا بستی بہت پسند تھی اکثر رمضان شریف کا مسنون اعتکاف اسی بستی میں کرتے جس وقت حلقہ ذکر کرتے اکثر بزرگوں کی ارواح جلوہ گر ہوتیں اکثر فرماتے کہ ابھی حلقہ ذکر میں حضرت شاہ سلطان احمد نقشبندی (مرید و خلیفہ حضرت خواجہ بیدآدم بنوری خلیفہ اجل حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ) تشریف لائے تھے مالی بابو کیا آپ نے دیکھا کبھی فرماتے کہ حضرت شیخ نجم الدین مولانگری تشریف لائے تھے ابھی ابھی گئے ہیں کبھی فرماتے کہ حضرت صوفی شاہ آبادانی تشریف لائے تھے آپ لوگوں نے دیکھا۔ آپ اہل بستی کے حق میں خوب دعا فرماتے ایک بار کا واقعہ ہے کہ گنگا کا کٹاؤ زوروں پر تھا گنگا کٹاؤ کرتے کرتے قصبہ دیارا کے بالکل قریب آگئی اہل حسینا کی یہاں کچہری لگتی تھی حکومت کی طرف سے کچہری ہٹانے کا حکم آگیا اہل بستی نے آپ سے دعا کے واسطے عرض کیا آپ نے فرمایا گھبراؤ نہیں خدا حافظ ہے ہم کل اشراق کے بعد گنگا کے کنارے جاکر دعا کریں گے آپ گنگا کے کنارے تشریف لے گئے تازہ وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھی اور گنگا کے اندر جاکر دعا کی اور باہر آکر حد بندی کی اور فرمایا میں نے دعا کی ہے جب تک آپ کی کچہری رہے گی گنگا حد سے آگے نہ بڑھے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا جب تک کچہری رہی گنگا حد سے آگے نہ بڑھی۔ کچہری کے ہٹنے کے بعد اس علاقہ کو گنگا نے کاٹ دیا۔

۱۹۵۲ء کا واقعہ ہے کہ جناب فخرالدین صاحب ساکن حسینا ہجرت کرکے مشرقی پاکستان (بنگلہ دیش) چلے گئے ماحول پسند نہ آنے کی وجہ سے کچھ ماہ بعد واپس آگئے عزیز و اقارب نے دوبارہ جانے کے لئے اصرار کیا آپ حضرت کے پاس آئے اور عرض کیا کہ حضرت میری طبیعت دوبارہ جانے کے لئے مائل نہیں ہوتی عزیز و اقارب ضد کرتے ہیں آپ بتایئے کہ ہم جائیں کہ نہیں آپ نے فرمایا تم جیسا مناسب سمجھو کرو ہمیں کیا معلوم۔ فخرالدین صاحب نے کہا آپ اللہ کے ولی ہیں اور اللہ کے ولی پر سب روشن ہوتا ہے بہت اصرار کرنے پر فرمایا اچھا کل بعد نماز اشراق آنا۔ بعد نماز اشراق آپ نے فرمایا بابو ہم نے مراقبہ میں دیکھا کہ پاکستان کے دو حصہ ہوگئے ہیں مشرقی پاکستان الگ ہوگیا ہے وہاں لوگ پریشان حال ہیں قتل و خون ہو رہا ہے افراتفری کا ماحول ہے چین و سکون نہیں ہے بابو وہاں مت جاؤ اللہ

تم کو یہیں روزگار دے گا فخر الدین صاحب نے کہا حضور ہماری عمر زیادہ ہوگئی ہے ہم کو سرکاری نوکری نہیں مل سکتی آپ نے فرمایا تم کو سرکاری نوکری مل جائے گی آپ کے فرمانے کے کچھ دن بعد ان کو سرکاری ملازمت مل گئی۔ آپ کے فرمان کے بیس سال بعد ۱۹۷۲ء میں پاکستان کے دو حصہ ہوگئے اور مشرقی پاکستان بنگلہ دیش بن گیا۔ اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ (ترمذی شریف) مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

جناب عبد القدوس صاحب ساکن ہلدی ضلع لکھی سرائے ہجرت کر کے مشرقی پاکستان چلے گئے کافی عرصہ سے مع اہل وعیال کے چاٹگام میں رہتے تھے اور کاروبار کرتے تھے۔ جب بہاری بنگالی کا ہنگامہ برپا ہوا بہت پریشان ہوئے چشم دید دیکھا کہ حضرت تشریف لائے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ عبد القدوس گھبراؤ نہیں تم محفوظ رہو گے تمہارے ایک سامان کا بھی نقصان نہ ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ عبد القدوس صاحب مع اہل وعیال کے محفوظ رہے ان کا سامان بھی محفوظ رہا جب کہ قرب وجوار کے لوگوں کا کافی نقصان ہوا۔ اس واقعہ کی اطلاع عبد القدوس صاحب نے والد حضرت کو بذریعہ خط کی اور اپنے لڑکے کو مزار شریف پر غلاف لے کر بھیجا۔

جناب محمد حاذق صاحب ساکن حسینا بیان کرتے ہیں کہ ہم نے نوکری کا امتحان دیا پیر صاحب سے دعا کے واسطے کہا آپ نے فرمایا شیرینی لاؤ فاتحہ کریں گے ہم تھوڑی سی چینی لائے آپ نے فرمایا ہاں تمہارا کام ہو جائے گا۔ چھٹے دن۔ حاذق صاحب بیان کرتے ہیں کہ پیر صاحب کے فرمانے کے چھٹے دن ہماری نوکری کا کاغذ آگیا۔

سربیلہ میں ایک لڑکے کو لاپتہ ہوئے کئی سال گذر گئے تھے اس کی ماں نے آپ سے دعا کے واسطے عرض کیا آپ نے فرمایا تمہارا لڑکا زندہ ہے اور آٹھ دن کے اندر آجائے گا آپ کے فرمانے کے پانچویں دن لڑکا صحیح سلامت آگیا۔

وصال: آخیر عمر میں آپ کو ثقل سماع ہوگیا تھا بچپن میں مچھلی کا کانٹا حلق میں گڑنے سے آواز میں ناک کی خوشبو آگئی تھی (تذکار مطیب)۔

پوری زندگی تبلیغ میں گزارنے کے بعد وصال سے ایک ماہ قبل سربیلہ آئے اور حاجی منظور الحسن قادری سے فرمایا: بابو اب میرا آخری وقت ہے۔ میں مرنے آیا ہوں آخیر سفر میں آپ راٹن تشریف لے گئے تھے مولوی شمس الدین صاحب کو لڑکی کی شادی کی مبارک باد دی اور فرمایا بابو اب ہم جارہے ہیں اس کے بعد آپ رسوتک ہوتے ہوئے سربیلہ آئے مولوی شمس الدین صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں اس بات کو نہ سمجھ سکا کہ یہ آخری سفر کی طرف اشارہ ہے۔ دن بہ دن آپ کا ضعف بڑھتا گیا۔ وصال سے دو ہفتہ پیشتر یہ معمول ہوگیا تھا کہ جو بھی صاحب خانقاہ میں مزاج پرسی کے لئے آتے مصافحہ کے بعد کلمہ طیبہ اور استغفار پڑھتے اور کہتے کہ گواہ رہنا۔ وصال سے چار دن پیشتر عبدالرزاق صاحب ساکن سمری بختیار پور نے گھر جانے کی اجازت چاہی فرمایا جاؤ مگر جمعرات کو مغرب سے قبل آجانا۔ بظاہر کوئی بیماری نہ تھی مگر دن بہ دن نقاہت اور تنفس میں اضافہ ہوتا گیا دو دن پیشتر حکیم سید محبوب اشرف صاحب قبل مغرب دیکھنے آئے اس وقت ناطاقتی کی شدت تھی اور آنکھیں بند تھیں حکیم صاحب نے کہا ہوشیار مت کرنا کچھ ہی دیر کے مہمان ہیں مگر مغرب کی اذان ہوتے ہی آنکھیں کھولیں اور پلنگ سے اٹھنا چاہا ناطاقتی کی وجہ سے گر گئے پھر سنبھلے اور تیمم کیا اور نماز جماعت سے ادا کر کے سنت پڑھی اور ذکر اسم ذات میں مشغول ہوگئے آپ کی یہ کیفیت دیکھ کر حکیم صاحب حیران رہ گئے۔ تیسرے دن جمعرات کو وصال سے کچھ دیر قبل اذان کی آواز سنکر کھسکتے کھسکتے صفوف جماعت تک پہونچے اور جماعت سے مغرب کی نماز ادا کی واپس کمرے میں آکر اسم ذات میں مشغول ہوئے اور جان جان آفریں کے سپرد کی نہ بیہوشی نہ سکرات نہ بے چینی نہ گھبراہٹ نہایت اطمینان و سکون کے ساتھ اللہ اللہ کہتے ہوئے اللہ سے جا ملے جمعرات کے دن ۱۴ جمادی الآخرہ ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۵ دسمبر ۱۹۵۸ء تھی اگلے روز ۱۴ جمادی الآخرہ بروز جمعہ تجہیز و تکفین عمل میں آئی گیارہ صالحین نے غسل دیا۔ پیش خانقاہ دفن کئے گئے۔ شیخ العصر عابد سجری میں اور غریق رحمت

۱۳۷۸ھ ۱۹۵۸ء

عیسوی میں مادہ تاریخ وصال ہے۔

قطعہ تاریخ وصال از حضرت حاجی جامی بدایونی

۱۔ ہوئے مسکن گزین قصر جنت شہ جعفر علی صوفی و زاہد

تردد کیا ہے بہر یاد جامی — لکھو تاریخ شیخ العصر عابد

۱۳۷۸ھ

۲۔ اُٹھے سرشار عشق شاہ جیلاں — بپا چاروں طرف شور و فغاں ہے
جناں پہونچے تو رضواں نے کہا — فنا فی الغوث یہ قطب جہاں ہے

۱۹۵۸ء

۳۔ از مولانا ضیاء القادری بدایونی

ہوئے واصل بحق صد حیف وہ جعفر علی کہیے — جنھیں من جملہ اخیار دہر متقی کہیے
بزرگ باصفا تھے مرشد اہل طریقت تھے — انہیں شیخ گرامی قادری مشرب ولی کہیے
خدا و مصطفےٰ کی تھی محبت ان کے سینہ میں — انہیں مقبول یزداں فانی عشق نبی کہیے
تھی ان کی زندگی وقف ولائے غوث جیلانی — انہیں شیدائے اہلبیت و اصحاب نبی کہیے
خدا نے پندرہ اور سو برس کی عمر بخشی تھی — عبادت میں گزاری آپ نے سب زندگی کہیے
تھے اپنے خاندان کے حق میں حضرت رحمت باری — مریدوں کے لئے تھے آپ ظل ایزدی کہیے
ہیں ان کے لخت دل مولانا ابراہیم جو یارب — انہیں بھی عارفانہ مرحمت ہو زندگی کہیے
الٰہی مغفرت مرحوم باعظمت کی فرمانا — انہیں بے ساختہ جی چاہتا ہے جنتی کہیے

ضیاء اس باخدا شیخ طریقت کی سن رحلت
فریدی قادری مقبول حق جعفر علی کہیے

۱۳۷۸ھ

فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغٰلِبُوْنَ

۱۳۷۸ھ

(گوہرستان تواریخ)

۱۳۵۹ھ

خلفاء:

خلیفہ اوّل: مولانا مفتی محمد ابراہیم فریدی

آپ کے حالات آگے درج ہیں

خلیفہ دوم : حاجی شیخ منظور الحسن قادری

آپ سربیلہ کے زمیندار خاندان کے فرد تھے اور نسباً شیخ صدیقی جونپوری تھے والد کا نام شیخ مقبول حسن تھا منظور حسن آپ کا فصلی تاریخی نام ہے آپ حضرت شاہ نثار احمد قادری قدس سرہٗ کے داماد تھے۔ ذریعہ معاش کاشتکاری تھا شروع میں پہلوانی کا بھی شوق تھا۔ حضرت سے بیعت ہوکر سلوک کی تعلیم حاصل کی بعد طے سلوک شیخ نے اجازت و خلافت عطا کی ذاکر شاغل اور با اخلاق تھے آپ کو مرشد نے ہاتھ کی حرکت سے ذکر کرنے کی تعلیم بھی دی تھی جس کو آپ برابر کرتے تھے راقم السطور کو بھی آپ نے یہ طریقہ بتایا تھا آپ عاشق پیر تھے فنافی الشیخ میں اعلیٰ مقام تھا جب بھی مرشد کا ذکر کرتے آنکھیں نم ہو جاتیں وصال سے قبل یہ حالت تھی کہ خانقاہ میں شیخ کے مزار کی طرف رخ کر کے تصور شیخ میں بیٹھے رہتے۔ خانقاہ میں برابر ذکر کرتے ہر آنے والے کی خاطر مدارت کرتے خانقاہ کا انتظام اپنے جیب خاص سے کرتے شیخ کا عرس ہر سال خانقاہ میں ۲۵، ۲۶ دسمبر کو کرتے آپ کے انتقال کے بعد آپ کے فرزند رشید مولانا محمود الحسن قادری یہ خدمت انجام دے رہے ہیں۔ ۲، ۳ سال علیل رہنے کے بعد ۳ فروری ۱۹۸۹ء مطابق ۱۶ رجب ۱۴۰۹ھ کو انتقال فرمایا۔ اپنے آبائی قبرستان میں دفن کئے گئے۔ پیر و مرشد کے انتقال کے بعد والد حضرت مفتی شاہ محمد ابراہیم فریدی بھی آپ پر توجہ رکھتے تھے۔ راقم السطور سے کئی مرتبہ فرمایا کہ کبھی نسبت میں بھائی منظور الحسن کی طرف کر دیتا ہوں کبھی بھائی کلیم الدین کی طرف۔ آپ نے نہ کسی کو مرید کیا اور نہ ہی خلافت دی۔

خلیفہ سوم : صوفی عبدالرحیم بدیاوی

آپ موضع بدیا علاقہ سمری بختیار پور ضلع سہرسا کے رہنے والے تھے۔ قدوۃ المشائخ حضرت مولانا شاہ مصلح الدین آروی قدس سرہ سے مرید تھے مرید ہونے کے کچھ عرصہ بعد شیخ کا انتقال ہو گیا بعد وصال شیخ آپ حضرت قطب سہرسا سے طالب ہوئے عرصہ دراز تک خدمت میں رہ کر آپ نے سلوک کی تعلیم حاصل کی ۱۹۴۵ء میں حضرت نے اجازت و خلافت عطا کی

بہ اجازت نامہ والد حضرت کے قلم سے لکھا ہوا ہے جس پر دادا حضرت قطب سہرسا کے دستخط ہیں اس کی نقل احقر کے پاس ہے آپ عرصہ تک حضرت شاہ نثار احمد قادری اور حضرت ڈاکٹر سید عبد العظیم بھیونوی کی خدمت میں رہے آپ نے دور دراز مقام پر جاکر تبلیغ کی اور سلسلہ کا کام کیا باوجودیکہ آپ نے علم ظاہر حاصل نہیں کیا تھا۔ آپ کے پاس ایک گھوڑی تھی جس پر سوار ہوکر تبلیغ اور سلسلہ کی اشاعت کے لئے سفر کرتے آپ کا یہ سلسلہ نیپال تک پھیلا ہوا تھا آپ ذاکر شاغل اور عابد تھے چہرہ نورانی تھا والد حضرت نے احقر سے سربیلہ میں چند صاحبوں کے سامنے فرمایا کہ بھائی عبدالرحیم ذاکر ہیں اور ان کے چہرے پر نور ہے آپ کا انتقال ۱۹۸۰ء میں ہوا۔ اپنے آبائی وطن موضع بدیا میں دفن کئے گئے اس وقت آپ کے صاحبزادہ محمد طیب صاحب جانشین ہیں جن کو حضرت قطب سہرسا سے شرف بیعت حاصل ہے۔
۱۹۹۲ء میں احقر نے آپ کی قبر پر فاتحہ پڑھی آپ کو قبر میں آرام سے پایا۔ بقول صاحبزادہ محمد طیب صاحب آپ کے پندرہ سو مریدین تھے آپ نے دو مرید کو خلافت بھی عطا کی تھی۔

خلیفہ چہارم : شیخ محمد طیب

آپ ہریوا۔ علاقہ سمری بختیار پور ضلع سہرسا کے رہنے والے تھے۔ فضیلت مآب حضرت شاہ نثار احمد قادری قدس سرہ کے عزیز تھے حضرت قطب سہرسا سے بیعت ہوکر سلوک کی تعلیم حاصل کی اور اجازت و خلافت پائی آپ معمر شخصیت اور خوش مزاج تھے درویشانہ لباس پہنتے تھے۔ شروع میں پہلوانی کا شوق تھا۔ مونگیر و سہرسا میں آپ کے معتقدین تھے حاجت روائی کے لئے آپ دعا کے ساتھ تعویذ بھی دیتے تھے۔ آپ کا انتقال سپول میں ہوا وہیں دفن کئے گئے۔

خلیفہ پنجم : شیخ وجاہت حسین

آپ سربیلہ کے رہنے والے تھے والد کا نام شیخ ریاست حسین تھا آپ حضرت نثار احمد قادری علیہ الرحمہ کے بڑے داماد تھے بڑے مخیر اور غربا پرور تھے۔ خانقاہ سربلیہ کے منتظم تھے

مہمان نواز تھے خانقاہ کا خرچ اپنے جیب خاص سے کرتے۔ حضرت قطب سہرساسے بیعت ہوکر اجازت وخلافت حاصل کی۔ ۲۳ شوال ۱۳۷۸ھ مطابق ۲ مئی ۱۹۵۹ء شب شنبہ عشار کے وقت سیاہ سانپ کے کاٹنے سے انتقال فرمایا اس طرح آپ کو شہادت کا درجہ حاصل ہوا۔ آپ کے صاحبزادگان میں حاجی غلام حسن مولانا غلام حسین قادری اور بابو غلام حسنین ہیں ماشاء اللہ سب بقید حیات اور خوش عقیدہ ہیں اور بزرگوں کی سنت کو زندہ رکھے ہوئے ہیں آپ کے بنیرگان بھی تعلیم یافتہ اور عالم ہیں۔

قطعہ تاریخ وصال

گزید مار سیہ ناگہاں بوقت عشار — ہزار حیف بیک آن و چند ساعت مرد
ندائے غیب شنیدم از سر الہام — بگفت سال قضا وار ذی جاہت مرد

۱۳۷۸ھ

خلیفہ ششم: شیخ عبدالجبار معینی

آپ حسینا ضلع بیگوسرائے کے رہنے والے تھے متمول خاندان کے فرد تھے۔ ۱۹۰۱ء میں پیدا ہوئے والد کا نام محمد رعایت حسین تھا آپ نسباً شیخ صدیقی ہیں صوفی منش اور زاہد شب زندہ دار تھے۔ مونگیر اسپتال میں کمپونڈر تھے اس لئے کمپونڈر صاحب کے نام سے مشہور ہوئے حضرت مولانا شاہ معین الدین قدس سرہ نبیرہ حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ سے شرف بیعت حاصل تھا۔ شیخ کے انتقال کے بعد حضرت قطب سہرسا سے طالب ہوکر سلوک کی تعلیم حاصل کی اور اجازت وخلافت پائی بڑے خلیق مہمان نواز اور عاشق پیر تھے شیخ کی محبت میں اپنے صاحبزادوں کے نام میں معینی کا اضافہ کیا۔ رومال طریقت یعنی چندری ہمیشہ کاندھے پر رکھتے۔ ۲۰ ستمبر ۱۹۷۹ء بروز جمعرات حسینا میں انتقال کیا آبائی قبرستان میں دفن کئے گئے۔ آپ نے نہ کسی کو مرید کیا اور نہ ہی کسی کو خلافت دی۔ حافظ محمد اجمل صاحب معینی آپ کے بڑے صاحبزادہ ہیں مونگیر میں بیڈ ماسٹر ہیں۔ حافظ صاحب کو حضرت قطب سہرسا سے شرف بیعت حاصل ہے۔

خلیفہ ہفتم : مولانا سید احمد فریدی ادیب

آپ ۱۹۳۳ء میں سمستی پور میں پیدا ہوئے والد کا نام ڈاکٹر سید عبداللطیف جلالی تھا۔ آپ حضرت مخدوم سید جلال الدین جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ کی نسل سے تھے اس لئے جلالی سید کہلاتے ہیں۔ قطب سہرسا حضرت مولوی شاہ جعفر علی فریدی علیہ الرحمہ کے نواسہ ہونے کی نسبت سے فریدی لکھتے ہیں۔ آپ کی پرورش ننہال میں ہوئی ظاہری تعلیم و تربیت بدایوں میں آپ کے ماموں حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم فریدی قدس سرہ نے کی۔ مدرسہ شمس العلوم بدایوں میں عربی کی تعلیم اور گورنمنٹ نارمل اسکول سے انگریزی تعلیم حاصل کی۔ علم باطن نانا حضرت قطب سہرسا سے حاصل کیا کافی عرصہ شیخ کی خدمت میں رہ کر سلوک کی تعلیم حاصل کی سفر حضر میں ہر جگہ شیخ کی خدمت میں رہتے۔ شیخ نے وصال سے قبل آپ کو اجازت و خلافت عطا فرمائی چونکہ شیخ کے صاحبزادہ حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم فریدی بدایوں میں شیخ الحدیث و مفتی تھے اور وہیں سکونت اختیار کی تھی اس لئے آپ کو درگاہ حضرت مخدوم جلال پیر چشتی کا منتظم بنایا اور اپنے مکان واقع محلہ مگردھی جامع

ے حضرت مخدوم جلالی پیر چشتی قدیم بزرگ ہیں پہلے آپ کا مزار ظاہر نہ تھا جب آپ کی قبر پر ریلوے لائن بچھائی گئی اس وقت آپ نے تصرف فرمایا اس طرح کہ شام کو ریلوے لائن بچھائی جاتی صبح کو وہ اکھڑی ہوئی ملتی کئی دن تک یہ سلسلہ چلتا رہا ایک شب حضرت مولوی شاہ جعفر علی فریدی جن کے زیر سمستی پور کا باطنی انتظام تھا سے خواب میں فرمایا کہ ہم اس جگہ آرام کر رہے ہیں اور یہ لوگ ہمارے اوپر لائن بچھا رہے ہیں اسی شب انگریز افسر نے خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ فرما رہے ہیں کہ ہماری جگہ چھوڑ کر ریلوے لائن بچھاؤ اور اس جگہ کا منتظم مولوی جعفر علی کو بناؤ۔ اگلے روز آپ نے وہاں جا کر مراقبہ کیا مراقبہ میں آپنے قبر کی نشاندہی کی جلال الدین نام بتایا۔ مراقبہ سے یہ بات بھی ظاہر ہوئی کہ آپ قدیم چشتی بزرگ ہیں۔ یہ علاقہ پورا قبرستان تھا جس میں کھجور کے درخت کثرت سے تھے یہ قبرستان بوڑھی گنڈک دریا تک پھیلا ہوا تھا۔ یہ مسلمانوں کی آبادی تھی جس کا نام بنگرا تھا اسے بنگرا کاشی پور کہتے تھے۔ حضرت مخدوم جلال پیر چشتی کا پہلا باقاعدہ عرس ۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء سے شروع ہوا۔ انگریز افسر نے آسنی جنگلہ کھینچوا کر اس جگہ کی حد بندی آپ کے نام کر دی۔ (مکتوبات عالیہ)

مسجد میں رہائش کے لئے فرمایا۔ آپ تقریباً چالیس برس تک درگاہ کے منتظم رہے اس دوران درگاہ کی کافی ترقی اور شہرت ہوئی۔ یہ درگاہ سمتی پور میں مظفر پور ریلوے لائن کے کنارے فلائی اوور پل کے قریب ہے اور پیر استھان کے نام سے مشہور ہے دور دور سے زائرین حاضر ہوتے ہیں ہر سال ۲۱، ۲۲ ربیع الاوّل کو عرس ہوتا ہے۔

مولانا سید احمد فریدی صاحب اچھے عالم تھے مطالعہ وسیع تھا۔ وعظ خوب کہتے تھے آپ نے اس علاقہ میں رشد و ہدایت کا کام کیا اور مخلوق خدا کو فائدہ پہونچایا آپ کے مریدین کی تعداد بھی اچھی خاصی تھی۔ آپ دعا تعویذ کے ساتھ حکمت بھی کرتے تھے۔ شاعر بھی تھے ادیب تخلص تھا۔ آپ کو شہرت پسند تھی مزاج میں سادگی تھی آپ کی شادی پھوپھی زاد بہن زیب النسا بنت حکیم محمد ابراہیم تاجپوری سے ہوئی تھی۔ عمر کے آخری ایام میں کافی علیل رہے۔ ۲۱ اکتوبر ۱۹۹۳ء مطابق ۴ جمادی الاولی ۱۴۱۴ھ بروز جمعرات عصر مغرب کے درمیان انتقال فرمایا۔ حضرت مخدوم جلال پیر چشتی کے مزار کے برابر جائے وصیت پر دفن کئے گئے آپ کے اولاد نرینہ نہیں ہے کئی صاحبزادیاں ہیں۔ بڑے داماد مولوی عبدالجبار فریدی عرف جیا میاں بن حضرت مفتی محمد ابراہیم فریدی علیہ الرحمہ کو مزار درگاہ کا سجادہ نشیں و متولی بنایا گیا ہے۔ سجادگی کی خدمت راقم السطور کے سپرد کی گئی ملازمت کے سلسلہ میں دہلی میں مقیم ہونے کی وجہ سے راقم السطور نے بھائی صاحب کو اجازت و خلافت دے کر یہ خدمت ان کے سپرد کی۔

نمونہ کلام:

نعت شریف

ہوا روشن چراغ حسن جانانہ محمدؐ کا
جلے کیوں کر نہ دل اب بن کے پروانہ محمدؐ کا

ہے دل آویز کتنا حسن جانانہ محمدؐ کا
دو عالم میں جسے دیکھو ہے دیوانہ محمدؐ کا

بغیر نور حق حق تک رسائی غیر ممکن ہے
خدا کو پا نہیں سکتا ہے بیگانہ محمدؐ کا

نظر کر قلب کے بیت الشرف میں چشم باطن سے
نہاں ہے آفتاب حسن جانانہ محمدؐ کا

نہ گھبرا اے دل مغموم افکار حوادث سے
ہے تری پشت پر دست کریمانہ محمدؐ کا

ادھر آؤ رہ و رسم و منازل ادیبؔ سے پوچھو
بتادے گا تمہیں سب کچھ یہ دیوانہ محمدؐ کا

حضرت مولانا مفتی شاہ محمد ابراہیم فریدی

آپ قطب شہر ساحضرت مولوی شاہ جعفر علی فریدی قدس سرہ کے فرزند رشید شعبان ۱۳۲۶ھ مطابق ۱۹۰۸ء محلہ مگردہی نزد جامع مسجد ہمتی پور میں پیدا ہوئے تاریخی نام محمد ظہیر احسن ہے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر والد ماجد شیخ برحق سے حاصل کی اس کے بعد حضرت شاہ علی حبیب نصر بھلواروی کے برادر زادہ اور حضرت مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی کے شاگرد حضرت مولانا سید منظور احمد بھلواروی کے سامنے زانوئے تلمذ ہوئے حسن اتفاق سے آپ نے دینی تعلیم کا آغاز فاتحہ شیرینی سے اس تاریخ سے کیا جو شیخ الاسلام حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر کی تاریخ وصال تھی یعنی ۵ محرم الحرام۔ اس تاریخ کی برکت سے حضرت بابا صاحب کے اس نبیرہ جلیل کو اللہ رب العزت نے علوم ظاہری و باطنی کے گرانقدر خزانوں سے نوازا۔

ابتدائی تعلیم کے بعد آپ علم کی دولت کے حصول کے لئے جامعہ حمیدیہ دربھنگہ پہونچے اور مولانا حکیم سید برکات احمد ٹونکی کے شاگرد رشید مولانا سید عبدالحمید قادری دربھنگوی کے زمرۂ تلامذہ میں شامل ہوئے۔ یہاں سے ۱۹۲۸ء میں مدرسہ الہیات کانپور پر دستک دی۔ مولانا غلام یحیی ہزاروی سے حدیث پڑھی اس کے ساتھ ہی اس دور کے تبلیغی طریقہ کار مناظرہ و مباحثہ کی مجالس میں شریک ہوئے۔ آریہ سماجیوں اور عیسائیوں کو اسلام کی صداقتوں کا قائل کیا۔ کانپور میں ابوالمنظور حضرت مولانا عبدالماجد قادری بدایونی جو مشہور مقرر اور تحریک خلافت کے سرگرم رکن تھے سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ مولانا کی جوہر شناس نگاہوں نے آپ کو بدایوں آنے کی دعوت دی اس وقت مدرسہ شمس العلوم بدایوں میں جامع معقولات ومنقولات مولانا ابومحمد عبدالسلام ذرانی قندہاری درس و تدریس کی خدمت انجام دے رہے تھے۔ آپ کے درس کی ہندوستان سے باہر بھی شہرت تھی بیرونی طلبار کثرت سے آپ کے حلقہ تلامذہ میں تھے۔ اکثر طلبار فارغ ہونے کے بعد معقولات ومنقولات کا درس لینے آتے آپ نے بھی حضرت مولانا سے معقولات ومنقولات کا درس لیا

اس کے بعد دورہ حدیث اور سند فراغت کے لئے مدرسہ منظر اسلام بریلی گئے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے فرزند اکبر حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خاںؒ اور خلیفہ اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا عبدالعزیز خاں محدث بجنوری شاگرد حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی مدفون پیلی بھیت سے تکمیل علوم دینیہ کے بعد سند فراغت حاصل کی اور پھر اسی مدرسہ میں مدرس ہو گئے۔ اسی دوران محکمہ تعلیمات اتر پردیش سے فاضل دینیات پاس کیا۔ کچھ عرصہ بعد مولانا خواجہ غلام نظام الدین قادری بدایونی کے اصرار پر مدرسہ عالیہ قادریہ بدایوں میں استاد کی حیثیت سے کام کرنے لگے۔ مولانا عبدالواحد عثمانی بدایونی کے اصرار پر مدرسہ شمس العلوم بدایوں میں درس دینا شروع کیا۔ ۱۹۴۰ء میں صدر مدرس و شیخ الحدیث کے عہدہ پر فائز ہوئے اور بدایوں کے مفتی مقرر ہوئے۔ کم و بیش پچاس برس حدیث و فقہ کا درس دیا اور تاحیات فتویٰ نویسی کی خدمت انجام دی۔ آپ کو جملہ علوم و فنون میں کمال حاصل تھا آپ کا حلقہ تلامذہ وسیع تھا۔ ہندوستان سے باہر بھی آپ کے شاگرد ہیں۔ آپ کے حلقہ درس میں جنات بھی شامل ہوتے تھے۔ بحر العلوم مفتی سید افضل حسین مونگیری اور استاذ العلماء مولانا دانش علی فریدی آپ ہی کے شاگرد ہیں۔

تحصیل علم اور حصول بصیرت کا مقصد یہ ہے کہ انسان جو کچھ حاصل کرے اس سے دوسروں کو بھی بہرہ ور کرے اس کے ذرائع مختلف ہوتے ہیں ایک ذریعہ درس و تدریس کا ہے جس کے ذریعہ ایک عالم سینکڑوں طالبان علم کو استفادہ کرنے کا موقع دے کر چراغ سے چراغ روشن کرنے کا سلسلہ قائم کر دیتا ہے یہ ذریعہ نہایت وقیع اور عظیم ہے اسی طرح ایک ذریعہ تحریر و تقریر کا ہے۔ تحریر ایک ایسا وسیلہ ہے جس میں لکھنے والا پورے شعور اور تیقن اور دلجمعی کے ساتھ اپنا علم اپنا تجربہ اور اپنی بصیرت صفحہ قرطاس پر منتقل کر دیتا ہے چونکہ یک سو ہو کر مہارت اور علمی کاوشوں کو سپرد قلم کرتا ہے اس لئے قاری اس سے وہی کچھ حاصل کرتا ہے جو لکھنے والا محسوس کر کے لکھتا ہے اس طرح ایک علمی خزانہ ایک ذہن سے ہزاروں میں منتقل ہو جاتا ہے۔ آپ احکام نکاح احکام منطق تذکار مطیب تذکرہ نایاب جیسی علمی اور ادبی کتابوں کے مصنف ہیں۔ آپ نے والد ماجد شیخ برحق کے خطوط مکتوبات عالیہ جو شریعت

وطریقت کا خزانہ ہے کی تہذیب وتدوین کی ہے جس کو حاجی محمد رضا فریدی کراچی پاکستان نے شائع کیا ہے۔ اس کے علاوہ ہندوستان و پاکستان کے علمی وادبی اخبار ورسائل میں سینکڑوں مضامین لکھے ہیں ان رسائل میں چشمہ شریعت کانپور المنظور بدایوں دبدبہ سکندری رامپور سلطان المشائخ وآستانہ دہلی، کاشانہ صابری کلیر شریف آستانہ زکریا ملتان بصائر کراچی اور ہفتہ وار نماز شامل ہے۔ آپ نے تحریک نماز کے سلسلہ میں ہفتہ وار اخبار 'نماز' جاری کیا جس کے آپ مدیر تھے اس اخبار میں آپ کے بیشتر اصلاحی وتبلیغی مضامین ہوتے تھے۔

جنوری ۱۹۳۰ء میں آپ نے سلسلہ عالیہ قادریہ مجددیہ آبادانیہ میں حضرت مولانا ڈپٹی شاہ مصلح الدین قادری آروی کے دست حق آگاہ پرست پر بیعت حاصل کی۔ سلوک کی ابتدائی منازل شیخ طریقت کی حیات ظاہری میں طے کیں۔ شیخ طریقت کے وصال کے بعد والد ماجد نے واردات قلبی اور منازل راہ سلوک کے ادراک کے لئے مراقبہ کیا۔ مناسب حال کے علم کے بعد برادر طریقت حضرت شاہ نثار احمد قادری کی خدمت میں پیش کیا اور خود بھی توجہ رکھی اس طرح پیرومرشد کے انتقال کے بعد دونوں بزرگوں کی نگرانی میں سلوک کی منازل طے کیں۔ سلوک طے ہونے کے بعد حضرت شاہ مصلح الدین قدس سرہ کے باطنی اشارہ پر سلطان المشائخ حضرت حافظ شاہ فرید الدین آروی کے عرس کے موقع پر ۲۵ محرم الحرام ۱۳۵۷ھ کو آپ کو دونوں بزرگوں نے چاروں سلاسل کی اجازت وخلافت عطا فرمائی۔

حضرت شاہ نثار قادری آپ کے زہد وتقوی باطنی حالت سے بہت مسرور ہوئے اور فرمایا کہ اگر قیامت کے دن خدا مجھ سے سوال کرے گا کہ تم ہمارے لئے کیا لائے ہو تو میں محمد ابراہیم کو پیش کروں گا۔

آپ متبحر عالم عاشق رسول اور زاہد شب زندہ دار تھے۔ آپ کے روز وشب طالبان راہ حق کے ظاہر وباطن کو سنوارنے اور خدمت میں بسر ہوتے۔ باوجود اس علم فہم وفراست اور تقوی کے آپ حد درجہ منکسر المزاج اور متواضع تھے اور اخلاق نبوی کے آئینہ دار تھے۔

پیرانہ سالی کے باوجود روزی کے حصول اور اکل حلال کی خاطر محنت اور دیانت سے اپنے فرائض انجام دیتے اور اپنا کام خود کرنا پسند کرتے۔ دوسروں کی مدد کرنے کا جذبہ ہر وقت آپ کے

دل میں موجزن رہتا۔ لباس وطعام اور عام معاشرت میں آپ کا طریق نہایت سادہ تھا اپنے آنے پر لوگوں سے تعظیماً کھڑے ہونے کو منع فرماتے۔ سنت نبوی کے پابند اور عاشق رسول تھے۔ آپ اپنی زندگی کا ہر لمحہ پیروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں گزارتے۔ کھانا پینا رہنا سہنا ملنا جلنا اور خدمت خلق میں سنت نبوی کی پیروی کرتے۔ نعت شریف سننے کا شوق تھا نعت شریف سے خوب محظوظ ہوتے کبھی سکوت کبھی واہ کبھی سبحان اللہ اور کبھی گریہ طاری ہوتا کبھی نیم بسمل کی طرح فرش پر لوٹتے یہ کیفیت دیر تک رہتی ایک بار سربیلہ عرس میں میں حضرت مولانا شاہ معین الدین ؒ کی غزل "لے گئی چھین کے دل بوئے رسول عربی" پر آپ کو دیر تک کیفیت رہی۔

آپ کے معمولات میں زیادہ تر ذکر خفی تھا۔ ذکر جلی مریدین کو تعلیم کے واسطے کراتے۔ ذکر کثرت سے کرتے ہر لطیفہ سے ذکر جاری تھا سلطان الاذکار میں اعلیٰ مقام تھا ابتدا میں آپ کا قیام مدرسہ شمس العلوم کے بورڈنگ میں تھا۔ آپ کوتوالی کے سامنے ٹال والی مسجد میں نماز مغرب و عشا ادا کرتے۔ بعد نماز مغرب وعشا اسی مسجد میں مریدین کو تعلیم دیتے۔ اذکار میں نفی اثبات پاس انفاس کی تعلیم ضرب کے ساتھ پہلے جلی پھر خفی کی دیتے۔ نفی اثبات کی تعلیم میں لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللہ لَا مَشْہُوْدَ اِلَّا اللہ مقصود اِلَّا اللہ کی بھی تعلیم دیتے۔ لطائف ستہ کی نشاندہی کے بعد مریدین کو دورہ قادری کراتے۔ درود شریف صَلَّی اللہُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہ کی بھی ضرب لگواتے۔

مولانا علیم الدین احمد فریدی ایک مکتوب میں تحریر کرتے ہیں کہ جب حضرت صدر مدرس اور شیخ الحدیث کے مسند پر فائز تھے اس وقت آپ کا قیام مدرسہ کے بورڈنگ کے الگ کمرے میں تھا۔ آپ طلبا سے خوش مزاجی سے پیش آتے طلبا بھی آپ سے خوش رہتے۔ اکثر طلبا نے دیکھا کہ رات میں آپ اللہ اللہ کہتے ہوئے اُٹھتے اور پلنگ کے چاروں طرف چکر لگاتے اس وقت آپ کی حالت کچھ اور ہوتی۔

حضرت غوث اعظم حضرت خواجہ غریب نواز اور حضرت مجدد الف ثانی ؒ سے خصوصی نسبت رکھتے تھے۔ ۱۹۸۰ء میں سرہند شریف حاضری کے دوران حضرت مجدد صاحب نے خصوصی توجہ فرمائی مزار شریف پر حاضری کے دوران دیکھا کہ حضرت مجدد صاحب شلوار کرتا اور عمامہ

باندھے ہوئے قبر سے باہر تشریف لائے اور اپنے نبیرہ خواجہ نقشبند کے مزار کی طرف تشریف لے گئے۔

سلاسل کے اذکار کے علاوہ دلائل الخیرات حزب الاعظم حزب البحر اور منزل شریف بھی آپ کے اوراد میں داخل تھیں دعائے حزب البحر کی اجازت آپ کو بلاواسطہ حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی قدس سرہٗ سے حاصل تھی راقم السطور نے بچپن میں متعدد خطوط دیکھے جس میں تحریر تھا کہ حضرت شیخ نے خواب میں فرمایا کہ ہم نے اپنی دعا کی اجازت مفتی صاحب کو دیدی ہے تم ان سے اجازت لے لو۔

خلافت حاصل ہونے کے بعد ہی آپ اجراء سلسلہ اور رشد و ہدایت ظاہری و باطنی میں مشغول ہو گئے۔ آپ مریدین کو شریعت مطہرہ کی پابندی اور اصلاح باطن کے لئے اذکار کی تعلیم و تلقین فرماتے۔ معانقہ بھی کرتے اکثر اوقات معانقہ سے لطائف جاری ہو جاتے قبض باطنی دور ہو جاتا اور نسبت کا فیضان ہوتا۔ آپ نے اکثر طالبین کو سلسلہ عالیہ قادریہ مجددیہ آبادانیہ میں داخل کیا حضرت صوفی سید عبدالسلام قادری فرماتے ہیں کہ جب مجھے بیعت ہونے کا شوق پیدا ہوا تو میں سب سے پہلے حضرت سید دانش علی صاحب چشتی بنیائی سجادہ نشیں درگاہ حضرت مخدوم شیخ سارنگ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا ہم تمہیں اجازت و خلافت دیدیں گے مگر بیعت نہیں کریں گے پیر تمہیں بدایوں میں ملے گا اس کے بعد حضرت میاں رحمت اللہ صاحب نبیرہ حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت نے فرمایا کہ تمہارا حصہ ہمارے یہاں نہیں ہے گھبراؤ نہیں پیر جلدی ملے گا۔ اس کے بعد حضرت شاہ سلیمان چشتی نیازی کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا کہ سید دانش علی صاحب کا فرمانا کافی ہے۔ کچھ عرصہ بعد میرا تبادلہ بدایوں ہو گیا۔ حضرت کے ایک مرید عبداللہ بٹ صاحب سے میرے دوستانہ مراسم ہو گئے بٹ صاحب نے حضرت سے ملاقات کرائی۔ رات میں خواب میں دیکھا کہ حضرت سید دانش علی صاحب فرماتے ہیں کہ پیر ملا اور مرید نہیں ہوئے اگلے دن میں حضرت سے مرید ہوا۔

استاذ العلماء مولانا دانش علی فریدی بیان کرتے ہیں کہ حضرت سے مدرسہ شمس العلوم میں پڑھتے تھے ہم لوگ ہوسٹل میں رہتے تھے صبح ناشتہ کے وقت خیال آیا کہ گرم گرم جلیبی ہوتی

تو ناشتہ میں لطف آجاتا اسی وقت ایک صاحب گرم گرم جلیبی لے کر آئے اور فاتحہ کے لئے عرض کیا حضرت نے فاتحہ کے بعد کہا لو دانش اسی کی خواہش تھی۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ بورڈنگ میں ایک شخص رہتا تھا جو فارسی سے نابلد تھا کسی نے فارسی کا شعر پڑھا اس پر کیفیت طاری ہوئی اور وہ رونے لگا۔ میں نے کہا یہ مکار ہے فارسی کا ایک لفظ نہیں جانتا اور روتا ہے حضرت نے فرمایا دانش ایسی بات نہیں ہے ہو سکتا ہے کہ یہ کسی بزرگ کا مرید ہو اور نسبت کے فیضان سے اس پر کیفیت طاری ہوئی ہو ہم خاموش رہے مگر ہماری پوری تسلی ہوئی ایک دو دن بعد قیلولہ کے وقت ہم پر کیفیت طاری ہوئی اور گریہ ہونے لگا ساتھیوں نے حضرت سے کہا حضرت نے فرمایا انھیں رونے دو ظہر کی نماز کے بعد حضرت نے فرمایا دانش اب معلوم ہوا کیفیت کیا ہوتی ہے۔

صوفی افسر حسین بیان کرتے ہیں فرید پور بستی میں چند اشخاص جسمیں میں بھی تھا ایک مقدمہ میں ملوث ہوئے ہم نے حضرت سے دعا کے واسطے عرض کیا حضرت نے فرمایا گھبراؤ نہیں خدا کی رحمت پر بھروسہ رکھو۔ جس دن مقدمہ کا فیصلہ ہونے والا تھا خواب میں دیکھا کہ ایک بڑے میدان میں دربار لگا ہوا ہے ہمارے حضرت صدر کرسی پر رونق افروز ہیں مقدموں کے فیصلے ہو رہے ہیں ہمارا مقدمہ بھی پیش ہوا حضرت نے بری ہونے کا حکم فرمایا اگلے دن جج نے ہمارے حق میں فیصلہ سنایا۔

ایک صاحب عرصہ سے بیمار تھے بڑی زیارت یعنی درگاہ حضرت سلطان العارفینؒ پر شفایابی کے لئے دعا کی۔ شب کے آخر میں اس شخص نے دیکھا کہ حضرت العارفین فرما رہے ہیں کہ مفتی صاحب کا کرتہ پہن لو شفا ہوگی۔ وہ شخص جمعہ کی صبح کو آیا اور خواب بیان کیا آپ نے کرتا دے کر اسے رخصت کیا۔ آپ کے صاحبزادہ مولوی عبدالعزیز نے حضرت شیخ بدرالدین شاہ ولایت بدایوں کی زیارت کی آپ نے فرمایا اپنے والد سے ہمارا سلام کہنا۔

آپ کو بزرگان مارہرہ میں حضرت مولانا سید ابوالحسن نوری میاں قدس سرہ سے نسبت اویسی حاصل تھی میاں صاحب قبلہ نے عالم رویا میں معانقہ و مصافحہ کے بعد اپنی تسبیح آپ کو عنایت کی۔ دوسری بار عالم رویا میں دیکھا کہ حضرت میاں صاحب کے سامنے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور قاضی مبشر الاسلام عباسی بدایونی دوزانو بیٹھے ہیں میاں صاحب کتاب

پڑھ کر دونوں حضرات کو فیض پہونچا رہے ہیں آپ کے پہونچنے پر وہ کتاب میاں صاحب نے آپ کو دے دی۔ مفتی اعظم ہند مولانا مصطفے رضا خاں قادری قدس سرہ نے وہ تمام اجازتیں جو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ سے حاصل ہوئیں تھیں تحریری شکل میں آپ کو، محرم ۱۳۷۶ھ کو عطا کی اس کے علاوہ اپنے بہنوئی مولانا تقدس علی خاں کی معرفت بہت سے تعویذات کے نقش بھیجے۔ راقم السطور نے بچپن میں مولانا موصوف کے علاوہ مفتی اعظم ہند، صدر الشریعہ مولانا امجد علی رضوی اور حضرت حاجی قاسم حسین بریلوی کے بہت سے مکتوب آپ کے نام دیکھے تھے افسوس کہ یہ مکتوبات بارش کی وجہ سے محفوظ نہ رہ سکے۔

آپ کو حضرت بابا صاحب کے ہم شکل ہونے کا شرف حاصل تھا حضرت بابا صاحب نے کئی بار عاجز سے خواب میں فرمایا کہ تمہارے والد ہماری ہم شکل ہیں۔ ڈاکٹر قاسم رضا سالم فریدی جب پاک پٹن شریف حضرت بابا صاحب کے عرس میں حاضر ہوئے مزار شریف سے صدا آئی تمہارے شیخ ہماری ہم شکل ہیں دو تین بعد حضرت بابا صاحب کی زیارت ہوئی تو حضرت بابا صاحب اور شیخ کی شکل میں کوئی فرق نہ پایا۔ آپ کو حضرت بابا صاحب سے انتہائی عشق تھا اگر کوئی مشکل پیش آتی تو حضرت کی طرف رجوع کرتے۔ ایک بار ذکر کے دوران آپ پر دائیں جانب سے قادری نسبت اور بائیں جانب سے نقشبندی نسبت کا اس قدر غلبہ ہوا کہ برداشت کی طاقت نہ رہی اسی عالم میں آپ نے کہا بس۔ اس کہنے سے فیضان رک گیا اور آپ کو قبض باطنی ہو گیا آپ علیل ہو گئے۔ علالت کے عالم میں ایک شب دیکھا حضرت بابا صاحب تشریف لائے اور آپ کی پیشانی پر ہاتھ مار کر فرمایا "جمال مارا بہین" حضرت کے فرمانے کے بعد آپ کا قبض باطن دور ہو گیا اور آپ ٹھیک ہو گئے۔

آپ کو کشف قبور بھی ہوتا تھا ایک بار آپ محلہ جالندھری سرائے قبروں والی مسجد میں مولانا محمد علی اشرفی صاحب سے گفتگو کر رہے تھے۔ گفتگو کے دوران فرمایا کہ یہاں خوشبو آرہی ہے کسی صاحب نسبت بزرگ کا مزار ہے مولانا اشرفی صاحب نے کہا مسجد کے سامنے ایک بزرگ کا مزار ہے جو حضرت شاہ درگاہی میاں رامپوری کے خلیفہ ہیں۔ مولانا دانش علی فریدی نے بیان کیا کہ ہم لوگ حضرت کے ساتھ کسی جگہ جا رہے تھے حضرت نے یکایک تانگہ رکوایا اور فاتحہ

خوانی کی اور فرمایا اس طرف سے نسبت آرہی ہے کسی بزرگ کا مزار ہے بعد میں لوگوں نے اس کی تصدیق کی۔

مولوی کلیم الدین قادری نے بیان کیا کہ حضرت کشن گنج پورنیہ سے تبلیغی اصلاحی دورہ کر کے سمری بختیار پور اسٹیشن پر آئے جنوری کا مہینہ تھا سردی شباب پر تھی ابر چھایا ہوا تھا اسٹیشن پر روشنی نہیں تھی دیکھا کہ کہیں سے نور کی شعائیں آرہی ہیں ادھر اُدھر دیکھا پھر آسمان کی طرف دیکھا کہ حضرت کے چہرے سے نور کی شعائیں نکل رہی ہیں۔ عبدالرحمن صاحب ساکن رسونک علیل تھے جنونی کیفیت تھی حضرت نے نماز فجر کے بعد ان پر توجہ کی جس سے ان کی جنونی کیفیت دور ہوئی۔

صوفی سید عبدالسلام قادری صاحب فرماتے ہیں کہ وصال سے تین ماہ قبل میں نے حضرت کی زیارت کی حضرت نے کچھ راز کی باتیں فرمائیں پھر فرمایا کہ اب ہم جارہے ہیں ہلال انور کا خیال رکھنا۔

۳ رجب المرجب ۱۴۰۷ھ مطابق ۴ مارچ ۱۹۸۷ء بروز بدھ عصر کی نماز کے بعد بیماری کا سلسلہ شروع ہوا۔ جب تک نقل و حرکت کی طاقت رہی نماز پڑھاتے رہے۔ آخر وقت میں بے ہوشی طاری ہوئی جب بھی ہوش آتا دریافت کرتے نماز پڑھ لی یا نہیں ہم لوگ کہتے۔ پڑھ لی فرماتے تیمم کراؤ ایک بار پھر پڑھ لیں دو تین دن تک یہی کیفیت رہی حضرت بابا صاحب کی بھی ایسی ہی کیفیت تھی جب بھی ہوش آتا دریافت کرتے نماز پڑھ لی خدام عرض کرتے ہاں مخدوم نماز پڑھ لی ایک ہفتہ علیل رہنے کے بعد ۱۰ رجب ۱۴۰۷ء مطابق ۱۱ مارچ ۱۹۸۷ء بروز بدھ قبل مغرب ضلع اسپتال بریلی میں انتقال فرمایا۔ اگلے دن جمعرات کو بعد نماز ظہر احقر غفرلہ نے جامع مسجد میں نماز جنازہ پڑھائی مکان کے قریب احاطہ زیارت مٹکی پیر میں دفن کئے گئے۔ حضرت حاجی محمد رضا فریدی کراچی یکہ از اجل خلفاء آنحضرت نے مسجد و خانقاہ مدرسہ تعمیر کرایا اور مزار شریف پر گنبد تعمیر کرایا۔

خانقاہ کا تاریخی نام خانقاہ قادریہ نقشبندیہ آبادانیہ فریدیہ ہے مسجد کا نام اولیاء مسجد اور مدرسہ

کا نام مدرسہ فیض رسول ابراہیمیہ رکھا گیا ہے۔

قطعہ تاریخ وصال از مولانا محمد علی اشرفی شاہین بدایونی

عیسوی اس ولی کا سال وصال — کہیے شاہین بہ عزت و تکریم
کر کے پانچ جب پنجتن کے شمول — عاشق صادق رسول عظیم

۱۹۸۷ء

۵

(۲) از مولانا مظفر احمد دانا گنجوی

مَضٰی مَنْ کَانَ اُستَاذِی فَرِیدِی — مَضٰی مَنْ کَانَ مَرغُوبَ الوَرٰی وَدِ
لِمَ لَا تُبکٰی عَینَ کُلَّ یَومٍ — اَلَا تَدرِی مَضٰی نُورُ الوُجُودِ
فَصَبرًا یَا مُظَفَّرُ ثُمَّ صَبرًا — فَنَحنُ ذَاهِبُونَ اِلَی العُهُودِ
وَنُورًا کُنتَ فِینَا قَد دَخَلتَ — بِکَرمِ الهَادِی جَنَّت خُلُودِ

۱۴۰۷ھ

دگیر — صَدَقَ العَلِیمُ عِندَ رَبِّهِم جَنَّتِ النَّعِیم

۱۴۰۷ھ

برائے لوح مزار — عالم دین رضی اللہ عنہ — لحد پاک محب الفقراء والغربا والمساکین

۱۴۰۷ھ — ۱۹۸۷ء

قطب الاقطاب عارف باللہ مولانا مفتی ابراہیم فریدی

۱۹۸۷ء

ہر سال آپ کا عرس خانقاہ آبادانیہ فریدیہ محلہ کمنگران بدایوں میں منعقد ہوتا ہے جس میں تمام مراسم شریعت کے دائرے میں ہوتے ہیں۔ سجادگی کے فرائض راقم السطور انجام دیتا ہے۔

خلفاء: آپ نے مندرجہ ذیل مریدین کو اجازت و خلافت بخشی

(۱) احقر غفرلہ محمد انور علی فریدی سہیل — (۲) صوفی سید عبد السلام قادری
(۳) مولانا دانش علی فریدی — (۴) مولانا عین الدین احمد فریدی
(۵) حاجی محمد رضا فریدی — (۶) صوفی نذیر احمد فریدی

(۷) قاضی ممنون الحسن (۸) حاجی مظہر علی فریدی نصرت

(۹) مولوی محمد محسن فریدی

خلیفہ اوّل : مولانا دانش علی فریدی محدّث

استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی حکیم محمد دانش علی فریدی محدّث ۱۹۲۰ء[1] میں لکھیم پور میں پیدا ہوئے والد کا نام محمد نواب علی چشتی قادری تھا جو حضرت سید دانش علی صاحب چشتی مینائی سجادہ نشیں درگاہ حضرت مخدوم شیخ سارنگ مجھگواں شریف کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ کے آباؤ اجداد قندھار سے ترک سکونت کر کے ہندوستان آئے اس خاندان کے کچھ افراد رامپور اور مراد آباد میں آباد ہو گئے اور کچھ نے مشہور مردم خیز خطہ خیر آباد ضلع سیتاپور میں سکونت اختیار کی آپ کے والد کے ضلع کھیری میں معتقدین و مریدین کی کثیر تعداد تھی اس لئے انھوں نے لکھیم پور میں مکان بنایا مگر وطن سے بھی تعلق رکھا۔

مولانا دانش علی فریدی صاحب نے خیر آباد سے اُردو مڈل پاس کیا پھر مدرسہ رکنیہ اسلامیہ لاہرپور میں ابتدائی عربی فارسی کی تعلیم حاصل کی۔ مولانا عبد الحامد قادری بدایونی کے توسط سے مدرسہ شمس العلوم بدایوں میں داخلہ لیا اور حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم فریدی سے درس نظامی کی تکمیل کی۔ طالب علمی کے دوران مولوی مظہر علی فریدی کے توسط سے حضرت سے سلسلہ قادریہ مجددیہ آبادانیہ میں بیعت ہوئے۔ ۱۹۴۲ء میں درس نظامی کی تکمیل پر مدرسہ کے سالانہ جلسہ میں آپ کی دستار بندی ہوئی اسی سال شیخ طریقت نے اجازت و خلافت عطا فرمائی۔ آپ نے زندگی کا بیشتر حصہ درس و تدریس میں گزارا۔ ۴۵ بہ مرتبہ بخاری شریف کا درس دیا۔ آپ کو تمام علوم پر عبور حاصل ہے طالب علمی کے زمانہ میں بھی ہمیشہ امتیازی نمبروں سے کامیاب ہوئے

---

[1] مختصر علالت کے بعد ۲۳ جمادی الاول ۱۴۱۵ھ مطابق ۲۹ اکتوبر ۱۹۹۴ء بروز ہفتہ (سنیچر) رامپور میں انتقال فرمایا۔ گھر کے قریب قبرستان میں دفن کئے گئے۔ آپ کے دو صاحبزادے عزیزم ضخامت علی لڈو میاں اور نوازش علی اور ایک صاحبزادی ہیں۔

آپ کو فلسفہ و طب میں بھی کمال حاصل ہے حکیم حاذق و شاعر خوش فکر ہیں۔ خوش نویسی سے بچپن سے دلچسپی ہے خط بہت پاکیزہ ہے۔ ہندوستان کے علاوہ افریقہ میں بھی آپ کے شاگرد ہیں۔
آپ نے مدرسہ بحر العلوم و مدرسہ فیض عام شاہ جہاں پور مدرسہ سراج العلوم سنبھل مدرسہ انوار العلوم تلسی پور مدرسہ احسن المدارس قدیم کانپور مدرسہ مظہر العلوم گرسہائے گنج جامعہ غازیہ سید العلوم بہرائچ میں بحیثیت صدر مدرس اور شیخ الحدیث تدریسی خدمت انجام دیں۔ آپ پرجوش مقرر بھی ہیں مزاج میں ظرافت ہے آج کل مفتی اعظم کانپور ہیں۔ آپ نے مندرجہ ذیل کو اجازت و خلافت عطا کی۔

(۱)۔ مولانا محمد ادریس صاحب ناظم اعلیٰ مدرسہ مظہر العلوم گرسہائے گنج فرخ آباد
(۲)۔ مولانا محمد یونس صاحب پیش امام ڈنڈوا بزرگ ضلع فرخ آباد
(۳)۔ مولانا علی صاحب اعظمی مدرسہ انوار القرآن بلرامپور ضلع گونڈہ

آپ کی تصنیفات کا بیشتر حصہ غیر مطبوعہ ہے صرف معقولات دانش زیور طبع سے آراستہ ہو کر مقبولیت حاصل کر رہی ہے۔

خلیفہ دوم: صوفی سید عبد السلام قادری

آپ مارچ ۱۸۹۶ء میں زمانیہ غازی پور میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام سید عاشق حسین جعفری تھا۔ آپ کا نام سید عبد القیوم جعفری تھا۔ پیر و مرشد نے سید عبد السلام قادری نام رکھا آپ اسی نام سے مشہور ہوئے۔ آپ سادات جعفری زیدی ہیں۔ آپ کے جد اعلیٰ حضرت سید کریم الدین جعفری فیروز شاہ تغلق کے عہد میں بخارا سے ہندوستان آئے اور موضع کالن پور زمانیہ میں بود و باش اختیار کی۔ حالات زمانہ کے تحت اس خاندان کے افراد نے مختلف شہروں میں سکونت اختیار کی اور یہ بستی سادات جعفری سے خالی ہو گئی۔ حضرت سید کریم الدین جعفری بزرگ شخصیت تھے حضرت مخدوم سید جلال الدین جہانیاں جہاں گشت حضرت سید راجو قتال حضرت مخدوم محمد اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہم سے دوستانہ مراسم تھے۔ آپ کے والد سید عاشق حسین جعفری حضرت سید دانش علی چشتی مینائی کے مرید تھے۔

حضرت سید عبدالسلام قادری صاحب نے غازی پور میں تعلیم حاصل کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد حضرت سید دانش علی حضرت رحمت اللہ میاں نبیرہ حضرت مولانا فضل رحمان گنج مرادآبادی حضرت شاہ سلیمان خلیفہ حضرت شاہ محی الدین نتھے میاں صاحب بریلوی نیازی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کے لئے عرض کیا تینوں بزرگوں نے فرمایا ہم تمہیں سب کچھ دیدیں گے مگر مرید نہیں کریں گے گھبراؤ نہیں پیر بھی مل جائے گا۔

سید صاحب غازی پور میں محکمہ زراعت میں انسپکٹر تھے کچھ دنوں بعد آپ کا تبادلہ بدایوں ہوا۔ ایک دن عبداللہ بٹ صاحب کے توسط سے حضرت سے ملاقات ہوئی شب میں حضرت سید دانش علی صاحب نے فرمایا پیر ملا اور مرید نہیں ہوئے اس اشارے پر عبداللہ بٹ صاحب کے توسط سے سلسلہ قادریہ مجددیہ آبادانیہ میں داخل ہوئے اور سلوک کی تعلیم حاصل کی تقسیم ہند پر مشرقی پاکستان ہجرت کی اور دیناج پور میں سکونت اختیار کی اور کاشتکاری کا پیشہ اختیار کیا بنگلہ دیش کے وجود میں آنے پر اہل شر نے آپ کے تمام اثاثہ کو برباد کیا اور اکلوتے بیٹے کو آپ کے سامنے شہید کر دیا آپ ترک سکونت کر کے ہندوستان آئے اور شکور آباد بنارس میں بود و باش اختیار کی۔ کُلُّ شَیْءٍ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِہٖ

سید صاحب کو اسی دوران پیر و مرشد نے اجازت و خلافت عطا فرمائی اور خدمت خلق کرنے کا حکم فرمایا سید صاحب پہلے سے خدمت خلق میں مشغول تھے حکم مرشد کے بعد پوری طرح اس خدمت کو انجام دینے لگے۔ آپ کے مریدین و معتقدین کی تعداد کثیر ہے۔ ہندوستان کے علاوہ پاکستان میں بھی مریدین و معتقدین ہیں آپ حاجت روائی کے لئے دعا تعویذ دیتے ہیں سینکڑوں افراد کو جنات کے اثر سے نجات دلوائی۔

آپ نے کئی مساجد کی تعمیر و مرمت کرائی اور مدرسہ قائم کئے جس میں جامع مسجد و مدرسہ شمع غوثیہ شکور آباد خاص ہے۔ آپ کی شخصیت بارعب اور چہرہ نورانی ہے جس سے دیکھنے والا متاثر ہوتا ہے۔ اس وقت آپ کی عمر ۹۸ سال ہے۔ آپ صاحب وجد و سماع ہیں خود بھی وجد کرتے ہیں اوروں کو بھی کراتے ہیں۔ مزاج میں جمال اور جلال دونوں ہیں۔ آپ نے مندرجہ ذیل کو اجازت و خلافت عطا فرمائی۔

(۱) حاجی ہلال انور قادری شکور آباد بنارس (۲) مولوی حامد حسین صدیقی کراچی۔

(۳) ڈاکٹر قاسم رضا فریدی سالم میاں کراچی ۔ (۴) شاہ ظفر القادری کراچی
(۴) راقم السطور غفرلہ کو بھی آپ نے تمام اجازت و خلافت عطا فرمائی۔ جزاک اللہ خیرا۔

خلیفہ سوم : حاجی محمد رضا فریدی

آپ محلہ سید باڑہ بدایوں میں پیدا ہوئے والد کا نام شیخ زاہد رضا ہے۔ نسباً شیخ صدیقی ہیں۔ بارہویں جماعت اسلامیہ انٹر کالج بدایوں سے پاس کی۔ بریلی کالج بریلی سے تقسیم ہند کے دوران بی اے کیا۔ خاندان کے دیگر افراد کے ساتھ پاکستان ہجرت کی اور کراچی میں مستقل سکونت اختیار کی۔ آپ پاکستان ترقیاتی بنک میں اعلیٰ عہدہ پر فائز تھے آپ نے بحیثیت ڈائرکٹر ملازمت سے سبکدوشی اختیار کی۔

طالب علمی کے دوران سلسلہ قادریہ مجددیہ آبادانیہ میں حضرت قبلہ سے مرید ہوئے اور سلوک کی تعلیم حاصل کی۔ پاکستان جانے کے بعد بذریعہ خط مراقبہ تعلیم کا سلسلہ جاری رہا۔ ۱۹۷۷ء میں حضرت قبلہ نے آپ کو اجازت و خلافت بخشی۔ آپ پر چشتی نسبت کا غلبہ ہے۔ شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ عنہ سے نسبت اویسی رکھتے ہیں۔ پاک پٹن شریف کے حاضر باش ہیں عرس میں برابر حاضر ہوتے ہیں۔ آپ نے پاک پٹن شریف میں خانقاہ تعمیر کرائی ہے ۱۹۷۹ء میں آپ کلیر شریف عرس میں تشریف لائے۔ مخصوص محفل سماع کے بعد حضرت قبلہ نے فرمایا "ہم نے تمہیں حضرت بابا صاحب کے سپرد کیا۔ اس محفل میں راقم السطور بھی شریک تھا۔

آپ عاشق پیر ہیں بزرگوں سے خاص الفت ہے اکثر شیخ کے نام پر گریہ طاری ہو جاتا ہے آپ بیان کرتے ہیں کہ مسلم اسلامیہ ہائی اسکول سے دسویں جماعت پاس کرنے کے بعد میں دہلی آگیا۔ حضرت قبلہ کے حکم کے مطابق قطب ربانی عاشق الٰہی حضرت صوفی شاہ آبادانی علیہ الرحمہ کے مزار پر حاضری دی۔ جب بھی مزار اقدس پر حاضر ہوتا حضرت صوفی صاحب فرماتے تعلیم حاصل کرو۔ میں متعجب ہوتا ہمارے اس وقت ہمارے حالات ایسے نہیں تھے کہ باہر جاکر تعلیم حاصل کر سکیں بدایوں میں دسویں جماعت سے زیادہ تعلیم حاصل کرنے کی سہولت نہ تھی۔ اسی دوران ہمارے پھوپھی زاد بھائی مظہر علی آئے اور کہا بدایوں چلو ممانی نے بلایا ہے اسلامیہ ہائی اسکول اب انٹر کالج

ہوگیا ہے چنانچہ میں بدایوں آیا اور گیارھویں جماعت میں داخلہ لیا۔ حضرت صوفی صاحب کی توجہ کا ایک اور واقعہ بیان کرتے ہیں کہ دوسرے بچے جمال سلمہ کی ولادت کے وقت کراچی میں رہائش کا بہتر انتظام نہ تھا میں بہت پریشان تھا کہ اسی عالم میں دیکھا کہ حضرت صوفی صاحب تشریف لائے اور فرمایا۔ گھبراؤ مت سب کام ٹھیک ہو جائے گا۔

آپ نے کئی مرتبہ حج و عمرہ کی سعادت حاصل کی ہے، مدینہ منورہ میں رمضان شریف کا مسنون اعتکاف کرتے ہیں۔ وردو وظائف کے پابند اور خیر و غربا پرور ہیں۔ بدایوں خانقاہ فریدیہ آستانہ پیر و مرشد کی تعمیر کی سعادت آپ کے حصہ میں آئی ہے۔ آپ نے شجرات طریقت تذکار مطیب مکتوبات عالیہ تذکرہ نایاب تذکرۃ السعدین میلاد تحفۃ الرسول گنجینۂ فیضان رسول اقتباسات نور القلوب دلائل الخیرات اپنے جیب خاص سے شائع کیں ہیں۔ خدا جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

آپ کثیر الاولاد ہیں صاحبزادگان لائق و خوش نصیب و خوش عقیدہ ہیں۔ داخل سلسلہ ہیں اور اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں۔ آپنے صاحبزادگان کو اجازت و خلافت بھی عطا کی ہے۔ اس وقت آپ کی عمر ۶۷ سال ہے۔

خلیفہ چہارم: راقم السطور محمد انور علی فریدی سہیل

فقیر راقم السطور یکم جولائی ۱۹۵۵ء کو محلہ کنگران بدایوں میں پیدا ہوا۔ والدہ مرحومہ فرماتی ہیں کہ میں نے تمہاری پیدائش سے قبل دیکھا کہ کئی بزرگ آئے اور خوشبودار پھولوں سے بھری ٹوکری مجھے دی۔ ابتدائی تعلیم والد حضرت سے حاصل کرنے کے بعد انگریزی تعلیم حاصل کی ۱۹۷۴ء میں بی ایس سی اور ۱۹۷۵ء میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میڈیکل کالج سے میڈیکل لیب ٹیکنالوجی میں ڈپلومہ کیا۔ درس نظامی کی تعلیم والد حضرت سے مدرسہ شمس العلوم بدایوں میں حاصل کی، ۱۹۷۷ء میں یوپی عربک اینڈ پرشین بورڈ الہ آباد سے مولوی اور جامعہ اردو علی گڑھ سے ادیب کامل کیا۔

۵ محرم الحرام ۱۳۹۲ھ مطابق ۱۹۷۲ء میں والد حضرت کے دست حق پرست پر چہار سلاسل میں بیعت حاصل کی اور سلوک کی تعلیم پائی۔ اسی دوران کتب تصوف کے علاوہ دلائل الخیرات حزب الاعظم دعائے حزب البحر و دعائے حیدری سورہ مزمل شریف اور دیگر وظائف کی زکوٰۃ ادا کی۔ ۲۵ محرم الحرام ۱۳۹۶ھ مطابق دسمبر ۱۹۷۶ء کو والد حضرت نے سلطان المشائخ حضرت حافظ شاہ فرید الدین آروی کے عرس کے موقع پر حضرت مولانا شاہ مصلح الدین آروی علیہ الرحمہ کے مزار پر مشائخ کی موجودگی میں اجازت و خلافت

عطا کی اور اپنا نائب اور جانشین مقرر کیا۔ عمامہ رومال طریقت و شجرہ جو شیخ طریقت سے ملا تھا عنایت کیا اور یہ شعر پڑھا ؎ دادیم ترا نشان گنج مقصود ∴ گر ما نرسیدیم تو شاید برسی (حضرت فرد پھلواری)

جملہ مشائخین و مریدین و حاضرین نے اس کو بالاتفاق تسلیم کیا۔ والد حضرت کے وصال کی فاتحہ یوم کے دن جامع مسجد بدایوں میں بڑے بھائی مولوی عبدالقادر فریدی مرحوم نے سر پر دستار باندھی اور والد حضرت کا جانشین مقرر کیا جس کو سب نے بالاتفاق تسلیم کیا۔ آرہ شریف حضرت سلطان المشائخ کے عرس میں اسی تقریب میں والد حضرت نے صوفی سید عبدالسلام قادری اور صوفی نذیر احمد فریدی کو اجازت و خلافت عطا فرمائی اور برادرم مولانا محمود الحسن قادری کو چندری (رومال طریقت) عطا فرمائی احقر غفرلہ کو والد حضرت مرشدی و مولائی کے علاوہ حضرت حکیم شاہ قریش احمد قدوسی سجادہ نشین درگاہ حضرت قطب عالم شاہ عبدالقدوس گنگوہ شریف نے تمام اجازت و خلافت عطا فرمائی اور تحریری خلافت نامہ عنایت فرمایا حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی علیہ الرحمہ نے بھی درود و وظائف اور شجرات کی اجازت عطا فرمائی۔ برادر طریقت حضرت صوفی سید عبدالسلام قادری نے تمام اجازت و خلافت جو دیگر بزرگان مثل حضرت سید دانش علی چشتی مینائی حضرت شاہ سلیمان احمد زینی چشتی نیازی حضرت رحمت اللہ فضل رحمانی سے حاصل ہیں عطا فرمائیں۔ احقر غفرلہ والد حضرت کے وصال کے بعد سے خانقاہ قادریہ آبادانیہ فریدیہ سربلیہ شریف بہار اور خانقاہ قادریہ آبادانیہ فریدیہ بدایوں شریف کے سجادہ نشینی کے فرائض انجام دے رہا ہے۔ ۱۹۸۳ء میں احقر غفرلہ نے حج اکبر کی سعادت حاصل کی۔ جون ۱۹۸۶ء میں جناب سید انور علی بن حکیم سید امیر علی بن حکیم سید کبیر علی ساکن قصبہ رمضان پور ضلع بدایوں کی صاحبزادی سیدہ ثروت پروین سے شادی ہوئی۔ ۲۳ اکتوبر ۱۹۸۶ء بروز جمعہ مطابق ۲۸ صفر ۱۴۰۷ھ کو صاحبزادہ اور ۱۳ اپریل ۱۹۹۱ء مطابق ۲ رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ بروز ہفتہ (سنیچر) کو صاحبزادی ہوئی جن کا نام محمد صہیب فریدی اور ثنا فریدی رکھا گیا جن کے تاریخی نام محمد رضا قادری اور اصغری ترنم ہیں۔

احقر غفرلہ نے اولیاء اللہ کے حالات پر بہت سے مضامین لکھے جو مختلف رسائل میں شائع ہوئے۔ کتاب ھذا تذکرہ آبادانیہ سے قبل احقر غفرلہ نے چشتی صابری بزرگوں کے حالات پر تذکرہ صابریہ لکھی اور علامہ سید اخلاق حسین دہلوی کی کتاب "ویدک دھرم اور اسلام" کا ہندی زبان میں ترجمہ کیا۔

اپریل ۱۹۷۸ء سے احقر غفرلہ نارتھ ریلوے اسپتال میں بحیثیت لیبارٹری سپرنٹنڈنٹ کام کر رہا ہے۔

اپریل ۱۹۷۸ء سے فقیر نارتھ ریلوے اسپتال دہلی میں بحیثیت لیبارٹری سپرنٹنڈنٹ کام کر رہا ہے۔ فقیر نے اولیا اللہ کے حالات پر بہت سے مضامین لکھے جو مختلف رسائل میں شائع ہوئے۔ کتاب ھذا تذکرہ آبادانیہ سے قبل فقیر نے تذکرہ صابریہ لکھی اور علامہ سید اخلاق حسین دہلوی کی کتاب "ویدک دھرم اور اسلام" کا ہندی زبان میں ترجمہ کیا۔ فقیر نے اس وقت تک برادرم محترم مولوی عبدالجبار فریدی، مولانا غلام سبطین فریدی اور مولانا غلام ذی النورین فریدی صاحبان کو اجازت و خلافت دی ہے۔

خلیفہ پنجم : صوفی نذیر احمد سربیلوی

آپ فضیلت مآب حضرت شاہ نثار احمد قادری کے نبیرہ اور شیخ وصی احمد مرحوم کے صاحبزادے ہیں۔ ۱۹۲۹ء میں ہریوا میں پیدا ہوئے۔ حضرت شاہ مصلح الدین قدس سرہٗ نے نذیر احمد نام رکھا ابتدائی تعلیم سربیلہ میں حاصل کرنے کے بعد حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم فریدی علیہ الرحمہ کے ساتھ بدایوں آئے اور مدرسہ شمس العلوم میں تعلیم حاصل کی حضرت قبلہ کے ساتھ مفتی سید افضل حسین مونگیر گوگری جمال پور مولانا محمد حاذق راٹن (مونگیر سے) مولوی عبدالقدوس مولوی خالد سربیلہ سے اور مولانا سید احمد فریدی سمستی پور سے درس نظامی کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے بدایوں آئے۔ علم حاصل کرنے کے بعد صوفی صاحب سربیلہ آئے اور آبائی پیشہ کاشتکاری میں مشغول ہوئے۔ حضرت مولوی شاہ جعفر علی فریدی قطب سہرسا سے سلسلہ قادریہ مجددیہ آبادانیہ میں بیعت ہوئے۔ سلوک کی تعلیم حضرت مفتی صاحب سے حاصل کی حضرت قبلہ نے ۲۵ محرم الحرام ۱۳۹۶ھ مطابق دسمبر ۱۹۷۶ء کو حضرت سلطان المشائخ حافظ شاہ فریدالدین آروی قدس سرہ کے عرس کے موقع پر حضرت شاہ فریدالدین قدس سرہٗ کے مزار اقدس کے پائیں دستار باندھی اور اجازت و خلافت عطا فرمائی اس موقع پر حضرت قبلہ نے راقم السطور اور حضرت سید عبدالسلام قادری صاحب کو بھی دستار خلافت اور اجازت و خلافت عطا فرمائی۔

آپ اس وقت سرکاری اسکول ہریوا میں معلم ہیں۔ شاعری کا بھی شوق ہے صوفی تخلص

ہے۔ افسوس کہ رشد و ہدایت کی طرف مائل نہیں ہوئے خدا توفیق عطا فرمائے۔

خلیفہ ششم : مولانا عین الدین احمد فریدیؒ

آپ ۱۹۲۱ء میں سلچر آسام میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام شیخ عزت اللہ قادری ہے آپ صدیقی النسب ہیں۔ ابتدائی تعلیم سلچر میں مولانا حافظ علی اور مولانا نور علی سے حاصل کی اس کے بعد بدایوں آئے اور مدرسہ شمس العلوم میں داخلہ لیا۔ تقسیم ہند سے پہلے مدرسہ شمس العلوم میں بیرونی طلبار کی کثیر تعداد تھی زمانہ کے مشہور علمار اور ماہر فن یہاں درس و تدریس کی خدمت انجام دیتے تھے افغان بخارا سمرقند کے اکثر طلبار فراغت کے بعد یہاں خصوصی درس کے لئے آئے تھے۔ مولانا عین الدین احمد فریدی۔ نے مولانا عبید اللہ سلچریؒ اور حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم فریدیؒ سے درس نظامی کی تعلیم حاصل کی دورہ حدیث حضرت قبلہ سے ۱۹۴۱ء میں کیا۔ ۱۹۴۱ء میں ہی حضرت قبلہ سے سلسلہ قادریہ مجددیہ آبادانیہ میں مرید ہوئے اور سلوک کی تعلیم کی۔ حضرت قبلہ کا معمول تھا کہ کوتوالی کے سامنے ٹال والی مسجد میں مغرب اور عشار کے بعد حلقہ ذکر کرتے۔ آپ بھی حلقہ ذکر میں شریک ہوتے حضرت قبلہ نے آپ کو اسی مسجد کے حلقہ میں پاس انفاس نفی اثبات چہار ضربی اور سہ ضربی۔ اسم ذات۔ درود شریف چہار ضربی و دورہ قادریہ کی تعلیم و تلقین فرمائی اور لطائف ستہ کے نام و مقام و رنگ سے آشنا کرایا۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ وطن چلے گئے اور کچھار میں تدریسی خدمت انجام دینے لگے آپ لالنگ منی پور ہائی اسکول میں ہیڈ مولوی تھے ملازمت سے سبکدوشی کے بعد آپ نے پہلاپول میں ہی سکونت اختیار کی۔

۴ نومبر ۱۹۷۷ء کو حضرت قبلہ نے آپ کو اجازت و خلافت عطا فرمائی۔ آپ اپنے علاقہ میں رشد و ہدایت کا کام کر رہے ہیں مریدین کی تعداد اچھی خاصی ہے۔ آپ ذاکر و شاغل پابند سنت اور حاجی حرمین شریفین ہیں۔ آپ نے تادم تحریر دو مریدوں کو اجازت و

ے ۲۱ اگست ۱۹۹۷ء بروز جمعرات پہلاپول میں انتقال ہوا۔ مسجد کے قریب دفن کئے گئے۔

خلافت دی ہے۔

(۱)۔ مولوی محمد حمید الرحمن کچھار

(۲)۔ مولوی عظیم فقیر منی پور

خلیفہ ہفتم: قاضی ممنون الحسن

آپ بسولی ضلع بدایوں کے رہنے والے ہیں۔ تعلیم و تربیت بدایوں میں ہوئی درس نظامی کی تعلیم مدرسہ شمس العلوم بدایوں میں حضرت قبلہ سے حاصل کی۔ طالب علمی کے دوران حضرت قبلہ سے مرید ہوئے اور ظاہری تعلیم کے ساتھ باطنی تعلیم بھی حاصل کرنے لگے۔ تقسیم ہند کے بعد پاکستان چلے گئے کراچی میں مستقل سکونت اختیار کی۔ ملازمت سے سبکدوشی کے بعد پوری طرح سے خدمت خلق میں مصروف ہو گئے۔ آپ حاجت روائی کے لئے دعا و تعویذ بھی دیتے ہیں۔ حضرت قبلہ نے پاکستان کراچی کے قیام کے دوران ۱۹۸۴ء میں آپ کو اجازت و خلافت بخشی۔ پاکستان جانے کے بعد کچھ عرصہ آپ حضرت عبدالوہاب اور سیر مرید و خلیفہ حضرت شاہ مصلح الدین آروی کی خدمت میں بھی رہے۔

حضرت قبلہ کے وصال کے چوتھے سال خانقاہ شریف بدایوں میں تشریف لائے۔ حضرت قبلہ کے مزار پر فاتحہ کے بعد فرمایا۔ فیض ہی فیض ہے نور ہی نور ہے۔ اس وقت آپ کی عمر تقریباً ۵، برس ہے۔

خلیفہ ہشتم: مولوی مظہر علی فریدی نصرت

آپ ۱۹۲۵ء میں محلہ سوتھا بدایوں میں پیدا ہوئے والد کا نام معطر علی ہے۔ آپ بدایوں کے حمیدی خاندان کے مشہور بزرگ و عالم فقیہہ ابواللیث صدیقی محدث کے خاندان کے فرد ہیں جن کا سلسلہ نسب خلیفہ اوّل امیر المومنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ اُردو عربی فارسی کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد انگریزی ہندی کی تعلیم حاصل کی گورنمنٹ نارمل اسکول بدایوں سے سند معلمی حاصل کی۔ چند سال محکمہ تعلیم

بدایوں میں ملازمت کی۔ تقسیم کے بعد پاکستان ہجرت کی اور راولپنڈی میں سکونت اختیار کی۔ یہاں ایک اسکول میں معلم ہو گئے۔ راول پنڈی کی آب وہوا موافق نہ آنے پر نقل مکانی کی اور کراچی میں مستقل سکونت اختیار کی یہاں بھی معلمی کا پیشہ اختیار کیا ادبی کام میں بھی مصروف رہے کئی رسالوں کے مدیر اعزازی رہے آج کل بدایوں مجلہ کراچی کے ایڈیٹر ہیں۔ اکثر رسالوں میں مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں۔ خوش کلام شاعر ہیں نصرت تخلص ہے۔ تاریخ گوئی میں کمال حاصل ہے مزاج میں ظرافت ہے۔ نماز روزہ اور ورد و وظائف کے پابند ہیں۔ طالب علمی کے دوران حضرت قبلہ سے مرید ہو کر سلوک کی تعلیم حاصل کی۔ بدایوں کوتوالی کے سامنے ٹال والی مسجد میں حلقہ ذکر میں برابر شریک ہوتے۔ پاکستان جانے کے بعد بذریعہ خط تعلیم کا سلسلہ جاری رہا۔ حضرت قبلہ نے ۱۹۸۴ء میں کراچی میں اجازت وخلافت بخشی۔ شیخ کی نسبت سے آپ فریدی لکھتے ہیں۔ آپ کو حج کی سعادت بھی حاصل ہے۔ آپ کے کئی صاحبزادے ہیں ماشاء اللہ سب برسر روزگار اور لائق ہیں۔

خلیفہ نہم : مولوی محمد محسن فریدی

آپ محلہ اوپر پاڑہ بدایوں کے رہنے والے ہیں تعلیم وتربیت بدایوں میں ہوئی۔ کچھ عرصہ دہلی میں ملازمت کی۔ تقسیم ہند کے بعد پاکستان چلے گئے اور نواب شاہ (سندھ) میں مستقل سکونت اختیار کی۔ آپ نواب شاہ کی بڑی مسجد میں امام وخطیب ہیں۔ پرجوش مقرر ہیں میلاد شریف خوب پڑھتے ہیں۔ فتنہ قادیانی ختم کرنے میں آپ نے کافی جدوجہد کی۔
حضرت قبلہ سے بدایوں میں مرید ہوئے اور سلوک کی تعلیم حاصل کی۔ حاجی مظہر علی فریدی صاحب نے فرمایا کہ حضرت قبلہ نے ۱۹۸۴ء میں کراچی میں برادرم محسن اور مجھے اجازت بخشی۔ آپ کے صاحبزادہ محمد مسلم فریدی بھی داخل سلسلہ ہیں حاجی محمد رضا فریدی صاحب سے اجازت وخلافت رکھتے ہیں۔ کراچی میں پیرومرشد کے عرس میں کافی دلچسپی لیتے ہیں۔ شیخ کی نسبت سے فریدی لکھتے ہیں۔

چند مریدان خاص : مولوی کلیم الدینؒ[1] قادری

آپ ٹھوٹھی ضلع سہرسا میں ۱۹۲۴ء میں پیدا ہوئے والد کا نام شیخ محمد ظہور الدین ہے۔
آپ نے اپنی سسرال رسونک ضلع کھگریا میں بود و باش اختیار کی اور اسی کو وطن ثانی بنایا۔
آپ قطب سہرسا حضرت مولوی شاہ جعفر علی فریدیؒ کے مرید ہیں۔ حضرت قطب سہرسا رسونک اکثر تشریف لے جایا کرتے تھے آپ نے شیخ کی کافی صحبت اٹھائی اور خدمت بھی کی۔ شیخ برحق آپ پر مہربان تھے۔ تعلیم کے دوران شیخ برحق پردہ فرما گئے والد حضرت نے آپ کی تعلیم مکمل کی اور جو کمی تھی وہ پوری کردی آپ اذکار کے پابند و ذاکر شاغل ہیں آپ بیان کرتے کہ ایک بار ہم حضرت شیخ سے ملاقات کے لئے خانقاہ سربیلہ حاضر ہوئے دو دن رہنے کے بعد ہم نے اجازت چاہی آپ نے فرمایا کل اگلے دن رخصت کے وقت فرمایا ہم ایک تحفہ دیتے ہیں سنبھال کے رکھنا حضرت نے اپنی دو انگلی ہمارے قلب پر رکھ دیں جس سے قلب ذاکر ہو گیا اور اللہ کی آواز مسموع ہونے لگی حضرت کی توجہ سے تمام لطائف جاری ہو گئے جو ہنوز جاری ہیں۔
آپ سرکاری اسکول میں معلم تھے ملازمت سے سبکدوش ہونے کے بعد گھر پہ ہی رہتے ہیں۔ آپ پیمائش کا کام بھی جانتے ہیں۔ میلاد شریف خوب پڑھتے ہیں۔ میلاد تحفۃ الرسول زبانی یاد ہے۔

جناب ظہور شاہ صاحب

آپ حسینا ضلع بیگوسرائے کے رہنے والے ہیں۔ آپ کو حضرت شاہ نثار احمد قادری سے بیعت حاصل ہے آپ نے بہت سے بزرگوں کی صحبت اٹھائی ہے حضرت قطب سہرسا اور والد حضرت کی خدمت میں بھی کافی رہے ہیں۔ ذاکر شاغل اور خوش عقیدہ ہیں بزرگان سلسلہ کے

---

[1] ۱۱ ستمبر ۱۹۹۷ء بروز جمعرات رسونک میں انتقال فرمایا۔ نانہالی قبرستان میں دفن کئے گئے۔

عاشق ہیں ہر شخص کی عزت کرتے ہیں خواہ عمر میں چھوٹا ہو۔ تبلیغ دین اور سلسلہ کا کام بھی کرتے ہیں اس وقت آپ کی عمر ۵۰ برس سے زیادہ ہے۔ آپ کا زیادہ قیام خانقاہ فریدیہ حسینا میں رہتا ہے۔

حسینا اور اس کے قرب وجوار میں حضرت قطب سہرسا اور والد حضرت قبلہ کے مریدین کی کثیر تعداد ہے جناب فخرالدین احمد غلام ربانی محمد حاذق دبیر الاسلام نیاز ندیم صاحبان خانقاہی معاملات میں کافی دلچسپی لیتے ہیں۔ محمد شمشیر علی قادری نے پلیا جھوٹی مسجد کے قریب (لکھیمنا اسٹیشن کے سامنے) رہائش گاہ پر خانقاہ قائم کی ہے۔

مولانا غلام حسین قادری

آپ شیخ وجاہت حسین سربیلوی کے صاحبزادہ ہیں۔ ۱۹۳۷ء میں سربیلہ میں پیدا ہوئے۔ مدرسہ شمس الہدیٰ پٹنہ سے فاضل حدیث وفارسی پاس کیا۔ فاضل پاس کرنے کے بعد سرکاری اسکول سمری بختیار پور میں معلم ہو گئے آج کل ہیڈ مولوی ہیں آپ کا مطالعہ وسیع ہے خلیق ایماندار وکم سخن ہیں۔ خانقاہ قادریہ فریدیہ سربیلہ کے معاملات میں کافی دلچسپی لیتے ہیں۔ والد حضرت قبلہ سے بیعت ہیں۔

مولانا محمود الحسن قادری

آپ مارچ ۱۹۴۶ء میں سربیلہ میں پیدا ہوئے والد کا شیخ منظور الحسن قادری ہے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ انوار العلوم قادریہ سربیلہ میں حاصل کی اس کے بعد الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور میں درس نظامی تعلیم حاصل کی اور ۱۹۶۵ء میں سند فراغت حاصل کی آپ کے اساتذہ کرام میں مولانا عبد الرشید قادری مفتی عبد المنان اعظمی حافظ عبد العزیز محدث اور مولانا مظفر حسن ظفر ادیبی ہیں۔ فارغ ہونے کے بعد آپ نے فتح الباری نسائی شریف اور شرح وقایہ کا خصوصی درس شیخ طریقت حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم فریدی سے مدرسہ شمس العلوم بدایوں میں لیا۔ ۱۹۶۷ء سے مدرسہ انوار العلوم قادریہ میں درس وتدریس کی خدمت انجام دے رہے ہیں اس وقت صدر مدرس ومفتی ہیں زمیندار خاندان کے فرد ہیں ذریعہ معاش

کاشتکاری ہے۔

۱۹۶۴ء میں حضرت قطب سہرسا کے عرس کے موقع پر شیخ طریقت حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم فریدی علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر سلسلہ قادریہ مجددیہ آبادانیہ میں بیعت ہوئے۔ شیخ طریقت نے (۱۹۷۶ء میں حضرت سلطان المشائخ آردی کے عرس کے موقع پر آپ کو چندری (نیلگوں رومال طریقت) عنایت فرمائی۔ ۱۹۸۹ء میں آپ کے والد محترم شیخ منظور الحسن قادری علیہ الرحمہ کے فاتحہ چہلم کے موقع پر پیر و مرشد کے غیبی اشارے پر فقیر نے آپ کو اجازت و خلافت عطا فرمائی۔ آپ خانقاہ سربیلہ کے منتظم ہیں ہر سال حضرت قطب سہرسا کا عرس اہتمام سے کراتے ہیں زائرین کی خدمت کرتے ہیں۔ فقیر سے آپ نے بیان کیا کہ میرا ارادہ حکیم بنے کا تھا والد صاحب نے فرمایا ہمارے شیخ کا حکم ہے کہ تم کو عالم بنایا جائے۔ یہ حضرت کی دعاؤں کا اثر ہے کہ میں عالم بن گیا۔

صوفی افسر حسین فرید پوری

آپ موضع فرید پور تھانہ بناور ضلع بدایوں کے باشندے ہیں آپ جانشار مریدین میں ہیں آپ نے علم ظاہر حاصل نہیں کیا ہے مگر صحبت یافتہ ذاکر شاغل اور متقی ہیں۔ لطائف جاری ہیں۔ ذریعہ معاش کاشتکاری ہے۔ آج کل بدایوں خانقاہ شریف میں رہتے ہیں اور خدمت کرتے ہیں۔

اولاد حضرت مفتی صاحب

والد حضرت قبلہ نوراللہ مرقدہ کی شادی حافظ شیخ الٰہی بخش بن شیخ قدرت اللہ صدیقی ساکن محلہ خونی پورہ گورکھپور کی اکلوتی صاحبزادی کنیز فاطمہ سے ہوئی جن سے سات صاحبزادے اور ایک صاحبزادی ہوئی۔ نانا حضرت شیخ الٰہی بخش بزرگ صفت منش تھے، سلسلہ قادریہ چشتیہ میں حضرت مولانا سید شاہ بدرالدین پھلواروی سے بیعت وارادت رکھتے تھے محکمہ ریلوے میں انجن ڈرائیور تھے ملازمت کی پابندی کی وجہ سے درود وظائف اور معمولات میں فرق آنے لگا اس لئے قبل از وقت ملازمت سے سبکدوشی حاصل کی اور سمستی پور میں ایک دوکان کھولی جس سے گذر معاش چلتا تھا۔

(۱) آل حسن فریدی : آپ ۱۰ جمادی الآخر ۱۳۵۱ھ کو پیدا ہوئے نو مہینے رہ کر طحال وجگر کے مرض سے ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ بروز پنجشنبہ بوقت ظہر فوت ہوئے۔ (تذکار مطیب)

(۲) مولوی عبدالقادر فریدی اچھے میاں : آپ ۱۹۳۸ء میں سمستی پور میں پیدا

ہ ۱۴ جون ۱۹۹۵ء مطابق ۱۴ محرم الحرام ۱۴۱۶ھ بروز بدھ بعد نماز عشا ۱۰½ بجے انتقال ہوا۔ اگلے دن جمعرات کو بعد نماز عصر درگاہ حضرت شاہ ولایت صاحب (چھوٹی زیارت) لب سڑک املی کے درخت کے نیچے دفن کیا گیا۔ نماز جنازہ وصیت کے مطابق فقیر نے پڑھائی۔ انتقال کے وقت عمر ۸۵ برس تھی۔

ہوئے، حضرت سید ابو نصر حموی اولاد غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے جد اعلی کے نام پر عبد القادر نام رکھا ان دنوں حضرت قبلہ کا قیام بدایوں میں تھا۔ تعلیم و تربیت بدایوں میں ہوئی، گورکھپور میڈیکل کالج سے فارمیسی میں ڈپلومہ کیا، ڈپلومہ کرنے کے بعد محکمہ تیل O.N.G.C میں کمپونڈر ہو گئے۔

آپ کی شادی ۱۹۶۸ء میں قاضی عبد السلام ہاشمی بدایونی جو نواب رام پور کے یہاں شاہی قاضی تھے کی صاحبزادی سیدہ زینت فریدی سے ہوئی، آپ کے اولاد نرینہ نہیں ہے چار صاحبزادیاں سعیدہ فریدی، اسما فریدی، ذکیہ فریدی اور شبنم فریدی ہیں۔ بڑی صاحبزادی سعیدہ فریدی عرف سیما کی شادی محلہ سوتھا بدایوں میں نجیب احمد حمیدی ولد جناب حبیب احمد حمیدی، سابق پرنسپل اسلامیہ انٹر کالج بدایوں سے ہوئی ہے۔ سعیدہ فریدی کے ایک لڑکا اور اور ایک لڑکی ہے۔ اسما فریدی کی شادی بریلی میں ہوئی ہے، ایک لڑکا ہے۔

والد حضرت کے انتقال کے ۲۹ ویں دن ۸ اپریل ۱۹۸۷ء بروز بدھ پٹنہ جنکشن ریلوے اسٹیشن پر ہم گری اکسپریس میں اچانک حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال ہوا نعش بریلی لائی گئی اور پرانے شہر قبرستان واقع شاہ جہاں پور روڈ بریلی میں سپرد خاک کیا گیا۔

(۳) مولوی عبد الجبار فریدی جیا میاں : آپ ۱۹۴۲ء میں سمستی پور میں پیدا ہوئے مشہور قادری بزرگ حضرت شیخ محمد جیا سندھی کی نسبت سے جیا میاں عرفی نام رکھا گیا۔ تعلیم و تربیت بدایوں میں ہوئی۔ آپ سرکاری اسپتال بدایوں میں ہیڈ کلرک ہیں بدایوں شریف مزار و مسجد و خانقاہ و مدرسہ کی دیکھ بھال کی خدمت انجام دیتے ہیں۔ فقیر اور دیگر برادران خلفاء نے آپ کو اجازت و خلافت عطا کی ہے۔

آپ کی شادی جون ۱۹۷۰ء میں مولانا سید احمد فریدی سمستی پوری کی صاحبزادی سیدہ بلقیس بیگم سے ہوئی آپ کے چار صاحبزادے اور ایک صاحبزادی ہے جن کے نام عبد الجلیل فریدی جیون میاں، اطہر جاوید فریدی، محمد جنید فریدی، امیر خسرو فریدی اور مریم فریدی ہیں۔ سب بچے زیر تعلیم ہیں۔

(۴) مولوی عبد العزیز فریدی بنے میاں : آپ ۱۹۴۴ء میں سمستی پور میں پیدا ہوئے۔

تعلیم و تربیت بدایوں میں ہوئی۔ محکمہ بجلی میں جونیئر انجینئر ہیں۔ آپ کی شادی ۱۹۷۸ء میں جناب سید عبدالامین آئس جیلر صاحب ساکن اناؤ کی صاحبزادی سیدہ نکہت پروین سے بریلی میں ہوئی، آپ کے ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے جن کے نام عبدالعلیم فریدی عرف صابر میاں اور عرشی فاطمہ فریدی عرف سمی بین دونوں بچے زیرِ تعلیم ہیں۔

(۵) مولوی محمد اظہر علی فریدی سچے میاں : آپ ۱۹۴۷ء میں بدایوں میں پیدا ہوئے، تعلیم بدایوں بریلی اور دہلی میں حاصل کی۔ آپ دہلی میں سرکاری اسکول میں لیکچرر ہیں۔ آپ کی شادی ۱۹۷۴ء میں جناب سید فضل حسین ساکن محلہ گلاب نگر بریلی کی بڑی صاحبزادی سیدہ ہاجرہ سلطانہ سے ہوئی آپ کے دو صاحبزادے محمد شعیب فریدی عامر میاں اور محمد سعد فریدی سعد میاں ہیں دونوں بچے زیرِ تعلیم ہیں۔

(۶) مولوی اطہر علی فریدی شبلی میاں : آپ ۱۹۵۰ء میں بدایوں میں پیدا ہوئے آپ محکمہ صحت سرکاری اسپتال بدایوں میں ملازم ہیں۔ آپ کی شادی جناب سید معظم علی صاحب بدایونی کی چھوٹی صاحبزادی سیدہ سلمہ بیگم سے جنوری ۱۹۸۸ء میں ہوئی آپ کے تین صاحبزادے محمد مسعود فریدی، محمد سعود فریدی، محمد دانش فریدی اور ایک صاحبزادی ایمن فریدی ہے۔

(۷) عزیز فاطمہ فریدی ننھی بی : آپ ۱۹۵۳ء میں بدایوں میں پیدا ہوئیں۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۱۹۸۴ء میں آپ کی شادی جناب محمد ساجد حسین ولد محمد اختر اسعاد سے ہوئی۔ ایک صاحبزادہ افضال ساجد عرف شاداب ہے جو زیرِ تعلیم ہے۔

(۸) راقم السطور محمد انور علی فریدی سہیل : والد حضرت کے خلفاء میں فقیر نے اپنا مختصر حال تحریر کیا ہے۔

تعلیمات آبادانیہ

سلسلہ آبادانیہ میں تعلیمات نقشبندیہ ہیں جس میں لطائف کی خاص اہمیت ہیں اس لئے پہلے لطائف اس کے بعد ان کے اذکار کا ذکر کیا جائے گا۔

لطائف : اللہ تبارک تعالیٰ نے انسان کے جسم کے بعض حصّوں کو اپنی خاص رحمت و نور سے نوازا ہے جس کے ذاکر و درخشاں ہونے سے جسم کے باقی تمام اعضا بھی ذکر کرنے لگتے ہیں اور نورانی بن جاتے ہیں۔ صوفیائے کرام ان کو لطیفہ کہتے ہیں اس کی جمع لطائف ہے سلسلہ آبادانیہ میں جن لطائف کی نشاندہی کی جاتی ہے ان کے نام و مقام و رنگ مندرجہ ذیل ہیں:-

نمبر	لطیفہ کا نام	مقام	رنگ
۱۔	لطیفہ قلبی	اس کا مقام بائیں چھاتی سے دو انگلی نیچے ہے	اس کے نور کا رنگ زرد ہے
۲۔	لطیفہ رُوحی	اس کا مقام دائیں چھاتی سے دو انگلی نیچے ہے	〃 〃 〃 سرخ ہے
۳۔	لطیفہ سرّی	اس کا مقام وسط سینہ ہے	〃 〃 〃 سفید ہے
۴۔	لطیفہ نفسی	اس کا مقام ٹنڈی (ناف) کے بائیں جانب دل کے نیچے ہے۔	〃 〃 〃 نیلگوں ہے
۵۔	لطیفہ خفی	اس کا مقام وسط پیشانی یعنی محل سجدہ ہے	〃 〃 〃 سیاہ یا اودہ ہے۔
۶۔	لطیفہ اخفی	اس کا مقام اُمِ دماغ یعنی تالو ہے۔	〃 〃 〃 سبز ہے جو نور محمدی کہلاتا ہے۔

جد محترم حضرت مولوی شاہ جعفر علی فریدی قطب سہرسا ایک مکتوب میں تحریر کرتے ہیں۔
"مشائخ طریقت رحمہم اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے کہ لطائف ستہ کا ہر لطیفہ ایک نبی اولوالعزم کے زیرِ قدم ہے ان حضرات کی مراد زیرِ قدم سے ولایت و فیضان ہے یعنی اس لطیفہ پر اس صاحب قدم نبی کا فیض حاصل ہوگا اور وہ سالک اس نبی کی ولایت کے ماتحت ہوگا۔ اس لئے کہ نبی میں دو صفتیں لازمی ہوتی ہیں ایک صفت ولایت کی دوم صفت نبوت کی۔ نبی سے ولی گری کا فیض جاری رہتا ہے جس سے امت کا ہر فرد ولی بن سکتا ہے اور صاحب قدم نبی کے عکس و ظلال اس پر پڑتے ہیں اور وہ ولی ترقی کر جاتا ہے، لیکن کسی نبی میں نبی گری کی صفت نہیں کہ وہ دوسرے کو نبی بنا سکے اگرچہ مقام نبوت سے سالک مستفیض ہوتا ہوا اور علوم نبوت سے مستفاد اور مقام قرب نبی میں نزدیک تر ہو کہ اس سے فیض نبوت جاری ہو۔

لطائف زیرِ قدم اور صاحب قدم انبیاء علیہم السلام کی تفصیل اس طرح ہے۔

(۱) لطیفہ قلب	حضرت آدم علیہ السلام کے زیرِ قدم
(۲) لطیفہ روح	حضرت نوح علیہ السلام کے زیرِ قدم
(۳) لطیفہ نفس	حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زیرِ قدم
(۴) لطیفہ سری	حضرت موسی علیہ السلام کے زیرِ قدم
(۵) لطیفہ خفی	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زیرِ قدم
(۶) لطیفہ اخفی	حضرت سید عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیرِ قدم

ہر لطیفہ میں شیون الٰہی الگ الگ ظاہر ہوتے ہیں جو روندہ سلوک پر ہویدا ہوتے رہتے ہیں۔ لذت مے نشاسی بخدا تا نہ چشی۔

لطیفہ اخفی کو حضرات قادریہ اور چشتیہ دل مدور اور دل بیرنگ بھی کہتے ہیں مشائخ اس لطیفہ کو جملہ لطائف سے لطیف تر کہتے ہیں۔ بعض مشائخ لطیفہ نفس کو دل نیلوفری کہتے ہیں، اور یہ بھی کہتے ہیں کہ دل تین ہیں۔

(۱) دل صنوبری (۲) دل نیلوفری (۳) دل مدور (مکتوبات عالیہ صفحہ ۵۲۔۱۵۱)

والد حضرت مفتی شاہ محمد ابراہیم فریدی قدس سرہٗ اس کے حاشیہ میں تحریر کرتے ہیں،

"ہمارے سلسلہ میں انوار کے رنگوں کی زیادہ اہمیت نہیں بلکہ ذکر کی اہمیت ہے۔ دوسرے سلسلوں میں لطائف کے رنگ کچھ جداگانہ ہیں ہمیں ان سے کوئی اختلاف نہیں جس پر جو رنگ ظاہر ہوا صحیح ہے یہی رنگ القول الجمیل میں شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے تحریر کیا ہے۔ جد محترم دوسرے مکتوب میں تحریر کرتے ہیں کہ بعض پیر بھائیوں پر لطیفہ قلب کا سُرخ اور لطیفہ روحی کا زرد نور ظہور میں آیا۔

اذکار ان لطائف کے اذکار ہیں: پاس انفاس، نفی اثبات، چہار ضربی، وسہ ضربی، اسم ذات، درود شریف، چہار ضربی، دورہ قادری۔ ان اذکار کا طریقہ والد حضرت کے رسالہ مفید الطالب سے نقل کیا جارہا ہے۔

مرشد نے جس لطیفہ کی نشان دہی کے بعد جو ذکر بتایا ہے اس کو استغفار اور لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھ کر شروع کرے، جب ختم کرے درود شریف پڑھ کر دعا کرے جس میں شجرہ پڑھے، ہو سکے کوئی مناجات[۵] پڑھ لے۔ اس دعا میں اپنے متعلقین اور مرشد کی اولاد و مریدین کو شریک کرے نیز مرشد کی سلامتی اور فیض رسانی کے لئے التجا کرے۔ پھر کوئی آیت قرآنی یا قل پڑھ کر فاتحہ خوانی کرے جس میں تمام بزرگان طریقت اور مشائخ و صالحین جملہ مسلمین مسلمات عزیز و اقارب پیر بھائی کو ایصال ثواب کرے۔ جو اس دنیا سے جا چکے ہیں جو بقید حیات ہیں ان کی استقامت دین و طریقت کے لئے دعا کرے۔

پاس انفاس یہ اللہ ھُو کا ذکر ہے اس کے کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ چار زانوں بیٹھے اور دونوں آنکھیں بند کر کے دونوں ہاتھ دونوں گھٹنوں پر رکھ کر سینہ کو سیدھا رکھے زبان بند کر کے ناف (لطیفہ نفس) سے "اَل" کو سانس سے اٹھائے۔ لطیفہ سری سے گزرتا ہوا

---

۵ مناجات حضرت شیخ فرید الدین عطار یا مولانا معین الدین آروی رحمتہ اللہ علیہما یا منظوم شجرہ

دماغ (لطیفہ اخفی) پر لاکہے اور ہ کا ضرب قلب (لطیفہ قلبی) پر لگائے۔ اس کو دوزانوں بیٹھ کر بھی کر سکتے ہیں دوزانو التحیات کی بیٹھک کو کہتے ہیں۔

پاس انفاس کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ سانس کو لطیفہ قلب سے اَل اُٹھا کر اُم دماغ پر لائے جا کر قلب پر ھُو چھوڑ دے۔

نفی اثبات چہار ضربی

یہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کا ذکر ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ پاس انفاس کرتا ہوا سانس کو اُمِّ دماغ یعنی لطیفہ اخفی پر حبس کرے یعنی روکے پھر دل کی زبان سے قلب (لطیفہ قلبی) سے لا اُٹھا کے اِ کا ضرب وسط سینہ (لطیفہ سری) پر لَا کا لطیفہ روحی پر لگاتا ہوا اِلَّا اللہ کا ضرب قلب پر لگائے اس طور پر کہ اِل کا اوّل پھر لِلّٰہ کا ضرب لگے۔ عدد طاق (۳ - ۵ - ۷ - ۹ - ۱۱) پر محمد رَّسُوْلَ اللہ کہہ کر قلب پر سانس چھوڑ دے۔ اس نفی اثبات میں چار ضرب لگے، پہلا ضرب لطیفہ سری، دوسرا لطیفہ روحی، تیسرا اور چوتھا لطیفہ قلبی پر۔ مبتدی ایک حبس دم میں تین بار کرے۔ پھر مرشد کے ایماء سے حسب استعداد بڑھاتا جائے۔ ان ضربات میں سر اور گردن کو جنبش ہوگی دھڑ کو نہیں۔ جب یہ ذکر ایک حد تک پہونچ جائے تو مرشد طالب کے تحمل و استعداد کو دیکھ کر پاس انفاس لطیفہ روحی کی تعلیم دے پھر نفی اثبات چہار ضربی کو لطیفہ روحی سے کرنے کی تلقین کرے۔

نفی اثبات لطیفہ روحی میں لا لطیفہ روحی سے اُٹھے گا اِ کا ضرب لطیفہ سری پر لَا کا لطیفہ قلبی پر لگاتا ہوا لطیفہ روحی پر اِلَّا اللہ کے دو ضرب لگائے۔

نفی اثبات سہ ضربی

یہ بھی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کا ذکر ہے، اس کی تلقین نفی اثبات چہار ضربی کے بعد کی جاتی ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ چار زانو بیٹھ کے پاس انفاس کرتا ہوا سانس کو اُمِّ دماغ یعنی لطیفہ اخفی پر روکے آدھا دھڑ جھکا کے ناف سے لَا اُٹھا کے اِ کا ضرب لطیفہ روحی پر لگاتا ہوا لَا کو کھینچتا ہوا اُمِّ دماغ (لطیفہ اخفی) پر گذارتا ہوا ہ کا ضرب قلب پر لگا کر اِلَّا اللہ کا پورا ضرب قلب پر لگائے، جب سانس میں تنگی پیدا ہونے لگے،

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہ کہہ کر سانس چھوڑ دے۔ اس نفی اثبات میں تین ضرب لگے، ایک لطیفہ روحی پر دو لطیفہ قلبی پر پہلاہَ کا دوسرا اِلاَّ اللّٰہ کا۔

ان ضربات کی تکمیل میں اوپر کے آدھا دھڑ گردن اور سر کو حسب موقع حرکت دینا ہوگا، ان اذکار سے حدّت پیدا ہو جائے تو ان میں کمی کر دے اور درود شریف کی کثرت کرے خواہ زبانی ہو یا ضرب سے جو مناسب حال ہو۔

ضرب میں صَلَّی اللّٰہُ عَلَیکَ یَارَسُولَ اللّٰہ کا فقرہ ہے اس کو درود شریف چہار ضربی کہتے ہیں اس کا طریقہ یہ ہے:۔

چار زانو آنکھیں بند کر کے بیٹھے قلب یعنی لطیفہ قلبی سے صَل کو سانس سے اٹھائے لَل کا ضرب وسط سینہ (لطیفہ سری) پر لگا کر لاَ کہتا ہوا ہَ کا ضرب لطیفہ روحی پر لگا کے عَلَیکَ کے ک کا ضرب قلب پر لگا کر یَارَسُولَ اللّٰہ کا ضرب دوبارہ لگائے یہ طریقہ خفی کا ہوا۔

اس کو آواز سے بھی کر سکتے ہیں یعنی بجائے سانس کے زبان کی آواز سے کرے لیکن دونوں میں بوقت ضرب گردن اور سر متحرک ہوں گے۔ بلا ضرب زبانی پڑھنے میں صرف زبان ہلے گی اور یہ تصور کرنا ہوگا کہ مدینہ طیبہ میں روضہ اقدس کے سامنے بیٹھ کے پڑھ رہے ہیں، اور سید عالم صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم سماعت فرما رہے ہیں اس میں دونوں آنکھیں بند کر لینا مناسب ہے اور یہ خیال باندھے کہ روضہ اقدس سے سبز نور قلب میں آرہا ہے درود شریف کا نور سبز ہے۔

حل مشکلات کے لئے سوا لاکھ بار اس درود شریف کو پڑھے اور اس کے وسیلہ سے اپنی حاجت روائی چاہے۔ جب طالب کی حالت اعتدال پر آجائے تو اسم ذات کا ذکر کرے۔

اسم ذات

اللّٰہ اللّٰہ کے ذکر کا نام ہے۔ اول مرشد طالب کو لطیفہ قلبی پر ذکر کرائے جب یہ لطیفہ جاری ہو جائے تو لطیفہ روحی کی طرف توجہ کرے اور اس پر اسم ذات کرائے۔ جب یہ جاری ہو جائے تو لطیفہ نفسی پر متوجہ ہو اس کے جاری ہونے پر لطیفہ سری پر اسی طرح

لطیفہ خفی اور لطیفہ اخفی پر، جب تک ایک لطیفہ جاری نہ ہو دوسرے لطیفہ پر توجہ نہ کرے اگرچہ اس میں وقت لگ جائے۔ لطیفہ کے جاری ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس لطیفہ سے اللہ اللہ کا ذکر مسموع ہو۔ اسی ذکر میں لطیفہ کے نور نمایاں ہوں گے۔ جب شش لطائف سے ذکر جاری ہو جائیں تو سب لطیفوں پر توجہ کر کے ایک ساتھ ذکر کرے، ان تمام لطائف کا ملا کر ایک ساتھ ذکر کرنے کا نام "ذکر اجماع" ہے۔

اس ذکر کے بعد مرشد مناسب سمجھے تو طالب کو "دورہ قادری" کی تلقین کرے ورنہ اسم ذات کا ذکر کافی ہے۔ دورہ قادری میں اسم ذات مع صفات ثلاثہ ہے یعنی اَللّٰہُ سَمِیْعُ اَللّٰہُ بَصِیْرُ اَللّٰہُ عَلِیْمُ یہ ذکر خفی ہے اس کا طریقہ یہ ہے:-

چار زانو یا دو زانو بیٹھ کر آنکھیں اور لب بند کر کے دل کی زبان سے ناف سے اللہ سَمِیْعُ کہتا ہوا سینہ تک لے جائے پھر اللہ بَصِیْرُ کہتا ہوا دماغ تک پھر اَللّٰہُ عَلِیْمُ کہتا ہوا عرش پر۔ پھر یہاں سے اَللّٰہُ عَلِیْمُ کہتا ہوا دماغ پر آئے یہاں سے اللہ بَصِیْرُ کہتا ہوا سینہ پر سینہ سے اَللّٰہُ سَمِیْعُ کہتا ہوا ناف پر آئے یہ صعود اور ہبوط مل کر ایک دورہ ہوا۔

ہدایات

(۱) ابتدا میں مرشد طالب کو چہار ضربی با آواز کرائے پھر ذکر خفی کی جانب توجہ کرے۔ ذکر خفی میں پہلی تعلیم پاس انفاس ہے پھر نفی اثبات چہار ضربی۔

(۲) نفی اثبات جہری (با آواز) کا طریقہ وہی ہے جو چہار ضربی خفی کا ہے فرق اتنا ہے کہ خفی میں حبس دم ہوگا اور اس کے پہلے پاس انفاس کیا جائے گا۔ جہری میں حبس دم نہیں ہوگا صرف آواز سے کیا جائے گا اور تینوں لطیفوں پر حسب طریق ضرب لگائے جائیں گے۔ پہلا ضرب سری پر دوسرا روحی پر تیسرا اور چوتھا قلبی پر۔ طاق عدد پر محمد رَّسُوْلُ اللّٰہ کہنا ہوگا۔ اس کے پہلے پاس انفاس نہیں کیا جائے گا۔

(۳) تعلیمات کے زیر عنوان جو اذکار لکھے گئے ہیں وہ سلوک کے اذکار ہیں ان اذکار کے شغل

کے دوران میں سالک کے ظرف واستعداد کے اعتبار سے باطنی حالات وکیفیات مختلف ہوتے رہتے ہیں ان میں قبض وبسط ہیں جن سے سالک آشنا ہوتا رہتا ہے۔ ان کیفیات کے ورود سے سالک کی ترقی ہوتی رہتی ہے۔ سالک پر نسبت کی آمد کا رُک جانا یا سالک کے جاری شدہ لطیفہ کا ذکر بند ہو جانا قبض ہے۔ بند ہو جانے کے بعد جاری ہو جانا بسط ہے۔

قبض کی کیفیت گراں ہوتی ہے اور بسط کی سہل۔ قبض کی کیفیت میں شیخ کی طرف متوجہ ہو اور درود شریف کا ورد کرے اور سیدھے ہاتھ پر درود شریف دم کر کے قلب پر ملے۔ یا اس لطیفہ پر جس کا جاری ہونا بند ہو گیا ہے۔ مشائخ نے اس کو بھی پڑھ کر دم کیا ہے۔ سُبحَانَ اللّٰہِ وَالحَمدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکبَرُ وَلَاحَولَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ العَلِیِّ العَظِیمِ مَاشَاءَ کَانَ وَمَالَمْ یَشَاءَ لَمْ یَکُنْ۔ گیارہ بار۔ قبض کے دفع کے لئے شیخ (پیر) کی صحبت میں رہنا زیادہ مفید ہے۔

(۴) قبض پیدا ہونے پر طبیعت پر گرانی اور ملال کا اثر ہو تو سمجھے قبض مفید ہے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو قبض مضر ہے یعنی مانع ترقی، اسی طرح بسط میں دل بستگی اور ترقی کی امنگ پیدا ہو تو جانے کہ بسط مفید ہے اور اگر ایسا نہیں ہے تو بسط مضر ہے۔

(۵) حال۔ حال کیفیت کی تبدیلی اور تلوین کا نام ہے اس میں تغیر ہوتا رہتا ہے ثبات نہیں ہوتا جیسا کہ بزم سماع میں کبھی گریہ کبھی خندہ کبھی رقص کبھی جنبش ہوتے ہیں کسی پر ثبات نہیں ہے یہ سب آنی جانی کیفیات ہیں۔

مقام، ثبات کا نام ہے اس میں قیام ہوتا ہے آنی جانی کیفیت نہیں ہوتی ہے جیسے جس مجلس میں حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر زلیخا کی سہیلیاں بے ہوش ہو گئیں اور اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے اس میں زلیخا بھی تھیں لیکن وہ جمال یوسف علیہ السلام کو دیکھتی رہیں نہ بے ہوش ہوئیں نہ انہوں نے ہاتھ کاٹا اور نہ پیر پٹکا بالکل ثابت اور ساکت رہیں اگرچہ اندر اندر بہت متاثر تھیں۔ یہ ثبات یوں تھا کہ جناب زلیخا کو مقام حاصل تھا یعنی مقام تمکین اور ان کی سہیلیوں کو حال یعنی مقام تلوین۔ تفصیل میں مقام کو مقام تمکین اور حال کو مقام تلوین کہتے ہیں۔

(۶) لطائف کے جاری ہونے پر پہلے "حال" حاصل ہوگا یعنی مقام تلوین پھر "مقام" نصیب ہوگا یعنی مقام تمکین اسی مقام میں "سلطان الاذکار" سے بہرہ ور ہوگا۔

ان اذکار کے علاوہ سورہ مزمل شریف مسبعات عشر، دلائل الخیرات، درود کبریت احمر حزب الاعظم، دعائے حزب البحر، دعائے حیدری، دعائے سیفی ختم خواجگان، چہل کاف بھی مشائخ آبادانیہ کے ورد میں رہے ہیں۔

شجرات طریقت سلاسل سبعہ

قطب ربانی عاشق الٰہی حضرت صوفی شاہ آبادانی قدس سرہ کو سات مبارک سلاسل میں اپنے شیخ سے اجازت و خلافت حاصل تھی۔ ان سلاسل کے شجرات ترتیب وار تحریر کئے جاتے ہیں واضح رہے کہ آپ پر قادری نسبت کا غلبہ تھا بیشتر مریدین کو آپ نے سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کیا۔

شجرہ قادریہ

سلسلہ آبادانیہ میں شجرہ قادریہ تین طریقے سے ہے جس کے لکھنے کا طریقہ یہ ہے۔

پہلا طریقہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَشَفِیْعِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا وَشَفِیْعِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ ○

الٰہی بحرمت آقائے دوعالم سید عالم حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

الٰہی بحرمت امیر المومنین حضرت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

الٰہی بحرمت سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت امام علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابوالقاسم ابراہیم نصیر آبادی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ عبدالواحد بن عبدالعزیز تمیمی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابوالفرح طرطوسی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابوالحسن ہنکاری رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابوسعید مبارک مخزومی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت محبوب سبحانی غوث صمدانی محی الدین سید عبدالقادر جیلانی بغدادی رضی اللہ عنہ المعروف بہ حضرت غوث اعظم

دوسرا طریقہ : اس کے لکھنے کا طریقہ یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَشَفِیْعِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا وَشَفِیْعِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ ○

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

الٰہی بحرمت آقائے دوعالم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
الٰہی بحرمت امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ
الٰہی بحرمت حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت امام حسن مثنیٰ رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت سید ابوالحسن رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت سید عبداللہ محض رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت سید موسیٰ جون رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت سید عبداللہ مورث رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت سید داؤد رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت سید موسیٰ ثانی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت سید محمد مورث رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت سید یحییٰ زاہد رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت سید عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت سید موسیٰ جنگی دوست رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت سید صالح بن موسیٰ جنگی دوست رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی محبوب سبحانی غوث صمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اس شجرے کے لکھنے کا دوسرا طریقہ یہ بھی ہے کہ اپنے شیخ سے شروع کرے اور آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کرے۔

تیسرا طریقہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَشَفِیْعِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ وَصَلِّ عَلَیْہِ۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

الٰہی بحرمت آقائے دوعالم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
الٰہی بحرمت امام المشارق والمغارب اسد اللہ الغالب حضرت علی کرم اللہ وجہہ
الٰہی بحرمت حضرت امام حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت امام حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ داؤد طائی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت عبداللہ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت سید الطائفہ حضرت شیخ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابوالقاسم نصر آبادی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ عبدالواحد بن عبدالعزیز تمیمی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابوالفرح طرطوسی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابوالحسن ہنگاری رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابوسعید مبارک مخزومیؒ رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی غوث صمدانی رضی اللہ عنہ
حضرت غوث اعظم سے قطب ربانی عاشق الٰہی حضرت صوفی شاہ آبادانیؒ کا سلسلہ طریقت اس طرح ہے۔
الٰہی بحرمت تاج الاصفیاء حضرت سید عبدالرزاق قادری رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت سید شرف الدین قتال قادری رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت سید شاہ عبدالوہاب قادری رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت سید شیخ بہاءالدین قادری رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ عقیل پارسا قادری رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ شمس الدین صحرائی قادری رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شاہ گدا رحمان اول قادری رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شاہ گدا رحمان ثانی بن محبوب علی قادری رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شاہ فضیل قادری رحمتہ اللہ علیہ

ے مخزومی اور مخرمی دونوں صحیح ہیں۔

الٰہی بحرمت حضرت سید شاہ کمال کیتھلی قادری رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت سید شاہ سکندر قادری رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سید آدم حسنی بنوری رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت بابا پیر محمد خاں لودی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شاہ محمد خاں لودی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شاہ محمد قریشی عباسی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ محمد جیا سندھی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت مولانا میر محمد زکریا قادری رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت قطب ربانی عاشق الٰہی حضرت صوفی شاہ آبادانی قادری سیالکوٹی ثم دہلوی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت صوفی شاہ آبادانی قدس سرہ کو اپنے شیخ کے علاوہ حضرت حافظ شاہ جمال اللہؒ رامپوری سے بھی اجازت حاصل تھی (رسالہ نظام المشائخ اگست ۱۹۲۵ء) یہ سلسلہ اس طرح ہے۔

الٰہی بحرمت حضرت صوفی شاہ آبادانی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت حافظ شاہ جمال اللہ رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ قطب الدین رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد زبیر رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ عبدالاحد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ رکن الدین گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت قطب عالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ محمد درویش اودھی رحمتہ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ محمد بڈھن بہرائچی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ محمد اجمل بہرائچی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ شمس الدین علی بغدادی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ المعروف بہ حضرت غوث اعظم پیران پیر دستگیر۔

حضرت صوفی شاہ آبادانی قدس سرہ سے فقیر راقم السطور کا سلسلہ اس طرح ہے۔

الٰہی بحرمت قطب ربانی عاشق الٰہی حضرت صوفی شاہ آبادانی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت امام الزاہدین حضرت حافظ شاہ احسان علی فریدی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت قدوۃ العارفین حضرت شاہ عبدالعلیم لوہاروی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت واقف اسرار خفی وجلی حضرت حاجی دیدار علی خاں غازی پوری رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت سلطان المشائخ حضرت حافظ شاہ فریدالدین آروی رحمتہ اللہ علیہ

↓ ↓ ↓

الٰہی بحرمت حضرت مولانا شاہ مصلح الدین آروی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت فضیلت مآب حضرت شاہ نثار احمد قادری رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت مولوی شاہ جعفر علی فریدی رحمتہ اللہ علیہ

↓

الٰہی بحرمت حضرت مولانا مفتی شاہ محمد ابراہیم فریدی رحمتہ اللہ علیہ قطب بدایوں

خاکپائے عارفاں فقیر محمد انور علی فریدی سہیل۔

شجرہ نقشبندیہ

امام طریقت حضرت خواجہ سید بہاء الدین نقشبند بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے سلسلہ طریقت (نقشبندیہ) کے اسناد کئی طرق پر ہیں۔

پہلا طریقہ

اس شجرہ میں فیض اویسیت ہے، اتصال صحبت و ملاقات نہیں ہے، بلکہ اتصال نسبت روحانیت ہے جس کو نسبت اویسی یا فیض اویسی کہتے ہیں اس میں تربیت روح سے ہوتی ہے صحبت میں رہنے سے نہیں جیسا کہ حضرت خواجہ ابوعلی فارمدی کو حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی کی روح پاک سے اور حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی کو حضرت خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہ کی روح مقدس سے اور خواجہ بایزید بسطامی کو سیدنا امام جعفر صادق علیہ السلام کی روح سے۔ اس فیض اویسی کا ذکر حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ نے رسالہ قدسیہ میں کیا ہے۔ (مکتوبات عالیہ)

اس لکھنے کا طریقہ یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ وَسَلَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

الٰہی بحرمت حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

الٰہی بحرمت حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت امام جعفر صادق رحمتہ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابو علی فارمدی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمود الخیر فغنوی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ علی رامیتنی عرف خواجہ عزیزاں رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد پارسا رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ

دوسرا طریقہ یہ سلسلہ بھی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے واسطے سے ہے۔ اس میں ہر بزرگ کی ملاقات اور حصول تربیت دوسرے بزرگ سے ثابت ہے اس کو اتصال صحبت کہتے ہیں۔ عام طریقہ سے یہی شجرہ بزرگان طریقت دیتے ہیں۔ اس کے لکھنے کا طریقہ پہلے کی ہی طرح ہے یعنی پہلے بسم اللہ پھر کلمہ درود شریف، اس کے بعد بزرگان سلسلہ کے نام۔

الٰہی بحرمت حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت قاسم بن محمد بن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت امام جعفر صادق رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت امام موسیٰ کاظم رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت امام علی رضا رحمتہ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت عبداللہ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت شیخ ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت شیخ ابوالقاسم نصر آبادی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت شیخ ابوعلی دقاق رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت شیخ ابوالقاسم امام قشیری رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت شیخ یوسف ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت خواجہ عارف ریوگری رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت خواجہ علی رامیتنی عرف خواجہ عزیزاں رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت خواجہ محمد بابا سماسی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت خواجہ سید امیر کلاں
الٰہی بحرمت خواجہ سید بہاء الدین نقشبند بخاری رحمتہ اللہ علیہ

تیسرا طریقہ تیسرا طریقہ مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے واسطے سے فخر دو عالم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔ اس میں بھی اتصال صحبت و تربیت ہے۔ یہ شجرہ اس طرح ہے۔

الٰہی بحرمت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
الٰہی بحرمت مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ
الٰہی بحرمت سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام
الٰہی بحرمت حضرت امام زین العابدین علیہ السلام

الٰہی بحرمت حضرت امام باقر علیہ السلام
الٰہی بحرمت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
الٰہی بحرمت حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام
الٰہی بحرمت حضرت امام علی رضا علیہ السلام
الٰہی بحرمت حضرت شیخ معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت عبداللہ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ علی رودباری رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابو علی کاتب رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابوعثمان مغربی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابو علی فارمدی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمود الخیر فغنوی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ علی رامیتنی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد پارسا رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سید امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سید بہاء الدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ

چوتھا طریقہ یہ سلسلہ حضرت انس بن مالک خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے منتہی ہوتا ہے اس میں بھی اتصال تربیت ہے۔

الٰہی بحرمت حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
الٰہی بحرمت حضرت انس بن مالک خادم رسول اللہ رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ امام حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ داؤد طائی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عبداللہ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ
حضرت جنید بغدادی سے حضرت خواجہ نقشبند تک شجرہ طریقت سلسلہ نمبر ۲ اور ۳ کے مطابق ہے۔
حضرت خواجہ بہاء الدین امام نقشبند سے حضرت صوفی شاہ آبادانی تک سلسلہ اس طرح ہے۔
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سید بہاء الدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد زاہد رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد درویش رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد امکنگی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد رضی الدین عرف خواجہ محمد باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سید آدم بنوری رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت بابا پیر محمد خاں لودی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شاہ محمد خاں لودی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شاہ محمد قریشی عباسی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ محمد جیا سندھی رحمتہ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت مولانا میر محمد زکریا رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت صوفی شاہ آبادانی رحمتہ اللہ علیہ
قطب ربانی عاشق الٰہی حضرت صوفی شاہ آبادانی قدس سرہ سے راقم السطور تک سلسلہ اس طرح ہے۔
الٰہی بحرمت حضرت صوفی شاہ آبادانی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت حافظ شاہ احسان علی فریدی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت سید شاہ عبدالعلیم لوہاروی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت حاجی دیدار علی خاں غازی پوری رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت حافظ شاہ فریدالدین آروی رحمتہ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شاہ نثار احمد رحمتہ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت مولوی شاہ جعفر علی فریدی رحمتہ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت مفتی شاہ محمد ابراہیم فریدی رحمتہ اللہ علیہ
فقیر محمد انور علی فریدی سہیل

شجرہ چشتیہ

سلسلہ آبادانیہ میں شجرہ چشتیہ اس طرح ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلِّمْ ۝
الٰہی بحرمت حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

الٰہی بحرمت امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ
الٰہی بحرمت حضرت امام حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید بصری رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابراہیم بن ادھم بلخی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ حذیفہ مرعشی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ہبیرہ بصری رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابواسحاق شامی چشتی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابواحمد ابدال چشتی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابومحمد ابدال چشتی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ناصر الدین ابویوسف چشتی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ مودود چشتی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ
الٰہی بحرمت خواجہ خواجگان حضرت خواجہ سید معین الدین حسن چشتی بہشتی
المعروف بہ خواجہ غریب نواز
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ

چشتیہ صابریہ	چشتیہ نظامیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سید علاء الدین علی احمد صابر رحمتہ اللہ علیہ	الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سید نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ

ے ممشاد، محمد شاد کا مخفف

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ نصیر الدین محمود روشن چراغ دہلی۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ جلال الدین کبیر الاولیاء رحمتہ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت مخدوم سید جلال الدین جہانیاں جہاں گشت رحمتہ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت مخدوم شیخ احمد عبدالحق ردولوی رحمتہ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت سید اجمل بہرائچی رحمتہ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ احمد عارف رحمتہ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت سید بڈھن بہرائچی رحمتہ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ محمد بن احمد عارف رحمتہ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ درویش بن قاسم اودھی رحمتہ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت قطب عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت قطب عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ رکن الدین گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت مخدوم شیخ عبدالاحد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سید آدم بنوری رحمتہ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت پیر محمد خاں لودی رحمتہ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شاہ محمد خاں لودی رحمتہ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شاہ محمد قریشی عباسی رحمتہ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ جیا سندھی رحمتہ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت مولانا میر محمد زکریا رحمتہ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت صوفی شاہ آبادانی رحمتہ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت حافظ شاہ احسان علی فریدی رحمتہ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت سید شاہ عبدالعلیم لوہاروی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت حاجی دیدار علی خاں غازیپوری رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت حافظ شاہ فریدالدین آروی رحمتہ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شاہ نثار احمد قادری رحمتہ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت مولوی شاہ جعفر علی فریدی رحمتہ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت مولانا مفتی شاہ محمد ابراہیم فریدی رحمتہ اللہ علیہ
فقیر محمد انور علی فریدی سہیل

چشتیہ نظامیہ اویسیہ سلسلہ آبادانیہ میں سلسلہ چشتیہ نظامیہ اویسیہ بھی ہے، حضرت صوفی شاہ آبادانی رحمتہ اللہ علیہ کو حضرت خواجہ سید نظام الدین اولیا، محبوب الٰہی قدس سرہٗ سے بلاواسطہ بیعت اور نسبت اویسی حاصل تھی جس کا تفصیلی ذکر حضرت کے حالات میں کیا گیا ہے۔

شجرہ سہروردیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا وَ شَفِیْعِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ وَصَلِّ عَلَیْہِ ○
الٰہی بحرمت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

الٰہی بحرمت امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

الٰہی بحرمت سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام

الٰہی بحرمت حضرت امام زین العابدین علیہ السلام

الٰہی بحرمت حضرت امام محمد باقر علیہ السلام

الٰہی بحرمت حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

الٰہی بحرمت حضرت امام علی رضا علیہ السلام

حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت ممشاد علو دینوری رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت احمد اسود دینوری رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ محمد بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ وجیہ لدین ابو حفص سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ ضیاء الدین ابو نجیب عبد القاہر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ صدر الدین عارف سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ رکن الدین ابو الفتح سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ جلال الدین المعروف بہ مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ اجمل بہرائچی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ بڈھن بہرائچی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ درویش بن قاسم اودھی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت قطب عالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ رکن الدین گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت مخدوم شیخ عبدالاحد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سید آدم بنوری رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت پیر محمد خاں لودی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شاہ محمد خاں رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شاہ محمد قریشی عباسی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ محمد جیا سندھی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت مولانا میر محمد زکریا رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت صوفی شاہ آبادانی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت حافظ شاہ احسان علی فریدی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت سید شاہ عبدالعلیم لوہاروی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت حاجی دیدار علی خاں غازی پوری رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت حافظ شاہ فریدالدین آروی رحمتہ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شاہ نثار احمد قادری رحمتہ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت مولوی شاہ جعفر علی فریدی رحمتہ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت مفتی شاہ محمد ابراہیم فریدی رحمتہ اللہ علیہ
خاکپائے عارفاں فقیر محمد انور علی فریدی سہیل

سلسلہ کبرویہ

الٰہی بحرمت حضرت محمد مصطفٰے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
الٰہی بحرمت مولائے کائنات حضرت سیدنا علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ
الٰہی بحرمت سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا امام موسٰی کاظم رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا امام علی رضا رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت معروف کرخی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت سری سقطی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت ابوعلی رودباری رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت ابوعلی کاتب رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت ابوعثمان مغربی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت ابوالقاسم گرگانی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت ابوبکر نساج رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت احمد[ہ] غزالی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ ضیاء الدین ابونجیب عبدالقاہر سہروردی رضی اللہ عنہ

ہ حضرت امام محمد غزالی کے بھائی

الٰہی بحرمت حضرت عمار یاسر رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ نجم الدین[1] کبریٰ رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت بابا کمال رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ احمد رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ عطایا خالدی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ شمس الدین فرغانی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ حمید الدین سمرقندی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ جلال الدین بخاری رضی اللہ عنہ (مخدوم جہانیاں جہاں گشت)
الٰہی بحرمت حضرت سید اجمل بہرائچی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ بڈھن بہرائچی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ درویش اودھی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ رکن الدین گنگوہی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ عبدالاحد سرہندی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ آدم بنوری رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت پیر محمد خاں لودی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت شاہ محمد خاں لودی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت شاہ محمد قریشی عباسی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ محمد جیاسندھی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت مولانا میر محمد زکریا قادری رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت صوفی شاہ آبادانی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت حافظ شاہ احسان علی فریدی رضی اللہ عنہ

---

[1] آپ سے سلسلہ کبرویہ جاری ہوا۔

الٰہی بحرمت حضرت سید شاہ عبدالعلیم لوہاروی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت حاجی دیدار علی خاں رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت شاہ فریدالدین آروی رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت شاہ نثار احمد قادری رضی اللہ عنہ — الٰہی بحرمت حضرت شاہ جعفر علی فریدی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت مفتی شاہ محمد ابراہیم فریدی رضی اللہ عنہ

احقر راقم السطور خادم الفقراء، محمد انور علی فریدی سہیل

سلسلہ مداریہ

الٰہی بحرمت حضرت جناب احمد مصطفےٰ محمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
الٰہی بحرمت امیر المومنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت عبداللہ علم بردار رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت یمین الدین شامی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت عین الدین شامی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ طیفور شامی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ بدیع الدین قطب مدار رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت سید اجمل بہرائچی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ بڈھن بہرائچی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ درویش اودھی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ رکن الدین گنگوہی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ عبدالاحد سرہندی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سید آدم بنوری رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت پیر محمد خاں لودی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت شاہ محمد خاں لودی رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت شاہ محمد قریشی عباسی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ محمد جیا سندھی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت مولانا میر محمد زکریا قادری رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت صوفی شاہ آبادانی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت حافظ شاہ عبدالعلیم لوہاروی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت حاجی دیدار علی خاں رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت حافظ شاہ فریدالدین آروی رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت شاہ نثار احمد قادری رضی اللہ عنہ — الٰہی بحرمت حضرت شاہ جعفر علی فریدی رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت مفتی شاہ محمد ابراہیم فریدی رضی اللہ عنہ
راقم السطور خادم الفقراء محمد انور علی فریدی سہیل

سلسلہ قلندریہ

الٰہی بحرمت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم
الٰہی بحرمت حضرت عبدالعزیز رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت خضر رومی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت نجم الدین قلندر رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت قطب الدین بینادل رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت محمد شاہ رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت عبدالسلام رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ رکن الدین گنگوہی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ عبدالاحد سرہندی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سید آدم بنوری رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت پیر محمد خاں لودی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت شاہ محمد خاں لودی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت شاہ محمد قریشی عباسی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت محمد جیا سندھی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت مولانا میر محمد زکریا قادری رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت صوفی شاہ آبادانی ، رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت حافظ شاہ احسان علی فریدی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت شاہ عبدالعلیم لوہاروی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت حاجی دیدار علی خاں رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت حافظ شاہ فرید الدین رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت شاہ نثار احمد قادری رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت شاہ جعفر علی فریدی رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت مفتی شاہ محمد ابراہیم فریدی رضی اللہ عنہ

احقر راقم السطور خادم الفقراء محمد انور علی فریدی سہیل

درود تنجینا

حضرت مولوی شاہ جعفر علی فریدی قطب سہرسا درود تنجینا کے بارے میں ایک مکتوب میں تحریر کرتے ہیں۔ درود تنجینا کے الہام کی وجہہ علامہ شیخ مجدالدین فیروزآبادی رحمتہ اللہ علیہ نے کتاب الصلات والبشر میں مع سند استماع لکھا ہے کہ مجھ کو حضرت شیخ ابوعبداللہ محمد بن یوسف بن حسین نے فرمایا (جو مسجد نبوی میں درس دیا کرتے تھے) کہ مجھے حضرت امام بن علی لخمی مالکی نے بتایا کہ حضرت شیخ صالح موسی ضریر نوراللہ مرقدہ نے فرمایا کہ ایک بار دریائے شور کے جہاز پر سوار تھا کہ اچانک مخالف ہوا تیز چلی جس کو اہل عرب "اقلابیہ" کہتے ہیں یہ ہوا بڑے خطرہ اور ہلاکت کی ہوتی ہے اس کی زد میں آنے سے بہت کم جہاز غرقابی سے نجات پاتے ہیں۔ جب یہ ہوا چلی تمام جہاز پر بیٹھنے والے خوفزدہ ہوکر مضطرب ہوگئے جب جہاز خطرہ میں آیا سب کے سب زیست سے نااُمید ہوگئے واویلا کرنے لگے، اسی پریشانی میں حضرت شیخ پر زبردست غنودگی طاری ہوئی جس سے حضرت شیخ کو نیند آگئی۔ خواب میں دیکھا کہ حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہیں اور میں حضوری میں ہوں۔ حضرت سید عالم نے اس درود شریف کی تلقین کی اور فرمایا کہ سب سے کہو کہ اس درود کو ہزار بار پڑھیں۔ حضرت شیخ بیدار ہوئے اور جملہ حاضرین کو درود سکھایا اور کہا پڑھو سب پڑھنے لگے ابھی تین سو بار پورا نہیں ہوا تھا کہ ہوا موافق چلنے لگی جس سے جہاز خطرہ سے نکل آیا اور سبھوں کے قلوب سے خوف وہراس جاتے رہے۔ دلوں میں اطمینان اور سکون نے جگہ لی مصیبتیں راحتوں سے بدل گئیں۔

حضرت ابوعبداللہ محمد بن یوسف شیخ الحدیث مسجد نبوی سے علامہ فیروزآبادی نے کتاب الصلوہ والبشر میں لکھا ہے کہ جو مسلمان اس درود کو ہزار بار پڑھے وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو اور مصیبت سے نجات پائے اس درود شریف کا نام درود تنجینا ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ (مدفون حوض شمسی مہرولی، نئی دہلی

۱۰۵۲ھ) نے جذب القلوب (فارسی) میں تحریر فرمایا ہے کہ درود تنجینا دنیا اور آخرت کے جملہ مقاصد حسنہ میں مفید ہے اور مشکلات کے حل کے لئے پُراثر، حل مشکلات کے لئے کم از کم ۳۰۰ بار (تین سو بار) پڑھے۔ حضرت شیخ محدث دہلوی نے دفع مصائب اور قضائے حاجات کی بابت اپنا کئی مرتبہ کا تجربہ لکھا ہے۔ کنز البرکات قلمی شرح دلائل الخیرات میں امام شیخ محی الدین سے نقل ہے کہ جو مسلمان پابندی سے دس بار صبح اور دس بار شام درود تنجینا کا ورد رکھے وہ قہر خداوندی سے محفوظ رہے اور رحمت الٰہی کا مستحق ہو اور اسے رب تعالیٰ کی رضا حاصل ہو، اور جملہ امور میں سہولت۔

درود تنجینا یہ ہے جو دلائل الخیرات حزب سوم مطبوعہ میں مذکور ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تُنَجِّیْنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَھْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِیْ لَنَا بِھَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَھِّرُنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ السَّیِّئَاتِ وَتَرْفَعُنَا بِھَا اَعْلَی الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِھَا اَقْصَی الْغَایَاتِ مِنْ جَمِیْعِ الْخَیْرَاتِ فِی الْحَیٰوۃِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ ○

مشائخ کرام نے بَعْدَ الْمَمَاتِ کے بعد اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ بڑھایا ہے لہٰذا اس کو درود تنجینا کا آخری فقرہ تصور کرنا چاہئے۔ مشائخ کرام نے لفظ تنجینا کے جیم کو تشدید سے بڑھا ہے اور فرمایا ہے کہ جیم کی تشدید سے ہی حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم نے تلقین فرمایا ہے۔

ترجمہ: اے اللہ وہ درود سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیج کہ جس سے تمام خوف و دہشت اور آفت سے نجات ملے اور ہماری ساری حاجتیں پوری ہوں اور جملہ گناہوں کی گندگیوں سے صفائی حاصل ہو اور اعلیٰ درجات میں پہنچ ہو، دنیاوی زندگی میں مقاصد حسنہ اور اخروی حیات میں اعلیٰ منزلوں پر رسائی ہو تو ہر چیز پر قادر ہے۔ (مکتوب ۴۰ از مکتوبات عالیہ)

بعض مشائخ نے اس درود شریف کا ثواب دس ہزار درود کے برابر بتایا ہے۔

دعائے فرید

یہ دعا بہت ہی برکت والی ہے۔ اس دعا کی تعلیم شیخ شیوخ العالم حضرت بابا شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ سید نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی قدس سرہ کو دی تھی اور فرمایا تھا کہ بابا نظام تم کو یہ دعا یاد ہے، آپ نے فرمایا "مخدوم آپ کی اس دعا کے یاد کرنے سے محروم ہوں" ارشاد ہوا "تم اس کو یاد کر لو اور پابندی سے روزانہ پڑھتے رہو تاکہ میں تم کو اپنی جانشینی اور خلافت عطا کروں"۔ حضرت محبوب الٰہی نے فرمایا کہ میں نے یہ دعا یاد کر لی اور دہلی واپس آکر بھی پڑھتا رہا۔ (سیر الاولیاء ص ۱۲۴)

وہ مبارک دعا یہ ہے:۔

اَللّٰھُمَّ یَا دَائِمَ الْفَضْلِ عَلَی الْبَرِیَّۃِ یَا بَاسِطَ الْیَدَیْنِ بِالْعَطِیَّۃِ
یَا صَاحِبَ الْمَوَاھِبِ السَّنِیَّۃِ یَا دَافِعَ الْبَلَاءِ وَالْبَلِیَّۃِ
صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِہِ الْبَرَرَۃِ النَّقِیَّۃِ وَاغْفِرْ لَنَا بِالْعِشَاءِ
وَالْعَشِیَّۃِ رَبَّنَا تَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ وَاَلْحِقْنَا بِالصّٰلِحِیْنَ وَ
صَلِّ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی مَلٰٓئِکَۃِ
الْمُقَرَّبِیْنَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا بِرَحْمَتِکَ یَا
اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ۝

اِختتام

الحمدللہ قطب ربانی عاشق الٰہی حضرت صوفی شاہ آبادانی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اور سلسلہ آبادانیہ کے دیگر مشائخ کرام کا مختصر تذکرہ ختم ہوا۔ اللہ تبارک تعالیٰ بزرگان کرام کے صدقہ وطفیل میں اس کو قبول فرمائے۔ فقیر اور اس کے جملہ احباب کرم فرما برادران طریقت اور پڑھنے والوں کو اپنی محبت اور رضا نصیب فرمائے اپنی خاص رحمت سے نوازے اور ایمان پر خاتمہ کرے۔ آمین بحرمت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

یارب بہ کمالات شہ جیلانی　　کاندر کرم و فضل ندارد ثانی
کن باطن من پاک بہ یک جلوہ نگاہ　　آلودہ مکن باعراض نفسانی

شاد و آباد رکھ تو میرے اہل بیت کو
شاہ آبادآنی صوفی باصفا کے واسطے

مقیم حال
نئی دہلی ۲
۱۱ ربیع الثانی بروز اتوار ۱۴۱۵ھ
۱۸ ستمبر ۱۹۹۴ء

سرتاپا ناچیز
محمد انور علی فریدی سہیل غفرلہ

3 / 161 ریلوے کالونی، تھامسن روڈ
نزد منٹو برج، نئی دہلی 110002

شجرہ منظوم قادریہ، مجددیہ، آبادانیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا الٰہی رحم فرما مصطفٰے کے واسطے
مشکلیں حل کر علی مشکل کشا کے واسطے

صبر و شکر و اتقا کا ہو مجھے جامہ عطا
حضرتِ سید شہیدِ کربلا کے واسطے

سید سجاد کے صدقے میں ساجد رکھ مجھے
علمِ حق دے باقر علمِ ھُدیٰ کے واسطے

جعفر صادق کا صدقہ صادق الایمان رکھ
عشقِ حق دے موسیٰ کاظم مقتدا کے واسطے

تو ہو راضی چاہتا ہوں ہر گھڑی تیری رضا
حضرت ضامن علی رضا کے واسطے

امر بالمعروف میں تو ہم کو رکھ ثابت قدم
شیخ کرخی اور سقطی رہنما کے واسطے

فضل سے تیرے ہمارا غنچۂ مقصد کھلے
شیخ بغدادی جنیدِ باصفا کے واسطے

یا الٰہی کھول دے راہِ طریقت قلب پر
حضرت بوبکر شبلی باخدا کے واسطے

بہر بوالقاسم مری قسمت میں ہو قربِ رسول
ایک کا رکھ عبدِ واحد بے ریا کے واسطے

فرحتِ عقبیٰ سے کر دے ہم کو مالا مال تو
شیخ یوسف بوالفرح صاحب ضیا کے واسطے

یا الٰہی حسنِ سیرت سے مجھے کر بہرہ یاب
بوالحسن ہنکاریٔ پیرِ ھُدا کے واسطے

دین و دنیا میں مجھے یارب سعادت مند کر
بوسعید و اسعدِ سعد الورا کے واسطے

ہم کو یارب روزِ محشر قادریوں میں اُٹھا
شیخ عبد القادرِ قدرت نما کے واسطے

پاک روزی کر عطا ہم کو تو اے رازق خلق
بندۂ رزاق تاج الاصفیا کے واسطے

دے شرف دینِ محمد کو ہمیشہ اے خدا
پیر شرف الدین سید رہنما کے واسطے

بہر شاہِ عبد وہاب و بہاؤ الدین ولی
میر ادل کر منتخب اپنی ولا کے واسطے

فضل سے اپنے خدایا بندۂ ناچیز کو
عقلِ کامل دے عقیلی پارسا کے واسطے

میر شمس الدین صحرائی کا یارب واسطہ
اُلفتِ کامل عطا کر اس گدا کے واسطے

دے گدائی ہم کو اپنے در کی اے ربِ کریم
شہ گدا رحمان اوّل پیشوا کے واسطے

سید ذی جاہ شمس الدین عارف کے طفیل
ہو عطا عرفاں کی دولت بے نوا کے واسطے

حضرت سید گدا رحمان ثانی کے طفیل
ظلِ رحمت میں ٹھکانا ہو گدا کے واسطے

فضل سے تیرے رہیں حامی میرے سید فضیل
دیتا ہوں یارب تجھے تیری عطا کے واسطے

ہوں شفیعِ بندہ وہ سید کمال کیتھلی
جو وسیلہ ہیں جہاں میں ابتدا کے واسطے

سایۂ رحمت میں تیرے ہم رہیں صبح و مسا
شاہ اسکندر ولی مرتضیٰ کے واسطے

سنتِ خیر البشر پر رکھ ہمیں ثابت سدا
شہ مجدد الف ثانی پیشوا کے واسطے

کر دے سینہ کو میرے گنجینۂ انوارِ حق
خواجۂ آدم شریف حق نما کے واسطے

پیر کا دامن ہو میرے ہاتھ میں روزِ جزا
نسبت پیر محمد باصفا کے واسطے

عشقِ احمد سے ہمارے دل کو تو معمور کر
شہ محمد خان لودی باوِلا کے واسطے

دور کر مجھ سے غمِ دنیائے دوں رب کریم
شاہ عباسی ولی باصفا کے واسطے

وہ محمد جیا سندھی شیخ ہوں میرے ولی
وہ وسیلہ ہوں میرا تیری وِلا کے واسطے

وہ کرم فرما کہ اب ذاکر ہو میرا بال بال
میر مولانا محمد ذکریا کے واسطے

شاد اور آباد رکھ تو میرے اہلِ بیت کو
شاہ آبادانی صوفی باصفا کے واسطے

ہر بلائے ناگہانی سے ہمیں محفوظ رکھ
حافظِ احسان علی باخدا کے واسطے

نفسِ شیطان سے حفاظت کر میری رب حفیظ
حضرت عبد العلیم مُہتدا کے واسطے

میرے حق میں ہوں دُعا گو شاہِ دیدار علی
رویتِ مولیٰ علی مرتضیٰ کے واسطے

میرا دل آمن ہو یارب اضطرابِ حشر میں
شہ فریدالدین فردِ اولیار کے واسطے

یا الٰہی ظاہر و باطن کی تو اصلاح کر
حضرت شہ مُصلح الدین باسخا کے واسطے

حضرتِ شاہ نثار احمد کا یارب واسطہ
کچھ نثارِ احمدی ہو بے نوا کے واسطے

وقتِ آخر خاتمہ بالخیر فرما اے کریم
حضرت جعفر علی پیر ھُدا کے واسطے

اپنے خاص الخاص بندوں میں ہمارا حشر کر
مفتی ابراہیم فخر الاتقیاء کے واسطے

واسطہ یارب تمام ان اولیائے پاک کا
بخش جنّت ہر مرید باصفا کے واسطے

سب محبّوں اور عزیزوں کو تو ان کے شاد رکھ
جملہ پیران طریقت باوِلا کے واسطے

45468
29/8/2000

مناجات

از عاشق الرسول حضرت مولانا مولوی حکیم شاہ محمد معین الدین صاحب قادری آروی

اے خداوندِ کافر و دیندار
ہے ترا نام کبریا غفار

احمدِ مجتبیٰ کے صدقے میں
جملہ اہلِ صفا کے صدقے میں

میرے عیبوں پہ تو نگاہ نہ کر
مجھ کو محشر میں رُوسیاہ نہ کر

جب تک آنکھوں میں دم رہے یارب
دل میں تیرا ہی غم رہے یارب

رات دِن تیری آرزو میں کٹے
زندگی تیرے ہاؤ ہو میں کٹے

دل میں وہ آگ مشتعل ہو جائے
جل کے سارا وجود دل ہو جائے

دل تری جلوہ گاہ ہو جائے
تیری رگ رگ میں راہ ہو جائے

تیری وحدت کا رنگ یوں چھائے
نقشِ اغیار دل سے مٹ جائے

ہو فنا پیدا وہ کیف سینے میں
نہ رہے فرق مرنے جینے میں

بزمِ محشر میں بھی یہ حال رہے
ٹھیک مستوں کی چال ڈھال رہے

بادہ ہائے بقا کا دور چلے
ہم برابر کہیں کہ اور چلے

جام پر جام تو دیئے جائے
تیرا مے کش اسے پیئے جائے

یہی بخشش کا تیرے ڈھنگ رہے
یونہی مے کش کا تیرے رنگ رہے

نہ ہو پروائے شعلہ ہائے سقر
نہ تمنائے جنت و کوثر

میری آنکھیں ہوں تیرا جلوہ ہو
بس ابد تک یہی تماشہ ہو

سن لے مولا یہ التجائے معینؔ
کرے مقبول یہ دعائے معینؔ

گرم مے خانۂ فریدر ہے
ہم غلاموں کی روز عید رہے